بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قاموس المشاہیر

جلد دوم

ردیف ش

شاپور۔ طہران کا ایک شاعر تھا۔ سنہ ۱۶۳۸ء مطابق سنہ ۱۰۴۸ھ میں وفات پائی۔ تبریز میں بمقام سرخاب مزار ہے۔ ملک الشعرا خطاب تھا۔

شاپور اوّل۔ ساسانی خاندان کا بادشاہ ایران تھا۔ اردشیر بابکان کا لڑکا تھا۔ سنہ ۲۴۰ء میں حکومت شروع کی اور رومن مملکت پر حملہ آور ہو کر کئی فتوحات حاصل کیں اور اڈیسا کی لڑائی میں رومی شہنشاہ ویلیرین کی زندہ کھال کھنچوائی۔ ایرانی مورخین کی تحریر کے مطابق شاپور نے ۳۰ سال حکومت کی۔ اور سنہ ۲۷۳ء میں فوت ہوا۔ یہ ایک اچھا سپہ سالار ہی نہیں بلکہ ایک عقلمند اور فیاض حکمراں بھی تھا۔ اس کا لڑکا ہرمز اول جانشین ہوا۔ شاپور نے جارجیا اور آرمینیہ فتح کیے۔

شاپور ثانی۔ ذوالاکتاف لقب ہے۔ ہرمز ثانی شاہ ایران کا لڑکا تھا اور اپنے والد کی وفات کے چند ماہ بعد سنہ ۳۱۰ء میں پیدا ہوا۔ گویا اُس کی سلطنت کا زمانہ اُسی وقت سے شروع ہو گیا تھا جبکہ اُس کے باپ کا انتقال ہوا۔ اسی وجہ سے فارسی مورخ اُس کے زمانۂ حکومت کو اُس کی عمر سے کچھ ماہ بڑھا ہوا بتاتے ہیں۔ سنہ ۳۸۰ء میں ۷۱ سال کی عمر میں فوت ہوا۔ اس کے زمانے میں ملک بہت خوش رہا۔ تمام دشمن مغلوب ہوئے اور سلطنت کی وسعت بہت بڑھ گئی جارجیا اور آرمینیا وغیرہ سلطنت ایران کے باقاعدہ صوبے بن گئے۔ اردشیر دویم اُس کا بیٹا جانشین ہوا۔

شاپور ثالث۔ شاپور شاہ ثانی کا لڑکا تھا۔ اور اردشیر ثانی کا اخیافی بھائی۔ جن کو معزول کر کے خود سنہ ۳۸۵ء میں ایران کا بادشاہ ہو گیا۔ اس شاہزادہ نے صرف پانچ سال حکومت کی۔ خیمے کی چوب کے یکایک گر جانے کے سبب انتقال کیا۔

شاد۔ دیکھو مہاراجہ کشن پرشاد بہادر ردیف م

شاد الملک۔ سمرقند کی ایک کسبی تھی۔ سلطان خلیل بادشاہ سمرقند کے دربار میں ملازم تھی۔ سلطان نے اُس کو

نے جو امیر تیمور کا پوتا تھا اور امورِ سلطنت میں نہایت
ہوشیار تھا اس کسبی کی محبت میں پھنسکر اپنی حکومت
کھو دی تھی۔

شاداں۔ راجہ چندو لال کا تخلص ہے حکومت آصفیہ
(دکن) کے مشہور فیاض اور ذی علم امیر تھے۔ ۲۴
سال تک خدمت وزارت و پیشکاری انجام دی
۱۸۴۵ء مطابق ۱۲۶۱ھ میں انتقال ہوا۔ ان کا
کلیات چھپکر شائع ہو گیا ہے۔

شادمان سلطان۔ گکھڑ کی شاہی نسل سے ایک
شاعر تھا۔ اسی وجہ سے سلطان کا لقب اختیار کیا
شاہجہاں کے زمانہ میں گکھڑ قوم کی حکومت پنجاب
اور حسن ابدال کے قریب تھی۔ ایک دیوان اس
کی تصنیف ہے۔ اس نے تخت طاؤس کی تیاری پر
۱۶۳۵ء مطابق ۱۰۴۴ھ میں شاہجہاں کی مدح
میں ایک نظم لکھی اور معقول انعام پایا۔ عالمگیر کے
زمانہ میں ۱۶۹۸ء مطابق ۱۱۰۹ھ میں انتقال کیا

شافعیؒ امام۔ ان کی کنیت ابو عبداللہ محمد بن ادریس
ہے۔ یہ شافعی اِس وجہ سے کہلاتے تھے کہ ان کے
مورثِ اعلیٰ کا نام شافعیہ تھا۔ جو ہاشمی النسل تھے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب
اِن کے آبا و اجداد میں داخل تھے۔ اسی وجہ سے
ان کو امام المطلبی بھی کہتے ہیں۔ عارف باللہ ان کا
لقب ہے۔ یہ بمقام غزہ پیدا ہوئے۔ اِن کی تاریخ
پیدائش ۷۶۷ء مطابق ۱۵۰ھ ہے۔ یہی وہ سنہ
امام ابو حنیفہؒ کا سنِ وفات ہے۔ یہ اہلِ سنت و الجماعت
کے چار مشہور اماموں میں سے ایک امام تھے۔
فن حدیث میں ان کے دو مجموعے "مسند" اور "سنن"
مشہور ہیں۔ فقہ میں۔ الفقہ الاکبر ان کی ایک مستند
کتاب ہے۔ ملک بن عوس سے تلمذ حاصل تھا شافعی
مذہب کے پیرو خراسان میں بہت زیادہ ہیں۔
اس وقت ہندوستان اور ایران میں ان کے
مقلد بہت کم پائے جاتے ہیں۔ مصر میں بتاریخ
۲۰ جنوری ۸۲۰ء مطابق ۳۰ رجب ۲۰۴ھ
۵۴ سال کی عمر میں وفات پائی۔

شاکر۔ عبدالرحمن مصنف گلستانِ مسرت کا تخلص ہے
اس کتاب کا نام حدائق المعانی بھی ہے۔ امجد علی شاہ
کے زمانے میں ۱۸۴۵ء مطابق ۱۲۶۱ھ میں اس
کتاب کی ابتداء اور واجد علی شاہ کے زمانے میں
انتہا ہوئی۔

شانی۔ ایک شاعر ہے جو شاہ عباس اوّل والئ فارس کے
زمانہ حکومت میں زندہ تھا۔ اور ۱۶۱۴ء مطابق ۱۰۲۳ھ
میں وفات پائی۔ اس کو مولانا شانی تکلو بھی کہتے ہیں

شاہ باز بندہ نواز۔ عشق نامہ اور سادات نامہ کا
مصنف تھا۔ ان کتابوں میں خدا کی معرفت اور
روح کا بیان ہے۔

شاہ باز خاں کمبوہ۔ حاجی جمال کی چھٹی پشت میں
شیخ بہاء الدین ملتانی کا شاگرد تھا۔ اپنا زندگی کا
پہلا حصہ درویشی میں صرف کیا۔ بعد کو شہنشاہ اکبر
کی ملازمت میں منسلک ہو کر امرائے شاہی میں
داخل ہو گیا۔ ۱۵۹۹ء مطابق ۱۰۰۸ھ میں ۷۰ سال
کی عمر میں وفات پائی۔ خواجہ معین الدین چشتیؒ کے
مزار کے پاس اجمیر میں دفن ہے۔ اس کی فیاضی مشہور
ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے پاس سنگِ پارس تھا۔

شاہ بیگ ارغون۔ سندھ کا بادشاہ ارغون خاندان
کا بانی تھا۔ اس کے باپ کا نام مرزا ذوالنون
بیگ ارغون تھا جو سلطان حسین مرزا شاہ خراسان
کی قوم کا سپہ سالار تھا۔ وہ محمد خاں شیبانی کے
حملے کی مدافعت میں کام آیا۔ جب بابر نے قندھار

پر حملہ کیا وہ اپنے کو اُس کے مقابلے کے ناقابل سمجھکر
سندھ کی طرف چلا آیا۔ یہاں اُس وقت سمانیہ
خاندان کا آخری بادشاہ فیروز حکمران تھا۔ سنہ ۱۵۲۱ء
میں اس کو شکست دیکر سندھ کا بادشاہ بن گیا۔
صرف دو سال حکومت کی۔ سنہ ۱۵۲۴ء مطابق سنہ ۹۳۰ھ
میں فوت ہوا۔ اس کا بڑا لڑکا شاہ حسین ارغون۔
جانشین ہوا۔

شاہ بیگم۔ جہانگیر نے اپنی پہلی بی بی کو یہ خطاب
عطا کیا تھا۔ جو بھگوان داس کی لڑکی اور بہاری مل
کی پوتی تھی۔ سنہ ۱۵۰۴ء مطابق سنہ ۹۹۳ھ میں شہزادہ
سلیم کو جو جہانگیر کے لقب سے تخت نشین ہوا منسوب
ہوئی۔ شہزادہ سلطان خسرو اُسی کے بطن سے
پیدا ہوا۔ سلیم اپنے ایام شہزادگی میں اپنے باپ
اکبر کی ناخوشی کی وجہ سے الہ آباد رہنے لگا تھا۔
شاہ بیگم بھی اسی کے ساتھ تھی۔ سلیم اپنے بڑے
بیٹے خسرو سے اس کی سرکشی کی وجہ سے ناراض
تھا۔ باپ بیٹوں کے باہمی تنازعہ نے یہاں تک
طول کھینچا کہ ایک دن شاہ بیگم نے زندگی سے
تنگ آکر افیون کھالی اور اُس کے اثر سے سنہ ۱۶۰۳ء
مطابق سنہ ۱۰۱۲ھ میں فوت ہوگئی۔ اس کی قبر
خسرو باغ الہ آباد میں موجود ہے۔ شہزادہ خسرو بھی
یہیں دفن ہے۔ اس بیگم کو آرام جان بھی کہتے ہیں۔
یہ خطاب شاہی محل میں آنے پر اکبر کے دربار سے
ملا تھا۔ اس کو شادی سے قبل راجہ بھگوان داس
اس کے باپ نے سنسکرت کی اچھی تعلیم دی تھی۔
اس زبان میں اس کی ایک کتاب "حقوق مہاراجگان"
پر مشہور ہے۔ داراشکوہ نے اس کو فارسی کا جامہ پہنایا

شاہ بیگم۔ خان مرزا بدخشانی کی والدہ تھی
جس کا سلسلہ نسب سکندر اعظم سے ملتا ہے۔

شاہ بیگم۔ محمد مقیم برادر شاہ بیگ ارغون کی
حاکم قندھار کی جو بعد کو بادشاہ سندھ ہوا
لڑکی تھی۔ اس کی شادی قاسم کوکا کے ساتھ
ہوئی تھی۔ جو ازبک قوم کی لڑائیوں میں مارا گیا
بابر نے جب قندھار کو فتح کیا۔ شاہ بیگم کو
کابل بھیجدیا۔

شاہ ترکمان۔ ایک ولی تھے سنہ ۱۲۴۱ء مطابق سنہ ۶۳۸ھ
میں بمقام دہلی فوت ہوئے وہیں ان کا مزار ہے
جو درگاہ شاہ ترکمان کے نام سے آج تک مشہور ہے

شاہجہاں۔ ایام شہزادگی میں اس کا نام خرم تھا
شہنشاہ جہانگیر کا بڑا لڑکا تھا۔ لاہور میں ۵ جنوری
سنہ ۱۵۹۳ء مطابق ۲۹ ربیع الاول سنہ ۱۰۰۲ھ کو رانی
بالمتی دختر راجہ اُودے سنگھ پسر راجہ مالدیو والی
جودھپور کے بطن سے پیدا ہوا۔ جہانگیر کے فوت
ہونے پر ۴ فروری سنہ ۱۶۲۸ء مطابق ۸ جمادی الثانی
سنہ ۱۰۳۷ھ کو محمد شہاب الدین شاہجہاں کے نام سے
تخت نشین ہوا۔ ہندوستان کے سب بادشاہوں میں
جو شان وشکوہ اس بادشاہ نے پیدا کی تھی وہ کسی دوسرے
کو حاصل نہیں ہوئی۔ خان جہان لودی شاہجہاں سے پہلے
کدورت رکھتا تھا۔ شاہجہاں جب بادشاہ ہوا۔ تو
خان جہاں نے معافی مانگ لی۔ بادشاہ نے اس کو
مالوے کا صوبہ دار کردیا۔ لیکن اس پر بھی خان جہاں
نے شاہجہاں سے علانیہ بغاوت اختیار کی۔ اور
دکن کے بادشاہوں کو مغلیہ سلطنت کے خلاف اُبھار
شاہجہان کو چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ لیکن بالآخر سطوت
شاہنشاہی سے مرعوب ہوکر بندیل کھنڈ میں کالنجر کے
قریب ایک لڑائی میں جو سنہ ۱۰۴۰ھ مطابق سنہ ۱۶۳۰ء
میں واقع ہوئی مارا گیا۔ دکن کے جن بادشاہوں نے
خان جہاں کو مدد دی تھی وہ بھی شاہی مواخذہ سے

نہ بچ سکے۔ نظام شاہی سلطنت کا خاتمہ اسی بادشاہ کے وقت میں ہوا۔ مہمات دکن کے علاوہ بلخ اور بدخشاں کی لڑائیاں اسی کے وقت میں ہوئیں لیکن صلح کرکے بادشاہی فوجیں واپس آگئیں۔ انتظامی قابلیت کے ساتھ ذوق سلیم بھی اس بادشاہ کا حصہ تھا۔ دہلی کو از سر نو تعمیر کرکے اس کا نام شاہجہان آباد رکھا۔ اس کا بنایا ہوا تخت طاؤس مشہور ہی جو ۶۵ لاکھ روپیہ میں تیار ہوا تھا۔ اس تخت میں دو طاؤس تھے جن میں نیلم یاقوت اور زمرد جڑے ہوئے تھے۔ آگرے میں اپنی پیاری بی بی ارجمند بانو بیگم المعروف بہ ممتاز محل کا مقبرہ کروڑوں روپے کی لاگت سے تیار کرایا جو آج تک دنیا کے سیاحوں کی نگاہوں میں چکا چوند پیدا کرتا ہی عمارتوں پر کروڑوں صرف کرنے کے علاوہ یہ بادشاہ فیاض بھی تھا۔ اس کی لڑکی جہاں آرا بیگم کے کپڑوں میں ایک مرتبہ اتفاقیہ شمع سے آگ لگ گئی اور وہ بہت دنوں سخت بیمار رہی ایک شخص کے دیے ہوئے مرہم سے آرام ہوگیا۔ صحت پانے پر کروڑوں روپیہ خیرات ہوا۔ مرہم دینے والے شخص کے وزن کے برابر سونا اُس کو انعام دیا گیا۔ شاہجہاں نے اُن شاہانہ رسوم کو جو مثل زمین بوسی وغیرہ کے اکبر کے زمانہ سے جاری تھیں اور خلاف شعائر اسلام تھیں قطعاً موقوف کردیا۔ ۱۶۵۷ء مطابق ۱۰۶۷ھ میں شاہجہاں سخت علیل ہوا اس کی بیماری میں سلطنت کا انتظام داراشکوہ (جو اس کا منظورِ نظر بیٹا تھا) کرنے لگا اس کے دوسرے بھائیوں نے اس دوران میں خانہ جنگیاں شروع کردیں ۱۶۵۸ء مطابق ۱۰۶۸ھ میں اورنگ زیب اور داراشکوہ میں آگرے سے ۲۵۔۳۰ میل جنوب و مشرق میں ایک فیصلہ کن لڑائی ہوئی اورنگ زیب کو فتح ہوئی اس لڑائی کے بعد اورنگ زیب نے شاہجہاں کو آگرے کے قلعے میں نظربند کردیا۔ نظربندی کی حالت میں بوڑھے بادشاہ کے مراتب اور آرام و آسائش میں کوئی فرق نہیں آیا۔ ۷ سال دس ماہ قید رہ کر پیر کی شب میں ۲۳ جنوری ۱۶۶۶ء مطابق ۲۶ رجب ۱۰۷۶ھ کو ۷۶ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اور تاج گنج آگرہ میں اپنی پیاری بی بی کے پہلو میں دفن ہوا۔ شاہجہاں نے چار لڑکے اور چار لڑکیاں چھوڑیں سب سے بڑا لڑکا داراشکوہ دوسرا سلطان شجاع تیسرا عالمگیر (اورنگ زیب) چوتھا مرادبخش تھا۔ ان کی بیٹیاں۔ انجمن آرا۔ گیتی آرا۔ جہاں آرا اور دہر آرا تھیں دہر آرا کو روشن آرا بھی کہتے ہیں شاہجہاں کے زمانے کی طلائی اشرفی پر جو ۱۰۴۲ھ میں مسکوک ہوئی تھی۔ اوپر کی طرف یہ نظم کندہ ہی۔

سکّہ بر مُہر دو صد مہری زد۔ از لطف الٰہ
ثانیِ صاحب قراں شاہِ جہانِ دین پناہ
روئے زر باد۔ از نقشِ سکہ اش عالم فروز
تا شود از پرتوِ خورشید روشن روئے ماہ

دوسری طرف

از صدق ابوبکر شد ایمان انور
اسلام قوی دست شد از عدلِ عمرؓ
دیں تازہ شد از شرم و حیائے عثمان
از علم علی یافت ولایت زیور

شاہجہاں بیگم۔ ریاست بھوپال (وسط ہند) کی حکمران تھیں۔ سکندر بیگم اپنی ماں کی ۱۸۶۸ء مطابق ۱۲۸۵ھ میں عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ ان کو عمارات سے بہت شوق تھا۔ محلہ شاہجہاں آباد جو بھوپال کے کنارے پر واقع ہی انھیں کے زمانہ میں آباد ہوا اور انھیں کے نام سے مشہور ہی اپنے پہلے شوہر کی وفات کے بعد

۱۸۶۷ء مطابق ۱۲۸۴ھ میں بیوہ بیگم نے اپنے
وزیر مولوی صدیق حسن خاں سے نکاح کیا جو معتمد
المہام نواب محمد صدیق حسن خاں صاحب بہادر
وزیر ثانی کے لقب سے یاد کیے جاتے تھے۔
۱۹۰۱ء میں انتقال کیا۔

شاہ حسین ارغون۔ سندھ کا بادشاہ اپنے والد شاہ
لنگ ارغوں کا ۱۵۲۴ء مطابق ۹۳۰ھ میں
جانشین ہوا۔ ۳۲ سال حکومت کی اور ۱۵۵۵ء
مطابق ۹۶۲ھ میں فوت ہوا۔ اس کی وفات
کے بعد سندھ کی مملکت محمود حاکم بکر اور مرزا علی
ترخاں نے بانٹ لی اور دونوں بادشاہ بن بیٹھے
ان دونوں کے باہم خانہ جنگی شروع ہوگئی۔ شاہ اکبر
نے لاہور آکر تمام صوبہ بکر کو سوائے قلعہ بکر کے
اپنے قبضے میں کرلیا۔ محمود ۱۵۷۴ء مطابق ۹۸۲ھ
میں فوت ہوا۔ اس طرح خاندان محمود کی امیدوں کا
خاتمہ ہوگیا۔ عیسیٰ ترخاں نے جو شاہ حسین کی وفات
کے بعد ٹھٹہ پر قابض ہوگیا تھا ۱۵۶۷ء مطابق
۹۷۵ھ میں وفات پائی۔

شاہ حسین شاہ حجاز۔ شریف مکہ۔ یورپ کی جنگ
عظیم میں جس میں فرانس۔ انگلستان۔ اٹلی۔ روس
ایک طرف اور جرمنی آسٹریا ترکی دوسری طرف تھے
اور جو ۱۹۱۴ء سے ۱۹۱۸ء تک رہی۔ سلطان
ترکی سے باغی ہوکر سلطان حجاز کا لقب اختیار کیا
برطانیہ سے وظیفہ ملتا ہے اور خود مدعی خلافت ہے

شاہ حسین صفوی۔ اس کے والد کا نام شاہ سلیمان
تھا جو فارس کا بادشاہ تھا اس نے ۱۶۹۴ء
مطابق ۱۱۰۶ھ میں وفات پائی شاہ حسین
جانشین ہوا۔ ۱۷۲۲ء میں محمود نامی قندھار کے
ایک افغانی سردار نے اصفہان کا محاصرہ کیا۔ اور
سلطان حسین کو مجبور کردیا کہ وہ تاج اور تخت سے
دست بردار ہوجائے۔ ۲۳ اکتوبر ۱۷۲۲ء مطابق
۱۱۳۵ھ کو بدنصیب سلطان کو قید کرلیا گیا سات
سال کے بعد قید خانہ ہی میں اشرف محمود کے جانشین
نے نومبر ۱۷۲۹ء مطابق ۱۱۴۲ھ میں قتل کردیا صفوی
خاندان سلطان حسین کے ساتھ ختم ہوگیا۔ اس کا بیٹا
طہماسپ اس کا جانشین ہوا۔ لیکن وہ اپنی عیاشی اور
شراب نوشی کی وجہ سے سلطنت کھو بیٹھا اس کے
زمانے میں نادر شاہ کو موقع ملا کہ وہ ایک عظیم الشان
سلطنت کی بنیاد ڈالے۔

شاہدی قمی۔ ایک مصنف تھا۔ قم کا رہنے والا ۱۵۲۹ء
مطابق ۹۳۵ھ میں فوت ہوا۔

شاہ رُخ مرزا۔ رضا قلی کا لڑکا اور نادر شاہ کا پوتا
تھا۔ نادر شاہ کے مرنے پر اس کا بھتیجا علی قلی خاں جس نے
اس کو قتل کیا تھا جانشین ہوا اس نے تخت پر
بیٹھتے ہی ۱۳ مدعیان سلطنت کو جن میں نادر شاہ
کے سب لڑکے اور پوتے شامل تھے۔ تہ تیغ کرادیا
صرف شاہ رُخ بچ گیا تھا۔ شاہ رُخ تخت پر بیٹھا
جس کو آقا محمد شاہ فارس نے تخت سے ہٹادیا اور
اندھا کرکے مشہد بھیج دیا اور جو جواہرات اس کے
قبضے میں تھے چھین لیے ۱۷۹۶ء م ۱۲۱۱ھ میں بمقام
مشہد فوت ہوا۔

شاہ رخ مرزا۔ امیر تیمور کا چوتھا بیٹا تھا۔ سمرقند میں ۲۱
فروری ۱۳۷۷ء کو پیدا ہوا اپنے باپ کی وفات پر
فروری ۱۴۰۵ء میں خراسان کا مالک ہوا۔ جب
اس کا بھتیجا سلطان خلیل جو ۱۴۰۸ء مطابق ۸۱۱ھ
میں قید کرلیا گیا تو وہ خراسان سے سمرقند پر قبضہ
کرنے کو روانہ ہوا اور وہاں کا بادشاہ تسلیم کرلیا
گیا نہ صرف سمرقند میں بلکہ تمام ماوراء النہر میں اہل

کی حکومت ہو گئی یہ بادشاہ بہادر اور فیاض تھا ۴۲ سال حکومت کی اور بمقام فشاور د صوبۂ رے ایرانیوں کے نوروز کے دن یعنی بروز یکشنبہ ۱۲ مارچ ۱۴۴۷ء مطابق ۲۵ ذی الحجہ ۸۵۰ ہجری ۷۱ سال کی عمر میں فوت ہو گیا۔ اُس نے پانچ لڑکے چھوڑے مرزا اُلغ بیگ۔ ابراہیم مرزا۔ مرزا بایسنغر سیور غمش۔ اور محمد جوگی۔ مرزا الغ بیگ جانشین ہوا۔

شاہ رخ مرزا۔ امیر تیمور کی نسل سے ابراہیم مرزا کا لڑکا اور مرزا سلیمان حاکم کا پوتا تھا۔ اس کی ماں کا نام محترم خانم تھا۔ ۱۵۷۵ء مطابق ۹۸۳ھ میں اُس نے اپنے دادا سے بدخشاں کا مُلک چھین لیا۔ اس پر دس سال حکومت کی پھر ۱۵۸۵ء مطابق ۹۹۳ھ میں اسکو عبداللہ خاں اُزبک نے فتح کر لیا اور شاہ رخ ہندوستان کو بھاگ آیا۔ اکبر بادشاہ کا زمانہ تھا۔ اکبر نے نہایت مہربانی سے اس کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور اپنی لڑکی شکرالنساء بیگم ۱۵۹۳ء مطابق ۱۰۰۱ھ میں ان کے نکاح میں دے دی پنج ہزاری منصب پر سرفراز کیا۔ جہانگیر کے عہد میں ہفت ہزاری منصبدار ہوا۔ بمقام اوجین ۱۶۰۷ء مطابق ۱۰۱۶ھ میں فوت ہوا وہیں قبر ہی۔

شاہزادہ خانم۔ سلیمہ بیگم کے بطن سے اکبر کی شہزادی اپنے بھائی جہانگیر کے زمانۂ حکومت کے آغاز میں زندہ تھی۔

شاہ سلیمان صفوی۔ شاہ عباس دوم والی ایران کا لڑکا تھا۔ ۲۶ اگست ۱۶۶۶ء مطابق ۵ ربیع اوّل ۱۰۷۷ھ کو تخت نشین ہوا۔ ۲۹ سال حکومت کی اور ۱۶۹۴ء میں مطابق ۱۱۰۶ھ میں انتقال کیا۔ شاہ حسین صفوی اس کا بیٹا جانشین ہوا۔

شاہ شجاع۔ منظفریہ خاندان سے ایران کا بادشاہ گزرا ہے اس کا پایہ تخت شیراز تھا۔ کہا جاتا ہی کہ اس کو جوع البقر کا مرض لاحق تھا۔ سفر و حضر میں کبھی اِس کی بھوک کم نہ ہوتی تھی۔ اس نے اپنے باپ محمد منظفر کو اندھا کر دیا اور ۱۳۵۹ء میں خود حکمراں بن بیٹھا۔ اس کے بھائی شاہ محمود اصفہانی نے ۱۳۶۴ء میں شیراز کا محاصرہ کیا اور اس پر قبضہ کر لیا اور اپنے بھائی سے پہلے ۱۳۷۵ء مطابق ۹ شوال ۷۷۶ھ میں ۱۶ سال کی حکومت کے بعد فوت ہوا۔ شاہ شجاع کا بروز یکشنبہ ۹ اکتوبر ۱۳۸۴ء مطابق ۲۱ شعبان ۷۸۶ھ انتقال ہوا۔ زین العابدین اس کا لڑکا جانشین ہوا جو امیر تیمور کے شیراز آنے پر تستر کو چلا گیا وہاں اس کے چچا شاہ منصور نے اس کو پکڑ کر اندھا کر دیا۔ امیر تیمور نے شیراز یحییٰ بن منظفر کو تفویض کیا مگر ان سے شاہ منصور نے چھین لیا جو ۱۳۹۳ء مطابق ۷۹۵ھ تک جب تک کہ تیمور پھر اس پر قابض نہ ہو گیا اس بادشاہ کی حکومت میں رہا۔ اس کی قبر شیراز کے ایک باغ میں ہی "جو ہفت تن" کے نام سے مشہور ہی۔

شاہ شریف (دیکھو شاہ شرف الدین)

شاہ صدر۔ یہ ایک مسلمان بزرگ تھے جن کا مقبرہ سیستان کے پہاڑ کے دامن میں ہی جو سندھ کے سیدوں کے موضع لکی سے ۳۰۰ قدم کے فاصلے پر واقع ہی وہ اصلاً عرب سے آئے اور ملک سندھ میں اشاعت اسلام کی۔ ان کا سال وفات نہیں معلوم مگر ۱۷۵۵ء میں نادر شاہ بادشاہ کے حکم سے ان کا مقبرہ تعمیر ہوا ہے۔ ایک روایت مشہور ہے کہ نادر شاہ نے ان بزرگ کو خواب میں دیکھا تھا اور خواب میں ہی نادر شاہ کو بشارت دی گئی تھی کہ امرکوٹ میں اُسے

ایک بڑا دفینہ ملیگا۔ چنانچہ یہ خواب سچا ہوا تب تو نادرشاہ نے اُن کا مقبرہ تعمیر کرایا۔ اور سادات موضع لکی کو بڑی بڑی رقوم بطور نذر کے دیں۔ سادات لکی انھیں بزرگ کی اولاد میں ہیں اور وہ اپنا شجرۂ نسب امام علیؑ نقی سے ملاتے ہیں کچھ عجب نہیں کہ موضع کا نام نقی سے بگڑ کر لکی ہو گیا ہو۔

شاہ صفی عباس اعظم بادشاہ ایران کا پوتا۔ اصل نام بہرام مرزا تھا۔ اس کے والد کا نام صفی مرزا تھا۔ شاہ صفی کے لقب سے تخت نشین ہوا۔ چالیس سال حکومت کی ۱۶۴۲ء مطابق صفر ۱۰۵۲ھ میں انتقال ۔ یہ نہایت ظالم تھا۔ اس نے اپنے عہد میں یہ حکم دیدیا تھا کہ شاہی نسل کے تمام شہزادے اور قریب قریب ہر وزیر یا سپہ سالار قتل کر دیا جائے یا کم سے کم اندھا کر دیا جائے۔ اس کے فوت ہونے پر اس کا لڑکا عباس صفوی جانشین ہوا۔

شاہ صوفی ۔ اکبر کے زمانہ میں ایک مشہور ولی تھے ان کا مزار صوفی پور پرگنہ فیروز آباد ضلع آگرہ میں واقع ہے۔ اصفہان سے ہندوستان آئے تھے دریائے جمن کے قریب چندواڑ کے مقام پر گوشۂ عزلت میں بسر کرتے تھے۔ یہ قصہ مشہور ہے کہ اُس زمانے میں راجہ چندر سین فیروز آباد کا راجہ تھا یہ راجہ اپنی سرکشی سے بادشاہانِ مغلیہ کو ہمیشہ تکلیف دیتا رہتا تھا۔ اکبر کو یہ نفسِ نفیس راجہ کے مقابلے کے لیے آنا پڑا۔ یہاں عرصے تک مقابلہ جاری رہا۔ اسی دوران میں صوفی صاحب کی کرامتیں بادشاہ کے گوش گزار ہوئیں۔ اور بادشاہ نے اُن سے روحانی مدد چاہی۔ چنانچہ شاہ صاحب کی دعاسے قلعہ فتح ہوا۔ لیکن شاہ صاحب نے راجہ کے لیے بھی ایسی دعا دی کہ وہ عزت کے ساتھ چلا جائے۔ چنانچہ راجہ مع اپنے خاندان اور مال و متاع کے ہندوستان سے مشرق کے طرف چلا گیا۔ بادشاہ نے نصف موضع چندواڑ شاہ صاحب کو جاگیر میں دیدیا۔ اس قصبے سے راجہ چندر سین کا نام منسوب کیا جاتا ہے۔ حالانکہ تاریخ یہ بتاتی ہے کہ چندر سین کا زمانہ علاء الدین کے عہد میں گزرا ہے۔ یہ بالکل ممکن ہے کہ یہ قصبہ چندر سین کی اولاد سے تعلق رکھتا ہو۔ شاہ صاحب کا مزار اُسی مقام پر جواب صوفی پور کہلاتا ہے واقع ہے اور ایک خوشنما عمارت ہے۔

شاہ طاہر جنیدی ۔ یہ دخانی بھی کہلاتے ہیں۔ شاہ جعفر کے چھوٹے بھائی تھے۔ یہ ہمایوں کے زمانہ میں ہندوستان آئے اور بعد کو دکن چلے گئے۔ وہاں احمد نگر کے بادشاہ برہان نظام شاہ اول کے وزیر ہوئے۔ ان کا مذہب شیعہ تھا۔ ۱۵۳۷ء مطابق ۹۴۴ھ میں بادشاہ نے بھی ان کے اثر سے مذہب شیعہ اختیار کرلیا۔ اور نشان شیعیت کے طور پر بادشاہی تخت اور چتر شاہی کا رنگ سبز قائم کیا گیا۔

شاہ عالم ۔ دہلی کا بادشاہ تھا۔ اس کا اصلی نام عالی گہر تھا۔ شہنشاہ عالمگیر ثانی کا لڑکا ۔ زینت محل عرف بلال کنور کے بطن سے پیدا ہوا۔ ۱۵ ار جون ۱۷۲۸ء مطابق ۱۷ ار ذی قعدہ ۱۱۲۵ھ تاریخ پیدایش ہے ۱۷۵۸ء مطابق ۱۱۷۲ھ میں اس خوف سے کہ عماد الملک غازی الدین خاں وزیر مملکت قید نہ کرلے وہ قسمت آزمائی کے لیے دہلی چھوڑ کر بنگال پہنچا۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ انگریزوں نے

بنگال کے نواب سراج الدولہ کو تخت سے معزول کر کے میر جعفر کو مسند نشین کیا تھا۔ غازی الدین وزیر نے یہ سمجھ کر کہ عالمگیر ثانی احمد شاہ ابدالی سے سازش کر رہا ہے اس کو قتل کرا دیا۔ پانی پت کی لڑائی کے بعد احمد شاہ نے شاہ عالم ثانی کی بادشاہی کا جو اس وقت دِلّی میں موجود نہ تھا اعلان کر دیا۔ یہ واقعہ ۲۵ دسمبر ۱۷۵۹ء مطابق جمادی الاول ۱۱۷۳ھ کا ہے۔ شاہ عالم نے ۲۳ اکتوبر ۱۷۶۴ء میں انگریزوں کے ہاتھ سے بہار کے نکالنے کے لیے بکسر کی مشہور لڑائی لڑی مگر شکست کھا کر صلح کر لی اور الہ آباد چلا آیا۔ یہاں ۱۲ اگست ۱۷۶۵ء کو ملک بنگال کی دیوانی کی سند ایسٹ انڈیا کمپنی کو عطا کی۔ کمپنی نے بنگال بہار اور اڑیسہ کے محاصل میں سے ۲۴ لاکھ روپیہ سالانہ بادشاہ کو ادا کرنے کا وعدہ کیا۔ ۱۷۷۱ء تک شاہ عالم الہ آباد میں بیکار پڑا رہا اسی سال کے آخر میں ۲۵ دسمبر کو وہ دہلی پہنچا۔ ۱۰ اگست ۱۷۸۸ء کو غلام قادر خاں روہیلہ سردار نے اُس کو اندھا کر دیا۔ یہ بادشاہ فارسی میں شعر بھی کہتا تھا۔ آفتاب تخلص تھا۔ صاحبِ دیوان تھا۔

شاہ عبدالغفور۔ عرف بابا کپور۔ ان کا سلسلۂ طریقت شاہ مدار تک پہنچتا ہے۔ کالپی کے ساکن و مجذوب تھے سنہ نوسو نواسی ہجری مطابق ۱۵۸۱ء میں انتقال ہوا۔ حسب وصیت شاہ محمد غوث گوالیاری شہر گوالیار میں دفن ہوئے۔

شاہ علی حضرت۔ انہوں نے عربی فارسی اور گجراتی میں کئی کتب مذہبی تصنیف کیں۔ احمد آباد گجرات میں ۱۵۶۵ء مطابق ۹۷۳ھ میں فوت ہوئے اور وہیں قبر ہے۔

شاہ علی۔ شاہجہاں کے عہد میں مندسور کا جاگیردار تھا وہاں ایک جامع مسجد ۱۲ رجب ۱۰۶۲ھ میں تعمیر کی۔

شاہ علی محمد۔ تجلیات رحمانی کے مصنف ہیں۔ اس کتاب میں تصوف کے بعض مسائل کی شرح بیان کی گئی ہے۔

شاہ قانون۔ مشہور بزرگ تھے ان کی قبر شہر گوالیار میں ہے۔ بڑا مقبرہ اور چار دیواری ہے ان کے بیٹے کی قبر بھی وہیں ہے۔ مقبرہ کے دروازہ پر ۱۰۰۸ھ مطابق ۱۵۹۹ء کندہ ہیں۔

شاہ کرگ۔ اولیا اللہ سے تھے۔ کڑا مانک پور ضلع الہ آباد میں رہتے تھے۔ وہیں ان کا مزار مرجع خاص و عام ہے۔ سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کا زمانہ پایا تھا۔ اُس وقت سلطان علاء الدین صوبۂ الہ آباد کا حاکم تھا اُس نے فیروز شاہ سے بغاوت اختیار کر لی تھی ۱۲۹۶ء میں یہ سن کر کہ بادشاہ اُس کو سزا دینے کے لیے آ رہا ہے وہ اپنی فوج کے ساتھ دریائے گنگ کو عبور کر کے کڑا مانک پور پر خیمہ زن ہو گیا اور سب سے پہلے شاہ کرگ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ شاہ صاحب نے اُس کو دیکھ کر فی البدیہہ ایک شعر فارسی کا پڑھا جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ جو تیرے مقابلے کے لیے آ رہا ہے اُس کا سر کشتی میں اُتارا جائے گا اور دھڑ گنگا میں پھینک دیا جائے گا۔ چند گھنٹوں کے بعد یہ پیشین گوئی پوری ہو گئی۔ شاہ کرگ کی وفات ۱۲۹۶ء اور ۱۳۱۶ء کے درمیان واقع ہوئی۔

شاہ محمد خلیفہ۔ فارسی کی مشہور کتاب انشاء خلیفہ کے مصنف ہیں۔

شاہ محمود اصفہانی۔ شاہ منصور ایران کے

خاندان مظفریہ کا آخری بادشاہ گزرا ہے۔ اس نے شاہ زین العابدین کو اندھا کر کے شیراز پر قبضہ کرلیا امیر تیمور نے اس کو شکست دیکر ۲۲ مئی ۱۳۹۳ء مطابق ۱۰ رجب ۷۹۵ھ کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا

شاہ مدار۔ مشہور اولیائے کرام سے تھے ان کا نام نامی بدیع الدین تھا۔ شیخ تیفوری بسطامی کے مرید تھے۔ خاندان مداریہ ان ہی کے نام سے منسوب ہے ۲۰ دسمبر ۱۴۳۲ء مطابق ۸۳۶ھ میں ۱۲۴ سال کی عمر میں انتقال کیا اور بمقام مکن پور ضلع کانپور میں دفن ہوئے۔ جہاں ہر سال ایک بڑا میلہ ہوتا ہے۔ قاضی شہاب الدین دولت آبادی ان کے ہمعصر تھے۔ جو سلطان ابراہیم شرقی جونپوری کے زمانہ میں تھے۔

شاہ میر۔ میاں میر بھی کہلاتے ہیں۔ ان کا اصلی نام شیخ محمد تھا۔ خلیفہ دوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں تھے۔ نہایت متقی اور پرہیزگار تھے۔ ان کا شمار اولیا میں ہے۔ یہ سیستان میں ۱۵۵۰ء مطابق ۹۵۷ھ میں پیدا ہوئے۔ وطن چھوڑ کر ہندوستان چلے آئے لاہور رقیام کیا۔ ۶۰ سال تک یہاں رہے اور ۱۱ اگست ۱۶۳۵ء مطابق ۷ ربیع الاول ۱۰۴۵ھ کو ۸۸ سال کی عمر میں بمقام ہاشم پور دفن ہوئے۔ بکثرت مرید چھوڑے ملا شاہ انھیں کے مرید و خلیفہ تھے۔ جن سے شہزادہ داراشکوہ نے بیعت کی تھی۔ ضیاء العیون جو اخلاق کی مشہور کتاب ہے۔ حضرت شاہ میر ہی کی مصنفہ ہے۔ لاہور میں چھاؤنی میاں میر کا مقام آجتک انھیں کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

شاہ میر۔ کشمیر میں نہ صرف اسلامی حکومت کا بانی گزرا ہے۔ بلکہ وہاں مذہب اسلام کا شیوع بھی اسی کی ذات سے ہوا۔ وہ درویشانہ لباس میں ۱۳۱۵ء مطابق ۷۱۵ھ میں سیاحانہ وہاں وارد ہوا۔ اُس وقت راجہ بشن دیو کشمیر کا حکمراں تھا۔ اس نے راجہ کے دربار تک رسائی حاصل کرلی راجہ کے فوت ہونے کے بعد جب اُس کا لڑکا رنجن جانشین ہوا تو اُس نے اس کو وزارت کے عہدے پر ترقی دی رنجن کے فوت ہونے پر اُس کے جانشین آنند دیو نے بھی اُس کو اس عہدے پر بحال رکھا۔ شاہ میر اور اُس کے خاندان نے کشمیر میں یہاں تک اثر پیدا کرلیا تھا کہ راجہ ہی کی نظروں میں وہ معتمد نہ تھا بلکہ رعایا کے دلوں پر بھی اس کا سکّہ بیٹھا ہوا تھا۔ راجہ نے ان حالات پر نظر کر کے اس کے اثر کو گھٹانا چاہا اور اس غرض کے حصول کے لیے اس نے اُس کو دربار میں آنے کی ممانعت کر دی۔ اس حکم کا نتیجہ یہ ہوا کہ شاہ میر نے کھلّم کھلّا راجہ سے بغاوت اختیار کرلی۔ فوج مرتب کی۔ راجہ کے عہدہ دار بھی اُن کے شریک ہوگئے۔ ۱۳۲۶ء مطابق ۷۲۶ھ میں اس صدمے سے راجہ فوت ہوگیا۔ شاہ میر نے جو ملک پر پہلے ہی قابض ہوچکا تھا اپنے قبضے کو مکمل اور مضبوط کرنے کی غرض سے راجہ کی بیوہ کو لادیوی سے جس نے راجہ کے بعد کشمیر کی عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لی تھی اس کے مذہب اسلام قبول کرنے کے بعد نکاح کرلیا۔ شاہ میر سلطان شمس الدین کے لقب سے ۱۳۴۱ء مطابق ۷۴۲ھ سے ۱۳۴۵ء مطابق ۷۵۰ھ تک حکمراں رہا۔ ۱۳۴۹ء اور بقول بعض ۱۳۴۲ء میں اس کا انتقال ہوا۔ جمشید اس کا بیٹا جانشین ہوا۔

(کشمیر کے مسلمان بادشاہوں کی فہرست حسب ذیل ہے)

(۱) سلطان شمس الدین شاہ میر۔

(۲) جمشید بن شاہ میر۔ ۱۴ ماہ حکومت کی اور اس کے چھوٹے بھائی علاؤ الدین علی شیر نے اس کو جلاوطن کر کے قتل کر دیا۔

(۳) علاؤ الدین علی شیر بن شاہ میر نے ۱۳ سال تک حکومت کی۔

(۴) شہاب الدین علاؤ الدین نے ۱۹ سال حکومت کی ۱۳۷۶ھ میں فوت ہوا۔

(۵) قطب الدین برادر شہاب الدین۔ اس کے زمانہ میں مشہور سید علی ہمدانی کشمیر میں وارد ہوا ۱۵ سال حکومت کی۔

(۶) سکندر بت شکن۔ اس نے تمام بت توڑ ڈالے اور ہندو مذہب کی کایا پلٹ کر دی۔ قطب الدین امیر تیمور کا ہمعصر تھا۔ ۲۵ سال حکومت کی

(۷) علی شاہ سکندر، ۷ سال حکومت کی۔

(۸) زین العابدین برادر علی شاہ ۵۲ سال حکومت کی اور ۱۴۷۲ء میں فوت ہوا۔

(۹) حیدر شاہ بن زین العابدین ایک سال سے کچھ زیادہ عرصہ تک حکومت کی۔ محل کی چھت سے گر کر انتقال کیا۔

(۱۰) سلطان حسن بن حیدر شاہ ۱۲ سال تک حکمران رہا

(۱۱) محمد شاہ بن حسن شاہ۔ ۷ سال کی عمر میں تخت نشین ہوا اپنے چچا فتح خاں سے چند لڑائیاں ہوئیں آخر ۱۱ سال کی حکومت کے بعد فتح خاں نے اس کو قید کر دیا اور خود بادشاہ بن بیٹھا۔

(۱۲) فتح خاں۔ فتح شاہ کے لقب سے تخت نشین ہوا۔ دس سال حکومت کی۔ ازاں بعد ۱۵۹۶ء میں محمد شاہ نے اس کو شکست دیکر پھر حکومت حاصل کر لی۔ لیکن دو ماہ کے مختصر زمانے کے بعد فتح شاہ نے اس کو تخت سے اتار دیا اور ایک سال تک تخت پر قابض رہا۔ اس کے بعد محمد شاہ تیسری مرتبہ پھر ذی اختیار ہو گیا تھا اور اس مرتبہ اس نے ۱۹ سال حکومت کی۔ اور معزول کر دیا گیا۔ اس معزولی کے بعد اس کو چوتھی مرتبہ پھر حکومت کا موقع ملا۔ ۱۵۳۳ء میں وہ بہ اوقات مختلف پچاس سال حکومت کرنے کے بعد فوت ہو گیا۔

(۱۳) ابراہیم بن محمد پانچ سال حکومت کی۔

(۱۴) مبارک شاہ نازک اور بار بک کے لقب سے مشہور رہی۔ ابراہیم کے زمانہ میں ہمایوں نے مرزا حیدر دوغلات کی ماتحتی میں اپنی فوج کشمیر پر چڑھائی کرنے کو بھیجی۔ اس فوج نے مبارک شاہ کو شکست دی اور مرزا حیدر کشمیر کا بادشاہ ہو گیا مرزا حیدر دوغلات دس سال کی حکومت کے بعد ۱۵۵۱ء مطابق ۹۵۸ھ میں ایک شبخون میں قتل ہوا۔ اس کے بعد ارکین حکومت نے ملک کو تین حصوں میں تقسیم کر کے باہم دگر سلطنت کا بٹوارا کر لیا۔ اور مبارک بن ابراہیم کو نام کا بادشاہ بنا کر تخت پر بٹھا دیا۔ لیکن اس کے بھائی نے اس کو بہت جلد معزول کر دیا۔ ابراہیم ثانی دولت چک نے اس کو تخت پر بٹھایا۔ تھوڑے عرصے کے بعد معزول کر کے اندھا کر دیا اور اس کا بھائی اسمٰعیل ۱۵۵۶ء میں تخت نشین ہوا۔ جو دو سال حکومت کرنے کے بعد فوت ہوا۔ پھر اس کا لڑکا جانشین ہوا۔ تین سال حکومت کی۔ غازی چک نے اس کو قید کر لیا۔ غازی چک غازی

شاہ کے لقب سے تخت پر بیٹھا۔ چار سال حکومت کی۔ مرض جذام میں مبتلا ہو جانے کے سبب ۱۵۶۳ء میں تخت سے دست برداری کی حسین شاہ برادر غازی چک تخت نشین ہوا۔ ۶ سال حکومت کی ۱۵۶۹ء میں اپنے بھائی علی خاں کو تخت و تاج حوالہ کر کے خود گوشہ نشین ہو گیا۔ علی شاہ ۱۵۶۹ء میں بادشاہ ہوا ان کے زمانہ میں ۱۵۷۲ء میں ملا عشقی اور قاضی صدر الدین سفرائے سلطنت مغلیہ کشمیر آئے اس سفارت کا یہ نتیجہ ہوا کہ سلطنت دہلی اور حکومت کشمیر میں رابطۂ اتحاد قائم ہو گیا۔ خطبوں میں بہ حیثیت شہنشاہ کشمیر اکبر بادشاہ کا نام پڑھا جانے لگا۔ علی شاہ نے اپنی بھتیجی شہزادہ سلیم کے نکاح میں دیدی۔ ۱۵۷۸ء میں علی شاہ گھوڑے سے گر کر فوت ہوا۔ اس کی مدت حکومت ۹ سال ہے۔ اس کے بعد یوسف چک اُن کا بیٹا تخت نشین ہوا۔ جو ۱۵۸۶ء میں دربار شاہنشاہی میں حاضری کی غرض سے دہلی کو روانہ ہوا اور وہیں روک لیا گیا۔ اس کی غیر حاضری میں یعقوب چک نے اپنے کو بادشاہ مشتہر کر دیا ۱۵۸۶ء مطابق ۹۹۵ھ میں شہنشاہ اکبر نے محمد قاسم خاں امیر البحر کو کشمیر کی فتح کے لیے بھیجا۔ یعقوب کو شکست ہوئی اس کو گرفتار کر لیا گیا۔ ۱۵۸۸ء میں دربار دہلی میں اس کو حاضر کر دیا گیا اکبر نے اس کو اور اُس کے والد یوسف چک کو اپنے درباری امراء میں داخل کیا۔ دونوں نے صوبۂ بہار میں جاگیریں پائیں۔ اور اُس وقت سے کشمیر دہلی کا صوبہ بن گیا۔

شاہ نواز خاں۔ عبد الرحیم خاں خانخاناں اور شاہ جہاں بادشاہ دہلی کا خسر تھا۔ ۱۰۲۸ھ مطابق ۱۶۱۸ء میں وفات پائی۔

شاہ نواز خاں۔ وزیر آصف خاں کا لڑکا عہد شاہجہانی کے امرا میں داخل تھا۔ عالمگیر کا خسر تھا۔ بقول صاحب مآثر الامرا کے باپ کا نام مرزا رستم قندھاری تھا۔ عالمگیر نے اس کو احمد آباد گجرات کا صوبہ دار مقرر کر دیا لیکن اُس نے اپنے محسن اور داماد عالمگیر سے بیوفائی کی اور اُس کے حریف دارا شکوہ کا ساتھ دیا۔ جب دارا شکوہ ملتان سے فرار ہو کر احمد آباد آیا تو اُس نے اُس کی مدد کو ایک فوج فراہم کی اور فوج کی معیت میں اجمیر کی طرف رُخ کیا۔ جہاں کئی روز تک عالمگیر کی فوج سے مقابلہ ہوتا رہا۔ اس لڑائی میں دلیر خاں کے نیزے نے شاہ نواز خاں کا کام تمام کر دیا۔ اُس کے مارے جانے سے دارا کی ہمت ٹوٹ گئی اور وہ شکست کھا کر سندھ کی طرف بھاگ گئے۔ یہ واقعہ ۱۳ مارچ ۱۶۵۹ء مطابق جمادی الثانی ۱۰۶۹ھ کا ہے شاہ نواز کی قبر اجمیر میں خواجہ صاحب کی درگاہ کے قریب ہے۔

شاہ نواز خاں۔ شاہ عالم کے دربار کا ایک امیر تھا۔ مرارت آفتاب نما اس کی تصنیف ہے اس کتاب میں دہلی جدید کے تاریخی حالات درج ہیں۔

شاہ نواز خاں۔ صمصام الدولہ کا خطاب تھا اصل نام عبد الرزاق تھا۔ خاندان سادات سے تھا۔ جو خراسان سے اکبر کے زمانہ میں ہندوستان آیا۔ سب سے پہلے اس کا پردادا امیر کمال الدین امرائے اکبری میں داخل ہوا

اس خاندان کے دوسرے لوگوں نے بھی جو صمصام الدولہ کے مورثوں میں تھے۔ عہد شاہجہانی اور عالمگیر میں اقتدار پایا۔ صمصام الدولہ کے دادا کا نام قاسم خاں تھا جو ملتان کا دیوان تھا۔ اس کا باپ نواب سید حسن علی خاں صوبہ داری دکن پر مامور تھا۔ شاہ نواز خاں ۲۹ رمضان ۱۱۱۱ھ مطابق ۱۶۹۹ء میں بمقام لاہور پیدا ہوا۔ اس کی نشو و نما اورنگ آباد دکن میں ہوئی جہاں اس کا خاندان پہلے سے آباد تھا۔ اوّل اوّل نظام الملک آصف جاہ اول کے ملازم ہوا۔ اور برار کی صوبے داری کی خدمات انجام دیں ۱۱۶۱ھ مطابق ۱۷۴۸ء میں جب نواب ناصر جنگ بہادر صوبہ دار دکن ہوئے تو انھوں نے صمصام الدولہ صوبہ دار برار کو اپنا وزیر مقرر کیا۔ ۱۱۶۳ھ مطابق ۱۷۵۰ء میں جب نواب ناصر جنگ کی طلبی دربار شاہی میں ہوئی تو صمصام الدولہ کو صوبہ داری دکن پر اپنا قائم مقام مقرر کر گئے۔ ۱۷۵۸ء میں مونشیر بُسی فرانسیسی جنرل اور حیدر جنگ کا بہت زور ہوا انھوں نے صمصام الدولہ کو قید کر دیا۔ نواب نظام علی خاں آصف جاہ ثانی کے اشارے سے ۱۲ مئی ۱۷۵۸ء مطابق ۳ رمضان ۱۱۷۱ھ کو حیدر جنگ قتل ہوئے اور اسی گڑبڑ میں اسی تاریخ کو صمصام الدولہ اور اس کا ایک لڑکا میر عبد النبی خاں مارے گئے۔ دونوں اورنگ آباد میں اپنے خاندانی قبرستان میں دفن ہوئے۔ مآثر الامرا تیموریہ صمصام الدولہ کی تصنیف ہے جس کی تکمیل اور اشاعت میر غلام علی آزاد نے کی اس کے بعد مصنف کے بیٹے میر عبد الحی خاں نے جو بعد کو صمصام الدولہ صمصام جنگ کے لقب سے مشہور ہوا ۱۷۶۹ء میں اس کتاب کی نظر ثانی کر کے اس کو موجودہ صورت میں ترتیب دیا میر عبد الحی خاں صمصام جنگ کا انتقال ۲۰ اپریل ۱۷۸۲ء مطابق ۱۵ جمادی الاول ۱۱۹۶ھ کو ہوا

شاہ نور۔ دکن کے ایک مشہور درویش اور ولی تھے ۲۰ فروری ۱۶۶۳ء کو انتقال ہوا۔ شہر اورنگ آباد کے متصل ان کا مزار زیارت گاہ عوام ہے۔

شاہ نور اشہری۔ ایران کا ایک مشہور شاعر تھا ظہیر الدین فاریابی سے تلمذ تھا۔ سلطان محمد خوارزم شاہ بن تکش کا زمانہ پایا تھا۔ بمقام تبریز ۱۲۰۴ء مطابق ۶۰۰ھ میں وفات پائی۔

شاہ ولایت۔ بدر الدین نام ابو بکر کنیت ہے یمن کے رہنے والے ہیں۔ اکابر اولیا میں آپ کا شمار ہے۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے صاحب ولایت کا خطاب عطا فرمایا تھا۔ اپنے بھائی سید حسن (سلطان العارفین) کے سلسلہ سہروردی میں مرید و خلیفہ تھے۔ مزار شریف بمقام بدایوں عقب عید گاہ شمسی واقع ہے آپ کو موئے تاب بھی کہتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ آپ بالوں کی رسی بنا کر فروخت کیا کرتے تھے تاریخ ولادت و وفات کا صحیح پتہ نہیں چلتا۔ ۶۵۰ھ مطابق ۱۲۵۲ء کے قریب وفات ہوئی۔ لیکن اُس کتبے سے جو مقبرہ کے اندرونی دروازہ پر لگا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ عمارت عہد سلطان محمد فیروز شاہ میں ۷۷۲ھ مطابق ۱۳۷۱ء میں تعمیر ہوئی۔ ہر سال ۲۱ رمضان المبارک کو عرس ہوتا ہے۔ عہد شاہانِ مغلیہ سے اس درگاہ کے مصارف کے واسطے چند دیہات معافی اب تک منضبط چلے آتے ہیں۔

شاہ ولی اللہ (دیکھو اشتیاق)

شاہی - شاہزادہ مرزا نور الدین بن مرزا خان بخت بن مرزا سلیماں شکوہ کا تخلص ہے۔

شاہی بیگ خاں اس کو اُزبک شیبانی بھی کہتے ہیں ماوراء النہر فتح کرنے کے بعد خراسان پر حملہ کیا اور ۱۵۰۷ء مطابق ۹۱۳ھ میں ہرات لے لیا۔ اور خاندان تیمور کے خاندان کا چراغ گل کر دیا۔ اُس کو شاہ اسمٰعیل صفوی نے ۱۵۱۰ء مطابق ۹۱۶ھ میں شکست دیکر قتل کیا۔ فاتح بادشاہ نے اُس کی کھوپڑی پر سونا منڈھکر اپنا جام شراب تیار کرایا تھا۔ اس کی وفات کے بعد تیمور سلطان بادشاہ ہوا اور جانی بیگ سلطان اور عبد اللہ خاں نے ملکر اپنے باہم بخارا تقسیم کر لیا۔ ازبک تاتاری تھے جو چین کی سرحد سے آئے تھے اور چنگیز خانی نسل کے شہزادوں کی شیبانی نسل کے محکوم رہے تھے۔

شاہی میر - آقا ملک بن جمال الدین فیروزکوہی کا تخلص ہے جو سبزوار کے ایک مشہور عالم تھے۔ اس کی ماں خواجہ مولی کی بہن تھی۔ خواجہ مذکور سربدالان سبزواری کی نسل سے۔ شاہی میر خوشنویس اور نقاش بھی تھے۔ علم موسیقی سے بھی واقف۔ بایسنغر مرزا اور سلطان بابر کا زمانہ پایا تھا بعمر ۰۰ سال بمقام استرآباد ۱۴۵۰ء مطابق ۸۵۴ھ میں فوت ہوئے اور سبزواری میں دفن ہوئے۔ شعراء کا ایک تذکرہ اور ایک دیوان یادگار چھوڑا

شایستہ خاں امیر الامراء - اس کا اصل نام مرزا مراد یا ابو طالب تھا۔ یمین الدولہ آصف جاہ وزیر کا لڑکا اور اعتماد الدولہ کا پوتا تھا۔ ۱۶۴۱ء میں اپنے والد کی وفات کے بعد اس کو شاہجہاں نے وزیر مقرر کیا۔ اس نے الہ آباد میں دریائے جمنا کے کنارے ایک عالیشان جامع مسجد ۱۶۴۶ء میں تعمیر کرائی تھی جو ۱۸۵۰ء تک موجود تھی۔ اس کو شاہجہاں نے ۱۶۳۹ء میں برار کا حاکم مقرر کیا اور ۱۶۵۲ء میں گجرات کی کمان پر بھیجا۔ ۱۶۵۶ء میں عالمگیر نے شہزادہ سلطان محمد کا نائب مقرر کرکے مہم گولکنڈہ پر روانہ کیا۔ ۱۶۵۹ء میں شہزادہ معظم کی جگہ دکن کا صوبہ دار مقرر کیا۔ اسی زمانے میں شایستہ خاں کو مرہٹوں کا فتنہ فرو کرنے کی غرض سے اورنگ آباد جانا پڑا اور اُس کے حسن تدبیر سے کسی جنگ کی ضرورت پیش نہ آئی۔ کئی قلعے بادشاہی قبضے میں آگئے۔ پونا فتح ہو گیا۔ لیکن سیوا جی اُس کی جان لینے کی تدبیریں کرتا رہا۔ ان وجوہ سے بادشاہ نے اُس کو بنگالہ بھیدیا اور ۱۶۶۶ء میں بنگالے کا حاکم مقرر ہوا۔ ڈھاکے کو صدر مقام قرار دیا ۱۶۹۴ء میں فوت ہوا اور بمقام آگرہ اپنے باغ میں دفن ہوا۔ ۹۳ برس کی عمر پائی۔ اُس کا لڑکا خدا بندہ خاں بھی عالمگیر کے زمانے میں معزز عہدے پر ممتاز تھا۔ کرناٹک کا فوجدار رہا اور بعد کو روح اللہ خاں کی جگہ داروغہ مطبخ شاہی ہو گیا

شائق - میر غلام علی بن سید فتح علی رضوی جائسی کا تخلص ہے۔ غازی الدین حیدر شاہ اودھ کے عہد میں لکھنؤ کے مشہور شعراء میں گزرا ہے۔ غازی الدین حیدر کا زمانۂ سلطنت ۱۸۱۴ء سے ۱۸۲۷ء تک ہے۔

شائق - یوسف بیگ کا تخلص ہے۔ دہلی کا شاعر تھا جو گوشہ نشینی میں زندگی بسر کرتا تھا۔ اس کا دوسرا بھائی بادشاہ عالمگیر کا منصبدار تھا۔ ۱۶۸۰ء مطابق ۱۰۹۰ھ میں وفات پائی۔

شائق نذیر الدین حسن - ایک دیوان اس کی

تصنیف سے ہے۔ نذیر الدین حسن بن شاہ غلام محی الدین اویسی کا تخلص ہے۔ مصادر فیوض اُس کی تصنیف ہے جو فارسی قواعد کی مشہور درسی کتاب ہے۔ مصنف موصوف ۱۸۱۵ء میں نواب احمد یار خاں (بریلی) کی ملازمت میں داخل ہوا۔ اُسی زمانے میں یہ کتاب تصنیف کی تھی۔

شبکرن بُندیلہ۔ ایک راجپوت تھا جو عالمگیر کے یہاں ایکہزاری منصب رکھتا تھا۔ بھگوانداس پسر مہاراجہ نرسنگھ دیو کا بیٹا تھا۔ کلانے کی تسخیر اسی کے حُسن تدبیر کا نتیجہ تھی۔ اوجین اور سموگڑھ کے محاربوں میں نہایت گرمجوشی کے ساتھ خدمتیں انجام دیں آخر زمانہ میں بہادر گڑھ میں کار شاہی انجام دے رہا تھا کہ بیمار ہوا اور وطن پہنچکر انتقال کیا۔ سن وفات ۱۶۰۰ء ہے۔

شبلی (دیکھو ابوبکر شبلی)

شبلی نعمانی۔ اعظم گڑھ کے ساکن۔ معقولات فلسفہ اور حدیث کے عالم فارسی کے اچھے ادیب تھے کسی قدر انگریزی بھی جانتے تھے۔ تحصیل علم سے فارغ ہو کر تھوڑے عرصہ تک سرکاری ملازمت کرنے کے بعد علی گڑھ کالج کی پروفیسری پر مامور ہوئے بلاد اسلام۔ ٹرکی۔ مصر و شام کا بھی سفر کیا ہر جگہ کے کتب خانے دیکھے۔ سفر سے واپسی کے بعد شمس العلما کا خطاب ملا۔ ۱۸۹۶ء میں کالج چھوڑ کر حیدر آباد پہنچے اور وہاں ناظم علوم و فنون کے عہدے پر ممتاز ہوئے۔ چار برس بعد حیدر آباد سے مستعفی ہو کر لکھنؤ میں ندوۃ العلماء کے سکرٹری ہو گئے۔ عربی کے ادیب اور اردو فارسی کی نظم و نثر دونوں میں اعلیٰ قابلیت رکھتے تھے۔ جس کا ثبوت اُن کی تصانیف مطبوعہ سے ملتا ہے۔ بتاریخ ۲۹۔ ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ مطابق ۱۹۱۴ء اپنے وطن مالوف میں انتقال کیا۔ بیس کتابیں ان کی تصنیف و تالیف سے مشہور عام و مقبول انام ہیں جن میں سے سیرۃ النعمان۔ الفاروق۔ الغزالی سفرنامۂ بلاد روم و شام و شعر العجم الکلام موازنۂ انیس و دبیر مشہور ہیں۔

سیرت نبوی ان کی سب سے زیادہ معرکۃ الآرا تصنیف ہے جس کو اُنھوں نے غیر مطبوعہ چھوڑا۔ دار التصنیف اعظم گڑھ سے سیرۃ النبی کی دو جلدیں چھپکر شائع ہو چکی ہیں۔

شتاب رائے راجہ۔ قوم کا کایستھ دہلی کا رہنے والا تھا۔ عالم جوانی میں آقا سلیمان کی ملازمت کی آقا مذکور صمصام الدولہ بن خان دوران امیر الامراء عہد محمد شاہی کا آوردہ تھا۔ صمصام الدولہ کے وفات پر شاہی دیوان کا عہدہ پایا جو شورشیں ملک میں جاری تھیں اُن میں انگریزوں کا ساتھ دینے کے سبب انگریزوں نے اُس کو اپنا مشیر بنالیا۔ وہ ملکی معاملات کا ماہر سمجھا جاتا تھا۔ خاصکر مالیات کے صیغہ پر پورا عبور رکھتا تھا۔ ۱۷۷۲ء میں وارن ہیسٹنگز نے کورٹ آف ڈائرکٹرز کے حکم سے اس کی سرکاری طرز عمل کے متعلق تحقیقات کی تھی جس سے وہ پورے طور پر بری کیا گیا۔ ۱۷۷۳ء مطابق ۱۱۸۷ھ میں فوت ہوا۔

شجاع الدولہ نواب۔ منصور علی خاں صفدر جنگ ناظم اودھ کا لڑکا تھا۔ اس کا اصلی نام جلال الدین حیدر تھا۔ ۱۷۳۱ء مطابق ۱۱۴۴ھ میں پیدا ہوا تھا اور اپنے والد کی وفات کے بعد اکتوبر ۱۷۵۳ء مطابق ذی الحجہ ۱۱۶۷ھ میں حکمراں ہوا۔ پانی پت کی مشہور لڑائی میں ۱۴ جنوری ۱۷۶۱ء کو جو

احمد شاہ ابدالی اور مرہٹوں کے درمیان ہوئی شریک
تھا۔ پھر شاہ عالم کا وزیر مقرر ہوا۔ بکسر کی جنگ
میں ان کو انگریزوں نے ۲۳ اکتوبر ۱۷۶۴ء مطابق
۲۶ ربیع الثانی ۱۱۷۸ھ کو شکست دی۔ جس زمانہ
میں روہیل کھنڈ میں مرہٹے لوٹ مار کر رہے تھے
اور شجاع الدولہ کو یہ خوف تھا کہ اودھ بھی اُن کی
دست بُرد سے نہ بچے گا تو اُس نے حافظ الملک
سے ایک عہدنامہ کیا تھا۔ جس کو حافظ الملک رحمت خاں
نے اس لیے منظور کر لیا تھا کہ وہ مرہٹوں کی لوٹ
مار سے تنگ آ گیا تھا۔ آخر میں شجاع الدولہ کو حافظ
رحمت خاں نے چالیس لاکھ روپیہ دینے کا اس
شرط پر وعدہ کر لیا تھا کہ وہ مرہٹوں کے مقابلے
میں روہیلوں کی مدد کریں گے۔ مگر روہیلوں نے
اپنی ہی قوت سے مرہٹوں کو نکال دیا۔ اس پر
شجاع الدولہ نے روپیہ طلب کیا۔ اور اس مطالبہ
کو حیلۂ جنگ قائم کیا۔ کیونکہ شجاع الدولہ روہیلوں
سے کینہ رکھتا تھا اور اُن کو اپنے ملک کے قریب
اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتا تھا حافظ رحمت خاں نے
روپیہ دینے سے انکار کیا۔ اس پر شجاع الدولہ
نے اپنے دوست انگریزوں کی مدد اور مشورے
سے روہیلوں پر چڑھائی کر دی کڑہ کے قریب
۱۷۔ اپریل ۱۷۷۴ء کو ایک فیصلہ کن لڑائی ہوئی
جس میں روہیلے نہایت بہادری سے لڑے۔
لیکن حافظ رحمت خاں کے مارے جانے سے
روہیلے شکست کھا گئے۔ شجاع الدولہ روہیلکھنڈ
پر قابض ہو گیا۔ لیکن وہ اس فتح کا لطف زیادہ
عرصہ تک نہ اُٹھا سکا۔ ۲۹ جنوری ۱۷۷۵ء مطابق
۲۴ ذی قعدہ ۱۱۸۸ھ کو فوت ہوا۔ اس کی رعایا
اس کو بہت عزیز رکھتی تھی۔ فیض آباد میں گلاب باڑی
میں دفن ہے۔ شجاع الدولہ انگریزی حکومت کے
ابتدائی زمانے میں انگریزوں کی دوستی میں نمایاں حصہ
لینے والا سمجھا جاتا تھا۔ اس کے بعد آصف الدولہ
اس کا بڑا بیٹا اودھ کا بادشاہ ہوا۔

شجاع الدین نواب۔ برہان پور اس کا اصلی
وطن تھا۔ خراسانی الاصل افغان تھا۔ جس زمانہ
میں شہنشاہ عالمگیر دکن کی فتوحات میں مصروف
تھا۔ اس نے مرشد قلی خاں صوبۂ بنگال کی
لڑکی سے شادی کر لی اور خسر کے ساتھ بنگال
چلا گیا۔ ۱۷۲۶ء میں جعفر خاں کے مرنے پر
صوبہ داریٔ بنگال پر فائز ہوا۔ عطوفت شاہی
کی بدولت ۱۷۳۵ء میں بہار کی صوبہ داری بھی
محمد شاہ بادشاہ دہلی کے عہد میں اس کو تفویض
ہوئی۔ ۱۲ برس تک بڑی رحمدلی اور انصاف کے
ساتھ حکومت کی۔ ۱۷۳۹ء میں انتقال کیا۔ اور
اس کا بیٹا علاء الدولہ سرفراز خاں کے نام سے
جانشین ہوا۔ بنگال کی تاریخ میں یہ شجاع الدولہ کے
لقب سے زیادہ مشہور ہے۔

شجاع الملک۔ (دیکھو شاہ شجاع)

شجاع الملک (امیر)۔ کابل کا بادشاہ تیمور شاہ
کا سب سے چھوٹا لڑکا۔ اور احمد شاہ ابدالی کا
پوتا تھا۔ ۱۸۱۲ء میں اس کے بھائی نے اس کو
قید کر کے کشمیر بھیج دیا۔ ۱۸۱۴ء میں رنجیت سنگھ
والیٔ لاہور نے اُس کو پنجاب بلا لیا اور لاہور میں
قید رکھا۔ وہاں سے وہ انگریزی عملداری کے
حدود میں پہنچ گیا۔ ۸ مئی ۱۸۳۹ء کو انگریزوں
نے موقع پا کر اس کو کابل کے تخت پر بٹھا دیا۔
اور اس کے بھتیجے نے ۲ مئی ۱۸۴۲ء کو قتل کر دیا
اُس نے خود اپنی سوانح عمری ۱۸۴۲ء میں لکھی

اس کا انگریزی ترجمہ بھی ہو گیا ہے۔

شجاع خاں۔ شیر شاہ بادشاہ دہلی کا ایک عزیز تھا۔ شیر شاہ نے ملو خاں کو جو قادر شاہ کے نام سے مشہور ہے لڑائی میں شکست دینے کے بعد ۱۵۴۲ء مطابق ۹۴۹ھ میں شجاع خاں کو مالوے کا حاکم بنایا۔ بارہ برس تک اُس نے مالوے پر حکومت کی اور ۱۵۵۵ء مطابق ۹۶۲ھ میں فوت ہوا۔ اس کی وفات پر اُس کا بڑا بیٹا ملک بایزید باز بہادر کے لقب سے جانشین ہوا۔

شجاع سلطان۔ (دیکھو سلطان شجاع)

شجرۃ الدر۔ ترکی قوم کے ایک غریب غلام کی لڑکی تھی۔ ملک شام کے شہر دمشق میں ۶۱۳ھ مطابق ۱۲۱۶ء میں پیدا ہوئی آقا نے اُس کی تعلیم و تربیت مثل اپنی لڑکی کے کی اس نے علوم متداولہ یعنی حدیث و فقہ قرارت وغیرہ کی پوری تعلیم حاصل کی تھی نہایت خوب صورت تھی۔ شاہ زادہ نجم الدین ایوبی سے جو ملک صالح کے نام سے شام و مصر کا بادشاہ ہوا تھا۔ اُس کی شادی ہوئی تھی وہ سلطنت کا تمام کاروبار دانائی اور تدبیر سے انجام دیتی تھی۔ ملک صالح کے مرنے کے بعد توران شاہ اُس کے بیٹے نے ایک سال حکومت کی۔ اُن کے قتل ہونے پر شجرۃ الدر باقاعدہ تخت نشین ہو گئی۔ اُس نے اعز الدین ایبک سے دوسری شادی کرلی تھی اور وہی سلطنت کرتا تھا ۱۶ ربیع الاول ۶۵۶ھ مطابق ۱۲۵۸ء کو اعز الدین ایبک کے قتل کے شبہہ میں اعز الدین کی دوسری بیوی نے اس کو مروا ڈالا۔

شدّاد۔ عاد کی نسل سے تھا۔ عاد عرب کے ایک قدیم قبیلے کا سردار تھا۔ اور عرب پر اُس کی حکومت تھی۔ اُس کے دو لڑکے شدّاد اور شدید تھے جو اپنے باپ کے مرنے کے بعد مشترکاً حکومت کرتے رہے۔ شدید کے فوت ہونے پر شداد اکیلا حاکم بن بیٹھا۔ شداد نے اپنی حکومت کے زمانہ میں عدن میں باغ ارم بنایا تھا۔ یہ ایک عمارت تھی جو دنیا کے مشہور کاریگروں نے تیار کی تھی اور بیش قیمت جواہرات جو اس کو اپنے خزانہ اور قرب وجوار شام وغیرہ کے بادشاہوں کے یہاں سے مل سکے اس میں لگائے گئے۔ اِس عمارت کی زمین پر مشک عنبر اور زعفران بچھایا گیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ مصنوعی بہشت پانچ سو برس میں تیار ہوئی تھی۔ جب تیار ہو چکی تو شداد نہایت تزک و شان کے ساتھ دو لاکھ خوب صورت غلاموں کو جلو میں لیکر اس کے دیکھنے کے لیے روانہ ہوا۔ لیکن قبل اس کے کہ وہ اپنے تیار کردہ "باغ ارم" میں قدم رکھے موت کے فرشتے نے اُس کی روح قبض کرلی اور اس "باغ ارم" کو آناً فاناً بجلی نے جلا کر خاک سیاہ کر دیا اور شداد کی سب قوم بھی تباہ ہو گئی۔

شرف الدولہ۔ شہنشاہ محمد شاہ کے زمانے کا ایک امیر تھا۔ دریبہ بازار دہلی کی مسجد اسی کی بنوائی ہوئی ہے جو ۱۷۲۳ء مطابق ۱۱۳۵ھ میں تعمیر ہوئی۔

شرف الدولہ (نواب) اودھ کا وزیر تھا۔ کشمیر کا رہنے والا تھا۔ اس کے بزرگ رفوگر تھے نوعمری میں دکن آیا اور نظام کے یہاں نوکر ہو گیا۔ حیدرآباد میں زیادہ عرصے تک نہ رہا لکھنؤ کے دربار کی کشش اس کو اودھ لائی۔ یہاں آکر معلوم ہوا کہ اُس کا ایک چچا مشہور

مولوی یحییٰ ہی جو ناصر الدین حیدر کے زمانہ میں ریزیڈنسی
کا وکیل تھا۔ ۱۸۳۱ء میں محمد علی شاہ کی تخت نشینی پر
مولوی یحییٰ حکیم مہدی مرحوم کی جگہ وزیر مقرر ہوا۔
اور شرف الدولہ کا اپنے چچا کی جگہ تقرر ہوا۔ مولوی
صاحب جلد مر گئے۔ شرف الدولہ وزیر ہوا۔ اور
محمد علی شاہ کی وفات تک وزیر رہا۔ جو مئی ۱۸۴۲ء
میں واقع ہوئی۔ امجد علی شاہ کے زمانہ میں امین الدولہ
وزیر ہو گیا۔ وزیر مقررہ اور شرف الدولہ مجبور ہو کر
مستعفی ہوئے نواب کی اس درجہ ریزیڈنٹ کی نظر
میں توقیر تھی کہ نواب موصوف کی وزارت سے
علیحدہ ہونے کے بعد ریزیڈنٹ نے اس کو لکھنؤ
میں حسین آباد امام باڑے کی اہم اور ذمہ داری کے
امور کی انجام دہی کے لیے قابل سمجھا اور بادشاہ کو
اس بات پر آمادہ کیا کہ اس کو وثیقہ دار مقرر کرے
شرف الدولہ اودھ میں انگریزوں کا بہت معتمد
دوست تھا۔ اس وجہ سے تمام درباری اس کو حسد
اور شک کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور خاصکر نواب
علی نقی خاں خسر اور وزیر نواب واجد علی شاہ اس کو
اپنا مدمقابل سمجھتے تھے۔ اس وجہ سے انھوں نے
نواب وصی علی خاں کی مدد سے جو دربار لکھنؤ کا
منہ چڑھا تھا بادشاہ سے حکم نافذ کرا دیا کہ شرف الدولہ
مع تمام گھر بار کے لکھنؤ سے چلا جائے مگر ریزیڈنٹ
نے اس میں مداخلت کر کے حکم کو منسوخ کرا دیا۔
۱۸۵۷ء کے شروع زمانہ غدر میں باغیوں نے
شرف الدولہ کے مکان کا محاصرہ کر کے مجبور کرنا چاہا کہ وہ غاصب
حکومت کی وزارت قبول کرے اس نے انکار کیا مگر جبراً اس کو عہدہ
وزارت تفویض ہوا۔ جس کو نواب موصوف جانتے
تھے کہ برائے نام ہے۔ کیونکہ فی الواقع حکومت کی
باگ بیگم کے ہاتھ میں تھی اور ممو خاں اس کے ساتھ
شریک حکومت تھا۔ جب جنرل ہیولاک لکھنؤ مدد
کے لیے پہنچے نواب صاحب قیصر باغ میں تھے۔
وہاں سے نواب صاحب بھاگ گئے مگر چند سپاہیوں نے
ان کو گرفتار کر لیا اور مولوی احمد اللہ شاہ کے
حوالہ کر دیا۔ جنھوں نے چار دن قلعے سے رکھکر
مار ڈالا۔

شرف الدین احمد (منیری) ابن یحییٰ المنیری۔
ہندوستان کے مشہور مشائخ سے تھے۔ خواجہ
نجیب الدین فردوسی کے مرید۔ ان کی تصانیف سے
مکتوبات مشہور ہیں جس میں آداب طریقت۔ اور
اسرار الحقیقت و آداب المریدین کے متعلق بہت
کچھ لکھا ہے۔ ۷۸۲ھ مطابق ۱۳۸۰ء میں وفات
پائی اور بہار میں دفن ہوئے۔ ان کا مزار دریای
سون کے انتصال کے قریب ہے اور ان کے والد کا مزار
قصبہ منیر میں ہے جو ان کا مسکن تھا۔

شرف الدین اشرفی (سمرقندی) سمرقند کا ایک
شاعر تھا۔ ۱۱۹۹ء مطابق ۵۹۵ھ میں وفات پائی۔

شرف الدین پانی پتی (دیکھو ابو علی قلندر)

شرف الدین حسن شفائیؒ۔ (اصفہانی) نمکدان
حقیقت مہر و محبت اور دیدہ بیدار اس کی تصنیف
سے ہیں ۱۶۲۸ء مطابق ۱۰۳۸ھ میں انتقال کیا

شرف الدین حسین مرزا۔ خواجہ معین کے
لڑکے تھے۔ جو خواجہ ناصر الدین عبد اللہ کے
خاندان سے تھے جو ترکستان کے ایک بہت بڑے
ولی تھے۔ شرف الدین حسین شہنشاہ ہمایوں کے
داماد اور اجمیر کے حاکم تھے۔ قبل اس کے کہ
مالوے میں ازبک سرداروں کی بغاوت شروع
ہو انھوں نے ابو المعالی سردار سے ملکر ناگور میں
علم بغاوت ۱۵۶۱ء میں بلند کر دیا اور اکبری فوجوں کو

شکست دیکر دہلی کی طرف رُخ کیا۔ بالآخر شکست کھائی اور بھاگ کر اپنی جان بچائی۔

شرف الدین رامی (مولینا)۔ صاحب دیوان تھا حدائق الحقائق ان کی مشہور کتاب ہے۔ جس میں فارسی نظم کے اوزان اور بحور کا بیان ہے جس کو مصنف نے رشید الدین وطواط کی مشہور کتاب حدائق البحر کے نمونہ پر لکھا ہے۔ شرف الدین رامی شاہ منصور کے زمانہ میں تھا۔ ۱۳۲۳ء مطابق ۷۹۵ھ میں فوت ہوا

شرف الدین شفروہ۔ (اصفہانی) طغرل سوم کے زمانہ میں ایک شاعر گزرا ہے اور شاعر مجیر کا ہمعصر تھا "اتوک الذہب" ان کی تصنیف ہے جو زمخشری کی "اتوک الذہب" کا جواب ہے۔

شرف الدین شاہ (دیکھو شاہ شرف الدین)

شرف الدین علی یزدی مولانا۔ ایک عالم اور چند کتب کے مصنف ہیں۔ سلطان ابراہیم بن شاہ رخ مرزا کے دربار میں رہتے تھے۔ جس کی درخواست پر انھوں نے ظفر نامہ لکھا۔ جس کا نام تاریخ صاحب قرانی بھی ہے۔ اس کتاب میں مشہور تاریخ امیر تیمور کی ہے۔ جس کی سلطنت حدود چین سے لیکر بحر روم کے سواحل تک تھی۔ یہ کتاب چار سال میں ختم ہوئی اور ۱۴۲۵ء مطابق ۸۲۸ھ میں شاہ رُخ مرزا کے نام پر معنون کی گئی۔ اس کا ترجمہ پروفیسر ڈی لاکروکس
(Professor De La Croix)
نے کیا ہے اور اس کے عنوان سلطنت روم کے تنزل" مصنفہ گبن (Gibbon) کی چھٹی جلد میں ملتے ہیں۔ امیر تیمور کے مداح تھے ان کے برخلاف احمد بن عرب شاہ نے اس فاتح کی ہجو لکھی ہے ۱۴۴۶ء مطابق ۸۵۰ھ میں فوت ہوئے

شرف الدین کبیر الدین۔ شرف نامہ کا مصنف ہے جس میں کردستان کے حکمران خاندانوں کی فارسی تاریخ ہے۔ پروفیسر شارمی نے اس کا ترجمہ انگریزی میں کیا ہے

شرف جہاں مرزا۔ ایک مصنف تھا۔ اس کے والد قاضی جہاں شاہ طہماسپ صفوی کے دربار میں ایک اعلیٰ عہدے پر ممتاز تھے۔ مگر سُنّی ہونے کے شبہ میں اُس سے محروم کر دیے گئے شرف جہاں نے ۱۵۶۱ء مطابق ۹۶۸ھ میں انتقال کیا۔

شرف قزوینی ایک شاعر تھا قزوین کا رہنے والا فارسی زبان میں ایک دیوان اس کی فکر کا نتیجہ ہے۔ قطب شاہ کے زمانہ میں یہ دکن آیا۔ اور اسی کے زمانہ میں فوت ہوا۔

شرم (دیکھو شمس النساء بیگم)

شریف الدین محمد بن عبداللہ الموصلی۔ صاحب دیوان ہے جو دیوان مرتضیٰ علی کے نام سے مشہور ہے۔ بصرہ کا رہنے والا تھا۔

شریف جرجانی میر۔ ان کا پورا نام سید شریف علی بن محمد ہے۔ حاشیہ کشاف اور حاشیہ تفسیر الانوار التنزیل کے مصنف ہیں۔ اس کے علاوہ فلسفہ میں ایک کتاب موسومہ آداب الشریف عربی زبان میں ان کی تصنیف ہے۔ اور شرح مطلع الانوار کا حاشیہ اور مواقف اور فرائض شریفیہ بھی تصنیف کی ہیں۔ سراجیہ سجاوندی کی شرح موسومہ شریفیہ انھیں کی مصنفہ ہے۔ ۱۳۳۹ء مطابق ۷۴۰ھ میں پیدا ہوئے اور جولائی ۱۴۱۳ء مطابق ۶ ربیع الثانی ۸۱۶ھ کو فوت ہوئے۔

شریف خاں امیر الامرا۔ پسر خواجہ عبد الصمد

عہد جہانگیر کا ایک امیر تھا۔ جہانگیر نے اپنی جلوس کے سال اول میں پنج ہزاری منصب عطا کر کے حیدرآباد دکن کا ناظم مقرر کیا وہیں چند سال کے بعد راہی ملک عدم ہوا۔ صاحب دیوان شاعر تھا۔ قدسی تخلص کرتا تھا۔

شریف خاں (طبیب) دہلوی ایک مشہور و معروف طبیب تھے۔ ان کی تصانیف سے عجالہ نافعہ۔ تالیف شریفی۔ علاج الامراض دستور الفصد۔ حاشیہ نفیسی۔ حاشیہ شرح اسباب وغیرہ ہیں۔ ۱۲۳۱ھ میں وفات پائی۔ مادۂ تاریخ وفات "صد افسوس مرزا محمد شریف" ہے۔

شریف محمد۔ فقہ کے متعلق فارسی زبان میں فتاوائے فیروز شاہی ان کی تصنیف ہے جس کو انھوں نے سلطان فیروز شاہ سلطان دہلی کے نام پر معنون کیا تھا۔

شریفی (مولینا) بلخ کے رہنے والے تھے جو طبیب شاعر اور موسیقی داں تھے اُنھوں نے شاہ بدخشاں کی تعریف میں کئی قصائد لکھے ہیں۔

شعبی۔ مشہور محدث ہیں۔ اکثر فنون میں کمال رکھتے تھے۔ خلافت دمشق کے طرف سے سفیر بن کر قسطنطنیہ گئے تھے۔ فن معازی و سیر میں ان کو اس درجہ واقفیت تھی کہ حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے تھے کہ گو میں اُن غزوات میں بذاتِ خود شریک تھا مگر یہ مجھ سے زیادہ ان حالات کو جانتے تھے۔ ۱۰۹ھ مطابق ۷۲۷ء میں وفات پائی۔

شعیب۔ اصفہان کے ایک شاعر کا تخلص ہے جس کی نظم وامق اور عذرا مشہور ہے۔

شفاعت اللہ (مولوی) شفاعت تخلص تھا۔ بدایوں کے رہنے والے حضرت ابوبکر صدیق کی اولاد سے تھے۔ اُنھوں نے سرور کی فسانۂ عجائب کو نظم کیا ہے جو ترانۂ غرائب کے نام سے شائع ہوئی ہے اس کی اردو نظموں کا ایک مجموعہ جس میں مناجات لغت اور مناقب بکثرت ہیں۔ منظوم مطہر کے نام سے شائع ہوا ہے۔ (۱۷) جمادی الثانی ۱۲۸۸ھ مطابق ۱۸۷۱ء کو انتقال کیا۔

شفائی حکیم۔ شرف الدین نام شرف تخلص تھا۔ ایک طبیب تھا۔ کئی مثنویوں کا مصنف ہے جس میں سے "نمکدان حقیقت" مشہور ہے۔ ۱۶۲۸ء مطابق ۱۰۳۷ھ میں انتقال کیا۔

شفاری۔ لمعات العرب کے جو عربی کی ایک مشہور کتاب ہے اور جو تین مصنفوں کی متفقہ کوشش کا نتیجہ ہے مصنف تھا۔

شفیق بلخی۔ ایک مشہور نیک مسلمان تھے۔ ۲۰ جنوری ۷۹۱ء مطابق ۱۹۔ رمضان ۱۷۴ھ کو بہ زمانہ خلیفہ ہارون فوت ہوئے۔ شہر ختلان میں دفن ہیں۔

شکر اللہ۔ بہجت التواریخ کے مصنف تھے۔

شکر اللہ خاں (نواب اوّل) امرائے عالمگیری سے تھا۔ ۱۶۹۸ء مطابق ۱۱۱۰ھ میں انتقال کیا۔

شکر اللہ خاں (نواب ثانی) شکر اللہ خاں نواب اول کا لڑکا تھا۔ بعہد عالمگیر بادشاہ ۱۷۰۲ء مطابق ۱۱۱۴ھ میں میوات کا حاکم مقرر ہوا۔

شکر النسا بیگم۔ اکبر کی لڑکی تھی اس کی شادی مرزا شاہ رخ ابن ابراہیم مرزا کے ساتھ ہوئی سکندرہ ضلع آگرہ میں اکبر کے مقبرہ میں دفن ہے اس کی والدہ کا نام بی بی دولت شاہ تھا۔

۹۳ برس کی عمر پائی۔ اُس کا لڑکا خدا بندہ خاں بھی عالمگیر کے زمانہ میں معزز عہدے پر ممتاز تھا۔ کرناٹک کا فوجدار رہا اور پھر روح اللہ خاں کی جگہ داروغہ مطبخ شاہی ہو گیا۔

شکیبی (مولینا) ایران کا ایک شاعر تھا۔ اس کا اصلی نام محمد رضا تھا۔ یہ اکبر کے زمانہ میں ہندوستان آیا۔ ۱۶۱۴ء مطابق ۱۰۲۳ھ میں فوت ہو گیا

شمبھو۔ ایک برہمن تھا۔ ظفر نامہ اسی کی تصنیف ہے جس میں جنرل لیک کی فتوحات کو نظم کیا ہے۔

شمرو۔ یہ فرنگی النسل تھا۔ ایک معمولی سپاہی کی حیثیت سے ہندوستان آیا اور فرانسیسی فوج میں بھرتی ہوا۔ کہیں مستقل نہیں رہا۔ مختلف ہانڈیوں کا مزہ چکھتا پھرا۔ شجاع الدولہ وغیرہ کے یہاں بھی ملازم رہا اور ۱۷۶۳ء مطابق ۱۱۷۷ھ میں بعض انگریز قیدیوں کو قتل کیا جو آگرہ میں [illegible] ۱۷۷۸ء مطابق ۱۱۹۲ھ میں قتل ہوا یا مر گیا۔

شمرو بیگم۔ سردہنہ کی مشہور بیگم تھی جن کا دیسی نام زیب النسا تھا۔ یہ شمرو کی بی بی یا مدخولہ تھی۔ اس کی سردہنہ میں بڑی جاگیر تھی۔ اور ۲۷ جنوری ۱۸۳۶ء مطابق ۸ شوال ۱۲۵۱ھ کو ۸۰ سال کی عمر میں انتقال کیا۔ یہ سردھنہ کے گرجا میں دفن ہے۔ سلطنت برطانیہ کے ساتھ وفاداری میں عمر گزاری۔ اپنے مرنے پر چھ لاکھ سے زاید روپیہ خیراتی کاموں کے لیے چھوڑا اور وصیت کی تھی کہ اس روپیہ سے عیسائیوں کے واسطے ایک کالج بنایا جائے جس میں نوجوانوں کو مذہب عیسوی کی اشاعت کی تعلیم دی جائے ابتداءً یہ رقاصہ تھی۔ اُسی زمانہ میں ایک رومن کیتھولک عیسائی سے شادی کر کے عیسائی ہو گئی۔ دوسری شادی ایک فرانسیسی سپاہی سے کی۔ آخری زمانے میں شمرو سے تعلق ہو گیا تھا۔ اُسی کے نام سے وہ تاریخ میں مشہور ہے۔

شمس الحق محدث (مولانا) ساکن ڈیانواں ضلع عظیم آباد پٹنہ۔ کنیت ابوطیب۔ مولانا نذیر حسین دہلوی کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ حدیث میں یہ پایہ تھا کہ عرب۔ عسیر۔ بغداد۔ عمان۔ نجد۔ فارس اور مغرب سے طلبا آتے تھے۔ غایۃ المقصود۔ شرح سنن ابوداؤد کے دس پارہ لکھ چکے تھے۔ ہدیۃ اللوذعی بنکات الترمذی شرح مقدمہ مسلم۔ افادۃ الرسوخ بمعرفۃ الشیوخ لکھ رہے تھے کہ بعارضہ طاعون ۱۳۲۹ھ مطابق ۱۹۱۱ء میں انتقال فرمایا۔

شمس الدین احمد۔ خلاصۃ المناقب ان کی تصنیف ہے۔ اس میں دس مشہور صوفی شیوخ کی سوانح عمریاں درج ہیں۔

شمس الدین احمد خاں۔ سادات نیشاپور کی اولاد میں ہے۔ اکبر کے زمانہ میں پنج ہزاری منصبدار تھا۔ ۱۵۹۰ء مطابق ۹۹۹ھ میں انتقال کیا۔

شمس الدین التمش۔ دہلی کا بادشاہ تھا۔ اس کا اصلی نام التمش تھا۔ سلطان قطب الدین ایبک شاہ دہلی نے اس کو بہ زمانہ طفولیت ایک سوداگر سے خریدا اور شہزادوں کی طرح تعلیم و تربیت کی اور بعد کو اپنی لڑکی سے شادی کر دی۔ شمس الدین قطب الدین ایبک کی طرف سے بدایوں وغیرہ کا ناظم بھی رہا۔ قطب الدین کے مرنے کے بعد اُس کا بیٹا آرام شاہ بادشاہ ہوا لیکن اُس کی ناقابلیت کی وجہ سے ارکین سلطنت نے اُس کو تخت سے اُتار دیا۔ اور التمش کو بدایوں سے ۱۲۱۰ء میں بلا کر تخت نشین

کیا اس نے شمس الدین کا لقب اختیار کیا۔ اس نے تاج الدین یلدز بادشاہ غزنی کو ۱۲۱۵ء میں شکست دیکر قید کرلیا اور بدایوں بھیجدیا۔ جہاں وہ بحالت قید فوت ہوا۔ عقب جامع مسجد بدایوں مدفون ہے۔ تقریباً ایک سال گوالیار کے قلعے کا محاصرہ کیا۔ اور اس کو ۱۲۳۳ء میں لے لیا۔ بدایوں میں بعہد نظامت عیدگاہ تعمیر کی جو شہر سے بجانب غرب عیدگاہ شمسی کے نام سے ابتک موجود ہے۔ بدایوں میں ایک عالیشان جامع مسجد جو تمام ہندوستان میں سب سے پہلی جامع مسجد مشہور ہے اس کے عہد حکومت میں اس کے بیٹے رکن الدین فیروز نے ۱۲۲۳ء مطابق ۶۲۰ھ میں تعمیر کرائی اور اس کو شمس الدین کے نام سے منسوب کیا۔ یعنی جامع شمسیہ نام رکھا۔ قدیم دہلی میں قطب مینار جسے کہ عوام قطب صاحب کی لاٹ کہتے ہیں۔ اور جو ۱۲۳۶ء کی معمرہ ہے۔ اسی بادشاہ کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ یہ بادشاہ اوصاف ظاہری و باطنی کا ماہر تھا۔ ۲۶ برس کامیابی کے ساتھ حکومت کرنے کے بعد ۱۲۳۶ء مطابق ۶۳۳ھ میں دنیائے فانی سے کوچ کر گیا۔ اس کی قبر مہرولی (دہلی قدیم) میں موجود ہے۔ اس کے بعد اس کا بیٹا رکن الدین فیروز جو اس کی وفات کے وقت سرکار بدایوں کی گورنری کے فرائض کو انجام دے رہا تھا۔ دہلی آکر تخت نشین ہوا۔

شمس الدین الشافعی - عیون العصر عربی کتاب کے مصنف ہیں۔ جس میں آنحضرت صلعم کے غزوات اور خلفا کے زمانے کی فتوحات اسلامی کا ذکر ہے۔

شمس الدین بہمنی سلطان - سلطان محمود بہمنی کا لڑکا تھا۔ اپنے بھائی غیاث الدین کے معزول ہونے پر ۱۴ جون ۱۳۹۷ء مطابق ۱۷ رمضان ۷۹۹ھ کو لاچین نائب السلطنت کی مدد سے تخت دکن پر بیٹھا۔ شمس الدین کی حکومت کو صرف ۵ ماہ ۷ دن گزرے تھے۔ فیروز خاں پسر سلطان داؤد شاہ چڑھ دوڑا اور بادشاہ اور ملک نائب دونوں کو قید کر کے فیروز شاہ روز افزوں کے لقب سے ۱۵ نومبر ۱۳۹۷ء مطابق ۲۳ صفر ۸۰۰ھ کو دکن کے تخت پر قبضہ کرلیا۔

شمس الدین پوربی اوّل - بنگبر القب تھا۔ اس کا اصلی نام خواجہ الیاس تھا۔ علاؤ الدین کے قتل کے بعد ۱۳۴۳ء مطابق ۷۴۴ھ میں بنگال کے تخت کا مالک ہوا۔ ۱۳ سال تک کامیابی کے ساتھ دہلی کے بادشاہ کی فوجوں کی مزاحمت کی اور کبھی کامیابی نہ ہونے دی۔ ۱۶ سال کی حکومت کے بعد ۱۳۵۹ء مطابق ۷۶۱ھ میں مرگیا اور اس کا لڑکا سکندر شاہ پوربی بادشاہ ہوا۔

شمس الدین ثانی - اپنے والد سلطان السلاطین کی وفات کے بعد ۱۳۸۳ء میں بنگال کا بادشاہ ہوا اور تین سال کی غیر شاندار حکومت کے بعد ۱۳۸۵ء مطابق ۷۸۸ھ میں مرگیا۔ راجہ کنس پوربی اس کا جانشین ہوا۔

شمس الدین خاں نواب - فیروزپور کے نواب تھے۔ نواب احمد بخش خاں کے فرزند تھے جو فیروزپور اور لوہارو کے جاگیردار تھے۔ لوہارو کی ریاست دہلی کے قریب میں اب بھی موجود ہے۔ جو ان کے بھائی نواب

ضیا الدین خاں کی اولاد کے قبضہ میں ہے۔
فیروز پور کی جاگیر جو نواب شمس الدین خاں کے حصے میں آئی تھی ضلع فیروز پور صوبہ پنجاب میں واقع تھی۔ ۱۸۳۵ء میں کمشنر دہلی کے قتل کے الزام میں ان کو پھانسی دیدی گئی۔

شمس الدین خوافی خواجہ - امیر خواف خراسان کے بیٹے تھے۔ جو خواجہ علاء الدین کے نام سے مشہور ہیں۔ شمس الدین بہ عہد اکبری مناصب شاہی سے ممتاز رہے۔ ۹۹۹ھ ۱۵۹۱ء میں بادشاہ نے دیوان پنجاب مقرر کیا اور چند ماہ کے بعد لاہور میں انتقال کیا

شمس الدین طبسی قاضی - خراسان کا ایک مشہور عالم تھا۔ شعر سے کامل ذوق تھا۔ نظام الملک وزیر سلطان جلال الدین ملک شاہ کے دربار کا حاضر باش تھا۔ م ۱۲۳۷ء ۶۳۴ھ میں فوت ہوگیا۔

شمس الدین علی خاں - منتخب الحسنات کے مصنف ہیں۔ اس کتاب میں امام علی موسیٰ رضا امام ہشتم کا تذکرہ ہے۔ جن کی رحلت ۸۱۸ء مطابق ۲۰۳ھ میں ہوئی۔ جن کا روضہ مشہد مقدس میں ہے اس مقام کو قدیم زمانہ میں طوس کہتے تھے۔ یہ کتاب اصل میں ابو جعفر کی عربی کتاب کا فارسی زبان میں ترجمہ ہے۔

شمس الدین فقیر میر - دہلی کے رہنے والے تھے اور حدائق البلاغت ان کی تصنیف ہے۔ اس کتاب میں فارسی کے علم عروض اور بلاغت پر بحث کی گئی ہے۔

شمس الدین قادری - خاندان سادات سے ہیں ان کا خاص وطن احمد آباد گجرات ہے۔ ۱۸۶۵ء مطابق ۱۲۸۲ھ میں پیدا ہوئے۔ م ۱۸۸۶ء ۱۳۰۴ھ میں بی۔ اے پاس کیا۔ یہ گجرات آرٹس کالج کے پہلے گریجویٹ ہیں۔ مسٹر تلک کے مشہور مقدمے سڈیشن میں اخبار "کیسری" کا ترجمہ انھیں نے کیا تھا۔ م ۱۹۱۰ء ۱۳۲۸ھ میں ان کو ملکی خدمات کے صلہ میں خان بہادر کا خطاب ملا۔ م ۱۹۱۲ء ۱۳۳۱ھ میں شہنشاہ معظم جارج پنجم نے کمپینین آف دی امپریل سروس آرڈر میں ان کا تقرر فرمایا۔ یہ ۲۵ سال سے گجراتی۔ اردو فارسی کتب کے ورنیکولر ٹیکسٹ بک کمیٹی کے ممبر ہیں۔ اور مغربی خاندیس میں کلکٹر ہیں۔ بمبئی پریسیڈنسی کے پہلے مسلمان ہیں جو اس عہدے پر پہنچے۔

شمس الدین کرد ملک - ملک شمس الدین محمد کرد بن ابی بکر کرت بھی مشہور ہے۔ ترکی قوم کرد یا کرد کا بانی ہے۔ ۱۲۰۶ء مطابق ۶۰۲ھ میں ہرات۔ غور۔ غزنی اور کابل پر اپنی حکمرانی شروع کی۔ اس کے نانا ملک رکن الدین غوری نے ۱۲۴۵ء مطابق ۶۴۳ھ میں اپنی وفات سے پہلے اس کو اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا۔ بعدہٗ اس جانشینی کو منگو خاں اور ہلاکو خاں شاہان ایران نے بھی تسلیم کرلیا۔ ان ممالک پر اُن کی اولاد نے ۱۱۹ سال تک حکومت کی۔ اور اس خاندان کی حکومت اُس وقت تک قائم رہی جب تک ۱۳۸۱ء ۷۸۳ھ میں امیر تیمور نے اس خاندان کی ہستی کا چراغ گل نہ کر دیا۔ ابقا خاں شاہ فارس ان کا ہمعصر تھا۔ بمقام تبریز جنوری ۱۲۷۸ء مطابق شعبان ۶۷۶ھ میں انتقال ہوا۔ ان کی حکومت دس سال رہی۔ ان کا لڑکا ملک شمس الدین ثانی بادشاہ ہوا۔
کرد خاندان کے بادشاہ حسب ذیل

گذرے ہیں:-

(۱) ملک شمس الدین محمد کرد اوّل۔

(۲) ملک شمس الدین ثانی پسر۔ عرف رکن الدین

(۳) ملک فخر الدین بہمن پسر۔

(۴) ملک غیاث الدین کرد برادر۔

(۵) شمس الدین کرد ثالث پسر۔

(۶) حافظ برادر۔

(۷) منیر الدین حسین برادر۔

(۸) غیاث الدین بن علی نبیرہ معز الدین آخری بادشاہ خاندان کرد۔

شمس الدین کرد ملک ثانی۔ خاندان کرد کا دوسرا بادشاہ تھا۔ شمس الدین کرد اول کا لڑکا تھا اپنے والد کے بعد جنوری ۱۲۷۸ء مطابق ۶۷۶ھ میں تخت نشین ہوا۔ ابقا خاں ایران کے تاتاری بادشاہ کا ہمعصر تھا۔ اور ۲۶ سال ہرات۔ بلخ۔ غزنی وغیرہ پر حکومت کی۔ جمعرات کے روز ۱۲ ستمبر ۱۳۰۵ء مطابق ۱۲ صفر ۷۰۵ھ کو انتقال کیا اور اس کا لڑکا ملک فخر الدین بہمن بادشاہ ہوا۔

شمس الدین کرد ملک ثالث۔ خاندان کرد کا پانچواں بادشاہ تھا۔ اس نے ہرات بلخ۔ کابل اور غزنی پر حکومت کی۔ یہ اپنے والد غیاث الدین کرت کا ۱۳۲۹ء مطابق ۷۲۹ھ میں جانشین ہوا۔ دس ماہ حکومت کر کے ۱۳۳۰ء مطابق ۷۳۰ھ میں فوت ہو گیا۔ اس کا بھائی ملک حافظ جو ۱۳۳۲ء میں قتل ہوا یہ اس کا جانشین ہوا۔ اس کے بعد معز الدین حسین ان کا بھائی تخت نشین ہوا۔

شمس الدین مبارک۔ شرح حکمت العین ان کی تصنیف ہی۔

شمس الدین محمدؒ۔ بختیار نامہ اور سندباد نامہ کا مصنف ہی۔

شمس الدین محمدؒ بن عبد اللہ الغازی تنویر الابصار ان کی تصنیف ہی۔ جس کو اُنھوں نے ۱۵۸۶ء مطابق ۹۹۵ھ میں تدوین کیا۔ اور استفتاء اور اُس کے جواب شامل کر کے اس کتاب کو زیادہ مفید بنا دیا ہی۔ حنفی فقہ میں اس کتاب کو بہت کار آمد سمجھا جاتا ہی۔ اس کی متعدد شرحیں موجود ہیں ان سب میں مشہور خود مصنف کی شرح ہی جس کا نام منتہی الغضفر ہی۔

شمس الدین محمد بن کلائی۔ فرائض الفارقیہ ان کی تصنیف ہی جو فقہ شافعی کے متعلق فرائض کی مشہور کتاب ہی۔ جس میں مسائل توریث کا مفصل بیان ہی م ۷۳۰ھ ۱۳۳۰ء میں وفات پائی۔

شمس الدین محمد نصر۔ یہ تاج الدین یلدز کے زمانہ میں مشہور مصنف گزرا ہی۔ مجمع البحرین اس کی مصنفہ ہی

شمس الدین محمد تبریزی (مولانا) نام محمد۔ باپ کا نام علی بن ملک داؤد تبریزی۔ شیخ رکن الدین سنجاسی اور بقول بعض بابا کمال الدین جنیدی سے بیعت تھے۔ یہ شمس تبریز کے نام سے زیادہ مشہور ہیں م ۶۴۲ھ ۱۲۴۴ء میں قونیہ پہنچے اور مولینا جلال الدین رومی سے ملاقات ہوئی۔ مولینا روم اُن کے شاگرد و مرید تھے اور اُن کے نام سے دیوان شمس تبریزی لکھا۔ مشہور ہی کہ شمس تبریزی کی کھال کھینچی گئی تھی۔ کیونکہ اُنھوں نے قم باذنی (اُٹھ میرے حکم سے) کہکر ایک مردہ کو جلایا تھا۔ اس حکم کے عمل کے بعد وہ خود اپنی کھال لیے ہوئے کھانا مانگتے پھرتے تھے مگر کوئی اُن کو ذرا بھی مدد نہیں

کرتا تھا۔ چار دن کے بعد ان کو مردہ بیل ملا مگر اُس کو پکانے کے لیے آگ نہیں ملی آخر عاجز آکر اُنھوں نے سورج سے کھانا بھوننے کی خواہش کی۔ سورج تعمیل حکم کرنے کے لیے زمین پر اُترنے لگا۔ اور دنیا جل جانے کے قریب تھی۔ خلق اللہ کی پریشانی دیکھ کر شیخ نے سورج کو اپنی جگہ واپس جانے کا حکم دیا۔ بعض کا بیان ہی کہ سلطان محمد پسر مولینا روم نے چند آدمیوں کی معیت میں شمس تبریز کو قتل کرکے کنوئیں میں ڈال دیا اور سلطان ولد نے بموجب بشارت ان کو وہاں سے نکلوا کر مولینا کے مدرسے میں دفن کیا۔

شمس الدین محمد صاحب دیوان۔ ہلاکو خاں اور اُس کے لڑکے ابقاخاں کے زمانے میں جو خاندان تاتار کے ایرانی بادشاہ تھے دیوان اور وزیر تھا ارغوں خاں بن ابقاخاں کی پہلی سال کی حکومت میں اس کے دشمنوں نے ابقاخاں کو زہر دیکر مارنے کا ملزم بنایا۔ اور تبریز کے قراباغ میں پیر کے روز ۱۶ر اکتوبر ۱۲۸۴ء مطابق ۴ر شعبان ۶۸۳ھ کو پھانسی پائی۔ یہ ایک اچھا شاعر تھا۔ اور رسالہ شمسیہ علم منطق میں اس کی تصنیف ہی۔ اس کا بھائی۔ علاءالدین عرف عطا ملک تاریخ جہاں کشا کا مصنف ہی

شمس الدین محمد کوسوی خواجہ۔ شیخ احمد جام کی اولاد میں تھا یہ سینچر کے روز بتاریخ ۳۱ر مارچ ۱۴۵۹ء مطابق ۲۶ جمادی الاول ۸۶۳ھ فوت ہوا۔ اور ہرات کی جامع مسجد کے قریب فقیہ ابو یزید مرغزی کے مقبرے کے پاس دفن ہوا۔

شمس الدین یحیٰی (مولینا) اودھی مولینا فرید الدین شافعی شیخ الاسلام اودھ سے تلمذ تھا۔ برائے تحصیل علم دہلی آکر مولینا ظہیر الدین بھکری کے شاگرد اور بعدہٗ شیخ نظام الدین اولیا کے مرید اور خلیفہ ارشد ہوئے تارک الدنیا تھے مگر شاذو نادر مرید کرتے تھے۔ سلطان محمد تغلق شاہ دہلی نے مولینا کو کشمیر جانے کا حکم دیا لیکن چند روز بعد آپ کے سینے پر ایک دنبل نکل آیا اور اسی عارضہ میں سنہ ۷۴۷ھ میں وفات پائی اور دہلی میں دفن ہوئے۔

شمس الامرا امیر کبیر نواب۔ نظام حیدرآباد کے دربار کے امیر الامرا تھے۔ ۱۷۵۰ء میں پیدا ہوئے اور تین شاہانِ دکن کا زمانہ دیکھا۔ سب سے پہلے نواب نظام علی خاں نے ان کو افواج خانگی کا اُس زمانے میں جبکہ ٹیپو سلطان کی طرف سی شورش جاری تھی کمانیر مقرر کیا۔ جب ۱۸۰۳ء میں نواب نظام علی خاں کا انتقال ہوا اور سکندر جاہ کا زمانہ آیا تو ان کے اعزاز میں اور اضافہ ہوا اور اُس کے بعد نواب ناصر الدولہ کے زمانہ میں امیر کبیر کا خطاب ملا اور پیشکاری اور مدار المہامی کی خدمات بھی انجام دیں۔ علم ریاضی کے بہت بڑے ماہر تھے شمس الہندسہ ان کی مشہور کتاب ہی۔ دیگر علوم و فنون میں بھی کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ اور تصانیف بھی موجود ہیں۔ ۱۰۔ اپریل ۱۸۶۳ء کو ۸۳ برس کی عمر میں انتقال کیا۔

شمس النسا بیگم۔ حکیم قمر الدین خاں بنارسی کی صاحبزادی تھی۔ مگر اس کا مسکن لکھنؤ تھا۔ ایک چھوٹا دیوان اس کی تصنیف ہی ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۸۵۵ء میں زندہ تھی۔

شمس سراج عفیف۔ شمس شہاب عفیف کا پوتا تھا اور عہد فیروز شاہی کا مشہور مورخ فیروز شاہ باربک سلطان دہلی نے جس کے عہد سے اس مشہور مورخ کا تعلق ہی ۱۳۵۱ء

سے ۱۳۸۸ء تک حکومت کی۔ اس بادشاہ کے زمانے کی پوری تاریخ موسومہ فیروز شاہی اس کی تصنیف ہے۔ اس مورخ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ اس بادشاہ نے قدیم دہلی کے متصل ۱۳۵۴ء میں شہر فیروز آباد آباد کیا اور جامع مسجد کے قریب کوشک میں ایک سنگی ستون نصب کیا۔ جس کا پتھر خضر آباد کے قریب سے لایا گیا تھا۔ خضر آباد ایک پہاڑ کے دامن میں واقع ہے جو پرانی دہلی سے ۹۰ کوس کے فاصلہ پر ہے۔ اس ستون کو مینار زریں کہتے تھے۔ اسی طرح کا دوسرا سنگی ستون جو اس سے طول میں کچھ کم تھا۔ میرٹھ سے لاکر شکارگاہ شاہی میں نصب کیا گیا تھا۔ یہ ستون اب فیروز شاہ کی لاٹ کے نام سے مشہور ہے۔ ہندو لوگ اس کو بھیم سین کی چھڑی بتاتے ہیں۔ اور اب دریافت ہوا ہے کہ یہ ستون اشوک کے زمانے کے ہیں۔ مگر وہ کتبے جو قدیم زمانہ کے حروف میں ان پر کندہ ہیں اُن کو کسی مذہب کے آدمی اب تک نہیں پڑھ سکے۔ مصنف تاریخ فیروز شاہی ۱۳۹۸ء میں جبکہ امیر تیمور نے ہندوستان پر حملہ کیا زندہ تھا کیونکہ اپنی تاریخ میں مصنف نے اس حملے کا ذکر کیا ہے۔

شمس شہاب عفیف۔ ملک سعد الملک کا صاحبزادہ تھا جو سلطان غیاث الدین تغلق کے زمانہ میں ابو برادر دیپالپور کا عملدار تھا۔ اس کی اور سلطان فیروز شاہ کی تاریخ ولادت حسن اتفاق سے منطبق ہوتی ہے۔ یعنی دونوں ۱۳۰۹ء مطابق ۷۰۹ھ میں پیدا ہوئے اور شمس سراج عفیف مصنف تاریخ فیروز شاہی کے دادا تھا۔

شمشیر بہادر اوّل۔ پیشوا باجی راؤ مرہٹے کا لڑکا ایک مسلمان طوائف مستانی نامی کے بطن سے تھا۔ ماں نے اس کو مسلمانوں کی طرح پرورش کیا۔ جنوری ۱۷۶۱ء میں پانی پت کی مشہور لڑائی میں جو مرہٹوں اور احمد شاہ ابدالی کے درمیان ہوئی یہ سخت زخمی ہوا اور ڈیگ کو آیا۔ سورج مل جاٹ نے بڑی دشواری سے اس کے زخموں کا علاج کیا۔ مگر کچھ دنوں کے بعد مرگیا اور ڈیگ میں دفن ہوا جو ریاست بھرتپور میں ہے۔

شمشیر بہادر ثانی۔ باندے کا نواب تھا۔ علی بہادر کا سب سے بڑا لڑکا اور شمشیر بہادر اول پسر باجی راؤ پیشوا کا پوتا تھا۔ ۱۸۰۲ء میں اپنے والد کی ریاست بندیلکھنڈ کا مالک ہوا۔ مگر سرکار انگریزی نے اس کی ریاست اپنے انتظام میں لیکر ہمیشہ کے واسطے چار لاکھ روپیہ سالانہ کا وظیفہ مقرر کردیا۔ ۳۰ اگست ۱۸۲۳ء مطابق ۲۴ ذی قعدہ ۱۲۳۸ھ کو انتقال ہوا اور اُس کا بھائی ذوالفقار علی خاں اس کا جانشین ہوا۔

شمشیر خاں۔ ایک امیر تھا اس کی درخواست پر توکل منشی نے ۱۶۵۲ء مطابق ۱۰۶۳ھ میں فردوسی کے شاہنامے کا ایک خلاصہ نثر میں لکھا تھا۔

شناسی۔ ایک شاعر کا تخلص ہے جو ۱۶۲۲ء مطابق ۱۰۳۱ھ میں فوت ہوا اور فضل نامہ اس کی تصنیف ہے۔

شنکر (رانا) جس کو سکر بھی لکھا گیا ہے۔ رائے اودی سنگھ کا بیٹا تھا جب اُس کے بھائی رانا پرتاب نے اکبر سے ملاقات کی یہ دربار میں حاضر ہو کر ملازم شاہی ہو گیا اور منصب دوصدی پر سرفراز ہو کر رانا کا خطاب پایا۔ جہانگیر نے تخت نشین ہو کر بارہ ہزار روپیہ نقد اور خلعت و شمشیر مرصع دیکر شاہزادہ

پر دیز کے ساتھ رانا پرتاب کی تادیب کو بھیجا۔ پھر دلیپ سنگھ بیکانیری کی سرکوبی پر متعین کیا کامیابی کے صلے میں منصب دو ہزار و پانصدی ذات۔ ہزار سوار پر سرفراز ہوا سنہ ۱۱ جلوس جہانگیری میں منصب سہ ہزاری ذات دو ہزار سوار پر مفتخر ہو کر صوبہ بہار میں متعین ہوا ۱۳ جلوس جہانگیری مطابق ۱۶۱۸ء میں وفات پائی۔

شورش - غلام حسین نام شورش تخلص تھا۔ اس کا اردو دیوان بھی موجود ہی ۱۷۸۱ء مطابق ۱۱۹۵ھ میں فوت ہوا۔

شوق - احمد علی نام - قصبہ جگور ضلع بارہ بنکی کے باشندے - موجودہ زمانہ کے مشہور شاعر ہیں ریاست رامپور میں حامد اللغات کی تالیف کا کام کرتے ہیں۔ اردو ڈرامہ قاسم و زہرہ مثنوی ترانۂ شوق وغیرہ ان کی تصنیفات چھپ چکی ہیں

شوق - حکیم تصدق حسین خاں نام - نواب مرزا عرف لکھنؤ کے مشہور شاعر - زہر عشق - بہار عشق وغیرہ اُردو کی مشہور مثنویات ان کی تصنیف سے ہیں خواجہ آتش کے شاگرد تھے - ۱۸۷۱ء میں انتقال کیا۔

شوق - مولوی قدرت اللہ کا تخلص ہی۔ اُنھوں نے ایک دیوان اور شعرا کی سوانح عمریوں کی ایک کتاب مسمٰی طبقات الشعرا یادگار چھوڑی۔

شوقی - ہروی - اس کا اصل وطن تبریز ہی۔ لیکن اس کی عمر کا بڑا حصّہ ہرات میں گزرا۔ اس وجہ سے "ہروی" مشہور ہوا اولاً ایران کے شہزادہ سام مرزا پسر طہماسپ کی ملازمت میں داخل تھا اُس کو چھوڑ کر ہمایوں کے ساتھ کابل آیا اور وہیں ۱۵۴۶ء مطابق ۹۵۳ھ میں فوت ہوا۔

شوکت بخاری - ایک فارسی شاعر تھا۔ اس کی وفات اصفہان میں سنہ ۱۶۹۹ء مطابق ۱۱۱۱ھ میں ہوئی۔ یہ صاحب دیوان ہی محمد اسحاق نام تھا

شوکی امیر - ایک امیر اور شاعر تھا جو شہنشاہ شاہ جہاں کے زمانہ میں گزرا ہی - اس کا اصلی نام میر محمد حسین تھا - ۱۶۳۴ء مطابق ۱۰۴۴ھ میں فوت ہوا۔

شہاب الدین ابو الفضل - احادیث کی کتاب کا مولف ہی - جس کا نام بلوغ المرام ہے اس کا خلاصہ کلکتہ میں منتخب بلوغ المرام کے نام سے چھپا ہی - جس میں ہر سطر کے تحت میں اردو ترجمہ دیا گیا تھا۔

شہاب الدین احمد - یروشلم کا ساکن۔ مقدسی کا بیٹا تھا جس نے شرح لامعہ لکھی ہی ۱۳۲۹ء مطابق ۷۲۹ھ میں فوت ہوا۔ بعض مورخین دوسرے شہاب الدین بن یوسف چلپی کو اس کتاب کا مصنف کہتے ہیں جو ۱۳۵۵ء مطابق ۷۵۶ھ میں فوت ہوا

شہاب الدین احمد (مولوی) ابراہیم شاہی کا مصنف ہی - یہ کتاب حنفی شرع کے موافق فتووں کا مجموعہ ہی جو فتاوائے عالمگیری اور فتاوائے قاضی خاں سے زیادہ مستند سمجھی جاتی ہی - اس کو مصنف نے بادشاہ جونپور ابراہیم شرقی کے نام سے معنون کیا تھا - اور اُسی کے نام سے منسوب ہی - ۸۴۷ھ مطابق ۱۴۴۳ء میں انتقال ہوا - مزار محلہ سپاہ شہر جون پور میں واقع ہی۔

شہاب الدین احمد - برہان پوری عین المعانی اس کی تصنیف ہی جو معرفت میں ۱۵۱۰ء میں لکھی گئی۔

شہاب الدین احمد نالاش ۔ تاریخ ملک آسام کا مصنف ہے اس تاریخ میں اس مہم کا مفصل حال ہے جو معظم خاں خان خاناں کی سرکردگی میں عالمگیر کے چوتھے سال حکومت میں ملک آسام میں بھیجا گیا۔ یہ کتاب ۱۶۶۳ء کی مصنفہ ہے۔

شہاب الدین احمد برلسی ۔ تصوف میں ایک کتاب تصنیف کی جس کا نام ذخیرۃ الخواص ہے۔

شہاب الدین ادیب صابر ۔ سلطان سنجر سلجوقی کے دربار کا ایک مشہور شاعر تھا۔ انوری ۔ اور رشیدی کا زمانہ پایا۔ جب اتسیز خوارزمی نے سنجر سلجوقی کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اس کو سلجوقی نے جاسوسی کے کام پر متعین کیا کہ وہ دشمن کے ارادوں کی خبر دیتا رہے۔ چنانچہ اس خدمت کو نہایت ہوشیاری سے انجام دیا۔ ایک مرتبہ اتسیز نے ایک قاتل کو سنجر کے قتل پر مامور کیا۔ اور اس کام کے لیے ایک خاص دن مقرر کر دیا گیا۔ ادیب نے وقت مقررہ سے پہلے قاتل کی خبر اور تصویر سنجر کو بھیجدی اور اس طرح سے سنجر کی جان بچ گئی۔ جب اتسیز پر یہ راز کھلا تو اس نے ادیب کے ہاتھ پاؤں بندھوا کر اس کو دریائے جیحوں میں غرق کرا دیا۔ یہ واقعہ ۱۱۵۲ء مطابق ۵۴۶ھ میں ہوا۔ اس نے قصائد کا ایک دیوان چھوڑا۔ جس کا نام قصائد ادیب صابر ہے۔

شہاب الدین بن ابو نجیب ۔ سہرورد کے رہنے والے ان کا شمار اولیائے کرام میں ہے ان سے سلسلہ اب تک جاری ہے جو خانوادۂ سہروردیہ کے نام سے مشہور ہے عوارف المعارف المشہور بہ عوارف الحقائق ان کی تصنیف ہے۔ پیدائش جنوری ۱۱۴۵ء مطابق رجب ۵۳۹ھ ۔ ۲۶ ستمبر ۱۲۳۴ء مطابق غرۂ محرم ۶۳۲ھ مطابق ۱۲۳۴ء کو ۹۳ برس کی عمر میں بمقام بغداد انتقال ہوا اور وہیں دفن ہیں ایک عربی کتاب حکمۃ الاشراق بھی انھیں کی تصنیف سے ہے جو ٹیپو سلطان کے کتب خانے میں موجود تھی۔

شہاب الدین بن محمد سواسی ۔ اس نے سراجیہ سجاوندی کی ایک مشہور شرح لکھی ہے ۱۳۹۷ء مطابق ۸۰۰ھ میں وفات پائی۔

شہاب الدین سلطان ۔ بن سلطان علاؤالدین تھا۔ باپ کے بعد کشمیر کے تخت کا مالک ہوا ۱۳۵۶ء مطابق ۷۵۷ھ میں غیر ملکی فتوحات پر توجہ کی اور دس سال کے عرصہ میں تبت ۔ کاشغر بدخشاں اور کابل کو فتح کیا۔ اس کے بعد ہندوستان پر فوج کشی کی ۔ فیروز سلطان دہلی سے مقابلہ ہوا دریائے ستلج پر اس کو شکست دی ۔ اس فتح کے بعد شہاب الدین کشمیر کو واپس چلا آیا ۔ ۱۹ سال حکومت کر کے ۱۳۷۶ء مطابق ۷۷۸ھ میں فوت ہو گیا۔ اس کا بھائی قطب الدین اس کا جانشین ہوا۔

شہاب الدین سہروردی شیخ ۔ عموماً شیخ مقتول اور قتیل اللہ کہلاتے ہیں۔ حلب کے مشہور سپہ سالار صلاح الدین نے ان کو قتل کر دیا تھا۔ وجہ قتل یہ قائم کی تھی کہ وہ فلسفے کو مذہب پر ترجیح دیتے تھے۔ بقول مصنف ہفت اقلیم وہ ۱۱۹۰ء مطابق ۵۸۵ھ میں ۳۶ یا ۳۸ سال کی عمر میں قتل ہوئے۔ شرح ہیکل اور شرح ایضاح ان کی تصنیف ہیں۔

شہاب الدین (قاضی) دولت آبادی۔ ابن شمس الدین بن عمر الزوالی۔ پیدائش بمقام دولت آباد۔ قاضی

عبد المقتدر دہلوی اور مولینا خواجگی سے اکتساب علوم کیا۔ امیر تیمور کے دہلی آنے سے قبل کالپی ہوتے ہوئے جونپور گئے۔ وہاں سلطان ابراہیم شرقی نے "ملک العلماء کا" لقب دیکر عہدۂ قضا پر مامور کیا۔ سلطان مذکور آپ کے ساتھ نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آتا تھا۔ ۲۵ رجب ۸۴۹ھ مطابق ۱۴۴۵ء کو جونپور میں انتقال کیا۔ آپ کے تصانیف یہ ہیں :-

بحر مواج۔ تفسیر قرآن مجید (فارسی)، حاشیہ کافیہ کتاب ارشاد در نحو۔ بدیع البنیان۔ شرح بزدوی شرح قصیدہ "بانت سعاد"، مناقب السادات وغیرہ

شہاب الدین محمد غوری - اُس کا نام معز الدین محمد سام تھا۔ اس کے بڑے بھائی غیاث الدین محمد سلطان نے جو غور اور غزنین کا بادشاہ تھا۔ اُس کو ۱۱۷۳ء میں غزنی کا حاکم مقرر کیا اُس نے ۱۱۸۶ء مطابق ۵۸۲ھ میں خاندان غزنوی کے آخری بادشاہ خسرو ملک کو شکست دیکر قید کر لیا اور خراسان اور ہند کے بڑے حصے کو فتح کیا۔ پتھورا اجمیر کے راجہ سے دو لڑائیاں لڑیں ۱۱۹۲ء مطابق ۵۸۸ھ کی لڑائی میں راجہ مذکور اور کھانڈے رائے راجہ دہلی کو قتل کر دیا۔ اس کا بھائی مسمی غیاث الدین محمد ۱۲۰۳ء مطابق ۵۹۹ھ میں فوت ہوا اور یہ بادشاہ ہو گیا۔ غزنین غور اور ہندوستان پر تین سال حکومت کی۔ ۱۴ر مارچ ۱۲۰۶ء مطابق ۲ر شعبان ۶۰۲ھ کو قوم گھکڑ نے جب وہ غزنین کو واپس جا رہا تھا۔ راستے میں ہلاک کر دیا۔ نعش غزنین پہنچی وہیں دفن ہوئی۔ اس کا بھتیجا غیاث الدین محمود بن غیاث الدین محمد جانشین ہوا۔

شہاب الدین معمائی - فن معمّا گوئی میں مہارت کامل رکھتا تھا۔ بابر بادشاہ کے ہمراہ ہندوستان آیا۔ مقربان خاص سے تھا۔ رسالہ در تبیین و توضیح علم معمّا اس کا مصنفہ ہے۔ ۹۲۲ھ مطابق ۱۵۱۵ء بعہد ہمایوں بادشاہ فوت ہوا۔ مادۂ تاریخ وفات "شہاب الثاقب" ہے۔

شہاب الدین مہمرہ بدایونی - بن جمال الدین شہر مہمرہ کے رہنے والے تھے۔ جو ایران میں واقع ہے۔ رکن الدین فیروز شاہ کے عہد میں ملک الشعراء خطاب ملا۔ صاحب نسبت بزرگ تھے۔ ان کا زمانہ ۶۳۳ھ / ۱۲۳۵ء کا تھا۔ مزار بدایوں میں آبادی سے جانب غرب واقع ہے۔ ضیاء الدین بخشی ان کے مشہور شاگرد گزرے ہیں۔

شہادت - مرزا صالح بلخی کا تخلص ہے ۱۷۴۲ء مطابق ۱۱۵۵ھ میں فوت ہوا۔

شہباز - سید محمد عبد الغفور نام۔ ضلع پٹنہ کا رہنے والا ابتداءً کلکتے کے مشہور اخبار دار السلطنت اور اردو گائڈ کی ایڈیٹری کی۔ پھر اورنگ آباد دکن میں کالج کا پروفیسر ہو گیا تھا۔ فلسفۂ انسانی کی باریکیوں کو نظم کرنا اس کا حصہ تھا۔ ۳۰ نومبر ۱۹۰۸ء مطابق ۱۳۲۶ھ کو انتقال ہوا۔ خیالات شہباز اس کی نظموں کا مجموعہ چھپ چکا ہے۔ سوانح عمری نظیر اکبر آبادی بھی اسی کی تصنیف ہے

شہر آشنائی - دیکھو ابوالفتح محمد اشہر آشنائی۔

شہرت - نواب حکیم الممالک کا تخلص ہے (دیکھو محمد حسین شیخ)

شہریار - ساسانی نسل سے فارس کا بادشاہ تھا اُس نے فارس میں ۶۲۹ھ مطابق ۱۲۳۱ء میں حکومت کی (ملاحظہ ہو شیرویہ)

شہریار سلطان - جہانگیر کا سب سے چھوٹا لڑکا تھا۔ نورجہاں بیگم کی لڑکی سے جو اُس کے پہلے شوہر شیر افگن سے تھی اُس کی شادی ہوئی تھی۔ جہانگیر کے مرنے پر ۱۶۲۷ء مطابق ۱۰۳۷ھ میں اس شہزادہ نے جو اُس وقت لاہور میں تھا خزانہ شاہی پر قبضہ کرلیا اور اپنے چچا دانیال کے دو لڑکوں کو اپنی سازش میں لیکر ایک فوج مرتب کی اور اس فوج کے ساتھ آصف خاں وزیر کی فوج سے جس نے داور بخش عرف بلاقی سلطان خسرو کو قید سے رہا کرکے بادشاہ مشتہر کردیا تھا۔ صف آرا ہوا۔ اس لڑائی میں شہریار کو شکست ہوئی اور اُس کو قید کرکے قیدخانہ میں ڈالدیا اور بعدہٗ اُس کو شاہجہاں کے حکم سے قتل کیا گیا۔ شہریار اپنے جسم کی خوبصورتی۔ اور دماغی کمزوری کے لیے مشہور تھا۔

شہید (دیکھو غلام امام شہید)

شہیدی - منشی کرامت علی خاں نام ضلع اُناؤ کے رہنے والے تھے۔ مصحفی کے شاگرد تھے۔ فقیرانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ اُن کا دیوان عام طور پر ملتا ہے۔ ۱۸۴۰ء مطابق ۱۲۵۶ھ میں انتقال ہوا۔

شہیر - سید محمد نوح مچھلی شہر کے رہنے والے۔ منیر شکوہ آبادی کے شاگرد۔ خواجہ وزیر کا زمانہ دیکھا ہے اور اُن سے بھی افادۂ سخن حاصل کیا ہے۔ تاریخ ولادت ۲۵ دسمبر ۱۸۵۶ء ہے ہنوز زندہ ہیں۔

شیبانی - ایک مصنف ہے جس کا اصلی نام ابو عمرو اسحاق تھا۔ یہ بغداد میں ۸۲۸ء مطابق ۲۱۳ھ میں فوت ہوا

شیبانی خاں (دیکھو شاہی بیگ اُزبک)

شیخ ابراہیم - شیخ علی حزیں کا چچا تھا رافعہ الخلاف ان کی تصنیف ہے جو مختلف کتب کی شرح ہے۔ دوسری تصنیف کاشف الغواشی ہے جس میں تفسیر کشاف کی شرح اُنچاسویں سورہ تک لکھی گئی ہے ان دونوں کتابوں کے علاوہ اقلیدس کی شرح بھی لکھی گئی ہے۔ بمقام لاہجان ۱۷۰۷ء مطابق ۱۱۱۹ھ میں فوت ہوا

شیخ امیر (ملاحظہ ہو شاہ میر)

شیخ بہلول - حضرت محمد غوث گوالیاری کے بھائی تھے۔ ہمایوں کے بھائی مرزا ہندال نے ۱۵۳۹ء مطابق ۹۴۵ھ میں بمقام آگرہ ان کو مار ڈالا۔ قلعہ بیانہ کے قریب ابھی تک ان کا مزار ہے۔

شیخ تقی (ملاحظہ ہو شاہ تقی)

شیخ جلال - مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے نام سے مشہور ہیں۔ سید احمد کبیر کے لڑکے اور سید جلال بخاری کے پوتے تھے۔ شیخ رکن الدین ابو الفتح نبیرہ شیخ بہاءالدین زکریا کے مرید تھے۔ کہا جاتا ہے کہ انھوں نے تمام دنیا میں سیاحت کی اور اس سبب سے جہاں گشت کہلائے۔ سات بار حج بیت اللہ کیا۔ فیروز شاہ تغلق کا زمانہ پایا تھا جو خود اُن کا مرید ہوگیا تھا۔ شیخ جلال ۸ فروری ۱۳۰۸ء مطابق ۱۴ شعبان ۷۰۷ھ کو پیدا ہوئے تھے اور بروز چارشنبہ ۳ فروری ۱۳۸۴ء مطابق ۱۰ ذی الحجہ ۷۸۵ھ کو ۷۸ سال کی عمر میں واصل بحق ہوئے ملتان میں ان کا مزار ہے۔ مشہور ہے کہ ان کے مزار کی خاک چاٹنے سے مجنون اچھا ہوجاتا ہے۔ فقرا میں ملنگ اور جلیلیہ فرقے کے بانی سمجھے جاتے ہیں سید راجو قتال ان کے بھائی تھے۔

شیخ جلال بخاری - اکبری عہد کے مشہور بزرگوں میں سے ہیں ۱۵۸۲ء مطابق ۹۸۹ھ میں انتقال ہوا اور تھانیسر میں ان کا مزار ہے۔

شیخ جمالی مولانا دہلوی، فارسی زبان میں اچھا شعر کہتے تھے۔ پہلے جلالی تخلص کرتے تھے اپنے

پیر سمیع الدین کے ارشاد پر جمالی تخلص کیا۔ ہندوستان سے حج کو گئے۔ واپسی میں بزمانۂ سلطان حسین مرزا ہرات آئے اور وہیں قیام کیا۔ جناب مولانا جامی سے ملاقات ہوئی۔ سیر العارفین اور ایک دیوان اِن کی یادگار ہے آخری زمانہ میں بہ عہد ہمایوں پھر ہندوستان آگئے تھے۔ دہلی میں ۱۵۳۵ء مطابق ۹۴۲ھ میں انتقال کیا۔ ان کے بیٹے شیخ گدائی کمبوہ بیرم خاں کی ماتحتی میں شاہی ملازمت میں داخل تھے اور ۱۵۶۸ء میں انتقال کیا۔

شیخ حسین محدث۔ علم حدیث میں کامل تھے۔ بھوپال میں جمادی الثانی کی دسویں تاریخ ۱۳۲۷ھ (جولائی ۱۹۰۹ء) میں فتح الباری کا ساتواں پارہ قریب مغرب مطالعہ کرتے ہوئے انتقال فرمایا۔

شیخ رضی۔ حسن کے بیٹے تھے۔ کافیہ اور شافیہ ابن حاجب پر شرح لکھی ہے ۱۲۸۶ء مطابق ۶۸۶ھ میں انتقال فرمایا۔

شیخ شریف۔ (دیکھو شاہ شرف الدین)

شیخ صدوق۔ ابو جعفر محمد بن علی بابویہ کہلاتے ہیں دیکھو بابویہ۔

شیخ صفی۔ فارس کے ایک فرقہ صوفیہ کے مشہور بانی تھے۔ ان کا خاندان جب برسرِ حکومت ہوا تو وہ خاندان صفوی کے نام سے مشہور رہا۔ اردبیل کے رہنے والے تھے۔ ان کے بیٹے صدر الدین موسیٰ کا نام آجتک ایشیائے کوچک اور ترکستان میں مشہور ہے۔ امیر تیمور کے زمانے میں گزرے ہیں۔ امیر مذکور نے ان کے اشارے سے سب قیدی چھوڑ دیے جن کو وہ ایشیائے کوچک سے گرفتار کرکے لایا تھا۔ اس حسن سلوک کی وجہ سے وہ لوگ اردبیل میں آکر آباد ہو گئے۔ اور بہت سا زر و مال ان کی نذر کیا اور مرید ہو گئے۔ ان کی بہت عزت کی جاتی تھی۔ جو اُن کی اولاد تک جاری رہی۔ شیخ صفی بمقام اردبیل ۱۳۳۵ء مطابق ۷۳۵ھ میں فوت ہوئے

شیخ عالم۔ ہندوستان کے علم موسیقی پر اس کی ایک کتاب مادھو ناٹک مشہور ہے یہ کتاب پہلے ایک ہندو ماہر فن نے بزبان ہندی لکھی تھی جس کو اُس نے فارسی زبان میں ترجمہ کیا اور اصل مصنف مادھو کے نام سے موسوم کیا۔

شیخ علائی۔ سلیم شاہ سور کے زمانہ میں ایک فلسفی تھا۔ اس نے مہدی ہونیکا دعویٰ کیا اور سلطنت میں انقلاب پیدا کرنا چاہا۔ ہزاروں لوگوں کو جبریہ اپنا پیرو بنایا۔ دو مرتبہ جلاوطن کیا گیا۔ آخر مرتبہ ۱۵۴۸ء مطابق ۹۵۵ھ میں سزائے موت دی گئی۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا مذہب بھی فنا ہو گیا۔

شیخ فرید۔ جہانگیری عہد کا پنج ہزاری منصبدار تھا۔ مرتضیٰ خاں کا خطاب اور بخشی بیگی کا عہدہ عطا ہوا۔ ۱۶۱۶ء مطابق ۱۰۲۵ھ میں فوت ہوا۔

شیخ فرید بھکری۔ بھکر کے رہنے والے تھے اور ذخیرۃ القوانین اس کی تصنیف ہے جس کو اُس نے شاہ جہاں کے زمانہ میں ۱۶۵۰ء مطابق ۱۰۶۰ھ میں تصنیف کیا تھا۔

شیخ مبارک ناگوری۔ شیخ فیضی اور ابو الفضل کے والد تھے۔ منبع العیون۔ تفسیر کلام اللہ اور جوامع الکلام اِن کی تصنیفات ہیں ۱۵۰۵ء

میں پیدا ہوئے تھے۔ اور لاہور میں ۵ اگست ۱۶۰۲ء مطابق ۱۷ ذی قعدہ ۱۰۱۱ھ کو فوت ہوئے اور آگرے میں دفن ہوئے اسی قبرستان میں فیضی ابوالفضل اور اُن کی بہن لاڈلی دفن ہیں ان کے والد کا نام شیخ موسیٰ تھا جو ترکی النسل تھے۔

شیخ محمد۔ فارسی میں صوفی مذاق کی ایک کتاب مسمی چہل رسالہ تصنیف کی (ملاحظہ ہو محمد شیخ)

شیخ مفید۔ (دیکھو ابوعبداللہ محمد بن محمد النعمانی)

شیخ موئد۔ (ملاحظہ ہو ابوالقاسم الحلی)

شیخی۔ ایک ترکی شاعر تھا۔ جس کو مراد اول سلطان ٹرکی کی وزارت کا مرتبہ حاصل ہوا۔ ۱۳۹۵ء میں تھا۔

شیخ یوسف۔ ملاحظہ ہو یوسف شیخ۔

شیدا۔ میر فتح علی لکھنوی کا تخلص ہے قصۂ بوم وبقال اس کی تصنیف ہے۔ فدوی مصنف اُردو یوسف زلیخا اُس کا ہمعصر تھا۔

شیدا ملا۔ جہانگیری عہد کا ایک شاعر تھا اور شاہ جہاں کا عہد بھی پایا تھا۔ فتح پور سیکری کے شیوخ فاروقی سے تھا۔

شیدی فولاد خاں۔ (دیکھو فولاد خاں شیدی)

شیرازی۔ ایک مصنف تھا جس نے اسحاق بن حسین کی تحریر المجسطی کی شرح لکھی اور حل مشکلات مجسطی اُس کا نام رکھا۔

شیر افگن خاں۔ ترکی النسل تھا۔ اس کے ترکی نام "استا فلو" اور علی قلی بیگ تھا شیر کے شکار میں جب اُس نے ایک شیر کو مار کر بہادری دکھائی تو اکبر بادشاہ نے شیر افگن خاں کا خطاب دیا۔ اسی نام سے تاریخ میں مشہور رہا۔ اس کی شادی نور جہاں سے ہوئی تھی جو بعد کو جہانگیر کی بیگم ہوئی۔ اکبری عہد کی مشہور لڑائیوں میں اسے اپنی بہادری دکھانے کا موقع ملا۔ اکبر نے اس کو بردوان میں جاگیر عطا کی تھی۔ قطب الدین کوکا سے اسی مقام پر اس سے مقابلہ ہوا۔ اور یہ کام آیا۔ اس کے مرنے کے چند سال بعد اس کی بیوہ نور جہاں سے جہانگیر نے شادی کرلی۔

شیر بن بابک (اردو دیا) اردشیر بن ساسان صغر اس کا نسب اسفندیار پر ختم ہوتا ہے۔ ساسانیوں میں پہلا بادشاہ ہے۔ اس کی ماں کا نام گہر آفرید تھا۔ ۲۲۶ء میں تخت نشین ہوا۔ سام بن رضیع مشہور مدبر کو وزیر بنایا۔ اس نے شہنشاہی کا لقب پایا۔ بہت ادنیٰ درجے سے ترقی کرکے سخت محنت سے سلطنت پائی۔ عمارات سے بہت ذوق تھا۔ بہت سے شہر آباد کیے۔ پانچ سو چون شہر اور چھ سو قصبوں پر حکومت تھی۔ اسّی کرور کی مردم شماری تھی۔ اس بادشاہ کے دستور العمل صدیوں تک ایران میں قانون سلطنت کا کام دیتے تھے۔ کتاب کارستان میں مہمات ملکی وسیر وسیاحت کے حالات اور کتاب آداب العیش میں جن اخلاق کی تعلیم تھی یہ دونوں کتابیں اس کی تصانیف سے ہیں۔ قیصر روم اور فغفور چین اس کے باجگذار تھے اٹھاسی برس کی عمر ہوئی۔ چالیس سال دو مہینے حکومت کی۔

شیر زاد سلطان۔ سلطان مسعود ثالث غزنوی کا

لڑکا تھا۔ ۱۱۱۴ء مطابق ۵۰۸ھ میں اپنے باپ کے بعد تخت پر بیٹھا اور ایک سال کے بعد اس کے بھائی ارسلان شاہ نے اس کو قتل کرا دیا اور وہ خود ۱۱۱۵ء مطابق ۵۰۹ھ میں بادشاہ ہو گیا۔

شیر خاں لودی۔ بن علی امجد خاں لودی المتوفی۔ ۱۳۔ نومبر ۱۶۷۳ء مطابق ۱۴ شعبان ۱۰۸۴ھ مرات الخواب اس کی تصنیف ہی۔ جس میں شعراء کی سوانح عمریاں درج ہیں یہ کتاب ۱۶۹۱ء۔ مطابق ۱۱۰۲ھ عہد عالمگیری کی مصنفہ ہی اس میں بہت سے مشہور شعرا اور اُن علوم و فنون کا تذکرہ ہی جو اُس وقت مسلمانوں میں رائج تھے مثلاً موسیقی۔ طب۔ علم ترکیب کائنات علم الرویا اور علم السحر وغیرہ۔

شیر سنگھ۔ پنجاب کا راجہ تھا۔ کھڑگ سنگھ کا دوسرا لڑکا اور رنجیت سنگھ کا پوتا تھا۔ اپنے بڑے بھائی نونہال سنگھ کی وفات کے بعد جو ۷ ا نومبر ۱۸۴۰ء کو واقع ہوئی اُس کی ماں چاند کنور نے ریاست کا انتظام کیا۔ نونہال سنگھ کو فوت ہوئے ابھی دو ماہ سے زیادہ مدت نہ گزرنے پائی تھی کہ شیر سنگھ اپنی والدہ کو معزول کر کے خود راجہ بن گیا ان کی حکومت کو ابھی پورے تین سال بھی نہ ہوئے تھے کہ ۱۴ ستمبر ۱۸۴۳ء کو سردار اجیت سنگھ کی فوج نے شاہی محل پر قبضہ کر لیا اور خوب گڑبڑ ہوئی شیر سنگھ اور اُس کے لڑکے پرتاب سنگھ کو موت کے گھاٹ اُتار دیا نہ صرف اُن کو بلکہ محل کی عورتوں اور بچوں کو جن میں ایک وہ بچہ بھی تھا جو اس سے ایک دن قبل پیدا ہوا تھا تہ تیغ کیا گیا شیر سنگھ کے قتل کے بعد مہاراجہ رنجیت سنگھ کا سب سے چھوٹا لڑکا دلیپ سنگھ گدی نشین ہوا۔

شیر شاہ سور۔ حصار کا رہنے والا تھا۔ اس کا اصل نام فرید تھا۔ اس کا باپ حسن خاں خاندان سور کا ایک افغان تھا۔ اور مقام روہ کا جو پشاور سے کچھ آگے واقع ہی رہنے والا تھا یہ وہی مقام ہی جہاں کے افغانوں کے نام سے صوبہ متحدہ کی مشہور کمشنری روہیل کھنڈ منسوب ہے) حسن خاں مذکور کو جمال خاں حاکم جونپور نے اضلاع سہسرام اور ٹانڈا بطور جاگیر پنج صدی منصب کے ساتھ عطا کیے تھے فرید کچھ عرصے تک محمد لوہانی بادشاہ بہار کے یہاں سلسلہ ملازمت میں داخل رہا۔ وہیں سے ایک شیر کے مارنے پر شیر خاں کا خطاب ملا۔ ہمایوں مغل بادشاہ دہلی سے کئی مرتبہ مڈبھیڑ ہوئی۔ سب سے پہلی مرتبہ بہار میں ۲۶۔ جون ۱۵۳۹ء مطابق ۱۹۔ صفر ۹۴۶ھ کو شکست دی اور دوسری مرتبہ ۱۷ مئی ۱۵۴۰ء مطابق ۱۰ رجب ۹۴۷ھ کو بمقام قنوج کامیابی کے ساتھ مقابلہ کیا۔ تیسری مرتبہ آگرہ و لاہور سے خوشاب تک ہمایوں کا تعاقب کیا۔ جہاں سے ہمایوں آخرکار دریائے انڈس کی طرف آیا ہمایوں کی اس شکست نے شیر شاہ کو دہلی کا بادشاہ بنا دیا۔ وہ شیر شاہ کے لقب سے خاندان سور کا پہلا بادشاہ ہوا۔ اس کی حکومت کا زمانہ ۲۵۔ جنوری ۱۵۴۲ء مطابق ۸ شوال ۹۴۸ھ سے شروع ہوتا ہی۔

شیر علی خاں۔ امیر کابل دوست محمد خاں کا سب سے چھوٹا لڑکا تھا۔ ۱۲۷۹ھ مطابق ۱۸۶۳ء میں دوست محمد خاں اپنے باپ کے بجائے

جانشین ہوا۔ اس نے سلطنت برطانیہ کے ساتھ دوستانہ تعلق قائم کیا۔ ۱۲۹۷ھ مطابق ۱۸۸۰ء میں اُس نے انگریزی سفیر کو نکال دیا اور جس وقت کہ روسی سفارت کابل میں موجود تھی اُس نے انگریزی سفارت کو آنے سے روک دیا۔ اس پر انگریزوں نے اُس کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ انگریزی فوجوں کے افغانستان میں داخل ہوتے ہی شیر علی خاں ترکستان کو بھاگ گیا وہیں اُس کا انتقال ہو گیا۔ اُس کے بیٹے یعقوب خاں نے انگریزوں کے ساتھ صلح کر لی جس کی رو سے افغانستان کا کچھ سرحدی حصہ کا صوبہ شمالی مغربی سرحدی میں انگریزی حکومت میں شامل ہو گیا اور افغانستان کے امور خارجیہ پر برطانیہ کی نگرانی۔ اور کابل میں انگریزی ایجنٹ کا قیام تسلیم کیا گیا۔

شبیر محمد (مولوی) قوم ہونگی ساکن قندھار اسرار العارفین امام غزالی کو پشتو نظم میں ترجمہ کیا۔ ۵۶۶ صفحے کی کتاب ۱۲۹۳ھ مطابق ۱۸۷۶ء میں بمبئی میں چھپی ہی۔

شیرویہ۔ خسرو پرویز مشہور بادشاہ ایران کا لڑکا تھا۔ اس نے اپنے باپ کو پہلے قید کیا۔ اور بعد کو ۶۲۸ء مطابق ۷ھ میں قتل کر دیا۔ صرف آٹھ ماہ حکومت کر کے ۶۲۹ء مطابق ۸ھ میں فوت ہوا۔ اُس کی وفات پر اُس کا شیر خوار لڑکا۔ اردشیر تخت پر بٹھایا گیا لیکن شہریار نے جو ایک صوبے کا ناظم تھا۔ موقع پا کر مدائن پر حملہ کیا اور اس شیر خوار شہزادہ کو قتل کر کے خود بادشاہ بن بیٹھا۔ اردشیر کی حکومت کی مدت صرف پانچ ماہ ہوئی۔ لیکن اس باغی ناظم کو بھی چند دنوں کی حکومت کے بعد ہی امرائے جو شاہی خاندان کے ساتھ وفاداری رکھتے تھے قتل کر دیا اور ذکور میں قابل جانشین نہ ملنے کے سبب شہزادی توران دخت بنت خسرو پرویز کو تخت نشین کیا۔

شیری مولینا۔ عہد اکبری کا صاحب دیوان شاعر تھا جب اکبر نے دسمبر ۱۵۶۷ء مطابق جمادی الثانی ۹۷۵ھ میں چتور کا قلعہ لے لیا۔ اور پھر قلعہ رنتھمبور ۲۲ مارچ ۱۵۶۹ء مطابق ۳ شوال ۹۷۶ھ کو فتح کیا اور اسی سال آگرے کے مشہور قلعہ کو تعمیر کرایا اس وقت شیری زندہ تھا۔ اس نے ان تینوں واقعات کی تاریخیں لکھی تھیں سوات اور بجور کی یوسف زئی افغان قوم اور اکبری فوج کے درمیان لڑائی ہوئی جس میں اکثر مشہور امرائے شاہی بیربل وغیرہ مارے گئے ہیں اس لڑائی فروری ۱۵۸۶ء مطابق ربیع الاول ۹۹۴ھ میں وہ قتل ہوا۔ بقول صاحب مآثر الامرا شاعر مذکور خواجہ جہان ہروی کا بھتیجا تھا ہروی ۱۵۷۴ء مطابق ۹۸۲ھ میں فوت ہوا ہی مصنف مذکور نے شیری کا سال وفات ۱۵۸۱ء مطابق ۹۸۹ھ لکھا ہی۔

شیفتہ۔ نواب محمد مصطفیٰ خاں نام اُردو میں شیفتہ۔ فارسی میں حسرتی تخلص کرتے تھے۔ نواب مرتضیٰ خاں کے بیٹے تھے۔ پیدائش ۱۸۰۶ء بمقام دہلی۔ ریاست جہانگیر آباد ضلع بلند شہر کے تعلقہ دار اور مومن کے شاگرد۔ ان کو عربی اور فارسی کا اچھا علم تھا۔ غدر ۱۸۵۷ء کے بعد زیادہ تر رہنے کا اتفاق جہانگیر آباد میں ہوا

حج بھی کیا۔ اور عرصے تک ملک عرب میں قیام رہا۔ آپ نے سفر حجاز کی سرگذشت "برہ آورد" کے نام سے لکھی ان کے معاصرین میں امام بخش صہبائی۔ مومن۔ غالب آزردہ۔ وحشت وغیرہ ہیں ۱۸۶۹ء میں انتقال ہوا۔ اور دہلی میں حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے جوار میں دفن کیے گیے۔ کلیات شیفتہ و حسرتی برہ آورد اور گلشن بیخاران کی مشہور تصانیف ہیں۔

شیو پرشاد۔ نواب فیض اللہ خاں روہیلہ کی سرکار میں ملازم تھا۔ اس نے "فیض بخش" کے نام سے روہیلے پٹھانوں کی تاریخ لکھی۔

شیو پرشاد۔ (راجہ) ستارہ ہند بنارس کے رہنے والے تھے۔ ۱۸۲۳ء میں پیدا ہوئے۔ ہندوستانی ریاستوں میں کچھ دنوں نوکری کی۔ ۱۸۴۵ء میں گورنمنٹ انگریزی کے ملازم ہوئے۔ اور سر رشتۂ تعلیم میں انسپکٹر مدارس ہو گئے ان کی تاریخ ہند جو آئینہ تاریخ نما کے نام سے مشہور رہی اور اردو انگریزی ہندی تین زبانوں میں لکھی گئی ہی عرصے تک مدارس کی تعلیم میں رائج رہی۔ تقریباً ۱۸۹۶ء میں فوت ہوئے۔ اُن کی اور بھی تصانیف ہیں

شیو داس لکھنوی۔ شیو داس نے شاہ نامہ منور کلام کے نام سے فرخ سیر ۱۱۲۴ھ مطابق ۱۷۱۲ء اور محمد شاہ ۱۱۳۱ھ مطابق ۱۷۱۸ء کے زمانے تک کے حالات لکھے ہیں دربار شاہی میں بہت دنوں تک یہ منشی (سکریٹری) کے عہدے پر ممتاز رہے۔

شیو رام داس۔ ایک شاعر تھا جس کا تخلص حیا تھا۔ (دیکھو حیا)

ردیف ص

صابر۔ میر سید علی کا تخلص ہے۔ فن موسیقی کا ماہر تھا۔ اُس نے شاہ عالم کے لیے ایک کتاب موسیقی میں لکھی۔

صابر۔ صاحبزادہ مرزا قادر بخش دہلوی کا تخلص ہے۔ ایک دیوان اردو اس کی تصنیف سے ہے۔

صابر۔ (ملاحظہ ہو شہاب الدین ادیب صابر)

صاحب۔ حکیم کاظم کا تخلص ہے جو مسیح البیان کے نام سے مشہور ہے۔ وہ ایک طبیب ہونے کے علاوہ شاعر بھی تھا۔ اور عالمگیر کے زمانے میں پنج صدی کا منصبدار تھا ۱۰۶۷ھ مطابق ۱۶۵۶ء میں مرزا صابر سے پہلے فوت ہوا۔ اور دو یا تین دیوان چھوڑے۔ مولینا روم کی مثنوی کی طرز میں کئی مثنویاں لکھیں۔ جو آئینہ خانہ۔ پری خانہ ملاحتِ احمدی۔ صاحب یوسفی۔ گل محمات انفاس مسیحی کے نام سے مشہور ہیں۔

صاحب بلخی۔ بلخ کا ایک شاعر تھا۔ جس نے بدخشاں کے بادشاہوں کی۔ تعریف میں قصائد لکھے ہیں۔ وہ نویں صدی ہجری میں زندہ تھا

صاحب جمال۔ جہانگیر کی بی بی اور زین خاں کوکہ کی رشتہ دار تھی۔ سلطان پرویز اسی کے بطن سے تھا۔

صاحب جی۔ (بنت علی مراد خاں نواب جو شاہجہاں کے نامور امرا میں سے تھے) حاکم کابل کہ امیر خاں میر میراں کے ساتھ اس کی شادی ہوئی تھی۔ کابل جیسے سرکش صوبے میں اس خاتون نے اپنے شوہر کے ساتھ مل کر اچھا انتظام کیا۔ اپنے شوہر کے مرجانے کے بعد بحکم شہنشاہ عالمگیر دو برس تک خود بھی کابل کی حکمراں رہی اور عمدہ انتظام کیا بعدہ حج کو چلی گئی۔

صاحب زمانی۔ محمد شاہ بادشاہ دہلی کی ایک لڑکی کا نام ہے۔ عالمگیر دوم اس کے ساتھ شادی کا خواستگار تھا۔ لیکن اس نے منظور نہیں کیا۔ اس کی ماں ملکۂ جہاں نے صرف اس وجہ سے کہ عالمگیر دوم اس کی لڑکی کو زبردستی اپنے نکاح میں نہ لاسکے احمد شاہ ابدالی کی پناہ لی اور وہ ۱۷۵۷ء میں ان ماں بیٹیوں کو اپنے ساتھ کابل لے گیا اور وہاں پہنچکر کچھ دنوں بعد صاحب زمانی کے ساتھ خود شادی کرلی۔

صاحب عالم۔ (سید) حسینی واسطی بلگرامی ثم المارہروی۔ المتخلص بہ صاحب۔ پیدائش ۱۶ ربیع الثانی ۱۲۱۱ھ مطابق ۱۷۹۶ء بمقام بلگرام ہوئی۔ آپ نے جمیع کتب درسیہ لکھنؤ میں مولوی ولی اللہ خاں سے پڑھیں۔ فن شعر میں اپنے ماموں سید افتخار علی بلگرامی ذرہؔ سے تلمذ تھا۔ مارہرہ ضلع ایٹہ میں اپنے آبائے کرام کے سجادہ نشین ہوئے۔ ایک دیوان بھی آپ کی تصنیف ہے۔ ۲ محرم الحرام ۱۲۵۹ھ مطابق

سنہ ۱۸۰۱ء کو وفات پائی مارہرہ میں مزار ہے۔

صاحب قران - امیر تیمور کا لقب ہے۔ (دیکھو امیر تیمور)

صاحب قران - سید امام علی بلگرامی کا تخلص ہے پریشان ہونے کی وجہ سے سنہ ۱۸۱۳ء مطابق سنہ ۱۲۲۸ھ میں ایک نظم بطور شکوہ لکھی۔

صاحب قران ثانی - شاہجہان کا لقب تھا۔ (ملاحظہ ہو شاہجہان)

صادق - اصل نام صادق علی ہے۔ کتاب چہار باغ حیدری کا مصنف ہے۔ یہ کتاب نواب غازی الدین حیدر خاں لکھنؤ کے نواب کے نام پر معنون کی گئی

صادق - سید جعفر خاں نبیرہ سید محمد قادری کا تخلص ہے دہلی کا ساکن رہیں سنہ ۱۸۰۳ء مطابق سنہ ۱۲۱۹ھ سے کچھ سال قبل فوت ہوگیا۔ ایک کتاب بہارستان جعفری اس کی تصنیف سے ہے۔

صادق خاں - آقا تاکر کا لڑکا محمود شرف ہجری کا پوتا۔ وصلی تخلص تھا۔ اعتماد الدولہ طرانی کا بھتیجا اور داماد تھا۔ شہنشاہ اکبر اور جہانگیر کے زمانے میں اعلیٰ عہدہ پر ممتاز تھا۔ مراکتوبر سنہ ۱۶۳۳ء مطابق ۹۔ ربیع الاول سنہ ۱۰۴۳ھ کو انتقال کیا۔

صادق خاں - اکبر اعظم کے پیرو مرشد تھے سنہ ۱۵۹۷ء مطابق سنہ ۱۰۰۶ھ میں انتقال کیا۔ سکندرے اور آگرے کے درمیان سڑک کے بائیں کنارے پر کہا جاتا ہے کہ ایک مقبرہ میں مدفون ہیں۔

صادق خاں - کریم خاں شاہ فارس کا بھائی تھا زکی خاں کی وفات کے بعد شیراز پر قابض ہوا۔ دو سال حکومت کرنے کے بعد ۱۴ مارچ سنہ ۱۷۸۱ء کو قتل کر دیا گیا۔

صادق علی (شیخ آنریبل) قدیم وطن انبیٹہ ضلع سہارنپور۔ شیوخ انصاری سے تھے۔ ان کے والد بزرگوار صوبہ سندھ میں ڈپٹی کلکٹر رہے اور اس وجہ سے سندھ کی سکونت اختیار کر لی ملازمت سرکاری میں داخل ہو کر ڈپٹی کلکٹری کے درجے تک پہنچے۔ اُس کے بعد ریاست خیرپور میں سنہ ۱۹۰۱ء میں عہدہ وزارت پایا۔ اس عہدے پر تقریباً ۵ برس رہے۔ خان بہادری کا خطاب ملا۔ بمبئی کے قانونی کونسل کے ممبر مقرر ہوئے۔ ۱۹۔ اپریل سنہ ۱۹۱۲ء کو لاہور میں جہاں آنکھوں کے علاج کے لیے گئے تھے۔ قلب کی حرکت بند ہو جانے سے یکایک انتقال ہوا۔ لاش شکارپور سندھ بھیجی گئی وہیں دفن ہوئے ایک کتاب جس میں اپنے قدیم وطن قصبہ انبیٹہ کے شیوخ انصاری کی تاریخ لکھی ہے اُن کی یادگار ہے۔ اُن کی مالی امداد سے مختلف انجمنیں اور مدرسے فیضیاب ہوتے تھے۔

صادق محمد خاں - عہد اکبری میں چہار ہزاری منصب دار تھا۔ سنہ ۱۵۹۷ء مطابق سنہ ۱۰۰۵ھ میں فوت ہوا۔ دھولپور میں دفن ہوا۔ ایرانی الاصل نورجہاں کا چچا زاد بھائی تھا۔

صادقی - قبیلہ افشار کے صادق بیگ کا تخلص ہے ترکی زبان میں ایک دیوان اور ایک تذکرہ شعرا اُس کی تصنیف سے ہیں۔

صالح - مثنوی موسومہ ناز و نیاز کا مصنف ہے جو سنہ ۱۵۲۳ء مطابق سنہ ۹۳۰ھ میں لکھی گئی۔

صالح بانو - قاسم خاں کی دختر شہنشاہ جہانگیر کی بیگم تھی۔ بادشاہ محل خطاب ملا تھا۔

صالح بن مبارک - مقامات خواجہ بہاء الدین کا مصنف ہے۔ اس کتاب میں

مشہور شیخ بہاء الدین سلسلۂ نقشبندیہ کے
بانی کے حالات ہیں۔

صالح میر کشفی ۔ یہ کشفی کہلاتے ہیں۔ عبد اللہ
مسکین کے بیٹے تھے ۱۶۵۰ء مطابق ۱۰۶۱ھ
میں انتقال کیا۔ آگرہ میں دفن ہیں۔

صائب۔ مرزا محمد علی تبریزی کا تخلص ہے۔ جو
ایران کا مشہور شاعر تھا۔ جہانگیر کے زمانے میں
بسلسلۂ تجارت ہندوستان آیا۔ شاہ عباس
بادشاہ فارس نے اس کو ملک الشعراء کا خطاب
دیا تھا۔ اپنے متقدمین سے علیحدہ غزل سرائی
میں طرز جدید کا موجد تھا۔ اس کے دیوان میں
اسی ہزار اشعار ہیں۔ ۱۶۶۹ء مطابق ۱۰۸۰ھ
میں انتقال ہوا۔ قبر اصفہان میں ہے۔

صحراوی (ملاحظہ ہو ابو القاسم صحراوی)

صدر الدین افضل العلماء (مفتی) دہلوی۔
آپ کی اصل کشمیر سے ہے پیدائش ۱۲۰۴ھ ہجری
مطابق ۱۷۸۹ء بمقام دہلی۔ تلمیذ مولانا شاہ عبد العزیز
و مولینا عبد القادر و مولینا محمد اسحق۔ سرکار
انگریزی کی طرف سے دہلی کے صدر الصدور
اور مفتی تھے۔ ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۸۵۷ء بزمانہ
غدر فتوی جہاد کے اتہام میں جائداد ضبط ہوگئی
مگر چند ماہ کی نظر بندی اور تحقیق کے بعد رہائی ہوئی
اور کچھ جائداد بھی واپس مل گئی۔ اردو۔ فارسی
عربی۔ کے اشعار لکھتے اور آزردہ تخلص کرتے
تھے۔ شاہ نصیر اور میر ممنون دہلوی سے تلمذ
تھا۔ اکثر لوگ مقامات دور و دراز سے آکر
مستفیض ہوتے۔ کثرت درس و افتا کی وجہ سے
تصانیف کی طرف کم توجہ تھی۔ رسالہ منتہی المقال
فی شرح حدیث لا تشد الرحال۔ در المنضود۔
فی حکم امراۃ المفقود۔ اجوبہ کثیرہ استفتا ان سے
یادگار ہیں۔ ۲۴ ربیع الاول ۱۲۸۵ھ م ۱۸۶۸ء بروز
پنجشنبہ وفات پائی "چراغ دو جہاں بود" سے
تاریخ نکلتی ہے۔ نواب یوسف علی خاں والیٔ
رامپور۔ نواب صدیق حسن خاں قنوجی ثم بھوپالی
سر سید احمد خاں وغیرہ ان کے شاگرد تھے۔

صدر الدین بن یعقوب ملا۔ فارسی زبان میں
فتووں کا ایک مجموعہ جس کا نام فتاوی قراخانی
ہے ان کی تصنیف سے ہے۔ جس کو قراخان نے
ان کی وفات کے بعد سلطان علاء الدین کے
زمانے میں ترتیب دیا تھا۔

صدر الدین سید علی خاں۔ سید نظام الدین
حسینی کا بیٹا۔ اپنے عصر کے عربی کے بہترین شعراء
میں تھا۔ کتاب بدیعیہ۔ سلفات (شرح صحیفہ
کاملہ اس کی تصنیف ہے۔

صدر الدین شیخ۔ شیخ بہاء الدین ملتانی کے
فرزند ۱۳۰۹ء مطابق ۷۰۹ھ میں بمقام
ملتان فوت ہوئے اور وہیں دفن ہوئے۔
ان کے خلیفۂ اجل شیخ حسام الدین ملتانی جو
حاجی جمال ملتان کے نام سے مشہور رہے بدایوں
میں مدفون ہیں۔

صدر الدین عوفی مولانا۔ جامع حکایات کے
مصنف ہیں۔ نور الدین محمد عوفی بھی کہلاتے ہیں

صدر الدین محمد۔ زبردست خاں کا بیٹا تھا۔
ارشاد الوزرا اس کی تصنیف سے ہے جو بادشاہ
محمد شاہ کے زمانے میں لکھی گئی۔

صدر جہاں۔ سلطان قلی قطب شاہ کے زمانہ
میں ایک مشہور عالم تھا۔ سلطان قلی قطب شاہ
کا زمانہ ۱۵۱۲ء مطابق ۹۱۸ھ سے ۱۵۴۳ء

۹۷۹ھ تک گزرا ہے۔ مرغوب القلوب کے نام سے اس بادشاہ کے عہد کی تاریخ مصنف نے لکھی ہے۔

صدرجہاں قاضی (ملاحظہ ہو منہاج السراج)

صدرجہاں میر۔ لکھنؤ کے قریب ایک گاؤں کا باشندہ تھا۔ شہنشاہ اکبر کے زمانہ میں ۱۵۸۵ء مطابق ۹۹۳ھ میں چارہزاری منصب ملا۔ یہ حکیم ہمام کے ساتھ عبداللہ خاں اُزبک حاکم توران کے پاس سفارت پر بھیجا گیا۔ ۱۲۰ سال کی عمر پائی ۱۶۱۰ء مطابق ۱۰۲۰ھ میں فوت ہوا۔

صدفی۔ عہد محمد شاہ میں ایک شاعر تھا۔ اس کی تصنیف ایک دیوان موسوم بہ صدفی ہے لیکن مصنف نے اس دیوان کا نام رازالعارفی رکھا تھا۔

صدیدالدین گازرانی۔ علم طب میں ایک کتاب المغنی بزبان عربی اس کی تصنیف ہے

صدیق حسن خان بہادر (مولوی سید) ابن مولوی سید اولاد حسن قنوجی۔ کنیت ابوالطیب پیدائش ۱۲۴۸ھ مطابق ۱۸۳۵ء بمقام قنوج علوم مروجہ مفتی صدرالدین خاں دہلوی سے اور علوم تفسیر و حدیث وغیرہ علمائے یمن و ہند مثل قاضی حسین بن محسن انصاری۔ شیخ عبدالحق و شیخ محمد یعقوب سے حاصل کیے بعد ازاں ریاست بھوپال میں آکر ملازم ہوئے اور بتدریج ترقی کرکے وزارت و نیابت پر مامور ہوئے۔ اور شاہجہاں بیگم صاحبہ والیہ بھوپال کے ساتھ ۱۷ صفر ۱۲۸۸ھ (مطابق ۱۸۷۱ء) کو عقد ہوا نواب اور خان بہادر کا خطاب پایا۔ تقریباً سو کتابوں کے مصنف تھے جن میں سے اکثر نہیں ہیں اور جو بھوپال و مصر و قسطنطنیہ کے مطابع میں چھپ چکی ہیں۔ آپ نے ۔جمادی الثانی ۱۳۰۷ھ مطابق ۱۸۹۰ء میں انتقال کیا۔ اور بھوپال میں مدفون ہوئے۔ تذکرہ شمع انجمن انھیں کی تصنیف ہے

صرفی ساوجی۔ اصلی نام شیخ یعقوب۔ اکبر کے زمانہ میں شاعر گزرا ہے۔ ساوا واقعہ ملک فارس کا رہنے والا تھا۔ ایک دیوان چھوڑا ۱۵۹۵ء مطابق ۱۰۰۳ھ میں فوت ہوا۔

صفا۔ عبدالحی۔ صدیقی بدایونی۔ تذکرۃ الصلحاء تذکرۃ الشعراء۔ تاریخ عرب۔ بعض قوانین کی شرح اُن کی تصانیف ہیں ۹ ہر اگست ۱۹۱۴ء کو انتقال ہوا۔

صفدرجنگ۔ اودھ کا نواب تھا نام مرزا مقیم عرف منصور علی تھا۔ سیادت خاں کا بیٹا اور برہان الملک سعادت خاں کا داماد اور بھتیجا تھا۔ برہان الملک کے بعد نادرشاہ کو شروع ۱۱۵۲ھ مطابق اپریل ۱۷۳۹ء میں دو کرور روپیہ دیکر بجائے برہان الملک کے اودھ کا بادشاہ ہوا۔ احمد شاہ کی تخت نشینی پر ۱۷۴۸ء میں نظام الملک کی جگہ وزیر مقرر ہوا۔ اور عرصے تک سلطنت کے امور انتظامی کا مالک رہا ۱۷۵۲ء مطابق ۱۱۶۶ھ میں وزارت سے برطرف کردیا گیا۔ دہلی سے اودھ جاتے ہوئے پاپرگھاٹ کے مقام پر ۱۷ اکتوبر ۱۷۵۴ء مطابق ۱۷ ذی الحجہ ۱۱۶۷ھ کو انتقال کیا۔ فیض آباد میں بمقام گلاب باڑی دفن ہوا۔ یہاں سے تابوت اُکھاڑ کر دہلی لیجا کر درگاہ شاہ مردان کے قریب دفن کیا گیا اور ایک عالیشان مقبرہ تعمیر ہوا۔ جو ابتک قائم ہے

صفدرعلی خاں۔ نواب ارکاٹ دوست علی خاں کا لڑکا تھا۔ یہ وہی دوست علی خاں ہے جس کو اس کے بہنوئی مرتضیٰ خاں نے ۱۳ اکتوبر ۱۷۴۲ء کو قتل کردیا

صف شکن خاں - محمد طاہر کا خطاب ہے - جو امرائے عالمگیری میں داخل تھا اس کو سہ ہزاری منصب حاصل تھا ۱۶۷۰ء مطابق ۱۰۸۰ھ میں فوت ہوا۔

صفی الدین محمد - حسین واعظ کے بیٹے کتاب موسومہ رشحات کے مصنف ہیں یہ کتاب ۹۰۹ھ مطابق ۱۵۰۳ء میں تصنیف ہوئی تھی - جیسا کہ اس کے تاریخی نام سے ظاہر ہے۔ حضرت عبد اللہ سمرقندی احراری ان کے پیر تھے - اس کتاب میں انہوں نے اپنے پیر کے ملفوظات کو جمع کیا ہے۔

صفوی خاں - ایران کے خاندان صفوی کا شہزادہ عہد عالمگیری میں با اقتدار عہدہ پر تھا - اعظم شاہ اور بہادر شاہ کی جنگ میں مرجن ۱۷۰۷ء مطابق ۱۸ ربیع الاول ۱۱۱۹ھ کو فوت ہوا۔

صفی خاں - اسلام خاں مشہدی کا بیٹا تھا - شاہجہان اور عالمگیر کے دربار میں ایک امیر تھا۔

صفی شاہ - فارس کے بادشاہ کا نام ہے (ملاحظہ ہو شاہ صفی)

صفی شیخ (ملاحظہ ہو شیخ صفی)

صفی مرزا - شاہ عباس اول کے بیٹے کا نام ہے اس کا باپ اس سے ناراض تھا - اسی وجہ سے باپ کے اشارے سے ۱۶۱۱ء مطابق ۱۰۲۰ھ میں قتل ہوا۔

صفیہ - بنت حی - پہلے کنانہ رئیس خیبر کی بی بی تھیں ۷ھ مطابق ۶۲۸ء میں غزوہ خیبر میں گرفتار ہوئیں بعد رہائی آنحضرت صلعم سے عقد کی درخواست کی جس کو آپ نے منظور فرمایا اور آپ کے ازواج مطہرات میں داخل ہوئیں ۵۰ھ مطابق ۶۷۰ء میں وفات ہوئی۔

صفیہ - خواجہ حسن بن علی بن اسحاق بن عباس طوسی معروف بہ نظام الملک طوسی وزیر ملک شاہ سلجوقی کی بیٹی ہے صفیہ کی شادی ۴۶۲ھ میں بمقام بغداد عمید الدولہ ابو منصور محمد بن فخر الدولہ بن جہیر سے ہوئی اور ۴۷۰ھ چار سو ستر ہجری میں بغداد میں انتقال ہوا - عمید الدولہ خلیفہ المقتدری باللہ کا وزیر تھا۔

صلاح الدین یوسف - ایوب کا بیٹا ملک شام کا بادشاہ تھا اس کا چچا شیر کو فاطمیہ خاندان کے سب سے آخری خلیفہ عاضد کا وزیر تھا جو اس کے غدار وزیر شاور کے قتل ہونے کے بعد منصب وزارت سپہ سالار پر مامور ہوا وزیر مقرر ہونے کے دو ماہ بعد شیر کو فوت ہو گیا - یہ نہایت ہی بہادر - قابل - فیاض - دانشمند عادل اور خدا پرست مسلمان تھا - خلیفہ عاضد کے بعد صلاح الدین آسانی سے خلیفہ مصر بن سکتا تھا - مگر اس نے خود خلیفہ ہونا گوارا نہ کیا اور عباسی خاندان کے خلیفہ کو بادشاہ مصر بنا دیا - وہ عملی طور پر تمام کاروبار سلطنت خود انجام دیتا رہا - اسی زمانہ میں تمام یورپ کے عیسائی شہزادوں نے متفق ہو کر صلیبی جنگ شروع کر دی تھی ۵۶۹ھ مطابق ۱۱۷۳ء میں نور الدین کا انتقال ہو چکا تھا - اس کی بجائے اس کا بیٹا ملک شاہ برائے نام بادشاہ تھا - کچھ ذاتی اغراض کی بنا پر اس کا ایک امیر کمشتگین بترغیب دیگر ملک شاہ کو دمشق سے حلب لے گیا - عیسائی مجاہدین نے موقع پا کر دمشق کا محاصرہ کر لیا - یہ خبر سنکر صلاح الدین موقع پر پہنچا - اور دمشق کو عیسائیوں کے ہاتھوں سے بچا لیا - لیکن اس کے بدخواہوں نے ملک شاہ کو اس کے خلاف ابھار کر اس کی اس کارروائی سے برافروختہ کر دیا - یہاں تک نوبت پہنچی کہ ان غداروں نے عیسائی مجاہدین سے ملکر صلاح الدین کا مقابلہ کیا - لیکن صلاح الدین نے ان کی منفقہ افواج کو شکست دی - تب مجبور ہو کر

اُنھوں نے صلاح الدین سے معافی مانگی جو نہایت فیاضی سے دی گئی - اور ایک صلحنامہ تحریر ہوا - جس کی رو سے صلاح الدین کو سلطان کا لقب دیا گیا اور دمشق بھی اُس کو دیا گیا - چند سال کے عرصے میں صلاح الدین کے اقتدار کو مغربی ایشیا کے تمام سلاطین نے تسلیم کر لیا - سنہ ۵۸۱ھ مطابق سنہ ۱۱۸۵ء میں یہ واقعہ پیش آیا کہ بیت المقدس کے قریب ایک قافلہ لوٹا گیا اور مسلمان قتل ہوئے - اُس وقت بیت المقدس پر عیسائیوں کی حکومت تھی - سلطان صلاح الدین نے بیت المقدس کے حاکم کو ادائگی معاوضہ کے واسطے لکھا - مگر اُس نے صاف انکار کر دیا - اس پر سلطان کو بیت المقدس کے عیسائیوں پر فوج کشی کرنی پڑی - جن کی مدد کے لیے بیشمار وحشی قومیں جنگ صلیبی کے لیے یورپ سے آکر جمع ہوگئیں تھیں - مقام تھریس پر عیسائیوں اور سلطان صلاح الدین میں سخت جنگ ہوئی - جس میں بیشمار عیسائی مجاہدین اور اُن کے بڑے بڑے پیشوا اور سردار ہلاک ہوئے - بہت سے قید کیے گئے - باقی بھاگ نکلے - سلطان نے بھطہ تک تعاقب کیا اور طبریس کے قلعے پر قبضہ کر لیا - ریمنڈ حاکم طبریس کی ملکہ گرفتار ہوگئی - سلطان نے عزت و احترام کے ساتھ اُس کو خاوند کے پاس بھیجدیا - کسی عورت کی بیحرمتی نہیں کی گئی - نہ کسی بے گناہ کو ستایا گیا - مسلمانوں نے طلیس - یریحو - قیصریا - بیروت - عسقلان - اور بہت سے شہروں پر قبضہ کر لیا - ساحل پر صرف دو شہر سور اور طرابلس عیسائیوں کے ہاتھ میں رہ گئے اس معرکے کے بعد سلطان صلاح الدین خاص بیت المقدس کی طرف بڑھا - جہاں اُس وقت ساٹھ ہزار عیسائی سپاہ موجود تھی - شہر میں پہنچکر عیسائی پیشواؤں سے کہا کہ میں اس پاک سرزمین کو خونریزی اور ظلم سے آلودہ کرنا نہیں چاہتا تم اطاعت قبول کر لو جس قدر زمینوں کو تم کاشت کر سکو تمہیں دونگا - لیکن وہ راضی نہ ہوئے اور لڑائی شروع ہوگئی - دوران جنگ میں عیسائی مجاہدین نے رحم کی درخواست کی اس پر سلطان نے فوراً تلوار روک لی - اور رعایا کے طور پر رہنے کی آزادی دیدی - اور جن کو رعایا کے طور پر رہنا منظور نہ ہو اُن کے واسطے یہ حکم دیا کہ چالیس روز کے اندر اپنے خاندان سمیت شہر سے باہر معاوضہ مقررہ دیکر چلے جاویں - بیت المقدس سے فارغ ہو کر شہر سور اور دیگر شہر جو ساحل پر واقع تھے فتح کر لیے - اسی پر بس نہیں کی بلکہ بیت المقدس کے مفتوح ہونے کی خبر سنکر تمام عیسائی سلطنتوں میں جوش پھیل گیا - رچرڈ شاہ انگلستان فلپ آگسٹس شاہ فرانس اور فریڈرک باربروسا شاہ جرمن خود میدان جنگ میں پہنچے بمقام سقیان ۵۸۵ھ مطابق سنہ ۱۱۹۰ء میں نہایت عظیم الشان ساتویں صلیبی جنگ ہوئی - لاکھوں عیسائی مارے گئے - کشتوں کے پشتے لگ گئے عیسائیوں کو عقر کے میدان میں بہت سی جنگوں کے بعد ۲۰ جمادی الثانی سنہ ۵۸۶ھ مطابق سنہ ۱۱۸۹ء کو شکست فاش ہوئی - اس کے بعد بھی عسقلان وغیرہ کی طرف لڑائیاں ہوتی رہیں - سب سے بڑی لڑائی مقام اسوف پر ہوئی - بالآخر مجبور ہو کر ۲۲ - شعبان سنہ ۵۸۸ھ مطابق سنہ ۱۲۹۱ء کو چند شرائط پر عیسائیوں نے سلطان صلاح الدین سے صلح کر لی - ۲۰ صفر سنہ ۵۸۹ھ مطابق سنہ ۱۱۹۳ء کو سلطان صلاح الدین کا انتقال ہوگیا - اُس نے مصر و شام پر تقریباً بیس برس سلطنت کی سترہ لڑکے چھوڑے

جنھوں نے اس کی وسیع سلطنت کے حصے بخرے کر لیے۔ مصر میں اُس کا بیٹا ملک العزیز عثمانی جانشین ہوا۔

صلابت جنگ۔ نظام الملک آصفجاہ کا تیسرا لڑکا نواب مظفر جنگ کی شہادت کے بعد ۱۸۔ ربیع الاول سنہ ۱۱۶۴ھ مطابق ۳ر فروری سنہ ۱۷۵۱ء کو راجہ رگھوناتھ داس کی کوشش سے دکن کے تخت پر بیٹھا سنہ ۱۱۴۳ھ مطابق سنہ ۱۷۳۰ء اس کا سن پیدائش ہی۔ اس زمانہ میں دار السلطنت اورنگ آباد تھا۔ وہیں مسند نشین ہوا۔ احمد شاہ بادشاہ دہلی نے آصف الدولہ کا خطاب عطا فرمایا۔ ان کے زمانہ میں بالاجی راؤ پیشوا بجے راؤ برسر فساد تھا۔ اُس نے سنہ ۱۱۶۵ھ مطابق سنہ ۱۷۵۱ء میں بمقام راجہ پور لڑائی ہوئی بالاجی راؤ نے شکست کھائی۔ اس کے زمانہ میں مرہٹوں نے فتنہ و فساد برابر جاری رکھا۔ بارہ سال حکومت کرنے کے بعد اُس کے بھائی میر نظام علی خاں نے اُس کو ۴ر ذی الحجہ سنہ ۱۱۷۵ھ مطابق ۲۶ر جون سنہ ۱۷۶۲ء کو معزول کر دیا اور وہ گوشہ نشین ہو گیا۔ ۲۹ر ستمبر سنہ ۱۷۶۳ء مطابق ۲۰ر ربیع الاول سنہ ۱۱۷۷ھ کو بیدر میں وفات پائی۔ حضرت شیخ ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے قریب دفن ہوا۔

صلابت خاں۔ شاہجہاں کے زمانہ میں میر بخشی کے عہدے پر ممتاز تھا۔ امر سنگھ راٹھور نے خاص بادشاہ کے حضور میں ۲۵ر جولائی سنہ ۱۶۴۴ء کو آگرے کے قلعے میں خنجر سے اُس کو ہلاک کر دیا اُس کی قبر نواح آگرہ میں موجود ہی۔ امر سنگھ قاتل کا بھی تعاقب کر کے قلعے کے دروازے کے قریب گرفتار کر کے قتل کر دیا گیا۔ جس دروازے کے قریب یہ قتل کیا گیا وہ دروازہ امر سنگھ کے نام سے ابتک مشہور ہی۔

صلابت خاں۔ اُس کا خطاب ذوالفقار جنگ تھا۔ جب احمد شاہ تخت دہلی پر سنہ ۱۷۴۸ء مطابق سنہ ۱۱۶۱ھ میں بیٹھا اُس نے اُس کو میر بخشی کے عہدے پر ممتاز کیا۔

صمصام الدولہ۔ شاہ نواز خاں کا خطاب ہی۔

صمصام الدولہ۔ مرزا نصیر جو شاہ عالم کے زمانے میں ماژندران سے ہندوستان آیا تھا نواب نجف خاں نے صمصام الدولہ کو نواب صمصام الدولہ ملک محمد خاں دلیر جنگ کا خطاب دیا۔ جے پور میں سنہ ۱۸۰۴ء مطابق سنہ ۱۲۱۹ھ میں اس نے وفات پائی۔

صمصام الدولہ صمصام جنگ۔ صمصام الدولہ شاہ نواز خاں کا بیٹا تھا۔ باپ کی وفات کے بعد اس کو خطاب ملا تھا۔ دربار دکن میں دونوں ممتاز تھے

صہبا۔ اُس کا اصلی نام عبد الباقی ہی جو زمانہ عالمگیر میں ایک فارسی شاعر تھا جو سنہ ۱۶۵۳ء مطابق سنہ ۱۰۶۳ھ میں گزرا ہی۔

صہبائی۔ مولوی امام بخش دہلوی کا تخلص ہی وہ دہلی کالج کے پروفیسر تھے اُنھوں نے حدائق البلاغت کا عربی سے اردو میں ترجمہ کیا، در چند اردو اور فارسی کی تصانیف بھی چھوڑیں۔ ان کا مصنفہ ایک تذکرہ شعرا بھی ہی جو سنہ ۱۸۴۲ء میں دہلی کے ایک پریس سے شائع ہوا سنہ ۱۸۵۴ء مطابق سنہ ۱۲۷۰ھ میں زندہ تھے مرزا غالب کے ہمعصر تھے۔

صہیب۔ ان کو غلطی سے رومی کہا جاتا ہی۔ دراصل ان کا خاندان موصل میں آباد تھا۔ ان کے والد شاہ کسری کی طرف سے ایلہ کے حاکم تھے۔ رومی

اہلہ کے حملہ میں اُن کو قید کر کے لے گئے تھے اس لیے ان کی پرورش روم میں ہوئی۔ عربی زبان اچھی طرح نہ بول سکتے تھے۔ ایک عرب ان کو خرید کر مکہ میں لایا تھا۔ یہاں عبداللہ بن جدعان نے خرید کر آزاد کر دیا۔ اسی زمانہ میں انھوں نے اسلام قبول کیا۔ قریش ان کو نہایت تکلیفیں پہنچاتے تھے۔ حضرت عمر جب نماز پڑھانے میں زخمی ہوئے تو اپنی بجائے انھیں کو امام کیا تھا۔

ردیف ض

ضابطہ خاں۔ نجیب الدولہ امیر الامرا کا بیٹا تھا بادشاہ دہلی کو اس کے خاندان پر بہت اعتماد تھا۔ جب بادشاہ شاہ عالم عرصے تک دہلی سے باہر الہ آباد میں رہے۔ شاہی خاندان اور بیگمات کی حفاظت کا کام نجیب الدولہ کے سپرد رہا۔ سنہ ۱۷۷۰ء میں نجیب الدولہ کا انتقال ہو گیا۔ اور یہ خدمت اس کے سپرد ہوئی۔ سنہ ۱۷۷۲ء میں جب بادشاہ دہلی واپس آئے تو یہ چند شبہات کی وجہ سے مورد عتاب ہوا۔ اور تمام املاک ضبط ہو گئیں۔ اور اس کو شجاع الدولہ کے یہاں پناہ لینی پڑی۔ تھوڑے دنوں کے بعد مرہٹوں نے زور ڈالکر بادشاہ سے قصور معاف کرا دیا اور املاک وغیرہ واپس کرا دیں۔ غلام قادر خاں جس نے بادشاہ شاہ عالم کی آنکھیں نکلوائی تھیں۔ اسی کا لڑکا تھا۔ اس کے دوسرے لڑکے معین الدین خاں عرف بھمبو خاں نے انگریزوں کو بہت مدد دی تھی اُس کے صلے میں پانچ ہزار روپیہ ماہوار پنشن ملی ضابطہ خاں سنہ ۱۷۸۵ء میں فوت ہو گیا۔ اس کی اولاد اب تک نجیب آباد ضلع بجنور میں جس کو نجیب الدولہ نے آباد کیا تھا موجود ہے۔

ضاحک۔ میر غلام حسین ولد میر حسن لکھنوی کا تخلص ہے۔ ایک اردو دیوان اس کی تصنیف ہے اس کا کلام تخلص کی رعایت سے ظرافت سے لبریز ہے

ضحاک۔ فارسی زبان کے افسانوں میں یہ نام اکثر آتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک ظالم اور سفاک بادشاہ تھا جو جمشید پر فتح حاصل کر کے ایران کا بادشاہ

ہوگیا تھا۔ اُس کے نسب کا پتا صحیح نہیں لگتا۔ بعض
اُس کو شداد کی اولاد میں بتلاتے ہیں۔ کہا
جاتا ہے کہ اُس کے کندھوں پر دو ناسور تھے جنھیں
شعرا اُن کو سانپ سے تعبیر کرتے ہیں۔ جن کی
خوراک گوشت انسانی تھی اور روزانہ دو
آدمی اس غرض کے لیے ہلاک کیے جاتے تھے
اس مصیبت سے چھٹکارا پانے کے لیے ایک
لوہار نے ضحاک کو ہلاک کر دیا۔ اور فریدوں کو
بادشاہ بنا دیا۔ بامیان کے قریب اب تک
کھنڈر پائے جاتے ہیں۔ جن کو لوگ ضحاک کا
محل بتاتے ہیں۔

ضیغفہ خاتون۔ سلطان سنجر کی بہن تھی۔ ملک
تاج الدین ابو الفضل کے عقد میں تھی جو عمر بن لیث
کے خاندان شاہی سے تھا۔

ضمیر۔ سید ہدایت علی خاں نصیر الدولہ بخشی الملک اسد جنگ
نواب بنگال کا عزیز تھا۔ کچھ عرصہ تک پٹنے کا
صوبہ دار رہا۔ وہیں شاہ عالم کے ابتدائی زمانے
میں انتقال کیا۔ حسین آباد میں دفن ہوا۔

ضمیری۔ ایک مشہور ایرانی شاعر تھا جو ۱۵۳۸ء
مطابق ۹۴۵ھ میں شاہ طہماسپ صفوی کے
زمانہ میں گزرا ہے۔ ذیل کی چھ نظمیں اس کی تصنیف
ہیں:۔ ناز و نیاز۔ وامق و عذرا۔
بہار و خزاں۔ لیلیٰ و مجنوں۔ سکندر نامہ
جنت الاخیار اور دو دیوان قصائد کے ہیں
۱۵۶۵ء مطابق ۹۷۳ھ میں انتقال کیا۔

ضمیری مولانا۔ شیخ نظام کا تخلص ہے جو شیخ سلیمان
کے خواہرزادے تھے۔ بلگرام وطن تھا۔ شاہ
ہمایوں کے سلسلہ ملازمت میں داخل تھے۔
شیخ سلیمان نے یکم ستمبر ۱۵۰۹ء مطابق یکم ذیقعدہ
۹۹۷ھ کو اکبری عہد میں انتقال کیا اور شیخ
نظام ۱۵۹۴ء مطابق ۱۰۰۳ھ میں فوت ہوگئے
نواب مبارک خاں دہلوی نے "آہ۔ آہ۔ نظام"
ان کی وفات کی تاریخ لکھی جس سے ۱۰۰۳ھ
برآمد ہوتے ہیں۔

ضیاء الدین احمد۔ وطن مارہرہ ضلع ایٹہ علی گڑھ کالج
کے گریجویٹ اور مسلم یونی ورسٹی علیگڑھ کالج کے
پرو وائس چانسلر ہیں۔ آپ نے یورپ میں ریاضی
کی سب سے اعلیٰ ڈگری۔ پی۔ ایچ ڈی۔ حاصل
کی۔ الہ آباد یونی ورسٹی میں کارنمایاں کیے ہیں
گورنمنٹ سے سی۔ آئی۔ ای کا خطاب ملا ہے

ضیاء الدین نخشبی۔ سلطان المشائخ نظام الدین اولیا
محبوب الٰہی بدایونی کے ہمعصر۔ شہاب الدین حمزہ
کے شاگرد تھے۔ اپنے عہد کے جید عالم اور بڑے
مصنف تھے۔ علم طب اور موسیقی بھی جانتے
تھے۔ فارسی کے اچھے شاعر تھے۔ اصلی وطن نخشب
تھا۔ لیکن وطن سے آکر ان کا خاندان بدایوں
میں آباد ہوا۔ ۷۵۱ھ مطابق ۱۳۵۰ء میں وہیں
انتقال ہوا۔ شہر سے جانب غرب دفن ہوئے
سلک السلوک۔ عشرہ مبشرہ۔ طوطی نامہ۔
گلریز (جس میں شہزادہ معصوم شاہ و نوشابہ کا
قصہ ہے) چہل ناموس وغیرہ آپ کی مشہور تصانیف
ہیں۔ آپ سنسکرت بھی جانتے تھے کوک شاستر کا
جو سنسکرت میں ہے فارسی نثر میں ترجمہ کیا جو لذت النساء
کے نام سے مشہور ہے۔

ضیاء الدین برنی۔ آپ کے والد ملقب بہ موید الملک
سلطان علاء الدین خلجی کے پہلے سال حکومت
میں برن شہر (بلند شہر) کے نائب تھے۔ یہ شہر
خواجہ موصوف کا منشاء معلوم ہوتا ہے۔ اور ضیاء برنی

کی یہی وجہ تسمیہ ہی۔ بلند شہر کے ایک پرگنہ کا نام بھی برن ہی۔ پیدائش ۶۸۳ھ مطابق ۱۲۸۴ء میں ہوئی۔ مرید و معتقد شیخ نظام الدین اولیا بدایونی کے تھے لطافت طبع اور فن ندیمی کے سبب سے سلطان محمد تغلق کی خدمت میں باریاب ہوگئے مگر بعد ازاں صرف مایحتاج پر متوکل ہو کر گوشہ نشینی اختیار کی۔ بعد وفات اپنے پیر و مرشد کے مدفن کے جوار میں دفن ہوئے تاریخ فیروز شاہی جس میں غیاث الدین بلبن سے لیکر اپنے بادشاہِ وقت فیروز تغلق تک کا ذکر کیا ہی۔ اور حسرت نامہ جو تصوف میں ہی آپ کی تصانیف سے یادگار ہیں۔

ضیا الدین خاں نواب۔ خلف نواب احمد بخش خاں لوہارو (دہلی) کے مشہور شاعر تھے۔ ان کا تخلص نیر اور رخشاں ہی۔ یکم جنوری ۱۸۳۵ء کو اپنے والد صاحب کی جگہ نواب ہوئے۔ مرزا غالب کے شاگرد تھے۔ صرف شاعر ہی نہ تھے بلکہ فن نقادی میں بھی کمال رکھتے تھے ۱۸۸۵ء میں انتقال کیا۔ حضرت خواجہ قطب صاحب کی درگاہ میں قبر ہی۔ آج کل اس ریاست کے حکمراں نواب اعز الدین احمد خاں ہیں

ضیاء الدین خجندی۔ ایک شاعر تھا جو ۱۲۲۵ء مطابق ۶۲۲ھ میں فوت ہوا۔

ضیاء الدین عبرت۔ (دیکھو عبرت)

ضیاء الدین غضنفر مولینا۔ قم میں پیدا ہوا۔ اور کاشان میں تعلیم پائی۔ متعدد غزلیات اور قصائد لکھے۔ ایک مثنوی پیر و جوان ۳ ہزار بیت کی تصنیف کی ۱۵۸۵ء مطابق ۹۹۳ھ میں زندہ تھا۔

ردیف ط

طالب آملی۔ ملک فارس کے شہر آمل کا ایک مشہور شاعر تھا جو اکبر کے زمانہ میں ہندوستان آیا اور جہانگیر کے زمانہ تک رہا ۱۶۱۹ء مطابق ۱۰۲۸ھ میں جہانگیر نے اُس کو ملک الشعراء کا خطاب دیا۔ ۱۶۲۵ء مطابق ۱۰۳۵ھ میں ۱۰۰ برس کی عمر میں بمقام کشمیر فوت ہوا۔ ۱۴ ہزار بیت کا دیوان چھوڑا۔

طالب جاجرمی۔ نظم مناظرہ گوئے و چوگاں کا مصنف ہی اس کتاب کو قابل مصنف نے سلطان عبداللہ بن سلطان ابراہیم بن شاہ رخ کی نام پر معنون کیا تھا۔ ۱۴۵۰ء مطابق ۸۵۴ھ میں وفات پائی۔ اور خواجہ حافظ شیرازی کے مقبرے کے پاس دفن ہوا۔

طالب کلیم۔ (ملاحظہ ہو ابو طالب کلیم)

طالع۔ مرزا نظام الدین برادر مرزا قطب الدین مائل کا تخلص تھا۔ یہ عہد عالمگیری میں ایک شاعر تھا اور ۱۶۹۶ء مطابق ۱۱۰۸ھ میں زندہ تھا۔

طائع باللہ۔ خلیفہ بغداد تھا۔ (ملاحظہ ہو الطائع باللہ)

طاہر ابن حسین الخزاعی۔ یمینین لقب تھا۔ یہ المامون خلیفہ کا بہت بڑا معتمد سپہ سالار تھا۔ اس نے علی ابن عیسیٰ کو ۸۱۱ء مطابق ۱۹۵ھ میں شکست دی اور اپنے بادشاہ کو اس کا سر بھیجدیا اور بہت سا انعام پایا۔ جب المامون خراسان کے پایہ تخت مرو میں تھا۔ اُس نے اپنے بھائی الامین خلیفہ بغداد کے خلاف بغاوت کی

اور طاہر کو بغداد پر حملہ کرنے کو بھیجا جو سنہ ۸۱۳ء مطابق
صفر سنہ ۱۹۸ھ میں ہوا۔ طاہر نے الامین کا سر کاٹ کر
بمقام خراسان المامون کے پاس بھیجدیا۔ مامون نے
خراسان کی حکومت طاہر اور اُس کی اولاد کو دیدی
طاہر بروز شنبہ ۱۵ نومبر سنہ ۸۲۲ء مطابق ۲۴
جمادی الثانی سنہ ۲۰۷ھ کو مرو میں فوت ہوا۔ اس کے
بجائے طلحہ اس کا لڑکا وزیر مقرر ہوا۔ اِس کی اولاد یہ تھی
طاہر اول۔ طلحہ بن طاہر۔ عبداللہ بن طاہر۔ طاہر ثانی
بن عبداللہ محمد بن طاہر ثانی۔ اس خاندان کا آخری
شہزادہ تھا۔

طاہر الاعزالدین اللہ۔ حکیم ابو منصور کا لڑکا اپنے
باپ کی جگہ ملک مصر کا سنہ ۱۰۲۱ء میں بادشاہ ہوا
پندرہ سال حکومت کی سنہ ۱۰۳۶ء مطابق سنہ ۴۲۷ھ
میں مرگیا اور سات برس کا نابالغ بچہ اپنا جانشین
چھوڑا جو المستنصر باللہ کے لقب سے تخت پر
بیٹھا۔

طاہر باللہ۔ (ملاحظہ ہو الطاہر بامر اللہ خلیفہ بغداد)

طاہر بن احمد البخاری۔ کتاب علم الفتاوی اس کی
تصنیف ہے۔ جس کا نام خلاصۃ خزینۃ الواقعات
ہے اور کتاب النساب بھی اسی کی تصنیف سے ہے
یہ سنہ ۱۱۴۷ء مطابق سنہ ۵۴۲ھ میں فوت ہوا۔

طاہر غنی۔ مرزا محمد طاہر کا تخلص ہے۔ غنی کشمیری کے نام
سے زیادہ مشہور ہے (ملاحظہ ہو غنی کشمیری)

طاہر محمد بن عماد الدین حسین روضۃ الطاہرین
اِن کی مشہور تاریخی تصنیف ہے۔ یہ ایک تاریخ ہے
جو سنہ ۱۶۰۲ء مطابق سنہ ۱۰۱۱ھ میں شروع ہوئی یعنی اکبر
کی وفات سے تین سال پہلے اور سنہ ۱۶۰۶ء مطابق
سنہ ۱۰۱۵ھ میں ختم ہوئی۔ سر ایچ۔ ایم۔ ایلیٹ
اپنی تاریخ ہند میں اس کا نام روضۃ الصفاء
لکھتے ہیں یہ صریحی غلط ہے۔ کیونکہ روضۃ الصفاء کا
مصنف میر خوند شاہ تھا جو سنہ ۱۴۹۸ء میں فوت ہوا

طاہر وحید مرزا حسین خان قزوینی جو عموماً واقعہ
نویس مشہور ہے اپنے زمانہ کے بہترین شعراء میں سے
تھا۔ یہ شاہ عباس ثانی کا واقعہ نویس تھا اور بعد کو
شاہ سلیمان کا وزیر ہوا۔ مرزا صائب جو سنہ ۱۶۶۹ء
میں فوت ہوئے اِس کے ہمعصر تھے۔ مرزا طاہر
۶۰ ہزار بیت کے دیوان کا مصنف ہے اُس نے
ایران کے صفوی بادشاہوں کی ایک تاریخ لکھی۔
اِس کی ایک کتاب سنہ ۱۶۵۶ء مطابق سنہ ۱۰۶۶ھ میں
مراۃ الاعجاز کے نام سے شائع ہوئی اور دوسری
کتاب طاہر وحید ہے جس میں بادشاہ ایران کے
خطوط درج ہیں۔ سنہ ۱۶۹۶ء مطابق سنہ ۱۱۰۸ھ میں
وفات پائی۔

طباطبا۔ ایک شاعر کا تخلص جنکا اصلی نام میر رفیع الدین
حسین تھا۔ سید طباطبا کی اولاد سے تھے اسی نسبت سے
طباطبا تخلص رکھا سنہ ۱۶۰۱ء مطابق سنہ ۱۰۱۰ھ
میں زندہ تھے۔

طحاوی (ملاحظہ ہو ابو جعفر بن محمد طحاوی)۔

طغاں تیمور خاں۔ ایرانی بادشاہوں کی اولاد میں
جرجان کا حاکم تھا۔ سلطان ابو سعید اور ارپا خاں کی
وفات کے بعد اُس نے خراسان کے چند صوبے
فتح کیے اور وہاں کی سربدال قوم کو مغلوب کیا
خواجہ یحیی کرتی نے جو سربدال قوم کا سردار تھا
اس کو ۱۴ دسمبر سنہ ۱۳۵۳ء مطابق ۱۶ ذی قعدہ
سنہ ۷۵۴ھ کو قتل کردیا۔

طغا خان۔ سنہ ۶۲۴ھ مطابق سنہ ۱۲۴۱ء میں بنگال کا
حاکم تھا۔ اوڑیسہ میں جہاز پور کی ریاست پر حملہ
کیا۔ یہاں کے راجہ نے اس کو شکست دیکر دارالسلطنت ا

گوڑ تک اس کا پیچھا کیا مگر جب اودھ سے مدد پہنچی تو راجہ واپسی پر مجبور ہوا۔

طغان شاہ اول - سلجوقی خاندان کا ایک شاہزادہ تھا اس کا پایۂ تخت نیشاپور تھا۔ ابراہیم بن نیال نے اس کو شکست دی اور قید کر کے اندھا کر دیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد اس کے چچا طغرل بیگ نے ابراہیم کو قتل کر دیا اور برائے نام بادشاہت کو اس کے چچا زاد بھائی طغان شاہ کی سپرد کر دیا۔ ارزقی شاعر اسی کے زمانہ میں گزرا ہے اس نے چند قصائد اس کی مدح میں لکھے ہیں۔

طغان شاہ ثانی - سلجوقی خاندان کا ایک شاہزادہ تھا۔ یہ سلطان سنجر کی وفات کے بعد فارس کے تخت کا مالک ہوا۔ اور چند لڑائیوں کے بعد اس کو تکش سلطان خوارزم نے شکست دی اور ۱۱۸۵ء مطابق ۵۸۱ھ میں فوت ہوا۔

طغرائی - امیر یمین الدین الاشہدی کا خطاب ہے کلیات طغرائی مشہدی اسی کی تصنیف سے ہے جس میں قصائد و قطعات و مراثی کے علاوہ نثر کی کتابیں بھی شامل ہیں مثلاً مراۃ المفتوح۔ کنز المعانی مجموعۃ الغرائب۔ چشمۂ فیض۔ انوار المبارک۔ انشائے طغرائی بھی اسی کی تصنیف سے ہے کہا جاتا ہے ایران کے شاہان تاتاری محمد خدا بندہ اور ابو سعید کا ہمعصر تھا۔ ۱۳۲۴ء مطابق ۷۲۴ھ میں فوت ہوا۔

طغرائی - حسن ابی اسمٰعیل اصفہانی کا لقب ہے سلطان مسعود سلجوقی شاہ موصل کا مشہور وزیر تھا۔ اس کو خط طغرا کو مختلف طریقے پر لکھنے میں دستگاہ کامل حاصل تھی۔ اسی وجہ سے طغرائی مشہور ہے ایک لڑائی میں سلطان مسعود کو اس کے بھائی محمود نے ۱۱۲۰ء مطابق ۵۱۴ھ میں شکست دی اس میں طغرائی بھی قید ہوا اور محمود کے وزیر نے جو طغرائی کی قابلیت کی وجہ سے اس سے نفرت رکھتا تھا قتل کر دیا۔ اس کی کتاب لمعۃ العجم مشہور ہے جس میں اس کی نظمیں جمع کی گئی ہیں۔

طغرل بیگ - میکائیل بن سلجوق کا لڑکا تھا۔ اور خاندان سلجوق کا پہلا بادشاہ تھا۔ طغرل بیگ اور اس کے بھائی جعفر بیگ دونوں داؤد سلطان محمود غزنوی کے ملازم تھے ۱۰۳۸ء مطابق ۴۲۹ھ میں سلطان مسعود اول بن سلطان محمود کو ایک جنگ میں شکست دینے کے بعد وہ نیشاپور کا بادشاہ بن گیا اس نے عراق اور بغداد کو مطیع کیا اور تسخیر بغداد کے بعد خلیفہ قائم باللہ کو بھی اپنے قبضے میں کر لیا جس نے اس کو خراسان کا بادشاہ بنا دیا۔ طغرل بیگ نے اپنی بہن کی شادی قائم باللہ کے ساتھ کر دی اور اپنے بھتیجے الپ ارسلان کی شادی خلیفہ المقتدر کی لڑکی کے ساتھ کی۔ سلجوقی خاندان تین شاخوں میں منقسم ہو گیا تھا جو ہمدان کرمان اور روم میں آباد تھا۔ طغرل بیگ پچیس سال قمری سلطنت کر کے ۱۰۶۳ء مطابق ۴۵۵ھ میں ستر سال کی عمر میں لاولد فوت ہوا۔ الپ ارسلان اس کا بھتیجا جانشین ہوا۔

طغرل ثانی - سلجوقی خاندان کا بادشاہ تھا سلطان محمد بن الپ ارسلان سلطان سنجر نے سلطان محمود کی وفات پر ۱۱۳۲ء مطابق ۵۲۵ھ میں اسے بادشاہ بنایا۔ تین سال حکومت کرنے کے بعد پچیس برس کی عمر میں مرگیا۔ اس کے بعد اس کا بھائی مسعود جانشین ہوا۔

طغرل ثالث - سلجوقی خاندان کا سلطان ارسلان شاہ

بن سلطان محمد برادر سلطان سنجر کا بیٹا تھا۔ سلطان سنجر کی وفات پر جو ۱۱۵۷ء مطابق ۵۵۲ھ میں واقع ہوئی۔ فارس چالیس برس تک خاندان سلجوقی کے باہمی تنازعات کی وجہ سے فتنہ و فساد کا مرکز بنا رہا۔ آخری بادشاہ جس نے حکومت کی طغرل ثالث تھا وہ جنوری ۱۱۷۶ء مطابق جمادی الثانی ۵۷۱ھ میں اپنے باپ ارسلان شاہ کی بجائے تخت نشین ہوا۔ دس برس حکومت کرنے کے بعد اُس کے چچا اور وزیر قزل ارسلان نے اُس کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ یہ قزل ارسلان وہ شخص تھا جو دہلی کے تخت کو خود غصب کرنا چاہتا تھا۔ لیکن قبل اس کے کہ اُس کی یہ آرزو بر آئے وہ ۱۱۹۱ء مطابق ۵۸۷ھ میں قتل کر دیا گیا اور سلطنت طغرل کے پاس واپس آئی۔ آخر کار تکش حاکم خوارزم کے ہاتھ سے ایک جنگ میں ۱۱۹۴ء مطابق ۵۹۰ھ میں شکست نصیب ہوئی اور اُس کا سر کاٹ کر ناصر خلیفہ بغداد کے پاس بھیج دیا گیا۔ اس کے ساتھ فارس کا حکمران خاندان سلجوقی ختم ہوا جو اس ملک پر طغرل اوّل کے زمانہ سے طغرل ثالث کی وفات تک ۱۵۰ سال حکمراں رہا۔

طفیل محمد۔ (سید) اترولوی۔ ابن سید شکر اللہ الحسینی اترولوی البلگرامی۔ علوم ظاہر و باطن میں کامل تبحر تھا۔ پیدائش ۷ رذی الحجہ ۱۱۰۳ھ بمقام قصبہ اترولی از توابع آگرہ جواب ضلع علی گڑھ میں ہے ابتدا سے شرح جامی تک اپنے چچا سید احسن اللہ سے پڑھا۔ شاہجہان پور جا کر اکتساب علوم کیا۔ ۱۵ سال کی عمر میں بلگرام آ کر سید مربی و سید سعد اللہ وغیرہ سے استفادہ کیا۔ علوم سے فراغت پا کر بلگرام ہی میں مقیم رہے اور اکثر فضلا اُن سے فیضیاب ہوئے۔ ۲۴ رذی الحجہ ۱۱۵۱ھ م ۱۷۳۸ء کو انتقال کیا باغ محمود نگر بلگرام میں مدفون ہوئے۔

طلحہ ابن خویلد۔ بنو اسد۔ عرب کا ایک نامور بہادر مشہور کاہن اور با اثر شخص تھا۔ لوگ اس کی ذاتی شجاعت کی وجہ سے خاص عزت کرتے تھے جو لوگ محض منافقانہ طور سے مسلمان ہو گئے تھے یا ابھی تک اسلامی فیوض و انوار سے ناواقف تھے اور اسلام سے بغض رکھتے تھے اور پیغمبر صاحب کی حیرت انگیز کامیابی پر حسد کرتے تھے وہ سب اس کے طرفدار ہو گئے اور ایک گروہ بن گیا۔ طلحہ نے اس گروہ کا سردار بن کر نبوت کا دعویٰ کیا تو حضرت خالد نے اس گروہ کو شکست فاش دی۔ طلحہ اسلامی حقانیت کا قائل ہو کر عمر بن عاص کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام میں داخل ہو گیا اس کے گروہ کے اور لوگ بھی مشرف بہ اسلام ہو کر مسلمانوں کی طرف سے اکثر غزوات میں شریک ہوئے۔

طلحہ بن طاہر۔ خلیفہ مامون کے سپہ سالار طاہر کا بیٹا تھا۔ اور ۸۲۲ء مطابق ۲۱۳ھ میں خراسان کی سلطنت پر اپنے باپ کا جانشین ہوا۔ چھ سال حکومت کی ۸۲۸ء میں فوت ہو گیا۔ اُس کا لڑکا علی نیشاپور کی جنگ میں باغیوں کے مقابلے میں اسی سال مارا گیا۔

طلحہ بن عبد اللہ۔ انھوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہ کی خلافت کے زمانہ میں حضرت عائشہ و حضرت زبیر کے ساتھ مل کر خلیفہ کے خلاف فوج کشی کی تھی۔ تیس ہزار لوگ ان کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے تھے۔ بصرے میں مروان کے تیر سے ۶۵۶ء مطابق ۳۶ھ میں انتقال ہوا۔

طوسی مولینا۔ خراسان کا ایک شاعر عہد بابر سلطان میں تھا۔ بابر سلطان کے مرنے پر وہ آذربائیجان کو چلا گیا اور سنہ ۱۴۸۶ء مطابق سنہ ۸۹۲ھ میں مرگیا۔

طوطی بیگم۔ شہنشاہ اکبر کی بیگم تھی ایک باغ جو کہ طوطا باغ کہلاتا ہے اور ایک تال موجودہ طوطاتال کے نام سے مشہور ہے۔ آگرہ میں اس کی یادگار ہے۔

طوطی مولینا ترشیزی۔ ترشیز یا ترشش کا رہنے والا تھا۔ ایک عالم اور شاعر تھا۔ بابر سلطان کے زمانہ میں گزرا ہے ہرات میں سنہ ۱۴۶۲ء مطابق سنہ ۸۶۶ھ میں فوت ہوا۔

طہماسپ شاہ صفوی اوّل۔ فارس کا بادشاہ تھا بروز چہارشنبہ ۲۲ فروری سنہ ۱۵۱۴ء مطابق ۲۶ ذی الحجہ سنہ ۹۱۹ھ کو پیدا ہوا۔ اور اپنے باپ شاہ اسمٰعیل اول کا ۲۴ مئی سنہ ۱۵۲۴ء مطابق ۱۹ رجب سنہ ۹۳۰ھ کو دس سال کی عمر میں جانشین ہوا۔ اس نے سنہ ۱۵۴۳ء میں جب ہمایوں شیر شاہ سے شکست کھا کر اور اپنے بھائیوں کی جو کابل کے حکمراں تھے بدسلوکی سے تنگ آکر ایران آیا اُس کا اس بادشاہ نے نہایت فراخ دلی اور خلوص سے استقبال کیا اور پھر جب ہمایوں نے قندھار پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا اُس کو فوج سے مدد دی۔ شاہ طہماسپ ۶۴ سال کی عمر میں ۵۳ سال حکومت کرکے منگل کے دن ۱۵ مئی سنہ ۱۵۷۶ء مطابق ۱۵ صفر سنہ ۹۸۴ھ کو فوت ہوا اور اُس کا چوتھا لڑکا اسمٰعیل مرزا جانشین ہوا۔ اپنی وصیت کے مطابق مشہد میں دفن ہوا۔

طہماسپ شاہ صفوی دوم۔ فارس کا بادشاہ سلطان حسین کا لڑکا تھا جب اُس کے باپ کو محمود افغانی سردار نے قید کرلیا۔ وہ ایران کا بادشاہ ہوگیا۔ اُس کی سلطنت نہایت کمزور تھی اور وہ عیاش طبع واقع ہوا تھا۔ مشہور نادرشاہ کو جس کا اصلی نام طہماسپ قلی خاں تھا۔ موقع ملا کہ وہ اس کی کمزوری سے فائدہ اُٹھا کر ایران میں اپنی طاقت کو بڑھائے۔ سنہ ۱۷۳۹ء مطابق سنہ ۱۱۵۱ھ میں جبکہ نادرشاہ ہندوستان کے حملے میں مصروف تھا اُس کے بیٹے رضا قلی خاں نے طہماسپ کو قید کرکے سبزوار بھیجدیا اور وہیں بیرحمی کے ساتھ اُس کو تہ تیغ کردیا۔

طہماسپ قلی مرزا۔ ایک ترکی شاعر شاہجہاں کے وقت میں ہندوستان آیا۔ شہزادہ داراشکوہ کی شادی کے وقت وہ دربار شاہجہانی میں داخل تھا۔ اس شہزادہ کی تاریخ شادی فارسی نظم میں لکھی جس میں اونتیس شعر ہیں اور جس کے ہر مصرعے سے سنہ ۱۰۴۳ھ مطابق سنہ ۱۶۳۳ء برآمد ہوتے ہیں۔

طہمرث۔ اس کو دیوبند بھی کہتے ہیں۔ یہ لقب اس وجہ سے ملا تھا کہ اُس نے اپنے خاندانی دشمنوں پر فتح پائی تھی۔ وہ اپنے باپ ہوشنگ کے تخت ایران پر جانشین ہوا۔ خاندان پیشدادیاں کا تیسرا بادشاہ تھا۔ مدت حکومت تیس سال ہے اُس کے بعد جمشید کو جس کا جام جم مشہور ہے تخت ملا وہ بادشاہ متوفی کا بھتیجا تھا۔

طیب جی۔ (ملاحظہ ہو بدر الدین طیب جی)

طیبی۔ حاشیہ کشاف اور شرح مشکوٰۃ المصابیح ان کی تصنیف ہیں۔ سنہ ۱۳۴۲ء مطابق سنہ ۷۴۳ھ میں وفات پائی۔

ردیف ظ

ظفر۔ ابوظفر سراج الدین بہادر شاہ آخری بادشاہ دہلی کا تخلص ہی (دیکھو بہادر شاہ)

ظفر خاں (خواجہ احسان اللہ) شاہجہانی عہد کا ایک امیر تھا۔ عنایت خاں مصنف شاہ جہاں نامہ اس کا فرزند تھا۔ سہ ہزاری منصبدار تھا۔ لاہور میں سنہ ۱۶۶۲ء مطابق سنہ ۱۰۷۳ھ میں وفات پائی۔ اس کا تخلص احسان ہی۔

ظفر خاں۔ (سلطان) فیروز شاہ باربک کا بیٹا تھا۔ اس کو خان جہاں وزیر نے سنہ ۱۳۸۵ء مطابق سنہ ۷۸۶ھ میں قتل کیا۔

ظہور اللہ خاں (دیکھو نوا)

ظہوری۔ (ملّا ترشیزی) شہر ترشیز ضلع سبزوار ملک ایران کے رہنے والے تھے۔ ان کا اصل نام نور الدین ہی۔ اپنی تعلیم پوری کرنے کے بعد وہ ابراہیم عادل شاہ ثانی بیجاپوری کے زمانے میں دکن آئے اور باقی زندگی بادشاہ کی ملازمت میں صرف کی۔ اُنھوں نے نظم ساقی نامہ کو جس میں ہزار بیت ہیں۔ برہان نظام شاہ ثانی احمد نگری کے نام پر معنون کیا۔ جس کے صلے میں ان کو بیش بہا انعام ملا۔ دیگر کتب بھی اِن کی تصنیف ہیں۔ جن میں سے مینا بازار۔ رقعات ظہوری۔ سہ نثر ایک دیوان۔ رسالہ نورس۔ خوان خلیل۔ اور گلزار ابراہیم بہت مشہور ہیں۔ آخری تین کتابیں ابراہیم عادل شاہ کے نام پر معنون کی گئی تھیں۔ ۹۰ برس سے زائد عمر پاکر سنہ ۱۶۱۶ء مطابق سنہ ۱۰۲۵ھ میں ملا۔ ملک قمی سے ٹھیک ایک سال کے بعد انتقال کیا۔ ملا ند کو ران کے خسر تھے۔

ظہیر سید ظہیر الدین حسین عرف نواب میرزا دہلوی۔ رضوی سید تھے۔ آپ کے والد ماجد کو یا قوت رقم خاں کا خطاب دربار شاہی سے حاصل تھا جو بہادر شاہ آخری بادشاہ دہلی کے اُستاد تھے۔ بادشاہ کو خط نسخ میں درجۂ کمال حاصل تھا۔ یہاں تک کہ اپنے دونوں اُستاد زادوں ظہیر اور انور کو اُن کے والد کی وفات کے بعد خود محلات شاہی میں اصلاح خط دیتے تھے۔ تیرہ سال کی عمر تھی کہ ظہیر کو جواہر خانہ اور قلمدان خاص کی خدمت عطا فرمائی۔ ظہیر سنہ ۱۸۵۷ء میں ریاست الور آئے۔ الور کے بعد ریاست جے پور و ریاست ٹونک میں زمرہ شعراء میں آپ کا تعلق رہا۔ سنہ ۱۹۰۰ء میں حیدر آباد دکن پہنچے ۱۷ ربیع الاول سنہ ۱۳۲۷ھ م سنہ ۱۹۰۹ء بمقام حیدر آباد دکن انتقال ہوا۔ دائرہ میر میں آپ کا مزار ہے۔ آپ کو دربار مغلیہ سے راقم الدولہ کا خطاب حاصل تھا۔ عام طور پر اُستاد ظہیر کے نام سے پکارے جاتے تھے۔ آپ کے بعد کوئی اس نام سے نہ دہلی والوں میں موسوم ہوا نہ اہل لکھنؤ میں اسی وجہ سے خاتم الاساتذہ کہے جاتے تھے۔ ایک مقطع میں خود ہی پیشین گوئی کی تھی ؎

اردو زباں کا لطف ہمیں تک ہی اے ظہیر
آیندہ ہم رہیں نہ ہماری زباں رہے

آپ کے تین دیوان طبع ہو چکے ہیں۔ ایک دیوان اور مرثیوں کی جلد اور مکمل سوانح غیر مطبوعہ ہی نثر میں قصۂ ممتاز آپ کی قدیم مشہور تصنیف ہی۔ آپ کی سب سے آخری غزل مقطع ہو ؎

آتی ہے سانس۔ سانس سے آوازِ الرحیل
باندھو کمر ظہیر کہ سب ہم سفر گئے

ظہیر الدین ابوبکر۔ محمد بن احمد البخاری سنہ ۱۲۲۲ء مطابق سنہ ۶۱۹ھ میں فوت ہوئے۔ فتاوائے ظہیریہ ان کی تصنیف ہے

ظہیر الدین غیبی۔ شیخ احمد جام کے بیٹے۔ اور رموز الحقائق کے مصنف ہیں۔

ظہیر الدین فاریابی۔ فاریاب کے رہنے والے تھے رشیدی کے شاگرد۔ اور ایک مسلّم الثبوت شاعر تھے۔ طغرل ثالث سلجوقی اور اتابک قزل ارسلان کا زمانہ پایا تھا۔ تبریز میں سنہ ۱۲۰۱ء مطابق سنہ ۵۹۸ھ میں وفات پائی اور خاقانی کے مزار کے پاس بمقام سرخاب تبریز میں دفن ہیں۔ صاحب دیوان ہیں۔ ان کے معاصر شعرا ان کے کلام کی اس درجہ قدر کرتے تھے کہ ایک شاعر نے یہاں تک لکھ دیا۔

دیوان ظہیر فاریابی
در کعبہ بدزد اگر بیابی

ظہیر کرمانی۔ نظم مجمع البحرین ان کی تصنیف ہے۔ اس میں منوہر کا قصہ ہے۔

سنہ ۱۷۴۹ء مطابق سنہ ۱۱۶۲ھ میں تصنیف ہوئی۔

ظہیر الدین مخدوم۔ عربی یا مصری النسل تھا کہا جاتا ہے کہ یہ ترکی سلطنت کی طرف سے پرتگیزوں کے خلاف مالابار ساحل کے مسلمان شاہزادوں کی مدد کو بھیجے گئے تھے اور اپنے قیام کے زمانہ میں مالابار کی تاریخ عربی زبان میں لکھی جو سنہ ۹۹۰ھ مطابق سنہ ۱۵۸۳ء تک کے حالات پر مشتمل ہے۔

ظہیر الدین مرعشی۔ تاریخ طبرستان اس کی تصنیف ہے میر خلیل اللہ یزدی کا بیٹا تھا۔ ایران سے لاہور آیا اور جہانگیر کی ملازمت میں اعلیٰ عہدہ پر مامور ہوا۔

ظہیر ملک۔ ارکاٹ کا شہزادہ تھا۔ عظیم جاہ بہادر کا بیٹا تھا۔ اپنے والد کی وفات کے بعد جنوری سنہ ۱۸۷۴ء (۱۲۹۱ھ) میں مسند نشین ہوا۔

ردیف ع

عابد حسین (حاجی) مدرسہ عربیہ دیوبند کے بانی۔ پیدائش سنہ ۱۲۵۰ھ مطابق سنہ ۱۸۳۴ء۔ مولوی محمد قاسم نانوتوی کے ساتھ آپ کی کوشش مشہور مدرسہ عربیہ دیوبند کی بنیاد رکھنے میں شریک رہی اس مدرسے کی بنیاد سنہ ۱۲۸۲ھ مطابق سنہ ۱۸۶۵ء میں ڈالی گئی اور جامع مسجد دیوبند کی تعمیر بھی آپ ہی کی کوششوں سے ہوئی۔ اس کے بعد سنہ ۱۲۹۴ھ مطابق سنہ ۱۸۷۷ء میں اپنا مکان وغیرہ مسجد کے لیے وقف کر کے مع اہل و عیال عرب کو چلے گئے۔ وہاں قریب ایک سال کے رہے۔ ہندوستان واپس آکر مدرسے کی ترقی میں مصروف ہوئے۔ اور مسجد کی تعمیر مکمل کی۔ ابتدا میں عربی مدرسہ مسجد کی سہ دری

ہیں تھا۔ بعد ؛ علیحدہ زمین خریدی گئی۔ جس پر اس وقت
تخمیناً ایک لاکھ روپے کی عمارت مدرسے کی موجود
ہے اور نہ صرف ہندوستان بلکہ ہندوستان سے
باہر کے طلبا بھی حدیث وغیرہ جملہ علوم کی تعلیم پاتے
ہیں۔ بانی مدرسہ نے اپنے مرنے سے کچھ دن پہلے
مدرسے کی نگرانی کا کام چھوڑ دیا تھا۔ ۱۳۳۰ھ مطابق
۱۹۱۱ء میں آپ نے ساتواں حج کیا۔ ۱۳۳۱ھ
مطابق ۱۹۱۲ء میں بمقام دیوبند وفات پائی اور
وہیں مدفون ہوئے۔

عارف النسا۔ اس کا اصلی نام سروپی باشنگی تھا
راجہ مان سنگھ والی جے پور کی پھوپی اور راجہ
بھارامل کی بیٹی تھی ۱۵۳۶ء میں پیدا ہوئی ۹۶۹ھ
میں شہنشاہ اکبر کے محل میں داخل ہوئی اُس وقت
اس کی عمر ۲۵ سال کی تھی۔ پندرہ برس کی عمر میں
پڑھنے کا شوق ہوا۔ احمد شاہ بدایونی نے لکھا ہو کہ ایک
پنڈت نے جو اس رانی کو پڑھاتا تھا اس کو یہ مشورہ دیا
کہ اگر تم اکبر کے محل میں داخل ہو جاؤ تو کیا عجب ہے کہ
یہ اسلامی سلطنت ہندو سلطنت سے بدل جائے
اس کی خبر راجہ کو پہنچی اور راجہ نے بادشاہ کے ساتھ
شادی کر دی۔ یہ رانی کچھ زیادہ خوبصورت نہ تھی
لیکن زیرک اور فہیم تھی۔

عاشق۔ نام مہدی علی خاں تخلص عاشق۔ نواب علی مردان
خاں کا پوتا تھا۔ اس کی تصانیف میں تین اردو کے
دیوان۔ دو۔ فارسی کے اور حملۂ حیدری اور چند
دیگر کتب ہیں۔

عاشق۔ شیخ نور الدین محمد نام عاشق تخلص۔ مثنوی عیش و
طرب اس کی تصنیف سے ہی جو ۱۶۲۸ء مطابق
۱۰۰۹ھ میں لکھی گئی۔

عاشق پاشا۔ ایک ترکی شاعر تھا۔ کہا جاتا ہو کہ وہ
ایک دولتمند شخص تھا۔ لیکن اس نے ہمیشہ درویشانہ
زندگی بسر کی۔ مولانا روم کی طرز پر اس کے اشعار
نکاتِ معرفت سے بھرے ہوتے ہیں۔ ایک بڑا
دیوان چھوڑا جس میں دس ہزار اشعار ہیں۔ یہ دیوان
دس جلدوں پر مشتمل ہو اور ہر جلد کے دس حصے ہیں
سلطان مراد اوّل کے عہد میں جوانی کے عالم میں
وفات پائی۔

عاصم بن عمر قتادہ انصاری۔ مشہور تابعی ہیں حضرت
انس رضہ اپنے باپ اور اپنی دادی رشیہ سے
روایت کرتے ہیں مغازی اور سیر میں نہایت وسیع
المعلومات تھے۔ خلیفہ عمر بن عبد العزیز کے حکم سے
مسجد دمشق میں بیٹھ کر اس فن کی تعلیم دیتے تھے۔
۱۲۱ھ مطابق ۷۳۸ء میں وفات پائی۔

عاصی۔ اصل نام غلام سرور۔ عاصی تخلص۔ ایک کتاب
منظوم موسوم "قاف نامہ" تصنیف کی جس میں یہ
التزام کیا گیا تھا کہ پہلی غزل کا شعر الف سے دوسری
غزل کا ب سے اسی طرح جملہ غزلیات میں ہر شعر کا
حرف اوّل حروف تہجی کی ترتیب سے تھا۔ اور تمام
کتاب میں ہر ایک شعر کا آخری حرف قاف تھا۔
اسی خصوصیت کی وجہ سے اس کا نام قاف نامہ
رکھا گیا۔

عاصی۔ ایک عربی شاعر تھا جو خواجہ نظام الملک کے
زمانہ میں گزرا ہی اور خواجہ موصوف کی مدح میں اکثر
نظمیں لکھی ہیں۔

عاضد لدین اللہ بن یوسف بن حافظ۔ مصر کے
خاندان فاطمی کا گیارہواں اور آخری خلیفہ تھا۔
اپنے باپ فائز بنصر اللہ عیسیٰ ابن ظافر کی بجائے
۱۱۵۸ء مطابق ۵۵۳ھ میں تخت نشین ہوا۔
اُس وقت مصر کی حالت زوال پر تھی۔ المستعلی باللہ

کی وفات کے بعد سے جو سنہ ۱۱۶۰ء میں ہوئی اس خاندان کی خلافت میں کل اختیارات وزیر ملقب بہ امیر الجیوش کے ہاتھ میں تھے۔ دو امراء ورغم اور شاور نے اس اقتدار کے حاصل کرنے کے لیے جنگ کی۔ شاور کو شکست ہوئی اور وہ مصر سے نکال دیا گیا۔ اس نے حاکم شام نورالدین سے جو ملک العادل نورالدین کے نام سے مشہور ہی۔ مدد چاہی۔ حاکم دمشق نے سنہ ۱۱۶۳ء مطابق ۵۵۸ھ میں ایک لشکر بسر کردگی اسدالدین شیرا کوہ (برادر ایوب) اور اس کے بھتیجے صلاح الدین کے شاور کو حکومت پر قائم کرنے کے لیے بھیجا درغم نے فلسطین کے عیسائیوں کو اپنی امداد کے لیے بلایا لیکن قبل اس کے کہ عماری مصر میں داخل ہو شیرا کوہ نے درغم کو مار ڈالا اور شاور کو منصب وزارت پر پہنچا دیا سنہ ۱۱۶۹ء میں شیرا کوہ پھر مصر میں فوج لیکر داخل ہوا اور عماری کو بھگا دیا دغاباز شاور کا سر کاٹ لیا اور آپ بہ وجیتیوں سے مصر میں رہا یعنی فاطمی خلیفہ کا وزیر اور نورالدین کا نائب۔ مگر یہ اسی سال مرگیا اور اس کا مشہور و معروف بھتیجا صلاح الدین جانشین ہوا۔ مئی سنہ ۱۱۷۳ء مطابق شوال ۵۶۹ھ میں نورالدین مرگیا۔ اور صلاح الدین مصر و شام کا مالک منفرد ہوگیا۔ خلیفہ عاضد نے سنہ ۱۱۷۱ء مطابق ۵۶۷ھ میں وفات پائی اور نورالدین کی وفات تک عباسی خلیفہ مستضئی کا نام خطبہ میں داخل رہا۔

عاقل خاں۔ افضل خاں وزیر کا بھتیجا تھا۔ شاہجہانی عہد میں سہ ہزاری منصب دار تھا۔ سنہ ۱۰۵۹ھ مطابق سنہ ۱۶۴۹ء میں انتقال ہوا۔

عاقل خاں نواب۔ میر عسکری کا خطاب تھا۔ خواف شہر خراسان کا باشندہ تھا۔ عالمگیر بادشاہ کے وقت میں ہندوستان کا وزیر ہوا وہ ایک عمدہ شاعر تھا۔ شاہ برہان الدین راز الٰہی جن کا مزار خلدآباد دکن میں ہے اُن کا بڑا معتقد تھا۔ اسی مناسبت سے اُس نے اپنا تخلص رازی رکھا تھا۔ ایک مثنوی اور ایک دیوان یادگار چھوڑا سنہ ۱۱۰۸ھ مطابق سنہ ۱۶۹۵ء میں انتقال ہوا۔

عالم علی۔ (مولوی) مرادآبادی۔ ابن سید کفایت علی اصل وطن قصبہ نگینہ (بجنور تھا) یہ عالم۔ حافظ طبیب اور قاری تھے اِن کے ارشد تلامذہ میں مولوی فریدالدین سہارنپوری۔ مولینا محمد اسحاق دہلوی مفتی شرف الدین رامپوری وغیرہ ہیں۔ رسالہ فضا صیام۔ رسالہ فضائل رسول مقبول صلعم۔ رسالہ قرأت ضاد معجمہ رسالہ تعدد وجمع و شرح ضابطہ۔ شرح تہذیب یزدی اِن کی مشہور تصانیف ہیں۔ ۲۰ رمضان المبارک سنہ ۱۲۹۵ھ مطابق سنہ ۱۸۷۸ء بروز پنجشنبہ انتقال کیا۔ مادۂ تاریخ وفات۔ "بباغ جناں باد مسکن"، ہی پیدائش سنہ ۱۲۲۸ھ مطابق سنہ ۱۸۱۳ء

عالمگیر بادشاہ۔ کنیت ابوالمظفر۔ نام محی الدین محمد اورنگ زیب المعروف بہ بادشاہ غازی تخت نشینی کے بعد عالمگیر کا لقب اختیار کیا۔ شاہجہاں کا تیسرا لڑکا تھا۔ تاریخ پیدائش میں مورخین کا اختلاف ہی صحیح تاریخ ۱۵ ذی قعدہ سنہ ۱۰۲۸ھ مطابق سنہ ۱۶۱۹ء ہی۔ (آفتاب عالمتاب) تاریخ ولادت ہی۔ یکم ذی قعدہ سنہ ۱۰۶۸ھ مطابق سنہ ۱۶۵۷ء کو تخت نشین ہوا۔ لیکن اپنی باقاعدہ تاجپوشی اُس دن پر موقوف رکھی جبکہ وہ مخالفین پر کامل فتح حاصل کرکے دارالخلافت میں داخل ہوا۔ چنانچہ ۲۴ رمضان المبارک سنہ ۱۰۶۹ھ مطابق سنہ ۱۶۵۸ء کو تاج پوشی کی خوشی نہایت شان و شوکت سے منائی گئی۔ ڈھائی مہینے تک یہ جشن قائم

رہا۔ دفاتر شاہی میں اس عہد سے پہلے سال شمسی اور
فارسی مہینے آتش پرست بادشاہوں کے زمانہ کے
مستعمل تھے لیکن عالمگیر نے اُن کو موقوف کر کے
عربی مہینے اور سنہ ہجری کا طریقہ جاری کیا۔
آتش پرستوں اور مجوسیوں کی مشابہت کے
خیال سے جشن نوروز کو ترک کر کے جشن عید الفطر قائم
کیا۔ قلعہ شاہجہاں آباد میں موتی مسجد تعمیر کی۔ سیواجی
سے بہت سی جنگ وجدل کے بعد صلح ہو گئی۔ اس کے
وقت میں سلطنت مغلیہ کو بہت وسعت حاصل ہوئی
کشمیر و تبت وغیرہ قلمرو شاہی میں داخل ہو گئے۔
سلطنت کی شمالی سرحد خیوا و بخارا تک جنوبی حد
احاطہ بمبئی و مدراس تک شرقی اُڑیسہ تک
مغربی حد گجرات تک تھی۔ آمدنی سالانہ چالیس کروڑ
تک پہنچ گئی تھی۔ فتاوائے عالمگیری دو لاکھ کے
صرف سے مختلف کتب شرعیہ سے شیخ نظام کی
نگرانی میں تیار کرائی گئی جس میں مذہب حنفی کے
مسائل کی چھان بین کی گئی ہے بادشاہ خود بھی تفسیر و
حدیث وفقہ کا جید عالم تھا۔ حافظ قرآن تھا فارسی
انشاپردازی میں عجیب ملکہ تھا۔ ترکی بھی جانتا تھا
ہندی بولنے میں بھی اچھی مہارت تھی۔ معاملات
سیاست میں بھی اس کی قابلیت مسلمہ تھی۔ یہ الزام
بالکل غلط ہے کہ وہ زبردستی ہندوؤں کو مسلمان کرنا چاہتا
تھا۔ اس کے انصاف اور مذہبی رواداری کی شہادت کپتان ہملٹن
نے جو تقریباً سنہ ۱۶۸۶ء میں ہندوستان آیا اپنے سفرنامہ میں دی ہے۔ اسی سفرنامہ
سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عہد میں صنعت و حرفت اور دوسرے فنون عروج پر تھے
اور یہ کہ اس بادشاہ کے خلاف پروپگنڈا پھیلانے کا کام سب سے پہلے
ایسٹ انڈیا کمپنی کے ملازموں نے شروع کیا تھا جس سے ان کو
اپنے مظالم پر پردہ ڈالنا مقصود تھا۔ عالمگیر کے
عہد میں جو اصلاحات مطابق شریعت عمل میں آئیں اُن
میں سے چند یہ ہیں۔ رقص و سرود کا انسداد کیا۔ محتسب
مقرر ہوئے۔ مسکرات کا استعمال موقوف کیا گیا۔ شرعی
وکیل کا ممالک محروسہ کی کل عدالتوں میں تقرر ہوا۔ بادشاہ
اور حکام کو صرف سلام شرعی کرنے کا قاعدہ جاری ہوا
اس کے سر یہ الزام رکھا جاتا ہے کہ اپنے باپ کو قید
اور حقیقی بھائیوں کو قتل کیا۔ لیکن سیاسی مدبر اس معاملہ کو
قابل الزام نہیں ٹھہرا سکتے۔ کیونکہ اُس نے جو کچھ کیا
سلطنت کی مصلحتوں سے کیا وہ یقین کرتا تھا کہ اگر
مخالفین سلطنت کی بیخ کنی کی گئی تو عامۂ خلائق میں
امن قائم رہ سکیگا۔ اکیانوے سال ۱۳ یوم کی عمر میں
بمقام احمد نگر پچاس سال دو ماہ سلطنت کر کے بتاریخ
۲۸ ذی قعدہ سنہ ۱۱۱۸ھ مطابق سنہ ۱۷۰۶ء یوم جمعہ
انتقال کیا اورنگ آباد سے آٹھ کوس کے فاصلہ
پر بمقام خلد آباد شیخ زین الدین کے جوار میں مدفون
ہوا۔ اس نے اپنا مقبرہ بنانا پسند نہیں کیا۔ صرف اس
کی قبر کا ایک چبوترہ سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے جس کا
ارتفاع زمین سے چند انگشت سے زیادہ نہیں لیکن
تعویذ خام ہے۔ طول اس کا تین گز اور عرض ڈھائی گز
ہے شہنواز خاں کی لڑکی سے جو جہانگیر کے وزیر اعظم
آصف خاں کا لڑکا تھا اُس کی شادی ہوئی تھی
اس بیگم کے بطن سے پانچ لڑکے چار لڑکیاں پیدا ہوئیں
بڑا لڑکا سلطان محمد عالمگیر کی حیات میں مرگیا۔ محمد معظم
شاہ عالم بہادر شاہ کے لقب سے جانشین ہوا۔
تیسرا لڑکا اعظم شاہ اپنے بھائی سے لڑ کر مارا گیا۔
چوتھا لڑکا محمد اکبر باپ سے باغی ہو کر فارس چلا گیا
اور وہیں فوت ہو گیا۔ پانچواں لڑکا کام بخش بھی
ایک لڑائی میں کام آیا۔ زیب النساء زینت النساء
بدر النساء۔ مہر النساء لڑکیوں کے نام ہیں۔

عالمگیر ثانی۔ عزیز الدین نام جہاندار شاہ کا بیٹا تھا۔
سنہ ۱۶۹۹ء میں پیدا ہوا۔ ۲ جون سنہ ۱۷۵۴ء مطابق ۱۰

شعبان ۱۱۶۷ھ کو احمد شاہ کی معزولی کے بعد عماد الملک نے قلعہ دہلی میں تخت نشین کیا اور پھر اسی شخص نے پانچ برس کی برائے نام حکومت کرنے کے بعد ۲۹ نومبر ۱۷۵۹ء مطابق ۸ ربیع الثانی ۱۱۷۳ھ کو قتل کر دیا۔ مقبرۂ ہمایوں میں دفن ہوا۔

عالی تبار - اعظم شاہ کا بیٹا۔ شہنشاہ عالمگیر کا پوتا تھا۔ ۱۷۳۴ء مطابق ۱۱۴۷ھ میں فوت ہوا۔

عائشہ رض - کنیت اُم عبد اللہ لقب صدیقہ۔ خلیفہ اوّل ابو بکر صدیق رض کی لڑکی نبی کریم صلعم کی بی بی تھیں۔ باختلاف روایت سال ہجری سے ۹ یا ۱۰ سال قبل تولد ہوئیں۔ آپ کی والدہ اُم رومان عامر بن عویمر کی لڑکی تھیں۔ ام المومنین بی بی خدیجہ کی وفات کے بعد حضرت عائشہ کا نکاح بعمر ۷ سال نبی صلعم کے ساتھ ہو گیا تھا۔ مگر چونکہ آپ بہت کم سن تھیں اس وجہ سے اُس وقت رخصت نہیں ہوئی۔ جب تقریباً دس سال کی ہو گئیں تو رخصت کی گئی حضور سرورِ عالم صلعم کی تمام ازواج میں صرف آپ ہی کنواری تھیں۔ حضرت عائشہ اس قدر کریم النفس اور سخی تھیں کہ بقول عروۃ بن الزبیر ایک ہی وقت میں آپ کو ستر ہزار درم خیرات کرتے ہوئے دیکھا گیا ہے۔ حالانکہ وہ خود اپنے کپڑوں میں پیوند لگا لیتی تھیں ایک مرتبہ ایک لاکھ درم آپ نے فقرا کو بانٹ دیئے اور خود اپنے افطار روزہ تک کے واسطے کچھ باقی نہ رکھا۔ بعمر ۶۶ سال ۱۷ رمضان المبارک ۵۸ھ مطابق ۶۷۸ء کو وفات پائی۔ نماز جنازہ ابو ہریرہ رض نے پڑھائی۔ جنت البقیع میں مدفون ہوئیں اہم ترین واقعہ حضرت عائشہ رض کی زندگی کا جنگ جمل ہے جو ۳۶ھ مطابق ۶۵۶ء میں بعہد خلافت حضرت علی کرم اللہ وجہہ اُن کے مقابلے میں واقع ہوئی اور جس کی تہ میں حضرت عثمان غنی کا واقعہ شہادت پوشیدہ تھا۔ اور بنو امیہ کی کارستانیاں بھی اُس کی موید تھیں۔ اس لڑائی میں جانبین سے تیرہ ہزار مسلمان مقتول ہوئے۔ حضرت عائشہ کے اونٹ کے پاؤں کٹ گئے۔ قریب تھا کہ حضرت عائشہ زمین پر گر پڑیں یہ دیکھ کر محمد بن ابو بکر آپ کے بھائی جو اس جنگ میں حضرت علی رض کی طرف تھے۔ ہر دفع پر پہنچ گئے اور آپ کو گرنے سے بچایا۔ اس کے بعد حضرت علی بھی حضرت عائشہ کے پاس آئے اور باہم گفتگو ہو کر وہ غلط فہمی جس کی بنا پر چند مفسدوں کے بھڑکانے سے اس قدر کشت و خون ہوا تھا رفع ہو گئی۔ بعدہ مولا علی رض نے حضرت عائشہ کو نہایت عزت و احترام کے ساتھ ایک رسالے کی حفاظت میں مدینے پہنچوا دیا۔ حضرت عائشہ کے اونٹ کی نسبت سے اس لڑائی کا نام جنگ جمل ہے۔ اس جنگ کے بعد حضرت عائشہ ۲۲ سال زندہ رہیں اور ہمیشہ اس واقعہ پر اظہار تاسف کرتی رہیں۔ پھر کبھی سیاسی معاملے میں دخل نہیں دیا۔ ۵۱ھ مطابق ۶۷۱ء میں جب امیر معاویہ خلیفہ بن بیٹھے تھے اور انھوں نے اپنے بیٹے یزید کے حق میں مدینہ اور مکے پہنچکر اہل حجاز سے بعیت لی تھی اُس وقت حضرت عائشہ صدیقہ، عبد الرحمن بن ابو بکر و دیگر صحابہ نے سختی کے ساتھ یزید کی بیعت سے انکار کر دیا تھا۔ اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ کو اہل بیت سے کس درجہ محبت تھی۔ اور جنگ جمل میں حضرت علی سے برسرپیکار ہونے کا اصلی سبب کیا تھا۔

عبّاس - بن عبد المطلب عم مکرم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ نے عرصہ تک اسلام قبول نہ کیا۔ لیکن جنگ بدر میں شکست ہونے کے بعد مذہب اسلام اختیار کر لیا۔ آپ جنگ حنین میں شریک تھے۔ آپ نے

۲۱- فروری ۱۶۵۲ء مطابق ۱۷ رجب ۱۰۶۲ھ کو رحلت فرمائی- آپ کا مقبرہ مدینہ شریف میں ہی-

عباس بن علی شروانی- شیر شاہ افغانی کے واقعات میں جس نے شاہ ہمایوں کو ہندوستان سے ۱۵۳۹ء میں نکالا تھا اور خود دہلی کے تخت کا مالک بن بیٹھا تھا- ایک کتاب تحفہ اکبر شاہی لکھی ہی- جس کے پہلے حصے کا اردو ترجمہ مظہر علی خاں نے کارنوالس کے عہد میں کیا اور اُس کا نام تاریخ شاہی شیر شاہی

عباس شاہ اوّل- معروف بہ عباس شاہِ اعظم خاندان صفویہ کا ساتواں فرماں روا تھا- تاریخ پیدائش دوشنبہ ۲۹ جنوری ۱۵۵۷ء مطابق یکم رمضان ۹۶۴ھ خراسان کے سرداروں نے سولہ سال کی عمر میں اس کو ایران کا بادشاہ تسلیم کرلیا- اُس نے ۱۵۸۵ء مطابق ۹۹۴ھ میں اپنے والد سلطان سکندر شاہ عرف محمد خدابندہ کی حیات میں تخت پر قبضہ کرلیا- یہ پہلا بادشاہ ہے جس نے اصفہان کو ایران کا دار السلطنت قرار دیا دلیر اور پرجوش شخص تھا اور اُس نے ملک کی حدود میں اضافہ کیا- وہ ۱۶۲۲ء میں انگریزی فوج کی مدد سے جزیرہ آرموز پر جو ۱۲۲ سال سے پرتگال کے قبضہ میں تھا قابض ہوا- اکبر اور جہانگیر کا ہمعصر تھا اور اُس نے چوالیس سال تک حکومت کی تاریخ وفات پنجشنبہ ۸ جنوری ۱۶۲۹ء مطابق ۲۴ جمادی الاول ۱۰۳۸ھ ہی اُس کا پوتا اُس کا جانشین ہوا جس نے شاہ صفی کا لقب اختیار کیا

عباس شاہ ثانی- شاہ عباس اول کا پرپوتا تھا- دس سال کی عمر میں ۱۶۴۲ء مطابق صفر ۱۰۵۲ھ ایران کے تخت پر اپنے والد کا جانشین ہوا اور ابھی اس کی عمر سولہ سال کی نہ ہونے پائی تھی کہ قندھار جو اُس کے والد کے ہاتھ سے نکل گیا تھا- اُس نے پھر فتح کرلیا- اگرچہ شاہجہاں نے اس شہر کے حاصل کرنے کی بہت کوشش کی مگر ناکام رہا- ۲۶- اگست ۱۶۶۶ء مطابق ۵ ربیع الاول ۱۰۷۷ھ کو چونتیس ۳۴ سال کی عمر میں انتقال کیا پھر اُس کا لڑکا صفی مرزا جس نے شاہ سلیمان کا لقب اختیار کیا تھا اُن کا جانشین ہوا

عباس علی- فارس کا ایک آتش پرست طبیب تھا اس نے زردشت کے اصول کی تقلید کی ہی- بغداد کے خلیفہ کے لڑکے کی فرمائش سے ۹۸۰ء میں ایک کتاب تصنیف کی جس کا نام کارنامۂ شاہی ہی اور شہزادہ کے نام پر یہ کتاب معنون کی گئی تھی- اور ۱۱۲۷ء میں اسیفن صاحب ساکن انطاکیہ نے اس کتاب کا ترجمہ لاطینی زبان میں کیا ہی-

عباس علی- حضرت امام حسین کے علاتی بھائی اور انصار میں تھے- کربلائے معلی میں جام شہادت نوش کیا وہیں آپ کا مزار ہی- یہ واقعہ ۶۱ھ مطابق ۶۸۰ء کا ہی-

عباس علی خاں- تخلص بیتاب- خلف صاحبزادہ سید عبد العلی خاں برادر زادہ محمد سعید خاں صاحب بہادر جنت آرام گاہ والیِ ریاست رامپور صوبہ متحدہ ہندوستان- فارسی- عربی کے ماہر صاحب دیوان اردو ہیں دیوان مطبوعہ ہی- رامپور میں محکمہ صدر کے حاکم اعلےٰ تھے- بیل کی ڈکشنری میں غلطی سے آپ کو مرزا سیادت علی خاں کا بیٹا لکھا ہی-

عباس مرزا- (شہزادہ ایران) بن فتح علی شاہ پیدائش ۱۷۸۳ء وفات ۱۸۳۳ء- اس کی وفات اس کے ملک کے لیے بہت مضر ہوئی اگرچہ وہ رومیوں کے حملوں کا تدارک نہ کرسکا اُس کا سب سے بڑا بیٹا فتح علی اس کی وفات کے

بعد تخت پر بیٹھا۔

عباس مرزا۔ نواب اقتدار الدولہ کا خطاب تھا۔ اردو نظم کی ایک مثنوی کے مصنف ہیں۔ سنہ ۱۸۴۹ء میں لکھنؤ میں تھے اور اُس وقت آپ کی عمر ۸۰ سال کی تھی۔

عباسہ۔ ہارون الرشید خلیفہ بغداد کی ہمشیرہ تھیں۔ ہارون الرشید نے اپنے وزیر جعفر برمکی سے اس شرط پر نکاح کر دیا تھا کہ زن و شوہر کے تعلقات قائم نہ ہوں۔ لیکن اس کی خلاف ورزی پر جعفر برمکی کو قتل کر کے عباسہ کو مقید کر دیا۔ یہ واقعات سنہ ۸۰۳ء مطابق سنہ ۱۸۷ھ میں ظاہر ہوئے۔ بعض عربی نظمیں اب تک موجود ہیں۔ جن میں ان کی محبت اور مصیبت کا فوٹو کھینچا گیا ہے۔

عبدالباسط مولانا۔ بن رستم علی نے قرآن شریف کی تفسیر لکھی۔ لیکن ناتمام چھوڑی۔ آپ نے ایک کتاب عجیب البیان فی العلوم القرآن تصنیف فرمائی۔ تاریخ انتقال سنہ ۱۸۰۸ء مطابق سنہ ۱۲۲۳ھ ہے۔

عبدالباقی۔ مصنف معاصر رحیمی۔ یہ کتاب عبدالرحیم خان خاناں اور جملہ سرداران۔ مصنفین و شعراء کی جو دربار اکبر میں حاضر رہتے تھے یادگار ہے۔ جو سنہ ۱۶۱۶ء مطابق سنہ ۱۰۲۵ھ میں تکمیل کو پہنچی۔ اُنھوں نے سنہ ۱۶۴۲ء مطابق سنہ ۱۰۵۲ھ عہد شاہجہانی میں وفات پائی۔

عبدالباقی باقی باللہ (خواجہ) دہلوی نقشبندی۔ اپنے وقت کے امام و مقتدا کمالات ظاہر و باطن اور زہد و اتقا میں یگانہ روزگار تھے۔ ابتداءً کابل سے سمرقند آکر فقہ۔ حدیث و تفسیر پڑھی اور خواجہ محمد امکنگی کے مرید ہوئے۔ بعدہ دہلی آکر درس دینا شروع کیا۔ یہ نہایت کم گو۔ کم خور و کم خواب تھے۔ بعد نماز عشا تا نماز تہجد روزانہ دو مرتبہ قرآن شریف ختم کرتے تھے۔ ان کے خلفائے راشدین سے مولینا سرہندی مجدد الف ثانی ہوئے۔ ۲۵۔ جمادی الاُخریٰ سنہ ۱۰۱۲ھ کو بمقام دہلی رحلت کی وہیں دفن ہوئے۔

عبدالباقی۔ (مولانا) اکبر کے ابتدائی عہد میں صدر کے عہدہ پر تھے۔

عبدالجلیل (حافظ) خاندان سادات زیدیہ سے تھے مارہرہ (ضلع ایٹہ) وطن تھا فن تاریخ گوئی میں ید طولیٰ رکھتے تھے علم ادب سے خاص دلچسپی تھی علم قرأت میں اعلیٰ درجہ کی مہارت تھی قرآن مجید کی رسم الخط اور قرأت کے متعلق ایک مبسوط کتاب لکھی تھی۔ لیکن آپ کی زندگی میں اس کی اشاعت کی نوبت نہیں آئی۔ تقریباً ۰ سال کی عمر میں ۲۰ جنوری سنہ ۱۹۲۱ء مطابق ۱۰ جمادی الاوّل سنہ ۱۳۳۹ھ کو اپنے وطن میں انتقال کیا۔

عبدالجلیل سید وطن بلگرام (اودھ) آپ ایک جلیل القدر عالم اور فصیح شاعر تھے۔ آپ کا تخلص واسطی تھا۔ سنہ ۱۶۹۹ء مطابق سنہ ۱۱۱۱ھ میں بیجاپور کے مقام پر شاہنشاہ اورنگ زیب کی حضوری میں مرزا علی بیگ نے جو شاہی اخبار نویس تھے آپ کو پیش کیا اور آپ کو جاگیر اور منصب عطا ہوا اور عہدۂ بخشی اور گجرات کے اخبار نویسی پر مقرر ہوئے اور وہاں سے بھکر (سندھ) کو تبدیل کیے گئے سنہ ۱۷۱۴ء مطابق سنہ ۱۱۲۶ھ عہد فرخ سیر میں چند سازشوں کی وجہ سے علیحدہ کیے گئے

عبدالجلیل میر۔ میر عبدالواحد کے بیٹے جو ۲۰ رجب سنہ ۹۷۲ھ مطابق سنہ ۱۵۶۴ء کو بلگرام میں پیدا ہوئے آغاز شباب میں تارک الدنیا ہوئے دشت نوردی

اختیار کی اور جنگل کے برگ و بار پر قوت بسری کی ۱۲ سال کے بعد حضرت بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہ کے عرس کے زمانہ میں تشریف لائے۔ آپ کے نعرہ کی آواز سے آپ کی خواہر نے پہچان لیا اور آپ سے لپٹ کر روئیں بالآخر اُن سے مانوس ہو کر مکان میں چلے گئے آپ کو لباس پہنایا گیا۔ بعد چندے شادی کی اور اولاد بھی ہوئی وفات ۸- صفر المظفر ۱۰۵۰ھ مطابق ۱۶۴۰ء بروز دوشنبہ ہوئی مزار قصبہ مارہرہ ضلع ایٹہ میں ہے۔

عبد المحسن (قاضی) آپ عربی زبان میں فقہ کی ایک کتاب کے مصنف ہیں۔ جس کا نام احکام السلطانی ہے۔

عبد الحق (شمس العلماء) خیرآبادی - اپنے والد مولوی فضل حق خیرآبادی کے شاگرد علوم عقلیہ میں اپنے معاصرین سے بڑھے ہوئے تھے۔ آپنے نواب کلب علی خان والیے رامپور کے دربار میں عزت سے زندگی بسر کی۔ ان کی تصانیف سے حاشیہ غلام یحیی التسہیل الکافیہ شرح ہدایت الحکمۃ - جواہر غالیہ۔ شرح میر زاہد امور عامہ ہیں۔

عبد الحق (شیخ) محدث دہلوی - ابن سیف الدین بن سعد اللہ کنیت ابو المجد۔ آپکے بزرگ بخارا سے دہلی آئے۔ پیدائش محرم ۹۵۸ھ مطابق جنوری ۱۵۵۱ء ۲۲۔ سال کی عمر میں علوم دینیہ و فضائل و کمالات سے فارغ ہو کر قرآن شریف حفظ کیا۔ ہندوستان میں علم حدیث آپکے ذریعہ سے پھیلا۔ عین شباب میں حج کو گئے اور فن حدیث کو اعلیٰ درجہ پر پہنچا کر دہلی واپس ہوئے اور اشاعت علوم و افادہ خلائق میں شہرت حاصل کی۔ آپ کی تصنیفات سو سے زائد ہیں۔ شاعری میں حقی تخلص کرتے تھے۔ آپ کے اشعار کا شمار پانچ لاکھ ہے۔ سید موسیٰ قادری کے مرید تھے۔ ۱۰۵۲ھ مطابق ۱۶۴۲ء میں وفات پائی۔ ان کا مقبرہ قطب صاحب (دہلی) میں حوض شمسی کے کنارے پر ہے۔ مشہور تصانیف یہ ہیں لمعات شرح عربی مشکوٰۃ اشعۃ اللمعات شرح فارسی مشکوٰۃ۔ مدارج النبوۃ۔ اخبار الاخیار۔ جذب القلوب موج البحرین۔ زاد المتقین۔ حلیہ سید المرسلین۔ چہل رسالہ وغیرہ آپ کی تاریخ ولادت "شیخ اولیا" ہے اور تاریخ وفات "فخر العالم" ہے۔ آپکے صاحبزادہ شیخ نور الحق زبدۃ التواریخ کے مصنف گزرے ہیں

عبد الحق (مولوی) (بنارسی) (ابن مولوی فضل اللہ- باشندہ قصبہ نیوتنی (مضاف لکھنؤ) متوطن بنارس ان کا سلسلہ نسب حضرت عثمان ذوالنورین سے ملتا ہے۔ پیدائش ۱۲۰۶ھ مطابق ۱۷۹۱ء اسم تاریخی فضل رسول ہے۔ چونکہ طفلی سے حدیث خوانی کا شوق تھا۔ اس لیے دہلی جاکر مولینا عبد القادر سے اس علم کو پڑھا۔ پھر شہر صنعا (یمن) پہنچکر سند قرآن و حدیث حاصل کی۔ انھوں نے سات مرتبہ حج کیا اور حج آخر میں بمقام بمبئی ۱۲۸۶ھ مطابق ۱۸۶۹ء میں انتقال کیا۔ مسجد الجبر میں مدفون ہوئے۔ ان کے ارشد تلامذہ میں مولوی جلال احمد بنارسی۔ اور مولوی حمید الدین احمد مدرس گورنمنٹ کالج بنارس ہیں۔ اور الفرید فی المنع عن التقلید ان کی مشہور کتاب ہے۔ جس کا رد "سواء الطریق"، مولینا تراب علی صاحب لکھنوی نے مولوی عبد القادر صاحب سندیلوی کے نام سے لکھا ہے۔

عبد الحکیم سیالکوٹی - (مُلا) مولانا کمال الدین کشمیری کے شاگرد رشید تھے۔ آپ نے تفسیر بیضاوی کا حاشیہ لکھا۔ اور مولانا عبد الغفور کے حواشی پر نوٹ لکھے۔ اس کے علاوہ۔ حاشیہ شرح مواقف حاشیہ شرح عقائد تفتازانی وغیرہ۔ اور بہت

کتابیں آپ کی تصنیف سے ہیں۔ آپ کا انتقال ۱۶۵۶ء مطابق ۱۰۶۶ھ میں ہوا اور سیالکوٹ میں دفن ہوئے۔

عبدالحلیم ۔ معروف بہ کنانی زادہ عربی کتاب کا مولف ۱۵۸۹ء مطابق ۹۹۷ھ میں وفات ہوئی۔

عبدالحلیم ۔ شرر تخلص۔ حکیم تفضل حسین کے بیٹے۔ ۱۸۶۰ء میں بمقام لکھنو پیدا ہوئے۔ ۹ سال کی عمر میں اپنے والد کے پاس مٹیا برج میں چلے گئے اور وہاں عربی فارسی۔ انگریزی و نیز طب کی کتابیں پڑھیں۔ ۱۸۷۸ء میں پھر لکھنو بھیج دیے گئے۔ یہاں بھی تحصیل علم کرتے رہے۔ ۱۸۷۸ء میں شادی ہوئی۔ ۱۸۷۹ء میں دہلی گئے اور وہاں بھی علم حدیث و تفسیر وغیرہ حاصل کر کے رسالہ التوحید کا ترجمہ کیا۔ ۱۸۸۱ء میں اودھ اخبار کے اسسٹنٹ ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ ایک ہفتہ وار رسالہ محشر بھی مولوی محمد عبدالباسط کے نام سے نکالا۔ ۱۸۸۳ء میں ریاست حیدرآباد گئے وہاں نواب محسن الملک نے بہت عزت کی۔ واپس آکر اودھ اخبار سے قطع تعلق کر لیا۔ ۱۸۸۷ء میں رسالہ "دل گداز" اور ۱۸۹۰ء میں ایک ہفتہ وار اخبار "مہذب" نامی جاری کیا۔ ۱۸۹۱ء میں پھر حیدرآباد گئے اور نواب وقار الامرا بہادر نے دوسو روپیہ ماہوار مقرر کر دیے اور تاریخ ہند کے مسودے پر پانچ ہزار روپیہ بطور انعام خزانہ ریاست سے دلوائے۔ ۱۸۹۳ء میں انگلستان گئے اور وہاں تین سال کی بود و باش میں فرانسیسی زبان حاصل کی۔ وہاں سے واپس آکر حیدرآباد سے دلگداز کو جاری کیا۔ ۱۸۹۹ء میں وطن آگئے ۱۹۰۰ء میں اتحاد نامی ایک پندرہ روزہ رسالہ جاری کیا۔ ۱۹۰۱ء میں پھر حیدرآباد گئے اور مددگار ناظم تعلیمات مقرر ہوئے۔ دوسرے ہی سال علحدہ ہو کر لکھنؤ آگئے۔ آپ کی تصنیفات بالعموم ناول بلکہ اکثر تاریخی ناول ہیں۔ جن میں سے چند کے نام درج ذیل ہیں:۔
حسن انجیلنا۔ منصور موہنا۔ شہید وفا۔ دلکش۔ فردوس بریں۔ مقدس نازنین۔ ڈاکو کی دلہن۔ فتح اندلس وغیرہ وغیرہ۔

عبدالحمید خاں ثانی ۔ سلطان ٹرکی۔ والد کا نام سلطان عبدالمجید خاں تھا۔ ۱۵ شعبان ۱۲۴۲ھ مطابق ۱۸۴۲ء پیدا ہوئے۔ ۱۸۷۶ء میں تخت نشین ہوئے۔ ۱۸۷۷ء میں جنگ روم و روس ہوئی اور ۱۸۷۸ء میں اس جنگ کا خاتمہ عہد نامہ سین سیٹی فانو پر ہوا۔ لیکن بعد کو یہ عہد نامہ برلن کانفرنس سے مسترد ہو گیا۔
۱۸۹۶ء میں مشہور جنگ یونان ہوئی جس میں ۱۹ ستمبر ۱۸۹۷ء کی عہد نامے کی رو سے یونان نے ٹرکی کو چالیس کرور پونڈ تاوان جنگ ادا کیا۔
اُنھوں نے تعلیم نسواں۔ ترتیب فوج۔ انتظام مالیہ میں بہت کوشش کی۔ بنکوں کا اجرا ان کے زمانہ میں ہوا۔ مدبران یورپ ان کی تدبیروں کے قائل اور ثنا خواں تھے۔
ان کے آخر زمانہ میں دستوریت کا غلبہ ہوا اور انجمن اتحاد و ترقی کے مطالبہ پر بلا کسی کشت و خون کے اُنھوں نے سلطنت سے کنارہ کشی اختیار کی۔ جولائی ۱۹۰۸ء میں دستوری حکومت قائم ہو گئی اور یہ ۳۳ سال سلطنت کرنے کے بعد معزول ہو کر سالونیکا روانہ ہو گئے۔

عبدالحمید (لاہوری) مصنف شاہ جہاں نامہ (تاریخ عہد شاہجہانی) عہد شاہجہانی میں گزرا ہے۔

عبدالحی (مولوی سید) ابن سید فخر الدین ساکن رائے بریلی مولینا سید احمد صاحب مشہور مجاہد کی اولاد تھے۔ عربی کے اچھے ادیب اور طبیب تھے۔ جنت المشرق (ہندوستان کی تاریخ و جغرافیہ) کتاب المعارف۔ نزہت الخواطر (تاریخ علماء ہند آٹھ جلدوں میں) زبان عربی اور اردو زبان کے شعراء کا تذکرہ موسوم گل رعنا آپ کی تصنیف ہیں ۲ فروری ۱۹۲۳ء کو انتقال ہوا۔

عبد الحی (مولوی)، فرنگی محلی۔ ابن مولوی عبد الحلیم۔ کنیت ابو الحسنات۔ ملّا قطب الدین سہالوی کی اولاد سے تھے پیدائش آخر ذیقعدہ ۱۲۶۴ھ مطابق ۱۸۴۸ء بمقام باندہ ہوئی۔ نہایت ذکی و ذہین تھے۔ انھوں نے قرآن مجید بھی حفظ کیا تھا اور سترہ سال کی عمر میں علوم متعارفہ سے فراغت حاصل کر چکے تھے۔ دو مرتبہ حج کیا۔ مصنف کتب کثیرہ تھے۔ ان کا شہرہ اُن کی حیات میں جابجا پھیل گیا۔ اور ان کے مشہور شاگردوں کی تعداد چھیالیس ہے۔ ۲۹ ربیع الاول ۱۳۰۴ھ مطابق ۱۸۸۶ء بروز دوشنبہ انتقال کیا اور لکھنؤ میں دفن ہوئے۔ ان کی یتیم لڑکی کا دو سو روپیہ ماہوار نظام حیدرآباد سے وظیفہ مقرر تھا۔

عبد الحی۔ (مولوی) دہلوی۔ شاگرد و داماد مولانا شاہ عبد العزیز آپ سید احمد مجاہد رائے بریلی کے معاونوں میں تھے فقہ حنفی میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ رسالہ نکاح ایامیٰ اور فتاوائے متفرق آپ کی تالیف سے ہیں۔ ۸ شعبان ۱۲۴۳ھ مطابق ۱۸۲۷ء بروز یکشنبہ رحلت کی۔

عبد الحی (مولوی)، ساکن موہان ضلع اُناؤ بعدہٗ جگور ضلع لکھنؤ میں آ کر رہے۔ نہایت زاہد۔ عابد۔ متقی تھے۔ تمام عمر تجرد میں گزاری۔ کسی سے سائل نہیں ہوئے۔ توکل پر بسر کی حج و زیارات سے مشرف ہوئے۔ مدینہ منورہ تین سال رہے۔ حاجی وارث علی شاہ صاحب سے بیعت تھے۔ روپیہ اور ہدایہ بہت آتا تھا۔ مسجدوں کی مرمت اور محتاجوں کی خدمت میں صرف کرتے تھے۔ تمام عمر جگور کی مسجد میں بسر کی تہتر برس کی عمر ہوئی۔ ایک کتا مسجد کے باہر پڑا رہتا تھا اُس کو روٹی خود ڈالدیتے تھے۔ کسی نے گولی ماردی زخمی ہو گیا۔ آپ خود تہ بند باندھ کر مرہم پٹی کرتے اور نہا کر کپڑے بہن لیتے۔ ۱۳۳۴ھ مطابق ۱۹۱۶ء میں بمقام جگور انتقال ہوا۔

عبد الرحمٰن (پشاوری)۔ افغانستان کے بزرگ اولیا اللہ میں سے ہیں۔ پشتو کا دیوان اُن کا مشہور ہے۔ اور افغانستان میں بڑے چھوٹے سب کی زبانوں پر کلام جاری ہے۔ چند بار طبع ہو چکا ہے۔ نظم میں توحید کے دریا بہائے ہیں۔ ہزارخانہ گانوں ان کا مسکن ہے۔ وہیں سڑک کے کنارے مزار ہے۔

عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ)، اُم المومنین عائشہ صدیقہ کے بھائی تھے ۶۷۰ء مطابق ۱۲۷۹ء میں وفات پائی۔ شام کی جنگوں میں خالد کے ساتھ شریک رہ کر کارہائے نمایاں کیے۔ ہندوستان میں ان کی نسل شیوخ صدیقی کے نام سے اب تک موجود ہے۔

عبد الرحمٰن اوّل۔ الملقب بہ داخل خلیفہ ہشام کا پوتا خاندان بنی اُمیہ سے تھا عباسیوں کے ہاتھ سے تنگ آ کر ہسپانیہ چلا گیا۔ اہل یمن جو سفاح کی بیرحمیوں کے شکار تھے اس کے گرد جمع ہو گئے۔ اور یوسف حاکم ہسپانیہ کو جو برائے نام خلفائے عباسیہ کا ماتحت تھا زیر کر کے خود خلیفہ بن گیا اور خلفائے عباسیہ کی ماتحتی سے قطع کر کے خود مختار بادشاہ ہو کر شاہ قرطبہ کا لقب اختیار کیا۔ ۳۲ سال حکومت کرنے کے بعد سنہ ۷۸۹ء مطابق سنہ ۱۷۲ھ میں فوت ہو گیا اس کے بعد خاندان بنی اُمیہ میں ڈھائی سو سال سے زیادہ سلطنت قائم رہی۔ سلطنت اندلس کا یہی بانی ہے۔ اس کی سلطنت بحر اٹلانٹک سے جبل پرنیز تک وسیع تھی۔

عبد الرحمٰن ایجی۔ اپنے وقت کے علامہ تھے۔ ایج کے رہنے والے تھے جو شیراز سے چالیس فرسخ ہے۔

عبد الرحمٰن بن عبد العزیز نقشبندی۔ سلیمان شکوہ کا خسر تھا۔ جس نے اپنی دختر کی شادی عہد شاہجہان کے چھبیسویں سال ۱۰۶۲ھ میں اس شہزادہ کے ساتھ

عبدالرحمن بن عبدالعزیز الاوسی - زہری کے شاگرد تھے مسلم نے ان سے ایک روایت کی ہے - محدثین کے نزدیک ضعیف الروایتہ ہے ابن سعد نے ان کے متعلق لکھا ہے کان عالما بالسیرۃ وغیرہا ۱۹۲ھ مطابق ۸۰۸ع میں وفات پائی۔

عبدالرحمن بن محمد حنیف بن سیدنا علی رضی اللہ عنہ حجاج حاکم عرب کو متعدد شکستیں دیں آخر میں یہ دیکھ کر کہ وہ ان کو گرفتار کر لیگا ۷۰۱ع مطابق ۸۲ھ میں مکان کی چھت سے گر کر جان دیدی۔

عبدالرحمن چشتی - مصنف مرات مسعودی تھے یہ کتاب سید سالار مسعود غازی کے حالات پر مشتمل ہے عبدالرحمن ۱۰۹۴ھ میں عہد اورنگ زیب میں فوت ہوئے ان کی کتاب مرات مسعودی کا ترجمہ غزا نامہ مسعود کے نام سے ۱۲۸۷ھ مطابق ۱۸۷۰ع میں کانپور میں چھپا ہے۔

عبدالرحمن خاں (امیر کابل) پیدائش ۱۸۴۴ع امیر دوست محمد خاں کے پوتے تھے - یعقوب خاں کے زمانے میں افغانوں نے انگریزی سفیر اور اس کے چند ہمراہیوں کو قتل کر دیا تھا - اس وجہ سے یعقوب خاں کو قید کر کے انگریزوں نے ہندوستان میں بھیج دیا - اور ۱۲۹۷ھ مطابق ۱۸۸۰ع میں عبدالرحمن کو تخت نشین کیا - ان کا زمانہ نہایت پُر امن رہا - بہت بڑے مدبر تھے - ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۹۰۱ع میں انتقال ہوا - اُن کی بجائے اُن کے بیٹے حبیب اللہ خاں تخت نشین ہوئے

عبدالرحمن خاں (صدر الصدور) کانپور میں برٹش گورنمنٹ کے صدر الصدور تھے ۱۸۵۷ع میں نانا صاحب کے شریک ہو کر بغاوت کی جون ۱۸۵۸ع میں کانپور میں پھانسی پائی۔

عبدالرحمن خاں (نواب) جھجر کے نواب تھے - ۱۸۵۷ع مطابق ۱۲۷۴ھ کے غدر میں ان کی شرکت پائی گئی اس لیے ۲۳ر دسمبر ۱۸۵۷ع کو دہلی میں کوتوالی کے سامنے پھانسی پائی - یہ نواب نجابت علی خاں کی اولاد سے تھے - جن کو ۱۸۰۳ع میں بعہد سرجی بارلو گورنر جنرل ہندوستان ساڑھے بارہ لاکھ سالانہ کا علاقہ دیا گیا تھا - اس جاگیر میں جھجر بادلی کرونڈ قلعہ اور نارنول وغیرہ شامل تھے - اس کے علاوہ چار سو سواروں کے رکھنے کے لیے بڑوان اور دادری کے علاقے بھی دیئے گئے تھے۔

عبدالرحمن (سپہ سالار) خلیفہ ہشام کا سپہ سالار اندلس سے فوجیں لیکر فرانس میں ایکوئی ٹین اور پوی ٹوٹنگ ملک فتح کرتا ہوا پہنچ گیا - ۷۳۲ع مطابق ۱۱۴ھ میں پوی ٹرس کے قریب چارلس مارٹل سے شکست کھا کر شہید ہوا - پوی ٹرس ملک فرانس میں باعتبار شرق و غرب کے عین وسط میں ہے - اس سے اندلس کے مسلمانوں کی فتوحات کا اندازہ ہو سکتا ہے - مگر اسی لڑائی نے یورپ میں مسلمانوں کی ترقی کو روک دیا - یہ جنگ دنیا کی تاریخ میں بڑی یادگار ہے

عبدالرحمن (سلطان) فیض اور مراکو کا بادشاہ تھا - ۱۷۷۸ع میں پیدا ہوا - اس کے باپ کے مرنے کے بعد اُس کا چچا تخت پر بیٹھ گیا اور چچا کی وفات کے بعد وہ ۱۸۲۳ع میں تخت نشین ہوا اُس کا بڑا بیسر سیدی محمد (جو ۱۸۰۲ع میں پیدا ہوا تھا) تخت کا وارث ہوا -

عبدالرحمن سلیمانی (شیخ) طبقات صوفیہ کے مولف ہیں ۱۰۲۱ع مطابق ۴۱۲ھ میں وفات

پائی۔

عبدالرحمن اسہیلی۔ اکابر محدثین میں تھے۔ سیرت ابن اسحاق کی شرح روض الانف انھیں کی لکھی ہوئی ہے جو سیرت نبوی میں ایک مستند کتاب ہے ۵۸۱ھ مطابق ۱۱۸۵ع میں وفات پائی۔

عبدالرحمن امراقشی۔ مراکش میں ایک چھوٹا سا بادشاہ تھا۔ جو امام الدین اپنے بھتیجے کو قتل کرکے حکمراں ہوگیا اور ۱۵۰۸ع مطابق ۹۱۴ھ میں خود ایک دوسرے حکمراں کے ہاتھ سے قتل ہوا۔

عبدالرحمن امصطفےا۔ واٹ کنس نے اپنے لغت میں ان کو باباقوش لکھا ہے۔ کیفہ واقع ٹارس کے مفتی تھے۔ ان کی ایک تصنیف اخلاق رفیق شہزادگان مشہور ہے ۱۸۳۱ع (۱۲۴۶ھ) میں انتقال ہوا۔

عبدالرحیم۔ جہانگیر کے امرا میں تھا۔ شاہزادہ خسرو نے جب اپنے باپ سے ۱۶۰۶ع میں بغاوت کی تو یہ سردار شاہزادے کا شریک رہا آخر کو شاہزادہ اور یہ دونوں بادشاہ کے سامنے لاہور میں پکڑے ہوئے آئے۔ عبدالرحیم کو گدھے کی کھال میں سی کر اس پر پانی ٹپکایا گیا۔ چوبیس گھنٹے کے بعد عفو قصور ہوا۔

عبدالرحیم بن احمد سور۔ کشف اللغات مشہور فارسی لغت کا مولف ہی۔

عبدالرحیم خاں (خواجہ) والد ابو قاسم اندجان ملک فرغانہ سے شاہجہاں کے عہد میں ہندوستان آیا۔ چند سال اورنگ زیب کی خدمت میں رہا ۱۶۹۲ع مطابق ۱۱۰۳ھ میں انتقال ہوا۔

عبدالرحیم (خان خاناں) تخلص رحیم۔ شہنشاہ اکبر کا وزیر اعظم بیرم خاں کا لڑکا تھا۔ ولادت ۱۷ دسمبر ۱۵۵۶ع مطابق ۱۴ صفر ۹۶۴ھ چار برس کا سن تھا کہ بیرم خاں قتل ہوگیا۔ جوان ہونے پر اکبر نے فوج میں عہدہ دیا۔ ۱۵۸۴ع میں گجرات کو فوج کے ساتھ بطور سردار گیا۔ جب گجرات کا معاملہ ختم ہوا تو اعلیٰ عہدہ دار فوج بنایا گیا ۱۵۸۹ع میں راجہ ٹوڈرمل کے مرنے کے بعد وزیر اعظم ہوا۔ ۱۰۰۸ھ مطابق ۱۵۹۹ع میں اس کی بیٹی جانی بیگم شاہزادہ دانیال کو بیاہی گئی۔ عربی۔ فارسی۔ سنسکرت اور برج بھاشا کا عالم تھا۔ جہانگیر کے عہد میں بھی اکیس سال خدمت کی ۱۶۲۷ع مطابق ۱۰۳۶ھ کے قریب انتقال ہوا۔ حضرت نظام الدین محبوب الٰہی کے مزار کے قریب دہلی میں مقبرہ ہے واقعات بابری کا ترکی سے فارسی میں ترجمہ کیا۔ برج بھاشا کے ایک سو دوہرے لکھے جن کو پچھمن سنگھ نام سے سورج نرائن ساکن جبل پور صدر بازار نے جمع کرکے ۱۸۳۱ع میں بمبئی میں وکٹوریہ پریس میں طبع کرایا ہے کسی دوہرے میں تخلص رحیم اور کہیں رحیمن ہی۔ سولہ صفحے کی چھوٹی تقطیع کی کتاب ہے۔

عبدالرزاق۔ سبزوار کے سربدال خاندان کا سردار تھا۔ سلطان ابوسعید خاں کے بساولوں میں ملازم ہوا۔ سلطان ابوسعید خاں کے مرگ کے بعد ۱۳۳۶ع (مطابق ۷۳۷ھ) میں خراسان پر قبضہ کرلیا۔ ستمبر ۱۳۳۷ع (صفر ۷۳۸ھ) میں اپنے بھائی وجیہہ الدین مسعود کے سات برس کی حکومت کے بعد اس کے بھائی شمس الدین نے تخت سے اتار دیا۔ اور خود بادشاہ بن گیا۔ شمس الدین بھی چار سال نو ماہ کی حکومت کے بعد سبزوار میں حیدر قصاب کے ہاتھ سے ذبح ہوا۔ اس کے بعد امیر یحییٰ قراطی نے خراسان پر قبضہ کیا۔

اور حیدر قصاب کو سپہ سالار بنایا۔ یحیٰی نے ایک جنگ میں طغان تیمور کو جو مغل کے بادشاہوں میں ہے قتل کیا اور اور چار سال آٹھ مہینے حکومت کرکے اپنے سرداروں کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ اس کے بعد خواجہ لطف اللہ بن خواجہ مسعود کو مسند نشین کیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد حسن دامغانی نے اُس کو قتل کیا۔ چار سال چار مہینے کے بعد حسن کو خواجہ علی موید نے قتل کرکے سلطنت پر قبضہ کرلیا۔ علی موید نے اٹھارہ سال حکومت کی ۱۳۸۱ء مطابق ۷۸۲ھ میں امیر تیمور اُس طرف سے گزرا تو علی موید نے خراسان اُس کے حوالہ کردیا۔ ۱۳۸۶ء مطابق ۷۸۸ھ میں ایک لڑائی میں مارا گیا۔ اور سربدال خاندان کا خاتمہ ہوگیا۔

عبدالرزاق کمال بن جمال الدین اسحاق ہرات میں بتاریخ ۱۲ شعبان ۸۱۶ھ مطابق ۶ نومبر ۱۴۱۳ء پیدا ہوا۔ تاریخ موسوم بہ مطلع السعدین ان کی تصنیف سے ہے ۸۸۷ھ مطابق ۱۴۸۲ء میں انتقال ہوا۔

عبدالرزاق مُلّا۔ لاہجانی۔ کتاب گوہر مراد کا مصنف ہے جس میں انسان کے اشرف المخلوقات ہوتے پر بحث کی گئی ہے۔ یہ رسالہ شاہ عباس ثانی بادشاہ فارس کے نام پر معنون کیا گیا ہے۔ یہ مصنف ۱۶۶۰ء مطابق ۱۰۷۰ھ میں گزرا ہے اُس کا تخلص فیاض تھا

عبدالرزاق ولد مرزا الغ بیگ۔ بابر بادشاہ کا چچا تھا۔ کابل میں بغاوت پیدا کرنے کی وجہ سے بابر کے ہندوستان پر حملہ کرنے سے قبل ۱۵۰۹ء مطابق ۹۱۵ھ میں بابر کے حکم سے ہلاک کیا گیا۔

عبدالرشید ابن سلطان مسعود غزنوی ۱۰۵۲ء مطابق ۴۴۴ھ میں اپنے بھائی علی کو قید کرکے بادشاہ بنا۔ ایک سال کی سلطنت کے بعد اس کے ایک سردار طغرل نے اس کو قتل کرکے سلطنت پر قبضہ کیا۔ طغرل چالیس دن کی حکومت کے بعد اپنے سرداروں کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ اور ۱۰۵۳ء مطابق ۴۴۴ھ) میں عبدالرشید کا ایک بھائی فرخ زاد اس کی جگہ تخت نشین ہوا۔

عبدالرشید خاں۔ بن سلطان ابوسعید خان شاہ کاشغر۔ ہمایوں بادشاہ دہلی کا ہمعصر تھا۔ مرزا حیدر مصنف تاریخ رشیدی نے اپنی کتاب اس کے نام پر معنون کی ہے۔

عبدالرشید میر۔ پسر عبدالغفور حسینی بادشاہ شاہجہاں کے عہد میں تھا۔ جب شاہجہاں ۱۶۲۸ء مطابق ۱۰۳۷ھ میں تخت دہلی پر بیٹھا تو اس وقت اس نے شاہجہاں کی تخت نشینی کی تاریخ لکھی۔ ایک فارسی لغت فرہنگ رشیدی ۱۰۶۴ھ مطابق ۱۶۵۳ء میں دوسری عربی لغت منتخب اللغات تصنیف کی منتخب اللغات عربی میں بہت عمدہ لغت ہے جس میں الفاظ کے معنی بزبان فارسی درج ہیں اور جو بادشاہ شاہجہاں کو نذر کی گئی تھی عبدالرشید کی ایک اور کتاب رسالۂ معربات بھی مشہور ہے۔

عبدالسلام۔ ایک مشہور حکیم اور طبیب تھا جو دمشق میں ۱۲۴۳ء مطابق ۶۴۱ھ میں فوت ہوا۔

عبدالسلام بن محمد۔ ایک مشہور عالم تھے۔ تفسیر کبیر انھی کی لکھی ہوئی ہے۔ ۱۰۹۵ء مطابق ۴۸۸ھ میں وفات پائی۔

عبدالسلام قاضی بدایونی بن عطا الحق عباسی بدایوں کے خاندان عباسیہ کے ایک مشہور عالم و فاضل ریاست رام پور کے قاضی مصنف تفسیر زاد الآخرت نظم اردو جس میں دو لاکھ اشعار

ہیں اس کو آپ نے ۱۲۴۳ھ مطابق ۱۸۲۸ء میں آداب تفسیر کو ملحوظ رکھتے ہوئے تصنیف کیا۔ یہ تفسیر اردو نظم میں اپنی قسم کی سب سے پہلی تفسیر ہے۔ اس کے علاوہ آپ کی فارسی مثنوی حسن و عشق جس کو مثنوی غنیمت کا جواب کہا جاتا ہی قابل دید ہی جس کا مطلع ؎

سر نامہ بنام بے نیاز است
کہ اورا بے نیازی عین ناز است

ہی اور "اخبار الاخیار" اور تفسیر دلائل الجزات مع ترجمہ بھی آپ کی تصنیفات سے ہیں۔ آپ کا خاندان اس وقت بھی بدایوں (صوبہ متحدہ) میں موجود ہے آپ کا سال ولادت ۱۲۰۱ھ ہجری ۵ رجب ۱۲۸۹ھ کو وفات ہوئی۔ مولینا حبیب اللہ صاحب عباسی کی معمرہ مسجد واقع عباسی محلہ بدایوں میں مزار ہی۔

عبد السلام ملا دہلوی۔ ملا عبد السلام لاہوری کا شاگرد تھا تہذیب اور منار کی عربی میں شرح لکھی اور حل الرموز تصوف پر ایک کتاب تصنیف فرمائی۔

عبد السلام مُلّا لاہوری۔ امیر فتح اللہ شیرازی کا ایک شاگرد تھا۔ سال ۱۶۲۵ء مطابق ۱۰۳۶ھ میں فوت ہوا۔

عبد الشکور مولینا۔ (تخلص بزمی) ۱۶ فروری ۱۶۳۴ء کو کرنال کے قریب ایک لڑائی میں مارا گیا یا زخمی ہو کر مر گیا۔

عبد الصمد۔ خاندانِ عباسیہ کے پہلے دو خلیفہ ان کے بھتیجے تھے۔ انھوں نے بہت بڑی عمر پائی۔ باوجود زیادہ عمر ہونے کے ان کا کوئی دانت نہیں گرا تھا خلیفہ ہارون الرشید کے عہد میں ۸۰۱ء مطابق

۱۰۵۰ھ میں انتقال کیا۔

عبد الصمد خاں۔ الملقب نواب شمس الدولہ بہادر جنگ ولد خواجہ عبد الکریم حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد سے تھے۔ ان کے والد سمرقندی تھے مگر یہ آگرے میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں والد کے ساتھ سمرقند جاکر تحصیل علم کی۔ اورنگ زیب کے عہد میں واپس آئے۔ شش صدی کا منصب ملا اور چند ہی روز میں پانزدہ صدی پر ترقی ہوئی خان کا خطاب عطا ہوا۔ جہاندار شاہ کے عہد میں ہفت ہزاری منصب اور عالی جنگ کا خطاب ملا فرخ سیر کے عہد میں لاہور کے صوبہ دار ہوئے سکھوں کے مقابلے کے لیے فوج لیکر گئے۔ اُن کو شکست دی اور اُن کے سردار بندا کو گرفتار کر لیا محمد شاہ نے ملتان کا صوبہ دار بنایا اور شمس الدولہ کا خطاب دیا۔ ان کے بیٹے ذکریا خاں کو لاہور کا صوبہ دار کیا۔ ۱۷۳۹ء میں نادر شاہ کے حملہ کے زمانہ میں انتقال ہوا۔ مورخین نے دلیر جنگ بھی خطاب لکھا ہی

عبد الصمد خاں فوجدار۔ سرہند کا فوجدار تھا۔ مرہٹوں کی لڑائی میں کارہائے نمایاں کیے آخر کار ۱۷۰۶ء مطابق ۱۱۱۷ھ میں بھاؤ نے قتل کر ڈالا۔

عبد الصمد خواجہ۔ دربار اکبری کا ایک سردار اور اُس زمانے کا مشہور خوشنویس تھا۔

عبد الصمد (شیخ) ابو الفضل کا بھتیجا بادشاہ اکبر کا میر منشی تھا۔ انشاء ابو الفضل کو ۱۶۰۶ء مطابق ۱۰۱۵ھ میں ترتیب دیا۔

عبد الصمد (قاضی) (چریا کوٹی) ابن قاضی ابو الحسن اپنے والد سے تحصیل علوم کرنے اور سند قضا حاصل کرنے کے بعد دہلی گئے۔ رفتہ رفتہ محمد شاہ بادشاہ

دہلی کے حکم سے اپنے منصب موروثی یعنی عہدہ قضا چڑیا کوٹ و دیگر پرگنات پر ممتاز ہوئے۔ مگر آپ نے صرف قدیمی منصب چڑیا کوٹ کی قضا قبول کی دیگر مقامات مستحقین قدیم کو دیے۔ حافظ محمد اسحاق آپ کے ارشد تلامذہ سے تھے ۱۱۷۱ھ مطابق ۱۷۵۷ء میں وفات پائی۔ مادہ تاریخ وفات۔ "قاضی منصف" ہے۔

عبدالعزیز۔ مولف تاریخ حسینی فارسی جس میں صدرالدین محمد حسینی گیسو دراز کی سوانح عمری لکھی ہے۔ حضرت گیسو دراز کا مقبرہ گلبرگہ میں معروف ہے۔ ۱۴۴۵ء میں یہ کتاب احمد شاہ بہمنی کے نام پر معنون کی ہے

عبدالعزیز۔ شاہنشاہ ٹرکی بن سلطان محمد اپنے بھائی سلطان عبدالمجید کے ۲۵۔ جون ۱۸۶۱ء مطابق ۱۲۷۷ھ کو جانشین ہوئے اور ۱۸۷۵ء میں معزول کیے گئے۔

عبدالعزیز۔ تخلص عزت تھا اور شہنشاہ عالمگیر اورنگ زیب کے عہد حکومت میں منصب ہفت صدی پایا۔ ۱۶۸۰ء مطابق ۱۰۹۱ھ میں وفات ہوئی یہ نظم کی ایک کتاب ساقی نامہ کا مصنف ہے۔

عبدالعزیز بن احمد (شیخ دیرینی) عربی زبان میں چھ کتب لکھیں ۱۲۹۴ء میں وفات ہوئی۔

عبدالعزیز (شیخ، وطن دہلی ہے۔ آپ ایک جید عالم تھے ۱۵۶۷ء مطابق ۹۷۵ھ عہد اکبری میں وفات پائی۔ ملا عبدالقادر بدایونی نے قطب طریقت نما ان کی تاریخ وفات لکھی ہے۔

عبدالعزیز۔ (مولوی۔ شمس العلماء۔ خان بہادر نواب عزیز جنگ بہادر) شافعی۔ نائطی۔ مدراسی ولا تخلص۔ بن مولوی حاجی محمد نظام الدین مرحوم شافعی۔ نائطی۔ مدراسی۔ ولادت بتاریخ ۱۲ ربیع الاول ۱۲۷۷ھ ہجری مطابق ۱۸۶۰ء بمقام مستقر ضلع نلور صوبہ مدراس ہوئی۔ اپنے والد ماجد کے ساتھ حیدرآباد آئے۔ ان کی تعلیم حیدرآباد میں ہوئی۔ اوائل شباب میں آپ نے سرکار نظام کی ملازمت اختیار کی اور زمانہ ملازمت میں "رونیو کوڈ" اور "فینانشل اینڈ اکونٹ کوڈ" کی ترتیب کی جو ملک بھر میں مقبول عام ہوئی۔ متعدد کتب کے مصنف ہیں ۱۹۲۴ء میں انتقال ہوا۔ آپ کو تالیفات کا مجموعی انعام بقدر للعہ روپیہ عطا ہوا۔ سرکار نظام نے آپ کے علمی اشغال کے صلہ میں پنشن کے علاوہ (۱۰۰ھ) کا علمی وظیفہ دیا تھا۔ اس کے سوا پائگاہ سر وقار الامراء مرحوم سے (۱۰۰ھ) کا وظیفہ ملتا تھا۔ آپ کو پبلک کاموں سے خاص دلچسپی ہے۔ سرکار نظام نے آپ کے خدمات علمی اور پبلک کاموں کے صلہ میں آپ کو نواب عزیز جنگ بہادر کا خطاب عطا فرمایا اور گورنمنٹ آف انڈیا سے خان بہادر اور شمس العلماء کا خطاب ملا۔ ایک کرسی کا اعزاز ملا آپ نے اپنی ذاتی لائبریری کے ۲۰۰۰ جلدیں قیمتی بارہ ہزار روپیہ۔ بنگال۔ ایشیاٹک سوسائٹی۔ علی گڈھ محمڈن کالج۔ مدرسہ عالیہ کلکتہ۔ بورڈ آف اگزامنرس کلکتہ۔ اور کتب خانہ محمدیہ مدراس کے لیے وقف کی تھیں۔ زبان فارسی کا ایک جامع لغت لکھ رہے تھے جو ہنوز ناتمام ہے۔

عبدالعزیز۔ (محدث) دہلوی۔ ابن مولینا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ پیدائش ۱۱۵۹ھ مطابق ۱۷۴۶ء۔ تاریخی نام غلام حلیم تھا۔

والد سے تحصیل علوم کرنے کے بعد تدریس وارشاد میں مشغول ہو گئے۔ یہ ایک عالم باعمل اور مشہور محدث تھے۔ اِن کی مشہور تصانیف یہ ہیں۔ رسالہ سر الشہادتین۔ بستان محدثین۔ تحفہ اثنا عشریہ۔ تفسیر موسومہ فتح العزیز وغیرہ۔ ۷۔ شوال ۱۲۳۹ھ مطابق جون ۱۸۲۴ء کو وفات پائی۔ ایک شاعر نے تاریخ وفات لکھی تھی

بے سروپا گشتہ انداز دست بیداد اجل
عقل و دیں لطف وکرم فضل و ہنر علم و عمل

عبد العلی (ملا۔ بحر العلوم) لکھنوی ابن ملا نظام الدین بن قطب الدین سہالوی۔ پیدائش ۱۱۵۲ھ مطابق ۱۷۳۹ء اپنے والد سے علوم متعارفہ حاصل کرکے سترہ سال کی عمر میں فارغ ہو گئے۔ حافظ الملک حافظ رحمت خاں کے قتل کے بعد رامپور میں معلمی کی۔ پھر بہار کے مدرسہ میں بمشاہرہ چار سو روپیہ مقرر ہو گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد نواب محمد علی خاں رئیس کرناٹک نے بلالیا۔ اور ایک بڑا مدرسہ قائم کرکے اُس میں آپ کو ممتاز عہدہ عطا کیا۔ وہیں سے بحر العلوم کا خطاب پایا۔ ۱۲ رجب ۱۲۳۵ھ مطابق ۱۸۱۹ء کو انتقال کیا۔ اور مدراس میں دفن ہوئے۔ منجملہ آپ کی تصانیف کے شرح مثنوی مولانا روم۔ رسالہ در احوال قیامت رسالہ توحید۔ ارکان اربعہ اصول فقہ وغیرہ زیادہ مشہور ہیں۔

عبد الغفار۔ آپ کا پورا نام شیخ نجم الدین ہے۔ کتاب حاوی۔ فقہ۔ لباب اور شرح لباب کے مصنف ہیں۔ تاریخ وفات ۱۲۶۵ء مطابق ۶۶۳ھ ہے

عبد الغفور شاہ۔ عوام میں باباکپور کے نام سے مشہور ہیں آپ ایک ولیؔ کامل تھے۔ مزار گوالیار میں ہے۔ آپ کالپی کے باشندے اور شاہ مدار کے مرید ۱۵۷۱ء مطابق ۹۷۹ھ میں وفات پائی۔

عبد الغفور۔ (شیخ) اعظم پوری۔ وطن سنبھل حضرت عبد القدوس کے مرید ہیں۔ تاریخ وفات ۹۹۵ھ مطابق ۱۵۸۶ء ہے

عبد الغفور لاہوری۔ مشہور مصنف ہیں۔ اور عبد الرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں ۱۵۶۵ء مطابق ۹۶۳ھ میں وفات پائی۔

عبد الغنی۔ وطن کشمیر۔ ایک کتاب بنام "قبول" لکھی ۱۷۲۶ء مطابق ۱۱۳۹ھ میں انتقال کیا۔

عبد الفتاح (سید۔ مولوی) ابن سید عبد اللہ حسینی۔ سادات نقویہ سے تھے۔ وطن گلشن آباد عرف ناسک۔ یہ عالم باعمل اور فاضل اجل تھے ۱۲۷۱ھ مطابق ۱۸۵۵ء میں عدالت ضلع خاندیس میں مفتی مقرر ہوئے۔ ۱۲۸۳ھ مطابق ۱۸۶۶ء میں مدرسہ الفنسٹن واقع بمبئی کے مدرس عربی و فارسی ہو گئے۔ سرکار انگریزی کے پنشن یافتہ تھے۔ اور یہیں سے جسٹس آف پیس اور خان بہادر کا خطاب بھی پایا۔ ہمیشہ تالیف و تدریس ونصائح میں اپنا وقت عزیز صرف کیا۔ تحفہ محمدیہ فی رد وہابیہ۔ جامع الفتاوی چار جلدوں میں، تشریح الحروف فارسی۔ خزینۂ دانش۔ جغرافیہ عالم رحمۃ اللعالمین تاریخ روم۔ تاریخ اولیا، وغیرہ اُن کی مشہور اور مفید تصانیف ہیں۔

عبد الفتاح تصوف کی ایک کتاب اوراد غوثیہ کے زبان فارسی میں مصنف ہیں۔ اور جواہر الکاشانی بھی آپ ہی کی تصنیف ہے۔

عبد القادر ابو الوفا مصری شیخ محی الدین

جواہر المضیہ فی طبقات الحنفیہ کے مصنف ہیں
اس کتاب میں حنفی مجتہدوں کے نام درج ہیں۔
اور جن کی ترتیب ابجد کے لحاظ سے ہی ۱۳۷۳ء
مطابق ۷۷۵ھ میں انتقال فرمایا۔

عبدالقادر۔ (بیدل مرزا) ایک مشہور و معروف شاعر اور اپنے تخلص بیدل یا مرزا بیدل کے نام سے زیادہ مشہور ہیں۔ برلاس کے تاتاری خاندان سے ہیں یہ شاہزادہ اعظم شاہ خلف اورنگ زیب کے یہاں جوانی میں ملازم ہوئے۔ ایک شہزادہ نے اپنی تعریف میں قصیدہ لکھنے کی فرمائش کی اس بات پر ملازمت سے استعفا دیدیا۔ اور پھر کبھی کسی کی ملازمت نہیں کی۔ ان کی بہت سی تصانیف ہیں۔ منجملہ اُن کے یہ کتابیں ہیں محیط اعظم چہار عنصر۔ انشائے بیدل (جس کو رقعات بیدل بھی کہتے ہیں) اور ہزار اشعار کا فارسی دیوان بھی ہے۔ ان کا انتقال محمد شاہ کے عہد میں ۲۴ نومبر ۱۷۲۰ء مطابق ۴ صفر ۱۱۳۳ھ کو ہوا۔ نکات بیدل بھی ان کی تصنیف سے ہے جس میں جنید شیخ صفی کے پوتے اور شاہ اسمٰعیل صفوی شاہ ایران کے واقعات درج ہیں۔

عبدالقادر جیلانی رضؓ۔ (پیران پیر) محی الدین لقب غوث الاعظم عرف۔ آپ کے والد ماجد کا نام ابو صالح اور والدہ ماجدہ کا فاطمہ ثانیہ۔ آپ حسنی الحسینی سید ہے۔ آپ کو خرقہ خلافت اپنے والد سے بھی حاصل تھا اور حضرت ابو سعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ کے بھی خلیفہ تھے۔ آپ قصبۂ جیلان میں جو بغداد سے تین منزل ہے ۲۹ شعبان ۴۷۰ھ مطابق ۱۰۷۸ء کو پیدا ہوئے۔ سلسلہ قادریہ آپکے نام سے منسوب ہے۔ آپ صاحب کرامات و خوارق عادات تھے۔ تحصیل علوم ظاہری بغداد میں فرمائی۔ آپ جملہ علوم معقول و منقول کے منتہی تھے۔ آپ کی تصانیف بکثرت ہیں۔ مگر فقہ میں غنیۃ الطالبین اور تصوف میں بہجۃ الاسرار اور ملفوظات قادری زیادہ مشہور ہیں۔ بہجۃ الاسرار کا ترجمہ زبان اردو میں بھی طبع ہو چکا ہے۔ آپ کا رجحان طبع نظم عربی و فارسی کی جانب بھی تھا۔ چنانچہ عربی میں قصیدہ غوثیہ اور فارسی میں دیوان مطبوعہ موجود ہے۔ تخلص محی تھا آپ نہایت خوش اخلاق کشادہ دل اور صادق الوعدہ تھے وصال شریف ۵۶۱ھ مطابق ۱۱۶۶ء میں بعمر ۹۰ سال بمقام بغداد ہوا تاریخ وصال میں اختلاف ہے مگر بغداد شریف میں آپ کا عرس اب تک ۱۱ ربیع الثانی کو ہوتا ہے آپ کی آخری وصیت یہ تھی کہ "اللہ سے ڈرو۔ اُس کی بندگی کرو۔ اور نہ کسی سے ڈرو نہ امید رکھو۔ اور اپنی تمام حاجتیں اُسی سے طلب کرو۔ اور اُس کے سوا نہ کسی پر تکیہ کرو نہ اعتماد۔"

عبدالقادر دیوی۔ قصبۂ دیوہ ضلع بارہ بنکی ملک اودھ کے رہنے والے تھے۔ کتاب جامع التواریخ مصنفہ رشید الدین جو کہ تاریخ کی ایک جامع کتاب ہے۔ اُس کے ایک حصے کا فارسی میں ترجمہ کیا۔

عبدالقادر سلطان۔ ہاشمی نسل سے ہیں۔ اور سلسلہ نسب حضرت فاطمہؓ تک پہنچتا ہے۔ آپ کے والد کا ۱۸۳۴ء میں انتقال ہوا۔ فرانسیسیوں کی الجیرس کی فتوحات کے وقت ان کی عام شہرت ہوئی۔ ۱۸۴۷ء میں شکست پاکر مقید ہو گئے۔ لیکن آخر میں قسطنطنیہ رہنے کی اجازت مل گئی۔

عبدالقادر ملا بدایونی ۔ (شیخ) قادری تخلص تھا والد کا نام ملوک شاہ تھا ۔ ۱۷ ربیع الثانی ۹۴۷ھ مطابق ۱۵۴۰ء کو پیدا ہوئے ۔ یہ زمانہ شیر شاہ کی حکومت کا تھا ۔ آگرے اور سنبھل وغیرہ میں علوم کی تحصیل کی بدایوں میں شیخ عبداللہ بدایونی سے علم کلام اور اصول فقہ کو پڑھا ۔ شیخ مبارک ناگوری سے بھی اکثر علوم حاصل کیے تھے ۹۸۱ھ مطابق ۱۵۷۳ء میں شہنشاہ اکبر کے مصاحبوں میں داخل ہوئے ۔ اکبر کے حکم سے رامائن کا ترجمہ کیا ۔ تاریخ کشمیر کا خلاصہ کیا اور مہابھارت کے ۱۸ ابواب میں سے دو بابوں کا ترجمہ کیا ۔ نلدمن کو نظم کیا ۔ اس کے علاوہ نجات الرشید اور منتخب التواریخ ان کی مشہور تصانیف ہیں منتخب التواریخ کا ترجمہ یورپ کی کئی زبانوں میں ہو گیا ہے ۔ مولوی حسام الدین مراد آبادی نے اردو میں بھی ترجمہ کیا ہے جس کو مطبع نولکشور نے چھاپا ہے ۔ قصیدہ بردہ کی شرح بھی لکھی تھی ۔ ۱۰۰۴ھ مطابق ۱۵۹۵ء میں بمقام بدایوں انتقال کیا ۔ بدایوں سے جانب شرق دو میل کے فاصلہ پر موضع عطاپور میں مُلّا کی قبر اب تک موجود ہے ۔ ان کے کوئی اولاد نرینہ زندہ نہ رہی ۔ مولوی فضل حق اور مولوی عبدالحق خیرآبادی کا مشہور خاندان اُن کی صاحبزادی کی نسل سے ہے ۔

عبدالقادر (مولوی) بدایونی ۔ ابن مولوی فضل رسول عثمانی ۔ پیدائش ۱۷ رجب ۱۲۵۳ھ مطابق ۱۸۳۷ء وفات ۱۷ جمادی الاول ۱۳۱۹ھ مطابق ۱۹۰۱ء اچھے واعظ تھے فقیر تخلص رسالہ احسن الکلام فی تحقیق عقائد الاسلام بزبان عربی آپ کی تصنیف سے ہی ۱۸۹۶ء میں جب ندوۃ العلماء کی تحریک زور پر تھی آپ نے اپنی پوری قوت کے ساتھ اس تحریک کی مخالفت کی جس کی وجہ سے ہندوستان میں خاص شہرت ہو گئی ۔ مولوی عبدالمقتدر صاحب ان کے صاحبزادہ بھی عالم ہوئے جن کا ۱۹ر محرم ۱۳۳۴ھ مطابق ۲۷ر دسمبر ۱۹۱۵ء کو انتقال ہو گیا نہایت نیک نفس تھے

عبدالقادر (مولینا) دہلوی ۔ بن مولینا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی تفسیر و حدیث و فقہ میں ایک جید عالم تھے ۔ قرآن مجید کا اردو ترجمہ موضح القرآن کمال فصاحت سے تحریر فرمایا جس کی اردو نہایت سلیس عمدہ اور عام فہم ہے ۹ رجب المرجب ۱۲۴۲ھ مطابق ۱۸۲۶ء کو انتقال کیا ۔

عبدالقادر نائینی ۔ ملک فارس میں نائن کا جو گاؤں اصفہان کے قریب واقع ہے رہنے والا تھا ۔ ایک فارسی کا شاعر ۔ شیخ سعدی کا ہمعصر تھا ۔

عبدالقاہر جرجانی ۔ بن عبدالرحمن ۔ کتاب دلائل الاعجاز اور بہت سی دیگر کتب کا مصنف ہے وہ ۱۰۸۱ء مطابق ۴۷۴ھ میں فوت ہوا

عبدالقدوس گنگوہی (شیخ) ساکن گنگوہ ضلع سہارنپور ۔ امام ابوحنیفہ کی اولاد اور اکابر اولیائے ہند میں سے تھے ۔ شیخ محمد بن شیخ عارف بن شیخ احمد عبدالحق ردولوی کے مرید تھے ۔ بتاریخ ۲۷ ۔ نومبر ۱۵۳۷ء مطابق ۲۳ جمادی الثانی ۹۴۴ھ انتقال ہوا ۔ مادہ تاریخ وفات شیخ اجل ہے ۔ ان کے پوتے شیخ عبدالنبی اکبر کے عہد میں ایک بڑے عہدہ دار تھے ۔ لیکن بعد کو قید کیے گئے اور قتل ہوئے جن کی قبر نارنول پنجاب

ہیں ہی انوار العیون آپ کی مشہور تصنیف ہی۔

عبدالکریم۔ عرف امام الدین الملقب بہ ابوالقاسم مصنف شرح کبیر و شرح صغیر۔

عبدالکریم۔ دہلی کا رہنے والا تھا۔ نادرشاہ کی ہمراہی میں فارس کو گیا اور قریب سال سنہ ۱۷۴۵ء مطابق سنہ ۱۱۶۰ھ میں اس فاتح کی تاریخ لکھی جس کا نام بیان واقعہ ہی۔

عبدالکریم بن محمد الہمدانی۔ اس نے کتاب سراجیہ سجاوندی کی شرح فارسی زبان میں لکھی جس کا نام طریقتہ الناجی شرح فرائض السراجی ہی۔

عبدالکریم میر۔ ساکن بخارا جو قسطنطنیہ میں قریب سنہ ۱۲۴۶ھ مطابق سنہ ۱۸۳۰ء میں فوت ہوا۔ تاریخ افغانستان و ترکستان کا مصنف ہی۔ جس کو سنہ ۱۲۴۰ء لغایت سنہ ۱۸۱۸ء میں تصنیف کیا اور سی اسچیفر C. Schefer نے سنہ ۱۸۷۶ء میں فرانسیسی زبان میں ترجمہ کیا جو پیرس میں شائع ہوا۔

عبدالکریم منشی۔ جس کو فوت ہوئے قریب ۳۰ سال کے گزرے وہ کتاب تاریخ احمد یعنی تاریخ احمد شاہ دُرّانی اور اُس کے جانشینان کا مصنف ہی جس کی فارسی جلد سنہ ۱۲۶۶ھ مطابق سنہ ۱۸۴۹ء میں لوہے کے چھاپے میں چھپی اور اُردو ترجمہ واقعات دُرّانی کے نام سے کانپور میں سنہ ۱۲۹۲ھ مطابق سنہ ۱۸۷۵ء میں شائع ہوا۔ عبدالکریم نے ایک بڑی کتاب محاربہ کابل و قندھار بھی سنہ ۱۲۶۵ھ مطابق سنہ ۱۸۴۸ء میں لکھی جس میں اکبرخان بن دوست محمد خاں کے بہادرانہ کارنامے ہیں۔ اس کتاب کا ماخذ اکبرنامہ اور تاریخ پنجاب تحفۃ الاحباب ہے اول الذکر ایک نظم میں تاریخ ہی جس کو قاسم خاں نے لکھا تھا اور دوسری کتاب سنہ ۱۲۶۵ھ مطابق سنہ ۱۸۴۹ء میں سکھوں کی لڑائی کے حالات میں تصنیف ہوئی تھی۔

عبداللطیف۔ ایک مشہور طبیب بغداد میں سنہ ۵۵۶ھ مطابق سنہ ۱۱۶۱ء میں پیدا ہوا۔ طب کی تکمیل کے شوق میں اٹھائیس سال کی عمر میں بغداد سے نکل کر ایک سال موصل میں رہا وہاں سے دمشق اور مصر کو گیا۔ مصر سے حلب کا سفر کیا۔ یونان میں کئی سال رہا۔ ڈیڑھ سو کتابوں میں سے اب صرف ایک کتاب اس کی مجموعۂ تواریخ مصر دست برد زمانہ سے باقی ہی۔ بغداد میں پینسٹھ برس کی عمر میں فوت ہوا۔

عبداللطیف بن الغ بیگ۔ امیر تیمور کا پرپوتا اکتوبر سنہ ۱۴۴۹ء میں سمرقند کے پاس باپ کو شکست دی اور اُس کو قید کر کے مار ڈالا۔ چھ مہینے بھی حکومت نہ کی تھی کہ ۹ مئی سنہ ۱۴۵۰ء مطابق ۲۶ ربیع الاول سنہ ۸۵۴ھ کو اپنے سرداروں کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ سر کاٹ کر ہرات کے مدرسے کے دروازے پر لٹکا دیا گیا۔ جس کو اس کے باپ نے تعمیر کیا تھا

عبداللطیف۔ قزوین کا باشندہ اور کتاب لُب التواریخ۔ تاریخ فارس کا مصنف تھا۔ جو سولھویں صدی کے وسط میں لکھی گئی تھی۔

عبداللطیف مُلّا۔ سلطان پور کا باشندہ اورنگ زیب کا اوستاد تھا۔ اپنی زندگی کے آخر حصہ میں اندھا ہو گیا تھا۔ بادشاہ شاہجہاں نے اُس کی پرورش کے واسطے چند گانوں معافی میں دیدیے تھے۔ وہ سنہ ۱۶۳۲ء مطابق سنہ ۱۰۴۲ھ میں فوت ہوا۔

عبداللطیف مولف۔ کتاب لطائف معنوی

تشرح بعض اشعار مشکلہ مثنوی مولانا روم جس کو اُس نے ۱۸۶۲ء تالیف کیا۔ اس کے علاوہ ایک لغت فارسی موسوم بہ لطائف اللغات بھی اسی کی تصنیف سے ہے۔

عبداللہ۔ فارسی کتاب فقہ موسوم بہ احکام الصلوٰۃ کا مصنف ہے

عبداللہ۔ (سید) ولد بہادر علی تھانیسر کے متصل سوانہ کے رہنے والے تھے سید احمد کے مرید تھے۔ مولوی عبدالقادر کے اردو ترجمۂ قرآن شریف پر تفسیر لکھکر ۱۸۲۲ء میں چھپوائی۔

عبداللہ۔ (شیخ) بدایونی۔ وطن آبائی سامانہ دہلی جاکر قرات قرآن و علوم دینیہ کی تحصیل کی۔ شیخ عبدالباقی چشتی بدایونی کے مرید تھے۔ کئی سال تک بدایوں میں درس دیا۔ ملا عبدالقادر بدایونی نے علوم کلام میں شرح صحائف اور علم اصول فقہ میں تحقیق انھیں سے پڑھی تھی۔ بوجہ انکسار سامانِ ضروری بازار سے خود لاتے۔ باوجود کثیر شاگردوں کے خدمت کسی سے لینا قبول نہ کرتے تھے۔ ان کا علم اس درجہ حاضر تھا کہ بحثوں اور مشکلات کے حل میں مطالعہ کتب کی ضرورت نہ پڑتی تھی۔ ۱۰۰۴ھ میں جب کہ ملا عبدالقادر بدایونی نے اپنی کتاب منتخب التواریخ لکھی آپ زندہ تھے اور ۹۰ سال کی عمر تھی صحیح تاریخ وفات معلوم نہیں ہوئی

عبداللہ ابن الیافعی شافعی۔ مصنف کتاب روضۃ الریاحین جس میں نبی اکرم دوازدہ امام و تمام صوفیاء عرب و فارس و ہندوستان کا مفصل درج ہے۔

عبداللہ ابو مسلم (ملاحظہ ہو مسلم بن حجاج نیشاپوری)

عبداللہ احرار (ملاحظہ ہو خواجہ عبدالرشید

نقشبندی اور کتاب انیس السالکین کا مصنف ہے

عبداللہ انصاری خواجہ۔ عرف شیخ ابو اسمٰعیل بن ابو منصور بن ابو ایوب ہرات میں ماہ مئی ۱۰۰۶ء مطابق شعبان ۳۹۶ھ میں پیدا ہوا۔ اور ہرات اور خراسان کے خاندان انصاری کا مورث تھا بتاریخ ۸ جولائی ۱۰۸۸ء مطابق ۹ ربیع الاول ۴۸۱ھ ۸۴ سال قمری کی عمر میں فوت ہوا اور ہرات میں مقام گذرگاہ میں دفن ہوا۔

عبداللہ بن اُبیّ۔ منافقین کی جماعت کا سردار تھا۔ مدینے میں رہتا تھا۔ تمام اقوام مدینہ قبل ہجرت اُس کو اپنا بادشاہ بنانے کے لیے تیار تھیں۔ آنحضرت صلعم کے مدینہ پہنچ جانے سے اُس کی تمام اُمیدیں خاک میں مل گئیں اور وہ ظاہرا مسلمان ہوگیا۔ لیکن در پردہ مسلمانوں کی تخریب کے درپے رہا

عبداللہ بن جعفر بن عبدالرحمن المخزومی۔ مشہور صحابی مسور بن مخرمہ کے پڑپوتے تھے۔ فن حدیث میں خاص پایہ رکھتے تھے۔ سیرت نبوی کے اکابر علما میں تھے۔ ابن سعد نے ان کی شان میں یہ الفاظ لکھے ہیں۔ من رجال اہل المدینہ علماً بالمغازی ۱۷۰ھ مطابق ۷۸۶ء میں ۹۰ [illegible] وفات پائی۔

عبداللہ بن رواحہ رضہ۔ ایک [illegible] عربی شاعر تھے۔ چونکہ صرف شاعری میں [illegible] ان جنگ میں بھی ممتاز تھے۔ آپ [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں تھا۔ جنگ موتہ میں جو رومیوں کے ساتھ ۸ھ مطابق ۶۲۹ء میں واقع ہوئی شہید ہوئے اس جنگ کی کمان آنحضرت صلعم کے فرمان کے بموجب حضرت زید کو دی گئی تھی۔ اُن کے شہید ہوجانے پر حضرت جعفر نے کمان لی۔ جس وقت وہ بھی شہید ہوگئے حسب الارشاد نبوی (عبداللہ بن) رواحہ

نے نہایت جرات کے ساتھ بڑھکر فوراً علم سرداری کو اُٹھالیا اور لڑتے لڑتے شہید ہوگئے۔ حدیث بخاری میں ہی کہ نبی صلعم نے اُسی روز ہر سہ صحابہ کی شہادت کی خبر سنادی تھی اور بشارت بھی دی تھی کہ میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہیگا۔ چنانچہ حضرت خالدؓ نے جو عام رائے سے عبد اللہ بن رواحہؓ کے شہید ہونے کے بعد جنرل بنائے گئے تھے جنگ کو فتح کرلیا۔

عبد اللہ بن زبیر۔ ایک نہایت بہادر اور مہاجرین میں سے تھے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جن لوگوں نے مکے سے مدینے کو ہجرت کی اُن میں آپ بھی شامل تھے۔ واقعۂ کربلا کے بعد مدینے میں اُن کو مسلمانوں نے اپنا خلیفہ تسلیم کیا۔ اور اُس کے بعد تمام حجاز میں اُن کی خلافت تسلیم کی گئی۔ یزید کے جانشینوں سے اور اُن سے برابر لڑائیاں ہوتی رہیں۔ اُن کی فوج نے خراسان اور الجزیرہ کو فتح کیا۔ لیکن اہل عراق عبد الملک کے جو اُس وقت یزید کا جانشین تھا طرفدار ہوگئے پہلے عراق قادیہ اور الجزیرہ آپ کے قبضہ سے نکل گئے۔ عبد الملک نے آخر میں حجاج بن یوسف کی ماتحتی میں ایک بڑی فوج تیار کرکے اُن کے مقابلہ کے لیے مدینہ کو روانہ کی جہاں سخت خونریزی ہوئی۔ بعد ازاں اُس نے مکے کا محاصرہ کرلیا۔ ۷۳ھ مطابق ۶۹۲ء میں عبد اللہ بن زبیر شہید ہوئے مکہ فتح ہوگیا اور عبد الملک کل اسلامی سلطنت کا مالک بن گیا۔

عبد اللہ بن سلام۔ ایک فاضل فقیہ عالی نسب و منتخب عالم تھے پہلے یہودی المذہب تھے ۲ہجری مطابق ۶۲۳ء میں نبی صلعم کا ایک وعظ سُن کر مسلمان ہوئے۔ کتاب عظمت المنقول اور ہزار مسائل آپ کی تصنیف سے ہی۔

عبد اللہ بن طاہر۔ طاہر سپہ سالار المامون کا پسر تھا۔ قریب ۸۲۸ء مطابق ۲۱۳ھ کے وہ اپنے بھائی طلحہ کا حکومت خراسان پر جانشین ہوا۔ ۱۷ سال حکومت کی ۸۴۴ء مطابق ۲۳۰ھ میں فوت ہوا۔ اُس کا جانشین اُس کا پسر طاہر ثانی ہوا

عبد اللہ بن طیّب السرخسی۔ خلیفہ معتضد باللہ کا اتالیق طیب السرخسی کا پسر تھا۔ خلیفہ نے اُس کو ۸۹۹ء مطابق ۲۸۶ھ میں قتل کیا۔ بحر المنطق اور ایساغوجی اسی کی تصنیف سے ہیں۔

عبد اللہ بن عباس۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی اور صحابی تھے۔ کلام پاک کی تفسیر اور معنی بیان کرنے کے لیے مشہور تھے۔ اکثر احادیث بھی آپ سے پہنچی ہیں۔ سن ہجری سے تین سال قبل یعنی ۶۱۹ء میں مکے میں پیدا ہوئے حضرت علی کرم اللہ وجہ کے عہد خلافت میں حاکم بصرہ مقرر ہوئے۔ کچھ عرصہ تک وہاں رہے اس کے بعد حجاز واپس آئے اور بمقام طائف جو مکہ معظمہ سے ستر میل جانب شرق واقع ہے بعمر ستر سال ۶۸۷ء مطابق ۶۸ھ میں وفات پائی۔ اُمّ الفضلؓ ہمشیرہ اُمّ المومنین حضرت میمونہ عبد اللہ بن عباس کی والدہ تھیں ایام جاہلیت کے اشعار اور اُن کے حالات کا بڑا ذخیرہ انھیں کے سبب سے دنیا میں باقی رہا۔

عبد المطلب۔ عبد المطلب عبد اللہ کے چھوٹے پسر تھے۔ آپ اپنی خوبصورتی بن ہاشم کے [illegible] کیا جاتا ہی کہ اس قدر کے واسطے مشہور رہیں۔ [illegible] بش کی نہایت لیاقت اور قابلیت رکھتے تھے

خوب صورت اور مالدار عورات آپ کے ساتھ شادی
کرنے کی آرزو رکھتی تھیں لیکن آپ سے نکاح کا فخر
آمنہ بنت وہب کی قسمت میں لکھا تھا۔ چنانچہ حضرت
آمنہؓ سے آپ کا نکاح ہوا۔ مشہور ہے کہ آپ کے
نکاح کے وقت ایک سو عورتیں رشک و حسد کے
سبب نا امیدی کے عالم میں فوت ہو گئیں حضرت
آمنہؓ کے بطن سے حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم
پیدا ہوئے جو نبی آخر الزمان ہوئے۔ بعد نکاح
کے حضرت عبداللہ کو کسی تجارت کی غرض سے
مدینہ کا سفر کرنا پڑا۔ جون سنہ ۶ء میں وہیں ان کا
انتقال ہوا۔ بنی عاس دار مغہ میں دفن ہوئے
آپ کی وفات سے دو ماہ بعد اگست سنہ ۵۷۰ء
میں آپ کے صاحبزادہ پیدا ہوئے جن کا نام محمدؐ
رکھا گیا۔

عبداللہ بن علی الحلبی۔ فقہ شافعی میں پہلے مصنف
ہیں۔ احادیث جمع کرنے والوں میں بھی آپ
متقدم ہیں۔ ان کی تصانیف میں سے اب کسی
کتاب کا وجود نہیں پایا جاتا۔

عبداللہ بن علی بن عباس۔ سب سے پہلے
خلیفۂ عباسیہ ابو العباس عبداللہ المشہور السفاح
اور اُن کے جانشین ابو جعفر الملقب بہ منصور کے
چچا السفاح کے عہد میں حاکم شام تھے۔ منصور کے
جانشین ہونے پر باغی ہو گئے۔ ابو مسلم نے اُن کو
شکست دی۔ خلیفہ منصور نے اُن کو مع اُن کے
بیٹوں کے ایک ایسے مکان میں قید کردیا کہ جس
کی بنیادوں میں نمک ڈالا گیا تھا۔ سنہ ۱۳۷ھ مطابق
سنہ ۷۵۴ء میں پہلی بارش میں یہ مکان منہدم ہو گیا۔
اور عبداللہ ہلاک ہو گئے

عبداللہ بن علی۔ کتاب سیرت الہند کا فارسی سے
عربی میں ترجمہ کیا۔ اولاً یہ کتاب سنسکرت سے
فارسی میں ترجمہ ہوئی تھی

عبداللہ بن علی بن ابو شعبہ الحلبی۔ مذہب
امامیہ کی کتب حدیث و فقہ دونوں کے مولف
تھے۔ اُن کے دادا ابو شعبہ کی نسبت بیان کیا
جاتا ہے کہ اُنھوں نے جناب امام حسنؑ و جناب
امام حسینؑ کے زمانہ میں احادیث جمع کی تھیں
عبداللہ نے اِن احادیث کو لکھا تھا۔ اور جب
اُن کی کتاب مکمل ہو گئی تھی تو اُس کو اُنھوں نے
جناب امام جعفر صادقؑ کے روبرو پیش کیا
اور کہا جاتا ہے کہ آپ نے کتابت کی اغلاط کو
صحیح کیا تھا۔

عبداللہ بن عمرؓ حضرت عمرؓ خلیفۂ دوم کے فرزند
اپنے زمانہ کے مشہور علماء میں تھے۔ حضرت
خلیفۂ اول کے عہد میں شامیوں سے جو زبردست
مقابلہ ہوا اُس میں اسلامی فوج کی کمان آپ کے
سپرد تھی۔ صرف ایک ہزار مسلمانوں نے دس
ہزار شامیوں کو قتل کر کے بھگا دیا۔ شامیوں کا
جنرل خاص عبداللہ بن عمرؓ کی تیغ بے دریغ سے
مارا گیا۔ آپ کی وفات سنہ ۶۹۲ء میں واقع ہوئی

عبداللہ بن فضل اللہ شیرازی۔ مصنف
تاریخ وصّاف۔ تاریخ داؤدی جو عہد جہانگیری
میں لکھی گئی اور جو ایک افغانی تاریخ ہے اُس کے مولف
کا نام بھی عبداللہ ہی مگر یہ تحقیق نہیں ہوا کہ یہ وہی
عبداللہ ہے یا دوسرا۔

عبداللہ بن محمد۔ عرف فلانسی ایک عربی مصنف
تھا۔ سنہ ۱۱۲۱ء مطابق سنہ ۵۱۵ھ میں فوت ہوا۔

عبداللہؓ بن مسعود۔ حضور نبی صلعم کے خادم خاص
اصحاب صفہ میں سے ہیں (اصحاب صفہ اُن

غریب صحابہ کو کہتے ہیں جو مدینہ طیبہ کی مسجد نبوی میں رہا کرتے تھے۔ جن کی تعداد ۴۰۰ تک پہنچ گئی تھی) غزوہ بدر میں آپ شریک تھے ۶۵۲ء مطابق ۳۲ھ میں انتقال کیا۔

عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ۔ کتاب المعارف۔ اور بہت سی دیگر کتابوں کا مصنف تھا۔ ۸۸۹ء مطابق ۲۷۶ھ میں فوت ہوا۔

عبد اللہ ترمذی۔ عہد جہانگیر میں ایک خوشنویس اور خوش بیان شاعر تھا۔ بہت سی نظمیں اُس کی تصنیف سے ہیں۔ شہنشاہ جہانگیر نے اُس کو ایک خوشخط کتبے کے صلے میں مشکیں قلم کا خطاب عطا کیا اور وصفی تخلص پایا۔ ۱۶۲۶ء مطابق ۱۰۳۵ھ میں فوت ہوا اور بمقام جواہر نگاہ واقع آگرہ دفن ہوا۔

عبد اللہ خاں (سید۔ قطب الملک) سادات بارہ کے مشہور و معروف اور اولوالعزم چشم و چراغ۔ بہادر شاہ دہلوی کے عہد میں یہ خود الہ آباد کے اور اُن کے چھوٹے بھائی حسین علی خاں بہار کے صوبہ دار تھے۔ فرخ سیر کی تخت نشینی اِن دونوں بھائیوں کی مدد سے ہوئی۔ اُس نے جنوری ۱۷۱۳ء مطابق ۱۱۲۵ھ میں تخت نشین ہو کر عبد اللہ خاں کو وزیر اعظم بنایا اور قطب الملک کا خطاب دیا۔ حسین علی خاں کو امیر الامرائی دی۔ محمد شاہ بادشاہ کے اشارہ سے حسین علی خاں کو میر حیدر خاں نے ۱۷۲۰ء مطابق ۲۷۔ ذی قعدہ ۱۱۳۲ھ کو قتل کیا ان کی قبر دہلی میں مشہور ہے۔ عبد اللہ خاں نے مقابلہ کیا مگر شکست کھا کر ۱۳ محرم ۱۱۳۳ھ مطابق ۱۷۲۱ء کو قید ہوئے۔ تین برس قید رہ کر ۱۹۔ ستمبر ۱۷۲۳ء ۳۰ ذی الحجہ ۱۱۳۵ھ کو بحالت قید انتقال کیا۔ اور اُن کی نعش اجمیر شریف میں دفن ہوئی۔

عبد اللہ خاں اُزبک۔ اکبر کے عہد میں ایک مشہور سردار تھا۔ ۱۵۶۲ء میں صوبہ دار مالوہ مقرر کیا گیا۔ اُس کے بعد بادشاہ سے باغی ہوگیا۔ لیکن شکست کھا کے ہندوستان سے چلا گیا۔

عبد اللہ خاں اُزبک۔ اُزبکوں کا سردار سکندر خاں بن جانی بیگ خاں کا پسر تھا۔ جانی بیگ خاں جوجی خاں بن چنگیز خاں کی اولاد میں تھا۔ اپنے باپ کی وفات کے بعد عبد اللہ خاں اُزبک ۱۵۸۳ء مطابق ۹۹۰ھ میں تخت سمرقند و بخارا پر بیٹھا اور خراسان پر حملہ کیا۔ ۹ ماہ کے محاصرے کے بعد ہرات کو ۱۵۸۵ء مطابق ۹۹۳ھ میں فتح کیا وہاں کا حاکم علی قلی خاں معہ دیگر سرداراں کے قتل کیا گیا۔ وہ شاہ عباس بادشاہ فارس اکبر شاہ کا ہمعصر تھا۔ ۱۵ سال کی حکومت کے بعد ۶۶ سال کی عمر میں بتاریخ ۱۱ فروری ۱۵۹۷ء مطابق ۵ رجب ۱۰۰۵ھ فوت ہوا۔ "قیامت قائم شد" مادۂ تاریخ وفات ہے۔ اُن کا جانشین اُس کا پسر عبد المومن خاں ہوا۔

عبد اللہ خاں فیروز جنگ۔ خواجہ عبد اللہ احرار کی اولاد سے تھا۔ سلطان اکبر کے آخر عہد میں ہندوستان آیا۔ سلطان جہانگیر نے اُس کو شش ہزاری کے منصب تک پہنچایا۔ اور عہد شاہجہانی میں ۱۶۴۴ء مطابق ۱۷ شوال ۱۰۵۴ھ کو ستر سال کی عمر میں فوت ہوا۔

عبد اللہ راوند۔ ایک فرقہ زندیقی کا بانی المنصور کے عہد میں قریب ۷۷۵ء کے گزرا ہے۔ یہ فرقہ اس کے نام سے راوندی مشہور رہا۔

عبد اللہ شطاری شیخ۔ شیخ شہاب الدین سہروردی کی اولاد میں تھے۔ فارس سے

ہندوستان آئے اور مالوہ میں ۱۵۶۱ء مطابق ۹۶۸ھ میں انتقال کیا اور وہیں دفن ہوئے

عبداللہ قطب شاہ - ۲۹ شوال ۱۰۲۳ھ مطابق ۱۶۱۴ء کو پیدا ہوا اور اپنے باپ قطب شاہ کی وفات پر دکن کا چھٹا بادشاہ ہوا۔ ۱۵ جمادی الاول ۱۰۳۵ھ مطابق ۱۶۲۵ء تاریخ تخت نشینی ہے۔ یہ بادشاہ شہنشاہ دہلی شاہجہاں کو بہت عرصے تک خراج ادا کرتا رہا۔ اُس کے بعد شاہجہاں کو اُس نے ناراض کر دیا۔ یہ ناراضی میر جملہ کے بیٹے کی گرفتاری کے وقت سے پیدا ہوئی تھی اس پر شاہجہاں نے اپنے پوتے سلطان محمد کی ماتحتی میں ۱۰۶۶ھ مطابق ۱۶۵۵ء میں دکن پر فوج کشی کی جب شاہی فوجیں حیدرآباد پہنچیں تو عبداللہ قلعہ گولکنڈہ میں پناہ گیر ہوا۔ سلطان محمد نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اس موقعہ پر اورنگ زیب بھی پہنچ گیا۔ عبداللہ نے اورنگ زیب سے صلح کی درخواست کی بالآخر عبداللہ نے سب شرائط منظور کیں۔ اپنی بیٹی سلطان محمد کے عقد میں دیدی اور ایک کروڑ روپیہ نذرانہ پیش کیا۔ بلدہ حیدرآباد میں اس کے وقت کی اکثر عمارتیں موجود ہیں۔ گوشہ محل حوض گوشہ محل باغ لنگم پلی وغیرہ اسی کے وقت میں تعمیر ہوئے عاشور خانہ شاہی میں چینی مصوروں سے رنگ آمیزی کرائی۔ اور حسینی علم نصب کرایا۔ سینتالیس سال نو ماہ حکومت کر کے ربیع الاول ۱۰۸۳ھ مطابق ۱۶۷۲ء میں انتقال کیا ابو الحسن اس کا داماد جانشین ہوا۔

عبداللہ گلبرگوی - مشہور کتاب فرس نامے کا مصنف ہے جو ۱۴۰۰ء میں لکھی گئی۔

عبداللہ مرزا - بن ابراہیم مرزا ابن شاہ رُخ مرزا۔ امیر تیمور کا پرپوتا۔ تقریباً ۱۴۴۷ء میں اپنے باپ کی وفات کے بعد ایران کی حکومت پائی۔ چار سال کے بعد مرزا ابوسعید نے تخت سے اُتار دیا تو اپنے چچا مرزا الغ بیگ کے پاس گیا۔ وہ ماوراء النہر کا بادشاہ تھا۔ الغ بیگ نے اپنی بیٹی سے شادی کر دی۔ اکتوبر ۱۴۴۹ء مطابق رمضان ۸۵۳ھ میں الغ بیگ کو مرزا عبداللطیف اُس کے بیٹے نے شکست دیکر قتل کر دیا۔ عبداللطیف صرف چھ مہینے حکمراں رہا۔ عبداللہ نے بوجہ دامادی الغ بیگ کے ملک پر قبضہ کر لیا۔ ۱۴۵۱ء مطابق ۸۵۵ھ میں مرزا ابوسعید نے عبداللہ کو بالکل تباہ کر دیا۔

عبداللہ منصور - مصنف ترجمہ طبقات صوفیہ جس میں بہت سے صوفیہ کرام و شیوخ کے تذکرے درج ہیں۔

عبداللہ مولینا - پسر الٰہ داد۔ شرح میزان المنطق اور بہت سی دوسری کتابوں کا مصنف تھا۔ دہلی کا باشندہ تھا۔ سلطان سکندر کے زمانے میں گزرا ہے۔ ۱۵۱۶ء مطابق ۹۲۲ھ میں فوت ہوا۔

عبداللہ مولانا - سلطان پوری۔ اکبری عہد کا مشہور عالم۔ مخدوم الملک خطاب۔ مہر سے ۹۹۰ھ مطابق ۱۵۸۲ء میں وفات ہوئی۔

عبداللہ یمنی - زبان عربی میں حضور سرور عالم صلعم و اصحاب کرام کے حالات میں ایک کتاب روضۃ الابرار کا مصنف ہے۔

عبداللہ یوسف علی عبداللہ ابن خان بہادر یوسف علی شجاع الدین۔ شہر سورت میں ۱۴ اپریل ۱۸۷۲ء مطابق محرم ۱۲۸۹ھ کو پیدا ہوئے

بمبئی میں مدرسہ انجمن اسلام اور ولسن کالج میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد ولایت گئے اور وہاں کیمبرج یونی ورسٹی اور لندن یونیورسٹیوں میں تعلیم پائی۔ ایم اے کی ڈگری حاصل کی لنکنزان لندن سے بیرسٹری کا امتحان پاس کیا۔ اردو عربی۔ فارسی ہندی سنسکرت۔ مرہٹی۔ گجراتی۔ بنگالی فرانسیسی۔ جرمنی۔ اطالوی اور لیٹن بارہ زبانیں جانتے ہیں ۱۸۹۵ء میں انڈین سول سروس میں داخل ہوکر ملازمت سرکاری شروع کی اور صوبۂ متحدہ آگرہ و اودھ میں اسسٹنٹ مجسٹریٹی سے کلکٹری اور ججی تک کے عہدوں پر متعین رہے۔ گورنمنٹ ہند کے محکمۂ فنانس میں انڈر سکرٹری رہے۔ سب سے آخر میں سرکار نظام میں صدر المہام صیغۂ مال کے عہدے پر ممتاز ہوئے ۱۹۱۰ء میں آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس ناگپور کی صدارت کی اور صوبۂ متحدہ کی مجلس صنعت و حرفت کے اجلاس آگرہ کے صدر ہوئے ہندوستان کے علاوہ انگریزی۔ فرینچ۔ جرمن۔ ڈچ اور اسکینڈنیوین زبان کے اخبارات اور رسالوں میں قابلانہ مضامین لکھنے کی وجہ سے اخباری دنیا میں خاصی شہرت حاصل ہے۔ انگریزی زبان میں مختلف رسالوں کے علاوہ "دی انڈین محمڈنس" ایک کتاب لکھی ہے جس میں مسلمانوں کی گزشتہ تاریخ دکھاکر ان کی موجودہ اور آیندہ حالت سے بحث کی ہے۔ انگریزی تصانیف کے علاوہ ڈینش زبان میں ایوولیوشن آف انڈین کلچر Evolution of Indian Culture اور انڈیا اینڈ یورپ جرمن زبان میں تصنیف کی آج کل لندن میں قیام پذیر ہیں بیرسٹری کرتے ہیں اور ہندوستانی طلبا کو ان کی تعلیم میں مدد دیتے ہیں۔

عبدالمجید مولوی (بدایونی) پیدایش ۲۹ رمضان ۱۲۲۹ھ ۱۸۱۴ء سید شاہ آل احمد مارہروی کے مرید و خلیفہ۔ ۸۰ سال کی عمر میں حج کے لیے سفر حجاز کیا، ۱ محرم ۱۲۶۳ھ ۱۸۴۶ء کو انتقال کیا۔ مواہب المنارہ

شرح جواہر الرحمان رسالہ رد روافض (فارسی) رسالہ رد وہابیہ (اردو) اور کئی رسالے آپ کی تصنیفات سے ہیں۔

عبدالمجید خاں - ترکی سلطان قسطنطنیہ ۲۳-اپریل ۱۸۲۳ء کو پیدا ہوئے ۲ جولائی ۱۸۳۹ء مطابق ۱۲۵۵ھ کو اپنے باپ محمود ثانی کے جانشین ہوئے اور بتاریخ ۲۵ جون ۱۸۶۱ء ۳۹ سال کی عمر میں فوت ہوئے اور اُن کے جانشین اُن کے بھائی عبدالعزیز ہوئے۔

عبدالمجید خاں - لقب مجید الدولہ ایک سردار تھا جس کو احمد شاہ بادشاہ دہلی نے بخشی گری سوم کے عہدے پر ۱۷۴۸ء مطابق ۱۱۶۱ھ میں ترقی دی تھی ۱۷۵۲ء مطابق ۱۱۶۵ھ میں فوت ہوا

عبدالمعال - فارسی زبان میں جدید طریقے پر علم جغرافیے کی نبیاد ڈالی اور ایک کتاب اسی مضمون پر مسافت الارض کے نام سے لکھی۔

عبدالملک - بن مروان اوّل۔ خلفای بنی امیہ میں سے پانچواں خلیفہ ۱۳ اپریل ۶۸۵ء مطابق ۳ رمضان ۶۵ھ کو دمشق میں اپنے باپ کی جگہ تخت نشین ہوا۔ مغرب میں اندلس تک اور مشرق میں ہندوستان تک اثر قایم کیا۔ انصاف پسند ایسا کہ عیسائیوں سے ایک گرجا توسیع مسجد کے لیے مانگا اُنھوں نے نہ دیا تو ناراض نہ ہوا اس کی کنیت ابو الذباب تھی۔ کیس سال حکومت کر کے اکتوبر ۷۰۵ء مطابق شوال ۸۶ھ میں انتقال کیا۔ سولھا بیٹوں میں ولید اول فرزند اکبر جانشین ہوا۔

عبدالملک - بن صالح بن عبد اللہ بن عباس انھیں خلیفۂ ہارون الرشید نے مصر کا صوبہ دار مقرر کردیا تھا جہاں ۷۹۳ء مطابق ۱۷۷ھ تک کام

کیا۔ خلیفہ کو ان کی طرف سے شبہ خرابی سلطنت
کا پیدا ہوا۔ اس لیے قید کر دیا۔ ہارون کے
بیٹے نے بعد تخت نشینی رہا کیا۔ اور ۸۰۹ء
مطابق ۱۹۳ھ میں شام کا صوبہ دار بنا دیا۔

عبد الملک۔ بادشاہ فیض و مراکش اس کے بھتیجے
محمود نے اس کو تخت سے اُتار دیا تھا۔ پرتگالی
محمود کے طرفدار تھے۔ مگر عبد الملک نے پھر
سباسٹین شاہ پرتگال کو شکست دی جو محمود کی
امداد کے لیے آیا تھا۔ ۱۵۷۸ء مطابق ۹۸۶ھ
میں عبد الملک اور محمود اور سباسٹین میدان
جنگ میں مارے گئے۔

عبد الملک (خواجہ) سمرقند کے رہنے والے تھے۔
امیر تیمور کے عہد میں سمرقند کے شیخ الاسلام تھے۔

عبد الملک ابن ظہر۔ مشہور عربی حکیم تھا۔ اہل یورپ
اس کو ایوین زُر کہتے ہیں۔ عبد الملک کا پورا نام
ابو مروان عبد الملک ابن ظہر تھا۔ وہ قریب
قریب گیارہویں صدی کے آخر میں یا بارہویں
صدی کے شروع میں گزرا ہے۔ سویلی علاقہ اندلس
میں پیدا ہوا۔ اور فن طبابت میں شہرت حاصل
کی۔ اُس کا باپ اور دادا دونوں حکیم تھے اُس نے
۱۳۵ سال کی عمر پائی۔ اُس کا بیٹا بھی ابن ظہر کے
نام سے مشہور ہوا۔ المنصور سلطان مراکو اس پر
بہت مہربان تھا۔ اُس نے علم حکمت پر چند
رسالے لکھے۔ عبد الملک کی تصنیف سے ایک
مشہور کتاب "تیسیر فی المداوات والتدبیر" ہے
جس کا ترجمہ عربی زبان میں ۱۲۸۰ء میں ہوا اُس کے
بعد لاطینی زبان میں کئی ترجمے شائع ہوئے۔ اس
کتاب میں ایک ضمیمہ مصنف نے الموسوم بہ
جامع بطور خلاصہ کے دیا ہے۔ اور اُس کی دوسری
کتاب فی الادویہ والاغذیہ بھی مشہور ہے اور وہ ابن
رشد کا ہمعصر تھا۔

عبد الملک سامانی اوّل۔ ابن امیر نوح اوّل
سامانی خاندان کا بادشاہ اپنے باپ کا جانشین ۹۵۴ء
مطابق ۳۴۳ھ میں ہوا۔ ساڑھے سات سال
حکومت خراسان اور ماوراء النہر میں کی چوگان
بازی میں ۹۶۱ء مطابق ۳۵۰ھ میں گھوڑے
سے گر کر مر گیا۔ امیر منصور اوّل اُس کا بھائی
مالک تخت ہوا۔

عبد الملک سامانی دوم۔ سامانی سلطنت کے
امرا میں تھا۔ امیر منصور دوم اپنے بھائی کے
مرنے کے بعد ۹۹۷ء مطابق ۳۸۸ھ میں۔
خراسان کا بادشاہ ہوا۔ چند مہینے کی سلطنت
کے بعد ۹۹۹ء میں محمود غزنوی سے شکست کھائی
اور کل ملک نکل گیا۔ شکست سے چند روز بعد
عبد الملک قتل ہوا۔ سامانی سلطنت کا خاتمہ
اس پر ہو گیا۔

عبد الملک عادل۔ (مولوی شیخ) ان کے والد کا
نام عماد الملک ہے۔ شاہانِ جونپور کے وزرا میں
سے تھے۔ انھوں نے کافیہ کی شرح جو شرح ہندی
کے نام سے مشہور ہے لکھی ان کا مزار جونپور میں
عیدگاہ کے قریب ہے۔

عبد المناف۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
پردادا اور قصیٰ کے بیٹے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے کسی صاحبزادے کا نام عبد مناف
نہیں تھا۔ بیل نے اپنی ڈکشنری میں غلط لکھا ہے۔

عبد المنان۔ (میر) تخلص عبرت۔ بن میر نعمان خاں
بن خواجہ عبد الرحیم خاں اندجانی۔ چند سال تک
نظام الملک آصف جاہ کی ماتحتی میں دکن میں

ملازمت کی۔

عبدالمومن - ایک کوزہ گر کا لڑکا تھا۔ مراکش کے حکمراں کا استیصال کرکے خود بادشاہ بنا۔ ٹیونس فیض اور طرابزون فتح کرکے سلطنت کو وسیع کیا۔ اسپین (اندلس) کے فتح کے سامان کر رہا تھا کہ سنہ ۱۱۶۳ع میں مرگیا۔ مگر یوسف اس کے بیٹے نے باپ کے ارادے کو پورا کردیا اور اندلس فتح ہوا

عبدالمومن دمیاطی (حافظ) المختصر فی سیرت سید البشر کے مصنف ہیں سنہ ۷۰۵ھ/۱۳۰۶ع میں وفات پائی۔

عبدالمومن خاں - ولد عبداللہ خاں ازبک سنہ ۱۵۹۷ع مطابق سنہ ۱۰۰۶ھ میں باپ کے انتقال کے بعد سمرقند میں تخت نشین ہوا۔ مشہد مقدس فتح کرکے اہل شہر کو قتل کیا۔ سنہ ۱۵۹۸ع مطابق سنہ ۱۰۰۶ھ میں اپنے سرداروں کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ مادہ تاریخ۔ "بدبخت سربریدہ" ہے۔ اس کے بعد دین محمد خاں عبداللہ خاں ازبک کا بھانجا تخت نشین ہوا۔ مگر تھوڑے ہی دنوں میں شاہ عباس صفوی سے شکست کھاکر ہرات میں مرگیا۔

عبدالنبی (شیخ صدرالدین) گنگوہی بن شیخ احمد۔ بن شیخ عبدالقدوس گنگوہی اکبر بادشاہ کے استاد تھے کئی مرتبہ حج کو گئے اور وہاں علم حدیث پڑھا۔ ان کے والد نے ایک رسالہ سماع کے مباح ہونے پر لکھا۔ مگر انھوں نے سماع کے انکار میں ایک رسالہ تصنیف کیا۔ اسی سے ان کی زیادہ شہرت ہوئی۔ اکبر بادشاہ نے سنہ ۹۷۱ھ میں ان کو صدرالصدور مقرر کیا۔ نہایت استقلال و اعزاز کے ساتھ اس کام کو انجام دیا۔ اکبر ان کا حد درجہ معتقد تھا۔ اور بڑی عزت کرتا تھا۔ لیکن ملا مخدوم الملک وغیرہ کے اغوا سے بادشاہ کی طبیعت منحرف ہوگئی اور سنہ ۹۸۶ھ مطابق سنہ ۱۵۷۸ع میں معزول کردیے گئے آخر میں حج کو گئے اور واپس آکر ایک مدت محبوس رہے ایک رسالہ بعبارت عربی امام قفال مروزی شافعی کے ان اعتراضوں کے رد میں جو انھوں نے امام ابوحنیفہ پر کیے تھے تصنیف کیا۔ سنہ ۱۵۸۳ع مطابق سنہ ۹۹۱ھ میں قتل ہوئے۔

عبدالنبی خاں - اورنگ زیب کے امرا میں تھا متھرا میں بڑی مسجد اسی کی عمرہ ہے جو نبی جی کی مسجد کے نام سے اب تک موجود ہے۔

عبدالواحد میر - (بلگرامی) بن سید محمد ابراہیم واسطی سبع سنابل کے مصنف ہیں اور کافیے کی شرح بھی لکھی ہے اپنے وطن میں بتاریخ ۱۱ دسمبر سنہ ۱۶۰۸ع مطابق ۳۔ رمضان سنہ ۱۰۱۷ھ وفات پائی۔ آپ کے صاحبزادہ سید عبدالجلیل بعہد شاہنشاہ جہانگیر بلگرام سے آکر مارہرہ ضلع ایٹہ میں اقامت گزیں ہوئے وہیں مدفون ہیں آپ کے۔ دوسرے صاحبزادہ سید اویس تھے جن کا انتقال بمقام بلگرام ہوا۔

عبدالواحد میر بلگرامی - بن محمد اشرف فارسی اور ہندی کے عمدہ شاعر تھے۔ دو تخلص رکھتے تھے۔ ایک واحد دوسرا ذوقی۔ کتاب منظوم شکرستان جس میں ہر قسم کی مٹھائیوں کا ذکر کیا گیا ہے انھیں کی تصنیف سے ہے۔ ۱۳۔ اکتوبر سنہ ۱۹۲۱ع یوم جمعہ مطابق ۲۔ محرم سنہ ۱۳۴۰ھ کو بمقام راہون علاقہ پنجاب زمینداروں کے ہنگامہ میں شہید ہوئے وہاں کا بندوبست ان کے والد کے سپرد تھا۔

عبدالواسع ہانسوی - ایک کتاب صرف و نحو فارسی موسوم بہ رسالہ عبدالواسع دوسری غرائب اللغات

ان کی تصنیف سے ہیں۔

عبدالواسع جبلی - ایران کا مشہور شاعر۔ ملک غرجستان کا باشندہ تھا۔ ۱۱۵۲ء مطابق ۵۴۷ھ میں سلطان بہرام شاہ بن سلطان مسعود غزنوی و سلطان سنجر سلجوقی کے عہد میں گزرا ہے جن کی مدح میں اس نے بہت سے قصائد لکھے۔ ۱۱۶۰ء مطابق ۵۵۵ھ میں فوت ہوا۔ اس کا کلام ایران میں مشہور ہے مگر دیوان کمیاب ہے۔

عبدالوہاب - مصنف مناقب مولینا روم ہے۔

عبدالوہاب بن احمد - مولف کتاب تصوف موسوم بہ انوار احمدیہ ہے جو ۱۵۸۳ء میں لکھی گئی۔

عبدالوہاب (حاجی سید)۔ حضرت سید جلال بخاری کی اولاد سے تھے۔ ابتداً ملتان میں بود و باش تھی۔ سید صدر الدین بخاری کے ایما سے اشتیاق زیارت رسول مقبول صلعم پیدا ہوا۔ چنانچہ حج کو گئے وطن واپس آکر بعض حوادث کے باعث سلطان سکندر لودی کے زمانہ میں دہلی آئے۔ ایک مرتبہ یہاں سے بھی حج کو گئے۔ ۱۵۲۵ء م ۹۳۲ھ میں وفات پائی۔ تاریخ وفات "شیخ حاجی" سے نکلتی ہے۔ دہلی میں مقبرہ شاہ عبداللہ کے جوار میں دفن ہوئے۔ قرآن مجید کی ایک عمدہ تفسیر ان کی تصنیف سے ہے۔ جو ربیع الثانی ۹۱۵ھ مطابق ۱۵۰۹ء میں شروع ہوئی اور ۱۷ شوال سال مذکور بروز دوشنبہ اتمام کو پہنچی۔

عبدالوہاب (قاضی)، عالمگیری عہد کے عالم ہیں ۲۶ نومبر ۱۶۷۵ء مطابق ۱۰ رمضان ۱۰۸۶ھ دہلی میں انتقال ہوا۔ ایک کتاب دستور العمل نامی کے مصنف ہیں۔ اس کتاب کو اورنگ زیب کے نام پر معنون کیا گیا تھا۔

عبدالوہاب میر - مصنف تذکرہ بے نظیر ہے جس کو اس نے تقریباً ۱۷۵۸ء مطابق ۱۱۷۲ھ میں لکھا تھا۔

عبدالوہاب (نجدی)، جن کی طرف وہابیہ مذہب کی نسبت کی جاتی ہے۔ حریملہ علاقہ نجد میں ۱۷۰۵ء میں پیدا ہوئے اور وہیں انتقال ہوا۔

عبدی ان کا اصلی نام معلوم نہیں ترجمہ تکملہ الخمیس کا ہے جس میں قادریہ خاندان کے بزرگوں کے حالات منظوم ہیں۔ ۱۰۵۱ھ مطابق ۱۶۴۱ء عہد شاہجہاں کی تصنیف ہے۔

عبدی تونی - گوہر شاہوار کا مصنف ہے۔ جو مخزن الاسرار نظامی کے طرز پر لکھی گئی ہے۔ یہ شاعر ۱۵۴۵ء میں خراسان میں مشہور تھا۔

عبرت - میر ضیاء الدین کا تخلص ہے۔ وہ قصہ پدماوتی کا پہلا حصہ اردو میں نظم کرکے انتقال کر گئے۔ دوسرا حصہ غلام علی عشرت نے ۱۷۹۶ء مطابق ۱۲۱۱ھ میں ختم کیا "تصنیف دو شاعر" سے تکمیل کتاب نکلتی ہے۔

عبرت - عبدالمنان کا تخلص ہے (ملاحظہ ہو عبدالمنان)

عبرت - احمد دہلی کے موسیقی داں کا تخلص ہے جو مرزا عبدالقادر بیدل کی ہدایت پر عمل کرنے سے ایک عمدہ شاعر ہو گیا۔ پہلے مفتون تخلص کرتا تھا پھر عبرت کیا۔ یہ ناصر علی شاعر کا ہمعصر تھا اور ۱۶۸۸ء مطابق ۱۱۰۰ھ میں زندہ تھا۔

عبرت - احمد علی خاں عم زادہ نواب سعادت خاں ذوالفقار جنگ کا تخلص ہے۔

عبید - عہد سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کا شاعر تھا اور بادشاہ کی وفات کی جھوٹی خبر مشتہر کرنے و نیز شورش دہلی کی بنا ڈالنے کے الزام میں ۱۳۲۳ء

مطابق ۷۲۲ھ میں زندہ دفن کیا گیا۔

عبید اللہ۔ یہ قوم ازبک کا بادشاہ۔ مشہور شاہی جنگ خاں فاتح کا بھتیجا تھا اس نے اپنی حکومت ۱۵۳۳ء مطابق ۹۳۹ھ میں شروع کی۔

عبید اللہ ابن قیس۔ ایک مشہور عربی شاعر تھا۔ اُس نے مصعب بن زبیر کا جو اس کا دوست تھا اور اس کے لیے ۶۹۰ء مطابق ۷۱ھ میں لڑا تھا۔ مرثیہ لکھا تھا۔

عبید اللہ احرار نقشبند۔ خراسان کے ایک مشہور عالم اور اولیائے کرام سے تھے۔ مُلّا جامی انھیں کے مریدوں میں تھے۔ امیر علی شیر وزیر سلطان حسین مرزا ان کا بہت معتقد تھا۔ وزیر نے ان کی تاریخ وفات "خلد بریں" سے نکالی تھی۔ فروری ۱۴۹۰ء مطابق ربیع الثانی ۸۹۵ھ میں وفات پائی اور سمرقند میں دفن ہوئے۔

عبید اللہ المہدی۔ ملکِ افریقہ کی بربری ریاست کا ایک سردار تھا۔ ۹۱۰ء میں عبید اللہ نے مہدویت کا دعویٰ کیا۔ اُس کا نسب عبد اللہ بن حبیب بن جعفر بن منصور بن محمد اسمٰعیل بن جعفر صادق بن منصور بن محمد اسمٰعیل بن جعفر صادقؑ سے ملتا تھا۔ یہ ایک عالم تھا۔ قیروان میں خفیہ کمیٹی قایم کی جس کا مقصد تکلفات شرعی سے آزاد کرنا اور بنی فاطمہ کی حکومت کا مستقل کرنا تھا۔ جب اس کے مرید زیادہ ہو گئے تو امام سے خلیفہ بن گیا۔ اور عباسی حکام کو شمالی افریقہ سے نکال دیا۔ اُس کی نسل میں مصر کی خلافت ۵۶۷ھ مطابق ۱۱۷۱ء تک رہی اس کا انتقال ۳۲۲ھ مطابق ۹۳۴ء میں ہوا۔ اس کا بیٹا ابو القاسم جو القایم مہدی کے نام سے مشہور ہے جانشین ہوا۔

عبید اللہ بن زیاد۔ یزید نے النعمان کی جگہ ۶۷۹ء مطابق ۶۰ھ میں اس کو کوفے کا حاکم مقرر کیا اس نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے چچا زاد بھائی حضرت مسلم علیہ السلام کو شہید کیا۔ اور اس کی فوجوں نے امام حسین علیہ السلام کو کربلا میں گھیر کر اکتوبر ۶۸۰ء مطابق محرم ۶۱ھ میں تمام ساتھیوں کے ساتھ شہید کر دیا۔ عبد الملک کے زمانہ میں عبید اللہ کو تین روز تک کوفہ کو لوٹنے کی اجازت ملی۔ اور وہ اُس طرف چلا مگر اُس شہر میں پہنچنے سے اُس مقام کے حاکم مختار نے اپنی فوج ابراہیم بن مالک کی سرکردگی میں اُس کے مقابلے کے واسطے روانہ کی خفیف جنگ کے بعد عبید اللہ کی فوج نے شکست کھائی اور وہ قتل ہوا۔ ابراہیم نے اس کا سر کاٹ کر مختار کے پاس بھیج دیا اور لاش کو جلا دیا۔ یہ واقعہ اگست ۶۸۶ء مطابق محرم ۶۷ھ میں ہوا۔

عبید اللہ بن مسعود۔ کتاب فقہ "شرح وقایہ" تصنیف کی ایک کتاب تصنیف کی جس کا دوسرا نام مختصر الوقایہ ہے جو در اصل پہلی کتاب کا خلاصہ ہے ۱۳۴۶ء مطابق ۷۴۷ھ میں وفات پائی۔

عبید خاں۔ قوم ازبک کا حاکم اور شاہ طہماسپ اول صفوی بادشاہ ایران کا ہمعصر تھا۔ جس نے اس کی افواج کو ایک جنگ میں شکست دی اور ۱۵۲۶ء مطابق ۹۳۳ھ میں تباہ کر دیا۔

عبید زاکانی۔ ایک مشہور ہزل گو شاعر تھا۔ سلمان ساوجی شاعر کا ہمعصر تھا۔ اس نے شاہ ابو اسحٰق حاکم شیراز کے وزیر خواجہ امین الدین کی

بی بی جہاں خاتون کی ہجو لکھی"۔ رسالہ در علم بیان" تصنیف کرکے بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا اور ایک دیوان چھوڑا سنہ ۱۳۷۰ء مطابق سنہ ۷۷۲ھ میں وفات پائی۔

عتبہ۔ ابولہب کے بیٹے تھے۔ اِن کی شادی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری بیٹی رقیہ کے ساتھ ہوئی تھی۔ مگر بعد کو رقیہ سے علیحدگی شرعی حاصل کرلی۔ جب ایک قافلہ ملک شام کو جارہا تھا اور اُس میں عتبہ بھی تھے۔ اِن کو ایک شیر نے ہلاک کردیا۔

عثمان۔ ترکوں کا پہلا سلطان اور امیر طغرل کا بیٹا تھا۔ اُس کے دادا سلیمان بلخ کے رہنے والے تھے بلخ کو وہ چنگیز خاں کے حملہ کے وقت سنہ ۱۲۱۴ء مطابق سنہ ۶۱۱ھ میں چھوڑکر روم کو چلے آئے تھے یہ سلطان علاءالدین کیقباد سلجوقی بادشاہ اقونم کی ماتحتی میں کرمانیا میں رہتے تھے۔ اُنھوں نے قرمنیہ کی جانب جاگیر پائی تھی اور پھر بروصہ شہنشاہ یونان سے لے لیا اور سلطنت عثمانیہ کی بنیاد قائم کی اور خلفائے مصر و عباسیہ سے خلافت پائی اور سنہ ۱۲۹۹ء میں مغلوں کی سلطنت اقونم تباہ کرنے پر ایک حصہ صوبہ نہانیہ کا حاصل کیا عثمان سنہ ۱۲۹۹ء مطابق سنہ ۶۹۸ھ میں تخت نشین ہوا۔ اور سنہ ۱۳۲۶ء مطابق سنہ ۷۲۷ھ میں وفات پائی اور بروصہ میں دفن ہوا اس کا بیٹا اورخاں جانشین ہوا۔

(خاندان عثمان کے ترک بادشاہوں کی فہرست معہ سنہ جلوس)

(۱) عثمان	سنہ ۱۲۹۹ء
(۲) اورخاں	سنہ ۱۳۲۶ء
(۳) مراد اول	سنہ ۱۳۶۰ء
(۴) یلدرم بایزید	سنہ ۱۳۸۹ء
(۵) سلیمان اول۔	سنہ ۱۴۰۳ء
(۶) چلبی محمد اول جامع۔	سنہ ۱۴۱۳ء
(۷) مراد ثانی۔	سنہ ۱۴۲۱ء
(۸) محمد ثانی فاتح	سنہ ۱۴۵۱ء
(۹) بایزید ثانی	سنہ ۱۴۸۱ء
(۱۰) سلیم اول	سنہ ۱۵۱۲ء
(۱۱) سلیمان ثانی صاحبقران	سنہ ۱۵۲۰ء
(۱۲) سلیم ثانی	سنہ ۱۵۶۶ء
(۱۳) مراد ثالث	سنہ ۱۵۷۴ء
(۱۴) محمد ثالث	سنہ ۱۵۹۵ء
(۱۵) احمد اول	سنہ ۱۶۰۳ء
(۱۶) مصطفےٰ اول	سنہ ۱۶۱۷ء
(۱۷) عثمان ثانی	سنہ ۱۶۱۸ء
(۱۸) مراد چہارم فاتح بغداد	سنہ ۱۶۲۳ء
(۱۹) ابراہیم	سنہ ۱۶۴۰ء
(۲۰) محمد چہارم شکاری	سنہ ۱۶۴۹ء
(۲۱) سلیمان ثالث	سنہ ۱۶۸۷ء
(۲۲) احمد ثانی	سنہ ۱۶۹۱ء
(۲۳) مصطفےٰ ثانی	سنہ ۱۶۹۵ء
(۲۴) احمد ثالث	سنہ ۱۷۰۳ء
(۲۵) محمود اوّل	سنہ ۱۷۳۰ء
(۲۶) عثمان ثالث	سنہ ۱۷۵۴ء
(۲۷) مصطفےٰ ثالث	سنہ ۱۷۵۷ء
(۲۸) عبدالحمید اوّل	سنہ ۱۷۷۴ء
(۲۹) سلیم ثالث	سنہ ۱۷۸۹ء
(۳۰) مصطفےٰ چہارم	سنہ ۱۸۰۷ء
(۳۱) محمود ثانی	سنہ ۱۸۰۸ء
(۳۲) عبدالمجید	سنہ ۱۸۳۹ء

(۳۳) عبد العزیز ۱۸۶۱ء

(۳۴) مراد پنجم ۱۸۷۶ء

(۳۵) عبد الحمید خاں ثانی ۱۸۷۶ء

(۳۶) محمد خاں خامس - دستوری حکومت کا پہلا بادشاہ -

(۳۷) سلطان وحید الدین

(۳۸) سلطان عبد المجید -

عثمانؓ بن عفان - آپ کی کنیت ابو عمر ابو لیلیٰ اور ابو عبد اللہ تھی - لقب ذو النورین اور عثمان نام تھا - آپ کا سلسلۂ نسب حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچویں پشت میں جا کر ملتا ہو - اس طرح کہ عثمان ابن عفان ابن ابی العاص ابن امیہ ابن عبد الشمس ابن عبد مناف - آپ کی والدہ ماجدہ اُمّ حکیم آنحضرت کی حقیقی پھوپی زاد بہن تھیں - حضرت ذو النورین کی ولادت واقعۂ اصحاب فیل سے چھ سال بعد ہوئی - آپ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفۂ ثالث ہیں - قبول اسلام میں آپ کا چوتھا نمبر ہو - جبکہ خلیفۂ ثانی حضرت عمر فاروقؓ نے ۲۰ ذی حجہ ۲۳ھ یوم چہار شنبہ کو جام شہادت نوش فرمایا تو کثرت رائے سے آپ کا انتخاب عمل میں آیا - آپ کا زمانۂ خلافت ۲۴ھ (مطابق نومبر ۶۴۴ء) سے شروع ہوتا ہو آپ نے ۱۲ سال نیابت نبوی کی خدمت انجام دی - بنی اُمیہ آپ کے مخالف تھے مخالفین نے یہاں تک زور پکڑا کہ آخر کار آپ کے مکان کا محاصرہ کر لیا اور چالیس دن تک کسی قسم کی رسد نہ پہنچنے دی آپ تمام دن روزہ رکھتے اور تلاوت کلام الٰہی میں گزار کر روزہ کھاری پانی سے افطار کرتے - ہر چند آپ کے زر خرید غلاموں اور دیگر مسلمانوں نے چاہا کہ بزور تیغ اس کا فیصلہ کریں مگر آپ کے حلم نے اجازت نہ دی - حتیٰ کہ باغی پشت دیوار سے مکان میں داخل ہو گئے - آپ روزے پر روزہ رکھے ہوئے تلاوت میں مستغرق تھے کہ کنانہ بن بشر نے آپ تیغ سے ۸۲ برس کی عمر میں پیمانۂ عمر لبریز کر دیا - خون کے قطرے آیۂ شریفہ فسیکفیکہم اللہ وھو السمیع العلیم پر گرے وہ کلام مجید ابتک تبرکات سلطنت ٹرکی میں محفوظ ہے یہ واقعہ ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ مطابق ۳۰ جون ۶۵۵ء یوم جمعہ کا ہو - آں حضرت صلعم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے یعنی حضرت رقیہ اور اُن کے بعد حضرت ام کلثوم آپ کے عقد میں آئیں اسی وجہ سے آپ کا لقب ذو النورین مشہور ہوا - کلام مجید آپ کے زمانہ میں موجودہ ترتیب سے جمع کیا گیا بلاد و دیار میں اس کی نقلیں روانہ ہوئیں - قبل اسلام بھی آپ غنی مشہور تھے اور بعد اسلام بھی آپ کی غنا مسلّم رہی - روز قبول اسلام سے آخر وقت تک ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد فرماتے تھے - پچیس ہزار روپیہ میں زمین خرید کر کے مسجد نبویؐ کی توسیع کی - ۳۵ ہزار میں چاہ رومہ ایک یہودی سے خرید کر کے مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا - جیش عامہ جو آنحضرتؐ کا آخری غزوہ ہے اُس کے لیے تمام سامان حتیٰ کہ گھوڑوں کی لگامیں اور میخیں بھی اپنے صرف سے بہم کیں - زمانۂ قحط میں ایک ہزار راحلہ گیہوں باوجود اس کے کہ تجار مدینہ پانچ گنا نفع دیکر خریدنے پر آمادہ تھے مگر آپ نے فی سبیل اللہ تقسیم کر دیئے - آپ کی چوتھی بیوی ام عمرو کے بطن سے علاوہ اور اولاد اُناث کے ایک صاحبزادے حضرت آبان تھے جن کی اولاد سے عثمانی شیوخ

اب تک موجود ہیں۔ حضرت محی الدین نووی شارح
مسلم شریف فرماتے ہیں کہ حضرت آبان ابن
عثمان سے بڑھ کر حدیث و فقہ کا عالم کوئی نہیں
دیکھا۔ اور اکثر اسماء الرجال کی کتابوں میں حضرت
آبانؓ اور اُن کے صاحبزادہ حضرت عبدالرحمٰن
کا تذکرہ موجود ہے۔

عثمان اوّل۔ احمد اوّل کا بیٹا تھا۔ اپنے چچا مصطفٰے اوّل
کا جو ۱۶۱۸ء میں تخت ٹرکی سے معزول ہو گیا
جانشین ہوا اور ۱۶۲۱ء میں پولینڈ کے خلاف
اپنی جنگوں میں ناکامیاب ہوا۔ اس وجہ سے
جانثاروں نے ۱۶۲۲ء میں قتل کیا۔ اور
مصطفٰے بحال ہوا۔ جن اشخاص نے اس کو تخت
پر بٹھایا تھا۔ اُنہیں نے ۱۶۲۳ء میں پھر معزول
کر دیا اور مراد چہارم کو بادشاہ بنایا۔

عثمان پاشا۔ (غازی۔ شیر پلونا) ان کے والد کا نام
جمال الدین آفندی تھا۔ ۶ شوال ۱۲۵۳ھ مطابق
۱۸۳۷ء موضع توقات (ایشیائے کوچک کا
قصبہ ہے) میں پیدا ہوئے۔ ادبی علوم حاصل کرنے
کے بعد ۱۸۵۳ء میں حربیہ کالج سے سند حاصل کی
اور ۱۸۵۶ء میں محاربۂ کریمیا کے اختتام پر
دربار سلطانی سے خلعت فاخرہ عطا ہوا۔ اور
کپتان فوج بنائے گئے۔ بصلہ محاربات سرویہ
۱۸۷۶ء میں دربار سلطانی نے ان کو مشیر
(مارشل) کا اعلیٰ درجہ عطا فرمایا۔ ۱۸۷۷ء میں
جبکہ روس کی طرف سے اعلان جنگ ہوا اس
وقت سے پاشا موصوف کو اپنی تدبیر۔ اور
جوانمردی کے ثابت کرنے کے موقعے ملے۔
عثمان پاشا کے کارناموں میں ۱۲ دسمبر ۱۸۷۷ء
کا دن قابلِ یادگار ہے۔ جبکہ جنگ پلونا میں۔
پچیس ہزار ترکی فوج نے روسیوں کی اڑھائی
لاکھ زبردست فوج پر فتح پائی۔ اس فتح کے
صلہ میں دربار سلطانی سے خلعت فاخرہ اور
غازی کا خطاب ہوا۔ ۱۸۷۸ء میں غازی
موصوف کو "مشیر خاص" کا رتبہ عطا ہوا۔
۴۔ اپریل ۱۹۰۰ء چہارشنبہ مطابق ۳ ذی حجہ
۱۳۱۷ھ بوقت ۶ بجے شام بعارضہ ضیق النفس
۶۳ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ ان کا مدفن
قسطنطنیہ میں سلطان محمد کے مقبرہ میں ہے۔

عثمان ثانی۔ محمود اوّل کا بھائی تھا۔ محمود کو بعض
مورخ محمد پنجم کہتے ہیں۔ یہ ۱۷۵۴ء مطابق ۱۱۶۸ھ
میں محمود کا جانشین ہوا اور سخت اسلامی قانون
جاری کیا کہ میری رعایا شراب نہ پیئے۔ یہ تھوڑے
عرصے کی حکومت کے بعد ۱۷۵۷ء مطابق ۱۱۷۱ھ
میں ۵۹ سال کی عمر میں فوت ہوا۔ اور مصطفٰے ثانی
اس کا بھتیجا جانشین ہوا۔

عثمان علی خاں میر آصف جاہ سابع (ملاحظہ ہو
آصف جاہ ردیف الف)

عثمان صاحب (مولوی خواجہ شاہ) یہ عالم بھی تھے
اور صوفی بھی۔ ابراہیم شاہ شرقی کی طلب پر
جونپور آئے۔ مخدوم جہانیاں جہاں گشت
کے خلیفہ اور جانشین تھے۔ شرح تلخیص اور شرح
منار آپ کی تصنیف سے ہیں۔ انکا مزار محلہ
سپاہ شہر جونپور میں ہے۔

عدلی۔ محمد عادل شاہ سلطان کا نام ہے اصلی نام مرزا
مبارز خاں تھا۔ والد کا نام نظام خاں ۹۵۹ھ
مطابق ۱۵۵۲ء کے آخر میں اسلام شاہ کے
بعد تخت نشین ہوا۔ اپنے سپہ سالار ہیمو
کی مدد سے محمد شاہ حاکم بنگال کو چھپر گھاٹ پر

کالپی سے شرقی میں ۹۶۲ھ مطابق ۱۵۵۴ء میں شکست دی ۹۶۴ھ مطابق ۱۵۵۶ء میں اکبر کی تخت نشینی سے ایک سال پیشتر آخر کار ایک لڑائی میں مونگیر کے نزدیک شیو راج گڈھ پر بہادر شاہ کے ہاتھ سے شکست کھائی اور مارا گیا۔ اس کا نام عدلی سے بگڑ کر اندھلی ہو گیا ہے۔

عدنان۔ حضرت اسمٰعیل بن حضرت ابراہیم کی اولاد میں سے ہیں۔ حضرت محمد رسولِ خدا کا نسب نامہ ان تک مسلسل پہنچتا ہے۔

عذرا۔ وامق کی مشہور معشوقہ تھی۔

عراقی۔ جس کا اصل نام فخر الدین بن ابراہیم العراقی ہے۔ ہمدان واقع عراق کے باشندے شیخ شہاب الدین سہروردی کے شاگرد اور بھانجے تھے۔ حافظ ہونے کے علاوہ ان کی قرأت نہایت عمدہ تھی۔ طالب علمی کے زمانہ میں فقرائے قلندریہ کی ایک جماعت کے ساتھ ہندوستان آگئے ملتان میں حضرت شیخ بہاء الدین زکریا سے شرف خدمت وخلافت حاصل کیا۔ ایک مرتبہ حرمین شریفین کی زیارت کے لیے روم کا سفر کیا۔ اور حضرت صدر الدین قونوی سے مل کر تربیت حاصل کی اسی اثناء میں کتاب "لمعات" جو ان کی تصانیف تصوف میں سے ایک عمدہ کتاب ہے لکھی۔ ایک معتقد معین الدین کی وفات کے بعد مصر گئے۔ اور وہاں سلطان کی جانب سے شیخ الشیوخ ہو گئے۔ مصر سے پھر روم کا قصد کیا اور ۸۲ سال کی عمر میں ۲۳ نومبر ۱۲۸۹ء مطابق ۸ یا ۲۰ ذی قعدہ ۶۸۸ھ کو بمقام صلاحی (دمشق) وفات پائی۔ اور حضرت شیخ محی الدین بن اعرابی کے پہلو میں دفن ہوئے۔

عرفان۔ تخلص محمد رضا بن محمد جان نام مصنف کارنامہ

تھے جس میں علی مردان خاں امیر الامراء بادشاہ شاہ جہاں کی مدح درج ہے۔

عرفی مولینا۔ وطن شیراز۔ نام جمال الدین عرفی تخلص فارسی کا مسلم الثبوت شاعر تھا۔ پہلے دکن میں آیا اور وہاں سے آگرے آکر کئی سال تک حکیم ابوالفتح گیلانی کا مصاحب رہا ۱۵۸۹ء مطابق ۹۹۷ھ میں ابوالفتح کی وفات کے بعد عبدالرحیم خان خاناں نے اس کو اکبر شاہ کے حضور میں پیش کیا بادشاہ نے شہزادہ سلیم کی اتالیقی سپرد کی۔ دو سال کے بعد ۱۵۹۱ء مطابق ۹۹۹ھ میں ۳۶ سال کی عمر پا کر لاہور میں انتقال کیا۔ اور وہیں دفن ہوا مگر جیسا کہ اُس نے اپنی غزل میں ظاہر کیا کہ میں نجف اشرف میں دفن کیا جاؤں۔ اسی کے مطابق ان کی ہڈیاں چند سال بعد میر صابر اصفہانی نے اس مقام کو منتقل کیں۔ اس کی چند تصانیف ہیں مگر قصائد اور دیوان بہت مشہور ہیں جو اس کو زمانۂ زندگی میں بھی بہت عزیز تھے اور ہر گلی کوچے میں فروخت ہوتے

عروہ بن زبیر۔ حضرت زبیر کے بیٹے اور حضرت ابوبکر صدیق کے نواسے تھے۔ حضرت عائشہ کے آغوش تربیت میں پلے تھے۔ سیرت ومغازی میں کثرت سے ان کی روایتیں ہیں۔ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں ان کے متعلق لکھا ہے "کان عالما بالسیر" صاحب کشف الظنون نے مغازی کے بیان میں لکھا ہے کہ بعضوں کی رائے ہے کہ فن مغازی کی سب سے پہلی کتاب انہی نے تدوین کی ۹۴ھ مطابق ۷۱۲ء میں وفات پائی۔

عز الدولہ۔ بختیار۔ پسر معین الدولہ بن بویا۔ یکم

اپریل ۹۹۶ء مطابق ۱۱ ربیع الثانی ۳۸۶ھ بروز دوشنبہ اس کے والد کا انتقال ہوا اور اسی روز عراق کی سلطنت پر قابض ہوا۔ خلیفہ الطائع باللہ نے اپنی دختر کی شادی اس کے ساتھ ۹۷۹ء میں کر دی جس کا دین مہر ایک لاکھ دینار قرار پایا۔ یہ ایک شریف شہزادہ تھا اور اس قدر جسمانی طاقت رکھتا تھا ایک بہت بڑے بیل کے سینگ پکڑ کر اس کو زمین پر ٹپک دیتا تھا ایک جھگڑے میں جو کہ عزالدولہ اور اس کے چچازاد بھائی عضدالدولہ کے درمیان اپنے مقبوضات کی نسبت پیدا ہوا تھا انکی عداوت ہو گئی۔ جس کی وجہ سے ایک جنگ واقع ہوئی اور ۲۹۔ مئی ۹۷۸ء بروز چہارشنبہ وہ مقابلے پر آئے اور لڑائی ہوئی جس میں عزالدولہ ۳۶ سال کی عمر میں قتل ہوا۔ اس کا سر ایک خوان میں رکھا گیا اور عضدالدولہ کے روبرو پیش کیا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ عضدالدولہ نے سر کو دیکھکر اپنی آنکھوں پر رومال رکھ لیا اور خوب رویا۔

عزالدین حسین۔ اس کو سلطان ابراہیم غزنی نے امیر حاجب کا منصب عطا کیا تھا جس عہدے پر اس کا طرز عمل اس قدر عمدہ رہا کہ بادشاہ نے غزنی خاندان کی ایک شہزادی سے اس کی شادی کر دی۔ روز بروز اس کی قدر و منزلت بڑھتی گئی۔ یہانتک کہ سلطان مسعود پسر ابراہیم نے اس کو صوبہ غور پر قابض کر دیا۔ غزنی کی شہزادی سے اس کے سات بیٹے ہوئے۔ منجملہ اس کے ایک لڑکا فخرالدین مسعود بامیان کا بادشاہ ہوا۔ دوسرا لڑکا قطب محمد تھا۔ جس نے اپنے چچازاد بھائی کی شادی غزنی کے بادشاہ سلطان بہرام شاہ کی لڑکی سے کی تیسرا لڑکا علاءالدین حسن شاہزادہ غور تھا جس نے غزنی کو ۱۱۵۲ء میں غارت کیا عزالدین نے اپنی حیات میں سلجوقیوں اور غزنیوں کو خراج ادا کیا۔

عزالدین خالد خانی۔ کتاب دلائل فیروز شاہی کا مصنف ہے۔ جس کا اس نے فیروز شاہ کے حکم سے ایک ہندی کتاب سے ترجمہ کیا۔ جس میں علم حکمت و علم نجوم و علم الٰہی کا ذکر ہے۔

عزالدین عبدالعزیز بن عبدالسلام (دمشقی شیخ) شجرۃ المعارف کے مصنف ہیں سال ۱۲۶۲ء مطابق ۶۶۰ھ میں وفات پائی۔

عزت۔ سید عبدالولی کا تخلص ہے ان کے والد کا نام سعداللہ تھا۔ جو نہایت نیک عالم اور زیب کے معتمد الیہ تھے۔ عزت اپنے والد کی وفات کے بعد مرشد آباد آئے اور الہ وردی خاں نے ان کی مدد کی۔ اپنے مربی کی وفات کے بعد ۱۷۵۶ء میں یہ ملک دکن کو آگئے وہیں فوت ہوگئے۔ یہ صاحب دیوان ہیں۔

عزت الدولہ مرزا محسن۔ برادر نواب صفدر جنگ ہندوستان پر نادر شاہ کے حملہ کرنے کے بعد شاہ محمد شاہ نے اس کو نادر شاہ کے پاس بطور سفیر فارس کو بھیجا تھا۔

عزیز۔ پورا نام عزیز اللہ خاں ہے دکن کا باشندہ تھا اس کا ایک دیوان بھی ہے اور ایک تصنیف نثر موسوم بہ "گلشن رنگ" ہے۔

عزیز الدین احمد قاضی۔ خان بہادر فیلو الہ آباد یونیورسٹی ممبر کورٹ مسلم یونیورسٹی علی گڈھ ممبر رائل ایشیاٹک سوسائٹی لندن۔ ۱۷ اپریل ۱۸۶۱ء کو بمقام بسواں ضلع سیتاپور

پیدا ہوئے۔ آپ خان بہادر قاضی سعید احمد صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کے فرزند اکبر ہیں۔ زمانۂ شاہی میں آپ کے بزرگ شاہان اودھ و دہلی کی سرکار میں معزز عہدوں پر رہے۔ اردو۔ انگریزی۔ اور ہندی میں بکثرت کتب اور رسالہ جات کے مصنف ہیں۔ گورنمنٹ کے حکم سے تاریخ دربار دہلی ۱۹۱۱ء کا اردو میں ترجمہ کیا ہے جو گورنمنٹ کے ایما سے لاہور میں رائے صاحب گلاب سنگھ نے شائع کی ہے جب ہز مجسٹی امیر افغانستان ہندوستان کی سیر کو تشریف لائے تھے تو بحکم گورنمنٹ آف انڈیا آپ اُن کے ہمراہ رکاب ہوئے۔ کل سفر ہندوستان میں ساتھ رہے۔

دہلی دربار ۱۹۱۱ء میں پریس کیمپ کا اہتمام آپ کے سپرد تھا جس کو بحسن وخوبی انجام دیا اور ۱۹۱۱ء میں امپریل سروس آرڈر کا خاص خطاب ملا۔ اس سے قبل ۱۹۰۷ء میں خان بہادری کا خطاب بھی مل چکا تھا۔ جون ۱۹۱۸ء میں بجلدوئے خدمات جنگ بحکم وائسرائے ہند سند اعزاز عطا ہوئی۔ وزیر ریاست دتیا کے عہدہ پر ممتاز ہیں اور گورنمنٹ صوبہ متحدہ میں ڈپٹی کلکٹر تھے اب پنشن پاتے ہیں۔

عزیز اللہ زاہدی۔ یہ عموماً عزیز کے نام سے مشہور ہے۔ اس نے ۱۰۸۰ھ مطابق ۱۶۷۰ء میں ایک مثنوی تصنیف کی۔

عزیز کوکہ مرزا۔ اکبر شاہ کا رضاعی بھائی تھا۔

عزیز مرزا۔ (مولوی۔ محمد) یہ لڑکپن ہی سے ذہین و ذکی تھے۔ علیگڑھ کالج سے بی۔ اے پاس کیا۔ حیدرآباد جاکر ہوم سکرٹری ہو گئے پھر اول تعلقدار اور جج ہائی کورٹ ہو کر اپنی سابقہ خدمات پر مامور کیے گئے۔ ایک نہایت متقی۔ دیانت دار خوش اخلاق اور ہمدرد قوم شخص تھے۔ حیدرآباد کی تعلیم پر انھوں نے خاص توجہ کی اور ریاست کی تعلیمی حالت پر ایک سبق آموز نوٹ لکھا ہے۔ اکثر علمی اور سوشل مجالس اور سوسائیٹیوں کے پریزیڈنٹ اور وائس پریسیڈنٹ رہے۔ اردو کانفرنس بدایوں میں بھی صدارت کی۔ تقریباً پچاس سال کی عمر پاکر ۲۶ رفروری ۱۹۱۲ء مطابق ۷ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ میں انتقال کیا۔ "خیالات عزیز" اور "بکرم اروسی" وغیرہ ان کی تصنیفات سے ہیں۔

عسجدی۔ سلطان محمود غزنوی کے دربار کا ایک زبردست شاعر۔ ماریہ کا باشندہ تھا عنصری کا شاگرد تھا۔ اپنی تصانیف میں بہت جدت دکھائی جو کمیاب ہیں۔

عسقلانی (ملاحظہ ہو شہاب الدین ابو الفضل)

عسکری امام (ملاحظہ ہو حسن عسکری۔

عسکری مرزا۔ شہنشاہ بابر کا لڑکا ہے۔ جب اس کا بڑا بھائی ہمایوں دہلی کے تخت پر بیٹھا تو ضلع سرکار سنبھل اس کو بطور جاگیر کے دیا گیا ہمایوں نے ایران سے واپسی کے بعد کچھ زمانے تک بجرم بغاوت مقید رکھا۔ بعد کو حج کے واسطے مکے جانے کی اجازت مل گئی۔ لیکن راستہ میں ۹۶۵ھ مطابق ۱۵۵۷ء عرب کے ریگستانوں میں فوت ہوا۔ اس کی ایک لڑکی تھی جس کی شادی مشہدی سے ہوئی۔

عشرت۔ قصۂ پدماوت اردو منظوم کے آخر حصّہ کا مصنف ہے جس کو اس نے ۱۷۹۶ء میں پورا کیا۔

عشرت۔ مرزا علی رضا کا تخلص ہے جس نے ایک دیوان بہ عہد محمد شاہ ۱۷۴۰ء مطابق ۱۱۶۰ھ میں مرتب کیا اور تھوڑے عرصہ کے بعد فوت ہو گیا

عِشرتی۔ ایک شاعر کا تخلص ہے جو ایک چھوٹے سے دیوان کا مصنف ہے۔ اُس کا نام آقا علی اصفہانی ہے وہ ہندوستان آیا تھا اور واپسی میں مشہد میں وفات پائی۔

عشق۔ تخلص شاہ رکن الدین جو شہنشاہ شاہ عالم کے عہد میں ہوا ہے۔

عِشقی۔ ایک شاعر کا تخلص ہے جو بادشاہ محمد شاہ کے عہد میں ہوا ہے اور ایک دیوان کا مصنف ہے۔ وہ ۱۷۲۹ء مطابق ۱۱۴۲ھ میں فوت ہوا۔

عشقی۔ شیخ محمد وجیہہ بن غلام حسین مجرم ساکن پٹنہ کا تخلص ہے وہ دس سال تک سرکار انگریزی میں کہروار کا تحصیلدار رہا ۱۸۰۹ء مطابق ۱۲۲۴ھ میں حیات تھا۔ وہ ایک دیوان کے مصنف ہے

عصّار۔ شمس الدین محمد نام۔ عصار تخلص وطن تبریز اس نے ایک مثنوی "مہر و مشتری" تصنیف کی جو ۲۰۔ فروری ۱۳۷۷ء مطابق ۱۰ شوال ۷۷۸ھ کو تکمیل کو پہنچی۔ ۱۳۸۲ء مطابق ۷۸۳ھ کو انتقال کیا

عصمت۔ خواجہ عصمت اللہ بخاری کا تخلص ہے۔ سلسلۂ نسب جعفر بن ابی طالب سے ملتا ہے۔ تمام اقسام نظم پر قادر تھا۔ امیر تیمور کے پوتے مرزا خلیل کو فن شاعری کی تعلیم دی۔ اور اسی کے عہد میں عروج پایا ۱۴۲۶ء مطابق ۸۲۹ھ میں وفات پائی۔

عصمت اللہ (ملا) سہارنپوری۔ ہندوستان کے علمائے مشاہیر میں شمار کیے جاتے ہیں۔ اگرچہ بظاہر بینائی نہ تھی مگر مشہور ہے کہ باطن میں چشم بصیرت روشن تھی۔ اپنی تمام عمر تدریس و خدمت علم میں صرف کی۔ اکثر کتب آپ نے تصنیف کیں از انجملہ شرح خلاصتہ الحساب اور حاشیہ فوائد ضیائیہ یعنی شرح مُلّا جامی کے حواشی زیادہ مشہور ہیں۔ ۱۰۳۹ھ مطابق ۱۶۲۹ء میں وفات پائی۔

عضایری رازی۔ رے کا رہنے والا سلطان محمود غزنوی کے دربار کا عالم اور شاعر تھا۔ جس کے شاعرانہ مدحیہ قصائد کے صلہ میں سلطان نے چار ہزار درم عطا کیے "مشرقی اقوام کی مذہبی رسوم کے لغت" میں عضایری رازی کا ذکر موجود ہے۔

عضد الدولہ۔ خاندان بنو امیہ کا بادشاہ تھا۔ ستمبر ۹۷۷ء مطابق ۳۶۶ھ میں فارس و عراق کی حکومت پر اپنے باپ رکن الدولہ کا جانشین ہوا۔ پھر اپنے چچا زاد بھائی عز الدولہ فخر الدولہ کو ۹۷۸ء مطابق ۳۶۷ھ میں قتل کیا اور اس کے بجائے خلیفہ الطائع باللہ خلیفہ بغداد کے عہدہ وزارت یا امیر الامرائی کا منصب دار ہوا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا روضہ نجف اشرف میں تعمیر کرایا۔ اور بغداد اور دوسرے مقدس شہروں میں عالیشان عمارتیں بنائیں۔ دوشنبہ ۲۶ مارچ ۹۸۳ء مطابق ۸۔ شوال ۳۷۲ھ بعمر ۴۷ سال قمری انتقال کیا۔ اس کے جنازے کی نماز خلیفۂ وقت نے پڑھائی۔

عضد الدین شیرازی قاضی۔ اس کی متعدد تصانیف میں سے ایک کتاب موسومہ "مواقف عضدیہ" عربی میں فقہ پر ہے جو ابو اسحاق گورنر شیراز کے نام پر معنون کی گئی۔ گورنر موصوف کے زمانہ میں اس نے بہت شہرت حاصل کی ۱۳۵۵ء مطابق ۷۵۶ھ میں انتقال کیا۔

عطا اللہ - بن محمد الحسینی - نیشاپوری "روضتہ الاحباب" تذکرۂ جناب رسول مقبول صلعم و اصحاب و دوازدہ امام اس کی تصنیف سے ہے - یہ کتاب بمقام ہرات ۱۴۹۴ء مطابق ۹۰۰ھ میں لکھی گئی اور امیر شیر علی کے نام پر معنون کی گئی - اس کا نام امیر جمال الدین عطا اللہ بھی ہے - دوسری کتاب متعلق "فن شاعری" "تکمیل الصناعات" اسی کی مصنفہ ہے - یہ کتاب بھی میر شیر علی کے نام پر معنون کی گئی ہے - اس میں مصنف نے اپنے آپ کو عطاء الدین محمد الحسینی نیشاپوری لکھا ہے -

عطاء اللہ - تاج الدین محمد بن عطا اللہ پورا نام ہے - یہ کتاب حکم العطیہ کا مصنف ہے یہ کتاب اسلامی فقہ میں مستند ہے اور شاہی کتب خانہ پیرس میں بہ نمبر ۶۷۲ موجود ہے۔

عطا بن ابی رباح - مکہ معظمہ کے مشہور تابعی تھے دو سو صحابہ کی خدمت میں رہے تھے اور ان کے فیض صحبت سے اجتہاد کا رتبہ حاصل کیا تھا - مکہ معظمہ میں ان کا حلقۂ درس نہایت وسیع تھا - بڑے بڑے ایمہ حدیث آپ کے شاگرد تھے - امام ابوحنیفہؒ نے بھی ان سے علم حدیث کی تعلیم حاصل کی تھی - ۱۱۵ھ مطابق ۷۳۳ء تک زندہ رہے -

عطا حسین خاں - اس کا تخلص تحسین تھا - اس نے چہار درویش کا ترجمہ موسوم بہ "نو طرز مرصع" کیا نواب آصف الدولہ کے عہد میں قریب ۱۷۷۶ء مطابق ۱۱۹۰ھ عروج پایا - چونکہ نو طرز مرصع میں بہت سے الفاظ و محاورات فارسی و عربی کے ہیں جس سے اس کی اردو عام فہم اور بامحاورہ نہیں رہی اس لیے میر امن دہلوی نے ایک سلیس اور بامحاورہ ترجمہ ۱۸۰۲ء مطابق ۱۲۱۷ھ میں کیا جو باغ و بہار کے نام سے موسوم ہے -

عطّار - تخلص ہے فرید الدین عطار کا (ملاحظہ ہو فرید الدین)

عطا ملک - (عطاء الدین عرف عطا ملک ملاحظہ ہو)

عظمت اللہ شاہ - کتاب مظہر الاسرار کا مصنف ہے اس رسالہ میں الوہیت اور خلقت روح و دیگر دقیق مسائل تصوف پر پوری بحث کی گئی ہے -

عظمت علی - ساکن گدیا ضلع بارہ بنکی - کچھ دن موضع مسولی ضلع بارہ بنکی میں رہے - حاجی وارث علی شاہ کے مرید تھے - مرشد نے رنگیلی شاہ نام رکھکر بابوپور ضلع بارہ بنکی میں بٹھا دیا تھا - اُس جگہ سے ۱۳۲۸ھ مطابق ۱۹۱۰ء مر کر اُٹھے - نماز روزہ کے پابند تھے - اچھے درویش تھے -

عظیم الامراء - نظام حیدرآباد کا وزیر تھا جو ۱۷۹۴ء میں رکن الدولہ کا جانشین ہوا -

عظیم الدولہ - نواب کرناٹک نواب امیر الامرا برادر حقیقی عمدۃ الامرا کا لڑکا تھا - عمدۃ الامرا کی وفات کے بعد انگریزوں نے عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لینا چاہی - مگر علی حسین نے جو قریبی وارث تھا - انکار کیا - بدیں وجہ عظیم الدولہ کو جو متوفی کا بھتیجا تھا - گورنمنٹ برطانیہ نے ۳۱ - اگست ۱۸۰۱ء کو تخت نشین کیا ۲ - اگست ۱۸۱۹ء کو وفات پائی - بعدہٗ اس کا لڑکا عظیم جاہ ۳ فروری ۱۸۲۰ء کو نواب کرناٹک بنایا گیا -

عظیم الشان - بہادر شاہ بادشاہ دہلی کا دوسرا لڑکا تھا اس کو عالمگیر نے بنگال کا گورنر مقرر کیا تھا - اس نے پٹنے کو دار السلطنت بنایا اور اس کا نام عظیم آباد رکھا دادا کی وفات کی خبر سن کر اپنے بیٹے فرخ سیر کو امور مملکت کے انتظام کے واسطے چھوڑا اور خود آگرے آیا - یہ ۱۷۰۷ء مطابق ۱۱۱۹ھ کی لڑائی میں جو اس کے باپ اور چچا اعظم شاہ کے درمیان ہوئی موجود تھا - اپنے باپ کی وفات کے بعد جو لڑائی جہاندار شاہ

اور اُس کے دوسرے بھائیوں کی باہم ہوئی اُس میں فروری ۱۷۱۲ء مطابق محرم ۱۱۲۴ھ کو مارا گیا۔

عظیم اللہ خاں۔ مسٹر شیپرڈ (Sheppard) نے اپنے تذکرہ غدر میں لکھا ہے کہ ۳۸-۱۸۳۷ء کے قحط میں یہ لڑکا اور اس کی ماں فاقہ سے جاں بلب تھی۔ اُس وقت اُنھوں نے اِس کو اُٹھا لیا۔ بعدہٗ کان پور فری اسکول میں بہ نگرانی مسٹر پٹن Mr Patan داخل کر دیا گیا اور دس سال بعد خود بھی مدرس ہو گیا۔ چند سال بعد اس نے نانا صاحب کی ملازمت کر لی۔ جس نے اس کو انگلستان اِس غرض سے بھیجا کہ وہاں جا کر نانا صاحب کی حالت پر گورنمنٹ کو توجہ دلائے۔ وہ وہاں کی سوسائٹی میں ہر دلعزیز ہو گیا اور سیبسٹوپول کے لشکر کے دیکھنے کو گیا۔ پھر ۱۸۵۵ء میں ہندوستان واپس آیا۔ اس نے شاہ دہلی سے سازش کی اور نانا صاحب کو باغی فوج کا ساتھ دینے کی ترغیب دی۔ کانپور کے قتل عام کا محرک اسی شخص کو بتایا جاتا ہے۔ جب کانپور پر قبضہ ہوا تو وہ بھاگ کر مفقود الخبر ہو گیا۔

عظیم بن مُلّا فائدی۔ مُلّا نظیری کا بھتیجا اور نیشاپور کا فارسی شاعر ہے۔ ۱۶۶۳ء مطابق ۱۰۷۴ھ کے قریب گذرا ہے ایک دیوان اور مثنوی قوز عظیم اس کی تصنیف سے ہے۔

عظیم جاہ۔ ارکاٹ کا نواب تھا۔ ۱۴ر جنوری ۱۸۷۴ء کو انتقال کیا۔ ۷۴ سال کی عمر پائی۔ یہ عظیم جاہ نواب کرناٹک کا دوسرا لڑکا تھا۔ اور نواب غلام محمد غوث خاں مرحوم کا چچا تھا۔ ڈھائی ہزار روپیہ پنشن سرکار سے پاتا تھا۔

عظیم جاہ۔ (نواب) سراج الامرا نواب کرناٹک عظیم الدولہ کا بیٹا تھا۔ گورنمنٹ نے ۳۔ فروری ۱۸۲۰ء کو تخت نشین کیا۔ ۱۲ر نومبر ۱۸۲۵ء کو انتقال کیا۔ اس وقت اُس کی عمر ۳۴ سال کی تھی۔

عفیف (شمس سراج عفیف ملاحظہ ہو)

عقبہ بن ابی معیط۔ بنو امیہ میں سے آنحضرت صلعم کا سب سے بڑا دشمن تھا۔ نماز پڑھنے کی حالت میں ابوجہل کے کہنے سے آپ کے دوش مبارک پر اونٹ کی اوجھڑی اسی نے لا کر ڈالی تھی۔

عقبہ بن نافع فہری۔ امیر معاویہ کے زمانہ میں افریقہ کے گورنر تھے۔ زاہد مرتاض خدا پرست بزرگ تھے ۵۰ھ مطابق ۶۷۰ء میں ٹیونس کے جنوب میں ایک اسلامی چھاؤنی کی بنیاد ڈالی جس کا نام قیروان ہے اس سے اُن کی یہ غرض تھی کہ رومیوں کے بحری حملوں کی مدافعت اور جنگ جو اقوام بربری کی بغاوتوں کا خاتمہ ہو جائے۔ عقبہ نے بربریوں کو باغانہ ... تنجا۔ کی مشہور لڑائیوں میں شکست دی۔ ان کی فتوحات شمالی افریقہ میں بحر اٹیلانٹک تک پہنچ گئی تھیں۔ لیکن بربریوں نے انھیں چین سے نہ بیٹھنے دیا اُنھیں کے ہاتھ سے ایک لڑائی میں شہید ہوئے۔

عقیل۔ ابن ابی طالب حضرت مولا علی کے بھائی تھے

عکرمہ۔ کنیت ابو عبد اللہ حضرت ابن عباسؓ کے غلام تھے۔ اُنھوں نے آزاد کر دیا تھا۔ اس کے بعد ان کے شاگرد ہوئے وہ ایک بڑے عالم اور فقیہ گزرے ہیں ۱۰۷ھ مطابق ۷۲۵ء میں وفات پائی۔

علاء الدولہ (نواب) بنگال کا نواب تھا۔ (ملاحظہ ہو سرفراز خاں)

علاء الدولہ۔ جنید بغدادی کے مریدانِ خاص میں سے تھا۔ بحالت جوانی ارغون خاں بادشاہ فارس کی ملازمت میں آیا۔ اسی بادشاہ کے یہاں اس کا چچا شرف الدین سمنانی اُمرائے شاہی میں داخل تھا ۲۳۔ رجب المرجب ۷۳۶ھ مطابق ۸ر مارچ ۱۳۳۶ء

ستر برس کی عمر میں انتقال ہوا۔

علاء الدولہ میر۔ (ملاحظہ ہو کامی)

علاء الدولہ نواب۔ شاہ رخ مرزا کا پوتا تھا۔ اُس کی وفات پر ۱۴۴۷ء میں ہرات کا بادشاہ ہوا۔ لیکن تھوڑے ہی دنوں کے بعد اُس کے چچا اُلغ بیگ نے اُس کو معزول کر دیا۔ ۱۴۴۹ء میں اُلغ بیگ کے مرنے پر سلطان بابر اُس کے بھائی نے اُسے قید کیا اور اندھا کر دیا۔ ۱۴۶۰ء میں فوت ہو گیا۔

علاء الدین۔ (حسن صباح ملاحظہ ہو)

علاء الدین اتسز۔ علاء الدین حسن غوری کا بیٹا تھا۔ بہاء الدین سام کو ۱۲۱۰ء میں شکست دیکر غور کا بادشاہ ہوا۔ صرف چار برس سلطنت کی تاج الدین یلدز کے مقابلہ میں ۱۲۱۴ء میں ایک لڑائی میں مارا گیا۔

علاء الدین حسن گنگوہی بہمنی۔ خاندان بہمنی دکن کا پہلا بادشاہ تھا۔ دہلی کا باشندہ تھا پہلے ایک برہمن گنگوہ نامی کی ملازمت میں تھا۔ برہمن منجم تھا۔ شہزادہ محمد تغلق جو بعد کو بادشاہ دہلی ہوا۔ اُس کے ساتھ مہربانی کرتا تھا۔ اِس برہمن نے علاء الدین کو یقین دلایا کہ اُس کے جنم پتر سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ خدا کی مہربانی سے کسی زمانے میں کسی بڑے مرتبہ پر پہنچیگا۔ اس نے علاء الدین سے یہ وعدہ لیا کہ اگر کبھی وہ برسر حکومت ہو جائے تو اپنے نام کے ساتھ گنگوہ کا لفظ استعمال کرے گا اور اُسے وزیر خزانہ بنلے گا اتفاقات زمانہ سے دولت آباد کا حاکم و رعایا بادشاہ سے بگڑ بیٹھے۔ علاء الدین کو جو اُس وقت ظفر خاں کے لقب سے مشہور تھا۔ اپنا بادشاہ بنا لیا۔ بروز جمعہ بتاریخ ۳ اگست ۱۳۴۷ء مطابق ۲۴۔ ربیع الثانی ۷۴۸ھ بمقام گلبرگہ رسم تخت نشینی ادا کی گئی۔ اس نے علاء الدین حسن گنگوہ کا لقب اختیار کیا۔ گلبرگہ کو دار السلطنت بنا کر احسن آباد کے نام سے موسوم کیا۔ دس برس دس مہینے سات روز سلطنت کرنے کے بعد ۱۰ فروری ۱۳۵۸ء مطابق یکم ربیع الاول ۷۵۹ھ میں فوت ہوا۔ اس نے اپنے زمانہ میں تمام صوبجات دکن جو تخت دہلی کے تابع تھے۔ اپنی سلطنت میں شامل کر لیے۔ اس کے بعد محمد شاہ بہمنی جانشین ہوا۔ (خاندان بہمنیہ کے حکمراں جن کا دار السلطنت گلبرگہ رہا حسب ذیل گزرے ہیں:۔

نام بادشاہ	سال تخت نشینی
علاء الدین حسن اوّل	۷۴۸ھ ۱۳۴۷ء
محمد شاہ اوّل	۷۵۹ھ ۱۳۵۸ء
مجاہد شاہ	۷۷۶ھ ۱۳۷۵ء
داؤد شاہ	۷۸۰ھ ۱۳۷۸ء
محمود شاہ	۷۸۰ھ ۱۳۷۸ء
غیاث الدین	۷۹۹ھ ۱۳۹۷ء
شمس الدین	۷۹۹ھ ۱۳۹۷ء
فیروز شاہ الملقب بہ روز افزوں	۸۰۰ھ ۱۳۹۷ء
احمد شاہ ولی	۸۲۵ھ ۱۴۲۲ء
علاء الدین احمد دوم	۸۳۹ھ ۱۴۳۵ء

اس کے بعد ہمایوں۔ نظام شاہ۔ محمد شاہ دوم محمود دوم۔ احمد شاہ دوم۔ علاء الدین سوم۔ ولی اللہ۔ کلیم اللہ یکے بادیگرے۔ برائے نام بادشاہ ہوئے اور کلیم اللہ سے نکلکر یہ سلطنت امیر برید کو جس کا دار السلطنت احمد آباد تھا پہنچی

علاء الدین حسن غوری۔ غور کا شہزادہ تھا۔ جہاں سوز

کے لقب سے مشہور تھا۔ اُس کا بڑا بھائی قطب الدین
غور کا بادشاہ تھا۔

علاء الدین حسین شاہ۔ سید اشرف کا بیٹا تھا۔
مظفر شاہ کو غور میں شکست دیکر ۸۹۹ھ مطابق
۱۴۹۳ء میں بنگال کے تخت پر بیٹھا۔ ۲۸ برس
سلطنت کی۔ اس قدر طویل زمانہ سلطنت اُس کے
کسی پیشرو کو نصیب نہیں ہوا۔ ۹۲۷ھ مطابق ۱۵۲۱ء
میں عمر طبعی کو پہنچکر انتقال کیا۔ اُس کا بیٹا نصرت شاہ
جانشین ہوا۔

علاء الدین خلجی۔ اس کو سکندر ثانی بھی کہتے
ہیں۔ سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کا بھتیجا
اور داماد تھا۔ اُس نے اپنے چچا سلطان جلال الدین
کو کڑا مانک پور ضلع الہ آباد صوبہ متحدہ میں بتاریخ ۱۷ر
رمضان المبارک ۶۹۵ھ مطابق ۲۹ جولائی ۱۲۹۶ء
قتل کر دیا اور فوج لیکر دہلی کی طرف روانہ ہوا۔
رکن الدین ابراہیم پسر فیروز شاہ کو شکست دیکر
ذی الحجہ ۶۹۵ھ مطابق اکتوبر ۱۲۹۶ء میں خود
تخت نشین ہوگیا۔ یہ پہلا مسلمان بادشاہ تھا
جس نے دکن کو فتح کرنے کی کوشش کی اور ۱۳۰۳ء
میں چتوڑ کے قلعے پر قبضہ کرلیا۔ کہا جاتا ہے کہ دہلی
کی سلطنت جس قدر اُس بادشاہ کے زمانہ میں عروج
پر رہی اُس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ قلعے۔ حوض
منارے۔ مساجد دار العلوم خانقاہیں اور دیگر
شاندار شاہی عمارات کثرت سے اس بادشاہ
کے وقت میں تعمیر ہوئیں۔ مشہور ہے کہ ہر وقت
ستر ہزار معمار اور کاریگر موجود رہتے تھے جو
دو تین روز میں ایک محل تیار کر دیتے تھے۔ علماء
فضلا۔ شعراء مشائخ۔ جو دہلی میں نامور ہوئے اُن میں
سے اکثر اسی بادشاہ کے عہد سے تعلق رکھتے ہیں
حضرت خواجہ امیر خسرو۔ خواجہ حسن صدر الدین علی
فخر الدین خواص۔ حمید الدین راجہ۔ مولٰینا عارف
شہاب الدین۔ صدر نشین۔ مولٰینا بدر الدین دمشقی
مولٰینا شتنابی۔ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیا
محبوب الٰہی بدایونی۔ اسی بادشاہ کے زمانے میں گذرے
ہیں۔ اس بادشاہ کے سال وفات میں اختلاف ہے
صاحب تاریخ فرشتہ ۷ر شوال ۷۱۶ھ مطابق
۱۳۱۶ء لکھتے ہیں اور حضرت امیر خسرو نے
بقیہ نقیہ میں ۷۱۵ھ مطابق ۱۳۱۵ء لکھی اس نے
اپنا مقبرہ اپنی حیات میں تعمیر کرایا۔ جو پرانی دہلی
میں واقع ہے۔ ۲۰ برس سلطنت کی۔

علاء الدین خواجہ عطا ملک۔ شمس الدین محمد کا
بھائی صاحب دیوان تھا۔ ایک تاریخ موسومہ
جہاں کشا اس کی تصنیف سے ہے۔

علاء الدین سید بادشاہ دہلی۔ خاندان سادات
کا آخری بادشاہ تھا ۱۴۴۶ء میں اپنے باپ
محمد شاہ کی جگہ تخت نشین ہوا اور ۸۵۲ھ مطابق
۱۴۴۸ء میں بدایوں چلا گیا۔ یہ بادشاہ ضعیف العقل
اور انتظام سلطنت کے نا قابل تھا۔ جب ملک
میں طوائف الملوکی رونما ہوئی۔ تو حسام خاں اور
حمید خاں وزرائے سلطنت نے ملک بہلول
لودی کو ۸۵۵ھ مطابق ۱۴۵۱ء میں تخت پر
بٹھا دیا۔ اس کے بعد ملک بہلول نے سلطان علاء الدین
کو ایک عرضداشت بھیجی جس میں اپنی اطاعت اور
فرماں برداری کا اعتراف کیا۔ بادشاہ نے یہ جواب
دیا کہ مجھے تخت دہلی سے کچھ غرض نہیں ہے میں
خود حکومت بدایوں پر قانع ہوکر تجھے سلطنت دہلی
دیتا ہوں۔ اس وقت سے بہلول بے چون و چرا
دہلی کا بادشاہ ہوگیا۔ اور علاء الدین اپنے مرتے دم

تک بدایوں اور نواح بدایوں میں سلطنت کرتا رہا دریائے گنگ کے کنارے سے دامن کوہ تک اس کی حکومت تھی۔ ۸۸۳ھ مطابق ۱۴۷۸ء علاء الدین فوت ہوا۔ مزار بدایوں میں ہے۔

علاء الدین صابر۔ (ملاحظہ ہو علی احمد صابر)

علاء الدین علی القریشی۔ ابن نفیس موجز قانون فی الطب کا مصنّف تھا۔ ۱۲۸۸ء میں فوت ہوا۔

علاء الدین علی شاہ۔ مغربی بنگال کا بادشاہ تھا۔ فخر الدین مبارک شاہ کو شکست دیکر بادشاہ بن بیٹھا تھا۔ اس کو ۷۴۶ھ مطابق ۱۳۴۵ء میں خواجہ الیاس نے مروا ڈالا۔ اور خود شمس الدین الیاس شاہ کا لقب اختیار کر کے جانشین ہوا۔

علاء الدین عماد شاہ۔ اپنے باپ فتح اللہ عماد شاہ کے مرنے پر ۱۵۱۳ء میں دکن میں برار کا بادشاہ ہوا۔ اس نے اسمٰعیل عادل شاہ کی بہن خدیجہ سے ۱۵۲۸ء میں شادی کی اور ۱۵۳۲ء میں فوت ہو گیا۔ دریا عماد شاہ اس کا لڑکا جانشین ہوا۔

علاء الدین کیقباد۔ سلجوقی خاندان کا شہزادہ تھا۔ جب سلطان ملک شاہ نے اناطولیہ کو ایشیائی ترکی میں شامل کر لیا۔ تو اُس نے وہاں کی حکومت سلیمان بن قطلمس کو دیدی جس کا خاندان اباقاخان بادشاہ فارس کے زمانہ تک حکمراں رہا۔ علاء الدین کیقباد اِسی سلیمان شاہ کی نسل سے تھا اور ۱۲۳۹ء میں فوت ہوا۔

علاء الدین مجذوب شاہ۔ یہ ایک مجذوب فقیر آگرہ میں گزرے ہیں۔ عام لوگ ان کو شاہ علاول بلاول کہتے تھے۔ ان کے باپ کا نام سید سلیمان تھا۔ اسلام شاہ بن شیر شاہ سور کے عہد میں ۱۵۴۶ء میں وصال ہوا۔ بمقام آگرہ محلہ نائی کی منڈی میں مزار ہے۔ ہر سال عرس میں ہزاروں آدمیوں کا مجمع ہوتا ہے۔

علاء الدین محمد السمرقندی۔ القدوری جس کو تحفۃ الفقہا بھی کہتے ہیں۔ ان کی تصنیف سے ہے۔ اس کتاب کی شرح ان کے شاگرد ابوبکر بن مسعود الکاشانی نے لکھی ہے جو البدائع والصنائع کے نام سے موسوم ہے۔ الکاشانی کا انتقال ۱۱۹۱ء مطابق ۵۸۷ھ میں ہوا۔

علاء الدین مسعود۔ شمس الدین التمش کا پوتا تھا۔ اور سلطان رکن الدین فیروز کا بیٹا تھا۔ بہرام شاہ کے قتل ہونے کے بعد ذیقعدہ ۶۳۹ھ مطابق ۱۲۴۱ء میں دہلی کے تخت پر بیٹھا۔ چار برس سلطنت کی۔ ۲۳۔ محرم الحرام ۶۴۴ھ مطابق ۱۰ رجون ۱۲۴۶ء کو فوت ہو گیا۔

علامہ حلی۔ (شیخ) شیعہ مذہب کے بڑے فقیہ گذرے ہیں۔ نام شیخ العلّامہ جمال الدین حسن بن یوسف المتاخر حلی تھا۔ خلاصۃ الاقوال کے مصنف ہیں۔ اس کتاب میں اکابر شیعہ کے حالات درج ہیں۔ حدیث میں کتب مصابیح الانوار دُرّ المرجان تصنیف کی ہیں۔ تلخیص الامرام۔ غایت الاحکام۔ تحریر الاحکام۔ مختلف الشیعہ ارشاد علامہ۔ مشہور تصانیف ہیں۔ ۱۳۲۶ء مطابق ۷۲۶ھ میں وفات پائی۔

علامہ دوّانی (ملاحظہ ہو دوانی)

علامی۔ شیخ۔ ابو الفضل کا تخلص ہے۔ ملاحظہ ہو ابوالفضل۔

علامی شیرازی۔ شیراز کے ایک مشہور فلسفی اور عالم تھے۔ رباعیات میں اُن کی ایک کتاب دُرّ التاج کے نام سے مشہور ہے۔

علقمہ بن قیس - عبداللہ بن مسعود کا شاگرد رشید مشاہیر اہلِ علم میں تھا - ۶۱ھ مطابق ۶۸۰ء میں فوت ہوا۔

علوی خاں - (حکیم سید معتمد الملک) دہلوی - اصل نام محمد ہاشم بن حکیم محمد ہادی ہے - محمد بن حنیفہ کی اولاد سے تھے - پیدائش رمضان ۱۰۸۰ھ مطابق ۱۶۶۹ء بمقام شیراز ہوئی ۱۱۱۱ھ میں ہندوستان آکر عالمگیر بادشاہ کے یہاں شاہزادہ محمد اعظم کی ملازمت پر متعین ہوے - شاہ عالم بہادر شاہ کے عہد میں "علوی خاں" کا خطاب پایا - محمد شاہ بادشاہ نے چاندی میں تول کر منصب شش ہزاری وخطاب "معتمد الملک" سے سرفراز کیا - نادر شاہ بہ اعزاز تمام اپنے ہمراہ لے گیا - وہاں سے حج بیت اللہ شریف کو گئے ۱۱۵۶ھ مطابق ۱۷۴۳ء میں دہلی واپس آکر ۲۵ رجب ۱۱۶۰ھ مطابق ۱۷۴۷ء کو انتقال کیا اور اپنی وصیت کے مطابق حضرت نظام الدین اولیاؒ کے جوار میں دفن کیے گئے "جامع الجوامع وخلاصہ التجارب" علم طب میں ان کی مشہور تصانیف ہیں

علی (ملاحظہ ہو ناصر علی)

علی (ملا) محدث - تخلص طاری تھا - ۱۰۹۰ھ مطابق ۱۵۷۳ء میں انتقال ہوا - "ملّا عالم" مادہ تاریخ ہے۔

علی ابراہیم خاں - پٹنے کا رہنے والا شاعر تھا - اردو شعرا کا ایک تذکرہ موسوم بہ "گلزار ابراہیم" ۱۱۹۶ھ مطابق ۱۷۸۲ء میں لکھا۔

علی رض ابن ابوطالب - اسم مبارک علی کنیت ابوالحسن ابوتراب ہے - القاب مرتضیٰ اسد اللہ شاہ مرداں حیدر کرار وغیرہ ہیں - آپ ابوطالب بن عبد المطلب کے لڑکے اور رسول اللہ صلعم کے حقیقی چچازاد بھائی ہیں - والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف ہیں - بمقام مکہ معظمہ خاص خانہ کعبہ کے اندر بروز جمعہ بتاریخ ۱۳ - رجب المرجب سال ہجری سے ۲۳ - سال قبل یعنی ۵۹۹ء میں پیدا ہوئے - لڑکوں میں سب سے پہلے بعمر ۱۰ سال اسلام قبول کیا - علوم ظاہر و باطن میں کامل واکمل ہوئے - صوفیہ کرام کے سلاسل آپ ہی سے شروع ہوتے ہیں - صاحب تصانیف بھی تھے - واقعہ ہجرت کے وقت کفار آنحضرت صلعم کو شہید کر دینے کی فکر میں تھے - اُس وقت حضور مولا علی آنحضرت کے بستر پر چادر اوڑھ کر بلا خوف جان لیٹ گئے - اور آنحضرت مدینے کو روانہ ہوگئے اکثر غزوات اسلام میں آپ رسول خدا صلعم کے ساتھ رہے - قلعہ خیبر ۷ھ مطابق ۶۲۸ء میں آپ ہی کے ہاتھ پر فتح ہوا - یہ لڑائی یہود سے ہوئی - خیبر میں متعدد مضبوط قلعے بنے ہوئے تھے - جن پر مسلمان قابض ہوگئے - آخری لڑائی قلعہ قاموس پر ہوئی تھی جس میں ایک قوی ہیکل مہیب صورت مشہور پہلوان مرحب نامی حضرت علی کی ذوالفقار سے مارا گیا - ہجرت کے تھوڑے دنوں بعد سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رض دختر رسولِ خدا صلعم کے ساتھ شادی ہوئی ۳۶ھ مطابق ۶۵۶ء میں حضرت عثمان رض کی شہادت کے بعد عام انتخاب سے آپ خلیفہ مقرر ہوے خلفائے اولین کے عہد میں بھی آپ مشیر اعلیٰ کے طور پر کام کرتے تھے اور اُن کو اپنے مخلصانہ و دانشمندانہ مشوروں سے مدد دیتے تھے - بدقسمتی سے جب آپ کی خلافت کا زمانہ

آیا۔ کل ممالک اسلامیہ میں نالائق گورنروں کی بدعملیوں کی بدولت بدامنی پھیل گئی تھی۔ اور بنی اُمیّہ کی سازشیں شروع ہوگئی تھیں۔ جب آپ نے نالائق گورنروں کی معزولی کے احکام صادر کیے تو بعض نے سرکشی کی اور امیر معاویہؓ نے اُن کا ساتھ دیکر علم بغاوت بلند کیا۔ جنگ جمل و جنگ صفین مشہور لڑائیاں اسی عہد میں واقع ہوئیں آخر زمانے میں حضرت علی کرم اللہ وجہ نے بجائے مدینے کے کوفے کو دارالخلافت بنایا وہیں ۴۰ھ میں خارجیوں کی سازش سے عبدالرحمٰن ابن مُلجم نے مسجد کے اندر نماز فجر کی حالت میں ۱۹ رمضان ۴۰ھ مطابق ۲۲ جنوری ۶۶۱ء کو بروز جمعہ ایک زہریلی تلوار سے سر مبارک کو زخمی کیا۔ کئی روز بعد ۲۱ رمضان المبارک کو اسی زخم کی وجہ سے شہادت واقع ہوئی۔ چار سال نو ماہ ۳ یوم خلافت کی مہر خلافت میں "الملک للہ" کندہ تھا۔ ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔ مزار مقدس نجف اشرف میں واقع ہے۔ آپ سے دوازدہ امام کا سلسلہ چلتا ہے۔ جس کی فہرست یہ ہے۔ علی علیہ السلام۔ حسن علیہ السلام حسینؑ علیہ السلام۔ زین العابدین علیہ السلام۔ محمد باقر علیہ السلام۔ جعفر صادق علیہ السلام۔ موسیٰ کاظم علیہ السلام۔ موسیٰ رضیٰ علیہ السلام۔ محمد تقی علیہ السلام علی نقی علیہ السلام حسن عسکری علیہ السلام مہدی علیہ السلام۔ جناب سیدہ کے بعد اور بھی نکاح کیے۔ سب بیبیوں سے اٹھارہ لڑکے اور اٹھارہ لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ جناب سیدہ کے بطن سے تین صاحبزادے حضرت امام حسن۔ امام حسین اور حضرت محسن علیہم السلام پیدا ہوئے

اور آپ کی وفات کے بعد حضرت امام حسنؑ خلف اکبر جانشین ہوئے۔

علی ابراہیم خاں۔ پٹنے کا رہنے والا شاعر تھا۔ خلیل تخلص تھا۔ اردو شعرا کا ایک تذکرہ موسوم بہ گلزار ابراہیم ۱۷۸۲ء مطابق ۱۱۹۶ھ میں لکھا

علی احمد شیخ۔ شیخ حسین نقشی کے لڑکے جہانگیر کے عہد میں ایک عالم تھے۔ فن مہر کنی کے ماہر تھے ۱۸ محرم ۱۰۱۸ھ مطابق ۱۶۰۹ء کو شہنشاہ جہانگیر کے حضور میں ایک غزل خواجہ حسن دہلوی کی گائی گئی۔ اُس کے ایک شعر کو سُن کر ان پر وجد طاری ہوا۔ اور اُسی حالت میں راہی دار البقا ہوئے

علی احمد صاحب صابر۔ لقب علاء الدین مخدوم صابری۔ آپ کے والد ماجد کا نام سید عبدالرحیم عبدالسلام تھا۔ نسباً سید حسنی ہیں۔ سید عبدالرحیم آپ کے والد ماجد بتقریب تجارت بغداد سے ہرات میں آئے تھے۔ کوٹوار علاقہ دیناپور ضلع ملتان میں حضرت بابا گنج شکر فرید کے بُلانے پر تشریف لائے اور وہیں بی بی ہاجرہ خاتون جمیلہ سے نکاح ہوا۔ ۱۹ ربیع الاول ۵۹۲ھ مطابق ۱۱۹۵ء کو مخدوم صاحب بمقام ہرات پیدا ہوئے۔ ۶۰۰ھ مطابق ۱۲۰۳ء میں حضرت بابا صاحب کی خدمت میں پاک پٹن میں حاضر ہوئے۔ تین برس تک علوم ظاہری کی تحصیل میں مصروف رہے۔ ۲۵ شوال ۶۰۳ھ مطابق ۱۲۰۶ء کو حضرت بابا صاحب کے مرید ہو کر فیض باطنی سے بہرہ یاب ہوئے۔ ۶۵۰ھ م ۱۲۵۲ء میں بابا صاحب کے حکم سے بمقام کلیر جو رڑکی کے قریب ضلع سہارنپور میں واقع ہے تشریف لائے آپ کا شمار بابا صاحب کے

خلفائے اجل میں تھا۔ آخر وقت تک کلیر میں مقیم رہ کر عبادت آلٰہی میں مشغول رہے۔ یہاں آپ کے اکثر خرق عادات جن سے شانِ جلالی پائی جاتی تھی ظاہر ہوئیں۔ جس جگہ آپ اول دفعہ اُترے تھے وہیں آپ کا مزار مقدس ہے اور جس درخت گولر کے نیچے آپ عبادت فرماتے تھے اُس کا نشان بھی ابھی تک موجود ہے کہا جاتا ہے کہ آپ ہمیشہ صائم رہتے تھے اور اس درخت کے گولر بلا نمک اُبال کر وقتِ افطار کھا لیتے تھے۔ ١٣۔ ربیع الاوّل سنہ ٦٩٠ھ مطابق سنہ ١٢٩١ء تاریخ وصال ہے

علی اصغر۔ امام حسینؑ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے جو عالمِ شیر خواری میں میدان کربلا میں دشمنوں کے تیر سے سنہ ٦١ھ مطابق سنہ ٦٨٠ء میں شہید ہوئے۔

علی اصغر قنوجی۔ تفسیر قرآن شریف الموسوم بہ سواکب التنزیل کے مصنف سنہ ١١٤٠ھ مطابق سنہ ١٧٢٧ء میں فوت ہوئے۔

علیؑ اکبر۔ حضرت امام حسینؑ کے بڑے صاحبزادہ تھے۔ جو شکل و صورت میں پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بہت مشابہ تھے۔ شروع شباب میں بعمر ١٨ یا ١٩ سال میدان کربلا میں ١٠ محرم سنہ ٦١ھ مطابق ١٠ اکتوبر سنہ ٦٨٠ء کو شہید ہوئے۔

علی اکبر۔ مجمع الاولیاء کے مصنف جو شاہجہانی عہد میں سنہ ١٠٣٨ھ مطابق سنہ ١٦٢٨ء میں لکھی گئی تھی جس میں اُس زمانہ تک کے تمام اولیا اللہ کے حالات درج ہیں اور شاہجہاں کے نام سے منسوب ہے۔

علی اکبر الہ آبادی۔ فصول اکبری و اُصول اکبری و دیگر چند کتب کے مصنف ہیں۔

علیؑ امجد حسینؒ (مولوی۔ قاضی۔ امجد الافاضل) ابن مولوی فضل حسن۔ شیوخ صدیقی محمدی سے ساکن بدایوں تھے سنہ ١٢٥٠ھ مطابق سنہ ١٨٣٤ء میں پیدا ہوئے اردو۔ فارسی۔ انگریزی سنسکرت میں شعر لکھتے تھے۔ تین دیوان اردو کے اور دو دیوان فارسی کے مطبوعہ ہیں۔ علاوہ ان دیوانوں کے اکثر کتب اور رسالے۔ اردو۔ فارسی۔ بھاشا میں تصنیف و تالیف کیے۔ مولانا مذاق بدایونی کے ارشد تلامذہ میں تھے۔ سنہ ١٣٠٧ھ مطابق سنہ ١٨٨٩ء عرب و حجاز وغیرہ کا سفر کیا۔ چہاردہ معصومین علیہم السلام کے زائر تھے۔ فریضۂ حج اور زیارت مدینہ منورہ سے مشرف ہوئے۔ سلطان ایران کی طرف سے ان کو "امجد الافاضل" اور ان کے چھوٹے بھائی حکیم مولوی جعفر حسن کو جو ان کے ہمسفر تھے شمس الاطبا کا خطاب ملا۔ اپنے وطن بدایوں میں ایک امام باڑہ تعمیر کرا کے وقف کر دیا ہے۔ سرکار انگریزی کی طرف سے قاضی شہر تھے سنہ ١٣٣٦ ہجری۔ مطابق سنہ ١٩١٨ء میں ان کی وفات ہوئی اور اپنے تعمیر کردہ امام باڑہ میں دفن ہوئے

علی بائی۔ اسلامی ممالک میں الامیر۔ الحکیم۔ الشریف۔ الفقیہہ۔ الحاج۔ علی بائی۔ ابن عثمان بائی۔ العباس خادم بیت الحرام کے القاب سے یاد کیے جاتے ہیں۔ ان کو زبانِ عربی میں کامل دستگاہ حاصل تھی۔ اور علم ریاضیات و طبیعیات کا بھی مطالعہ کیا تھا۔ سنہ ١٨٠٢ء میں انگلستان کا سفر کیا۔ اور جون سنہ ١٨٠٣ء میں اسپین سے براہ

سمندر مرا کو پہنچے طرابلس - قبرس - مصر - عرب شام - ترکی کی سیاحت کی اور ایک مبسوط سفرنامہ لکھا - جو اشعار علی بای بے کے نام سے انگریزی میں ترجمہ ہو کر بمقام لندن ١٨١٦ء میں شائع ہوا - جزیرۂ قبرس میں اُنھوں نے اُن آثار قدیمہ کی تحقیقات کی جن پر اُن سے پہلے توجہ نہیں کی گئی تھی - اُنھوں نے اپنے سفرنامے میں خانۂ کعبہ کی تعمیر وغیرہ کا اس قدر تفصیلی حال لکھا ہی کہ اس سے پہلے کسی سیاح نے نہیں لکھا - اسی طرح سے بیت المقدس کے اندر داخل ہو کر وہاں کا حال بھی لکھا ہی۔

علی بخش خاں (مولوی) بدایوں کے رہنے والے مولوی فیض احمد بدایونی کے شاگرد - مولینا شاہ عبدالمجید عین الحق بدایونی کے مرید تھے - صوبہ متحدہ میں صدر الصدور وصدر امین رہے - شاعر بھی تھے - شرر تخلص تھا - سرسید کے ہمعصر تھے اُن سے مذہبی معاملات میں چھیڑ چھاڑ ہوتی رہتی تھی - سرسید کے بعض مذہبی خیالات کی تردید میں دو رسالے تائید الاسلام و شہاب ثاقب لکھ کر اس زمانہ میں خوب شہرت حاصل کی آخر عمر میں پنشن لیکر حج کو تشریف لے گئے۔

اپنے رسالوں کو جو سرسید کے خلاف لکھے تھے مکہ شریف اور مدینہ منورہ میں جاکر تقسیم کیا اور اُن کی بنا پر سرسید کے خلاف کفر کے فتوے حاصل کیے - تائید الاسلام میں سرسید کے متعلق جو خلاف واقعہ باتیں لکھی گئی تھیں - سرسید نے اُن کو دافع البہتان میں دکھایا ہی - اسی زمانے میں سرسید نے مولوی صاحب موصوف کو مخاطب کر کے لکھا تھا کہ جو اتہام آپ نے مجھ پر لگائے ہیں جب تک میں معاف نہ کروں معاف نہیں ہو سکتے - پس مقتضائے ایمانداری یہ ہی کہ آپ حج در احمد کا احرام باندھیے اور گناہوں کی معافی چاہیے ورنہ روزِ جزا اپنے کرتوتوں کا مزا آپ کو معلوم ہو جائیگا - مولوی صاحب کا ١٣٠٣ھ مطابق ١٨٨٥ء میں بمقام بدایوں انتقال ہوا -

علی برید اوّل - اپنے باپ امیر برید کی جگہ احمد آباد بیدر ملک دکن کا ١٥٤٢ء میں بادشاہ ہوا یہ اپنے خاندان میں پہلا شخص تھا جس نے بادشاہی کا لقب اختیار کیا ١٥٦٢ء مطابق ٩٧٠ھ میں بیس برس حکومت کرنے کے بعد فوت ہو گیا اُس کی جگہ ابراہیم برید اُس کا بیٹا تخت نشین ہوا

علی برید دوم - قاسم برید دوم کا بیٹا تھا ١٥٧٢ء میں اپنے باپ کی جگہ احمد آباد بیدر کا بادشاہ ہوا ١٦٠٩ء میں امیر برید دوم جو اسی خاندان سے تھا - اُس کو معزول کر کے خود بادشاہ بن گیا جو اس خاندان کا سب سے آخری بادشاہ ہوا -

علی بن احمد المشہور بہ واحدی - ایک عربی مصنف تھے تین تفسیریں جن کے نام وسیط - وکبیر بسیط ہیں - اور ایک کتاب نزول کے نام سے ہے ١٠٧٥ء مطابق ٤٦٨ھ میں انتقال ہوا -

علی بن احمد بن ابوبکر کوفی - اوچھ کا رہنے والا - تحفۃ الکرام کے نام سے عربی زبان میں ایک تاریخ سندھ لکھی جس کا چچنامہ کے نام سے فارسی ترجمہ کیا گیا - فارسی سے انگریزی میں ترجمہ ہو کر ١٨٣٦ء میں شائع ہوئی

علی بن الحسین مسعودی - معارج الذہب کے مشہور مصنف تھے شیعہ سیر میں بھی انھوں نے ایک کتاب لکھی ہی - ٩٥٧ء مطابق ٣٤٦ھ میں فوت ہوئے

علی بن الرجال - علم نجوم میں بزبان عربی ایک کتاب موسوم بہ البارع احکام نجوم تصنیف کی

علی بن حسین واعظ - حسین واعظ کاشفی انوار سہیلی کے مشہور مصنف کے لڑکے تھے ان کو علی واعظ بھی کہتے ہیں - لطائف وظرائف کے مصنف ہیں - جس میں آنحضرت صلعم و دوازدہ امام و قدیم شاہان فارس و دیگر مشہور اشخاص کے حالات لکھے گئے ہیں - ایک کتاب الموسوم رشحات بھی ان کی تصنیف سے ہے جس میں شیوخ خاندان نقش بندیہ کے حالات ہیں - ۹۳۹ھ ہجری مطابق ۱۵۳۲ء میں انتقال ہوا -

علی بن حمزہ - تاریخ اصفہانی کا مصنف تھا -

علی بن عثمان - جیلان کے رہنے والے کتاب کشف المحجوب کے مصنف ہیں - جس میں صوفیائے کرام کے بارہ خانوادوں کے تفصیلی حالات لکھے گئے ہیں اور جو ۴۶۵ھ مطابق ۱۰۷۲ء میں تصنیف ہوئی - ان کو پیر علی ہجویری بھی کہتے ہیں -

علی بن عیسیٰ - خلیفہ الامین کا سپہ سالار تھا - طاہر ابن حسین کے مقابلہ میں جو خلیفہ المامون کا سپہ سالار تھا ایک لڑائی میں ۱۹۵ھ میں مارا گیا اُس کا سر بطور تحفے کے خلیفہ کے پاس روانہ کیا گیا -

علی بن مجاہد البرازی الکندی - ابو معشر بلخی کے تلامذہ میں تھے - امام حنبل نے ان سے روایت کی ہے - مغازی کے جامع اور مصنف ہیں - لیکن ارباب نقد کے نزدیک ان کی تصنیف اعتبار کے قابل نہیں اور ۱۸۰ھ مطابق ۷۹۶ء میں وفات پائی -

علی بن محمد قوشجی - شرح الجدید کا مصنف اور علم نجوم کا ماہر تھا - ۸۷۹ھ مطابق ۱۴۷۴ء میں انتقال ہوا -

علی بویہ - عماد الدولہ خطاب تھا - بادشاہان فارس اور عراق میں سب سے پہلا بادشاہ تھا - یہ پیشتر اپنے ملک کے گورنر کی ملازمت میں داخل ہوا تھا اور اُس کی فوج کی سردار کی حیثیت سے یاقوت حاکم اصفہان کو شکست دی - اس لڑائی میں بہت ساز و مال ہاتھ آیا - جس کی وجہ سے وہ بہت طاقتور اور ذی اثر سمجھا جانے لگا - اُس نے دوسری مرتبہ پھر یاقوت پر حملہ کر کے - صوبجات کرمان - خورستان عراق پر ۳۲۳ھ ۹۳۳ء میں قبضہ کر لیا - اور اب اُس کا حوصلہ اس قدر بڑھ گیا کہ خلیفہ بغداد کی کمزوری سے فائدہ اُٹھا کر مع اپنے دو بھائیوں حسن اور احمد کے بغداد کی طرف کوچ کیا - خلیفہ الراضی باللہ اُس کی آمد کی خبر سُن کر بھاگ گیا - لیکن بہت جلد اُس کو سمجھا بجھا کر واپس بلا لیا گیا - خلیفہ نے واپس ہو کر پہلا کام یہ کیا کہ اُن لوگوں کو جنھوں نے اُس کی غیر حاضری میں دار الحکومت پر قبضہ کر لیا تھا - بہت کچھ انعام و اکرام دیا - علی بویہ کو اس شرط پر فارس اور عراق کا حاکم بنایا کہ وہ چھ لاکھ دینار طلائی سالانہ خلیفہ کو ادا کیا کرے - اور امیر الامرا کا منصب اور عماد الدولہ کا خطاب عطا کیا - اُس کے چھوٹے بھائی احمد کو معز الدولہ کا خطاب ملا اور خلیفہ کی وزارت پر ممتاز ہوا - دوسرے بھائی حسن نے رکن الدولہ کا خطاب پایا - اور وہ علی بویہ کی ماتحتی میں تاحیات اُس کے کام کرتا رہا بعدہٗ اُس کا جانشین ہوا - علی بویہ نے شیراز کو اپنا دار الاقامت قرار دیا - ۱۱ نومبر ۹۴۹ء

مطابق ۲۶ رجمادی الاول ۱۳۰۳ھ کو انتقال ہوا۔

علی بہادر خاں ۔ یہ باندے کے آخری نواب ذوالفقار علی خاں کے لڑکے تھے۔ ایک دیوان اور مثنوی مہر اللہ انھوں نے اپنی یادگار چھوڑی۔ ۱۸۵۸ء میں ان پر سازش کا الزام لگایا گیا اور معزول کر دیے گئے۔

علی بیگ ۔ عیسائی النسل تھا کم عمری کے زمانے میں تاتاری پکڑ کر لے گئے اور ترکوں کے ہاتھ فروخت کر ڈالا۔ کم عمری سے مذہب اسلام میں پرورش پائی اور وہی مذہب اختیار کیا ترکی میں وہ ایک نام آور شخص ہوا اور گورنمنٹ ترکی میں ترجمان کے عہدے پر مقرر ہو گیا۔ اس نے انجیل کا سب سے پہلے ترکی زبان میں ترجمہ کیا۔ اور ایک کتاب حج و نماز کے آداب و دیگر مذہبی عبادات پر ترکی زبان میں تصنیف کی۔ جس کو لاطینی زبان میں ڈاکٹر اسمتھ نے ترجمہ کیا۔ علی بیگ ۱۶۷۵ء میں فوت ہو گیا۔

علی بیگ مرزا ۔ بدخشاں کا رہنے والا تھا۔ ملک ہندوستان میں پہنچکر اکبر کی ملازمت میں داخل ہوا۔ جہانگیر کے زمانہ میں چار ہزاری منصب پایا ایک مرتبہ وہ جہانگیر کے ساتھ خواجہ معین الدین چشتی کی درگاہ کو اجمیر میں گیا۔ وہاں شاہ باذ خاں کمبوہ کی قبر دیکھی اور بے اختیار اس کو چپٹ گیا اور بہ آواز بلند کہا کہ آہ اس قبر میں سونے والا میرا پرانا اور محبوب ترین دوست تھا یہ کہکر ۱۱ مارچ ۱۶۱۶ء مطابق ۲ ربیع الاول ۱۰۲۵ھ کو جان بحق تسلیم ہو گیا۔

علی جاہ صحیح نام عالی جاہ ہے انگریزی مورخین علی جاہ کہتے ہیں نواب نظام علی خاں نظام حیدر آباد کے بڑے لڑکے تھے ۱۷۹۵ء

م ۱۲۱۰ھ میں باپ سے بغاوت کی اور قید کر لیے گئے۔ بجالت اسیری اسی سال میں انتقال ہوا۔

علی حزین ۔ (ملاحظہ ہو حزین)

علی حمزہ ۔ مصنف جواہر الاسرار تھا یہ کتاب مفتاح الانوار کا خلاصہ ہے۔ ۱۴۳۷ء میں یہ کتاب لکھی گئی۔ اس کا تخلص آذری تھا۔

علی خوش جی ۔ (ملا) شرح تجرید و حاشیہ کشاف کے مصنف ۱۴۰۵ء مطابق ۸۰۸ھ میں انتقال کیا۔

علی وردند ۔ مولینا استر آبادی ملک فارس استر آباد کا رہنے والا۔ فارسی مشہور شاعر صاحب دیوان تھا۔ ۱۴۳۰ء میں زندہ تھا۔ جبکہ اس نے اپنی بی بی کا ایک مرثیہ تصنیف کیا تھا

علی شہاب ترشیزی ۔ شاہ رخ مرزا کے عہد میں ایران کا ایک شاعر گزرا ہے۔ آذری شاعر کا ہمعصر تھا ۱۴۶۲ء مطابق ۸۶۶ھ میں فوت ہوا۔

علی شیر امیر ۔ سلطان حسین مرزا حاکم خراسان کا وزیر۔ نظام الدین نام۔ چغتائی النسل تھا ۱۴۴۱ء میں پیدا ہوا۔ سلطان ابو القاسم بابر۔ مرزا اس کے ساتھ محبت کرتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کو اپنا بیٹا کہتا تھا۔ اس نے ابتدا میں خراسان میں تعلیم پائی بابر مرزا کے مرنے پر مشہد چلا گیا اور وہاں بھی تعلیم جاری رکھی آخر میں سمرقند میں خواجہ فضل اللہ کے مدرسہ میں داخل ہوا۔ سلطان حسین مرزا جب بادشاہ ہوا تو اس نے علی شیر کو بڑی عزت سے بلاکر وزارت کے عہدہ پر ترقی دی۔ باوجود اہم امورات سلطنت کی مصروفیت کی اس کے درس کا سلسلہ ترک نہیں ہوتا تھا۔ آخر میں جب

امورِ سلطنت بہت زیادہ ہو گئے تو اس نے مجبوراً استعفا دیدیا اور بقیہ زندگی کے دن وزارت چھوڑ کر تالیف و تصنیف میں گزار دیے۔ فارسی و ترکی زبان میں اکیس سے زائد تصنیفات کیں۔ منجملہ ان کے کتاب نوائے نظم بہت مشہور ہے جس میں ترکی زبان کے قصائد ہیں اُس کے اشعار کی تعداد دس ہزار کہی جاتی ہے۔ اُس نے فارسی میں نظامی کے پانچ قصیدوں کی تضمین بھی کی ہے۔ جس میں پینتیس ہزار اشعار ہیں۔ فارسی زبان میں اُس کے قصائد کا مجموعہ چھ ہزار اشعار کا قانی کے نام سے موسوم ہے۔ ایک کتاب اس کی تصنیف سے مجالس النفائس بھی ہے۔ فن نقاشی اور مصوری کا بھی ماہر تھا۔ ۶۔ دسمبر ۱۵۰۰ء مطابق ۱۵۔ جمادی الاول ۹۰۶ھ کو فوت ہوا۔ سلطان حسین مرزا بادشاہ خراسان جو اس کا مربی تھا اس سے پانچ سال قبل مر چکا تھا

علی عادل شاہ بیجاپوری۔ کنیت ابو المظفر اپنے باپ ابراہیم عادل شاہ کے بعد ۱۵۵۷ء میں بیجاپور میں تخت نشین ہوا۔ ۲۲۔ برس سلطنت کی لاولد ہونے کی وجہ سے اپنے بھتیجے ابراہیم کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ ایک نوجوان خواجہ سرا کے ہاتھ سے ۲۳۔ صفر ۹۸۸ھ مطابق ۱۵۸۰ء کو قتل ہوا۔ بیجاپور میں اُس کا مقبرہ روضۂ علی کے نام سے مشہور ہے۔

علی عادل شاہ ثانی بیجاپوری۔ خورد سالی میں باپ نے انتقال کیا اور ۱۶۵۶ء میں کم عمری کی حالت میں بیجاپور کا بادشاہ بجائے اپنے باپ کے ہوا اس زمانہ میں سیواجی نے بغاوت اختیار کر رکھا تھا اور کوکان کی کے قلعوں پر قبضہ کر لیا تھا سیواجی نے اطاعت کا فریب دیکر افضل خاں کو چھری سے ہلاک کیا اور بعد ہ رستم خاں کے ہاتھ سے شکست کھائی۔ غرض عادل شاہ کو مرہٹوں نے چین سے بیٹھنے دیا۔ اور وہ ۱۶۷۲ء مطابق ۱۰۸۳ھ فوت ہوا۔

علی غلام استرآبادی۔ ایک شاعر تھا جو بادشاہان دکن کا ملازم رہا ۱۵۶۵ء میں جبکہ لام راج راجہ بیجانگر کو مسلمان شہزادگان دکن نے شکست دی تھی وہ زندہ تھا اس لڑائی کا اُس نے ایک قطعہ "تاریخ لکھا تھا۔

علی قلی بیگ (ملاحظہ ہو شیر افگن خاں)

علی قلی خراسانی۔ ایک تذکرہ اس کی تصنیف سے مشہور ہے۔

علی قلی نواب (ملاحظہ ہو گنا بیگم)

علی لالہ۔ شیخ رضی الدین نام۔ غزنین کے رہنے والے تھے۔ ان کے باپ سید لالا شیخ ثنائی کے چچا تھے۔ علی لالہ نجم الدین کبری کے شاگرد تھے اور اُس کا لقب شیخ الشیوخ تھا ۶۴۲ھ میں انتقال کیا۔ قمری حساب سے ۷۶ برس کی عمر پائی۔

علیم الدین محمد توفیق۔ (شیخ) طرابلس کا رہنے والا عالم ہے۔ مصر میں شغل درس و تدریس رکھتا تھا ۱۹۰۹ء میں وہاں سے غائب ہو گیا۔ اور ۱۹۱۱ء میں قاہرہ میں آکر نبوت کا دعویٰ کیا وہ کہتا تھا کہ میں کوئی جدید نبی نہیں ہوں بلکہ قرآن کی بشارت وہی میرا کام ہے مجھے لقب خاتم النبیین عطا کیا گیا ہے۔ اُس نے خدیو کو بھی اپنی بشارت پہنچائی۔ اُس کا قول ہے

کہ مجھے حکم ملا ہے کہ آستانہ جاؤں اور وہاں اپنی منادی کروں۔ گورنمنٹ مصر اُس کو زیر نگرانی رکھتی ہے اور چاہتی ہے کہ مصارف سفر دیکے یہ بلا مصر سے ٹال دی جائے۔

علی محمد خاں - والد کا نام سید دلاور علی تھا جو سید یعقوب علی بن سید دلدار علی بن سید یونس بن سید ابراہیم بن سید فتح محمد بن سید احمد بن سید حمزہ بن سید یوسف عرف سید گدن بن سید ابوطالب بن سید تاج الدین بن سید حسن عرف سید حسنی بن سید علی بن سید ہادی عرف سید ہدیا۔ بن سید حسن فخر الدین بن سید محمد بن سید عبدل بن سید الواطن بن سید ابوالفتح بن سید ابوالفرح واسطی کی نسل سے تھا۔

یہ وہی ابوالفرح ہیں جن کی اولاد میں سادات باہرہ اور سادات مارہرہ وغیرہ ہیں۔ سید حسن فخر الدین جو سید ابوالفرح سے چوتھی پشت میں تھے سنہ ... مطابق سنہ ۱۲۰۳ھ میں بمقام سنبلہیڑہ ضلع مظفر نگر آکر آباد ہوئے تھے وہیں ان کا مقبرہ موجود ہے۔ سید داؤد علی ایک لڑائی میں شہید ہو گئے تھے ان کا شیرخوار بچہ جس کا نام محمد علی تھا داؤد خاں روہیلہ کو جب وہ بانکولی پرگنہ کابیر واقعہ سرکار سنبھل میں فوج کشی کے لیے جا رہے تھے ہاتھ لگا داؤد خاں نے اس بچہ کو بیٹا بنا کر پرورش کیا داؤد خاں راجہ کمایوں کی ملازمت میں داخل ہو گئے تھے۔ مراد آباد کے نواب عظمت اللہ خاں اور راجہ کمایوں سے جو لڑائی ہوئی تھی اُس میں راجہ کی طرف سے داؤد خاں برسر مقابلہ ہوئے تھے لیکن جب راجہ کو شکست ہوئی تو اُسے یہ خیال ہوا کہ داؤد خاں نواب سے سازش کر کے اس شبہ پر کمایوں کے راجہ نے داؤد خاں کو حیلہ سے طلب کر کے مع ہمراہیوں کے مروا ڈالا اُس وقت علی محمد خاں کی عمر ۱۴ سال کی تھی یہ سُن کر علی محمد خاں جن کے پاس داؤد خاں کی رہی سہی فوج اور دولت موجود تھی۔ دامن کوہ سے مع اپنی جمعیت کے روانہ ہو کر نواب عظمت اللہ خاں کے پاس پہنچا جو بہت شفقت سے پیش آیا۔ علی محمد خاں عرصے تک نواب کی ملازمت میں رہ کر ترقی کرتے رہے۔ یہاں تک کہ پرگنہ آنولہ کے حاکم مقرر ہو گئے اور رفتہ رفتہ تمام کٹھیر پر جو اب روہیل کھنڈ کے نام سے موسوم ہے قابض و متصرف ہو گئے۔ یہ زمانہ محمد شاہ رنگیلے شاہ دہلی کا زمانہ تھا بادشاہ کو اُن کے عروج اور خود مختاری کی خبریں پہنچتی رہیں اور اسے خود اُن کے زیر کرنے کے لیے یہاں آنا پڑا اور قلعہ بن گڑھ میں جو بدایوں سے چار پانچ کوس کے فاصلہ پر ہے پہنچکر مارچ سنہ ۱۷۴۵ء مطابق صفر سنہ ۱۱۵۸ھ میں مقابلہ ہوا۔

علی محمد خاں نے شکست کھائی اور بادشاہ اُس کو اپنے ساتھ دہلی لے گیا۔ وہاں پہنچکر بادشاہ نے اُن کو حاکم سرہند مقرر کر دیا۔ اسی اثنا میں احمد شاہ دُرانی کا حملہ سرہند پر ہوا اس لیے بادشاہ نے مصلحتاً علی محمد خاں کو سرہند سے واپس بلا لیا اور وہ پھر آنولہ پہنچا یہاں اُنھوں نے اپنی حکومت کو بہت ترقی دی۔ مدارس و مساجد و خانقاہیں تعمیر کرائیں اسی اثنا میں محمد شاہ کا اپریل سنہ ۱۷۴۸ء مطابق ربیع الثانی سنہ ۱۱۶۱ھ میں انتقال ہو گیا۔ اُس کے مرنے کے بعد چند ماہ تک بفراغت تمام

علی محمد خاں ملک کٹھیر پر حکومت کرتے رہے اور اسی سال ۱۷۴۸ء میں وہ بھی فوت ہو گئے عبد اللہ خاں۔ فیض اللہ خاں۔ سعد اللہ خاں تین لڑکے چھوڑے انہیں سے حافظ الملک رحمت خاں نے سعد اللہ خاں کو جن کی عمر اُس وقت آٹھ سال کی تھی جانشین بنایا۔

علی محمد (سید) نام عارف تخلص۔ میر انیس کی اولاد میں مشہور شاعر اور مرثیہ گو تھے ۱۴۔ اکتوبر ۱۹۱۶ء کو (ذی الحجہ ۱۳۳۴ھ) کو لکھنؤ میں انتقال کیا۔

علی مراد خاں۔ خاندان زند سے ایران کا بادشاہ تھا۔ صادق کے بعد مارچ ۱۷۸۱ء میں تخت نشین ہوا اور وکیل کا لقب اختیار کیا۔ پانچ برس تک فارس پر حکومت کی۔ اُس کے وقت میں نہایت امن رہی اُس کے رقیب آقا محمد خاں کی کوششیں اُس زمانہ میں ماژندران تک محدود رہیں ۱۷۸۵ء میں علی مراد خاں فوت ہو گیا۔

علی مردان خاں۔ امیر الامرا خطاب۔ فارس کا باشندہ۔ بادشاہ فارس کی طرف سے قندھار کا گورنر مقرر ہوا تھا۔ لیکن بادشاہ کے ظلم سے خوف زدہ ہو کر گورنری کو ترک کر دیا۔ اور دہلی میں آکر پناہ لی۔ یہاں اُس کی بہت عزت ہوئی امیر الامرا کا خطاب ملا کشمیر و کابل کا گورنر مقرر کیا گیا۔ کشمیر جاتے ہوئے ۱۶۔ اپریل ۱۶۵۷ء مطابق ۱۲۔ رجب ۱۰۶۷ھ کو فوت ہو گیا۔ لاہور میں دفن ہوا۔ تین لڑکے ابراہیم خاں اسمٰعیل خاں و اسحٰق خاں چھوڑے ان لڑکوں میں سے دو آخر الذکر اُس لڑائی میں کام آئے جو دارا شکوہ اور عالمگیر کے درمیان بمقام دھولپور ۲۹۔ مئی ۱۶۵۸ء کو ہوئی تھی۔

علی ملقب بہ ابو الحسن۔ ابو الحسن علی ملاحظہ ہو۔

علی موسیٰ رضا۔ آٹھویں امام حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد امجاد سے گزرے ہیں۔ امام موسیٰ کاظم رضؓ کے بیٹے تھے۔ آپ کی والدہ کا نام ام سید تھا ۷۶۵ء میں پیدا ہوئے اور ۱۲۔ اگست ۸۱۸ء مطابق ۹۔ صفر ۲۰۳ھ کو وصال ہوا آپ کی بی بی صاحبہ اُم حبیب تھیں جو خلیفہ المامون کی لڑکی تھیں۔ مزار مقدس مشہد میں واقع ہے۔

علی مہائمی۔ مہائم صوبہ دکن کے رہنے والے شیخ احمد کے بیٹے تھے۔ تفسیر قرآن شریف موسومہ تفسیر رحمانی کے مصنف تھے۔ ۱۴۳۱ء مطابق ۸۳۵ھ میں فوت ہوئے

علی نقی۔ (امام) مولا علی کرم اللہ وجہ کی اولاد امجاد سے دسویں امام۔ امام محمد تقی کے صاحبزادے تھے۔ کنیت ابو الحسن ثالث تھی۔ والدہ ام الفضل بنت مامون رشید خلیفہ بغداد تھیں ولادت رجب ۲۱۲ھ مطابق ۸۲۷ء وفات ۳۔ رجب ۲۵۵ھ مطابق ۸۶۸ء بمقام سر من رائے جس کو سامرہ بھی کہتے ہیں۔ نواح بغداد میں ہوئی وہیں مزار ہے۔ مدت امامت ۳۳۔ برس ۶ ماہ ۲۴۔ روز ہے۔

علی نقی خاں۔ (نواب) وزیر اعظم اور خسر شاہ اودھ واجد علی شاہ کا تھا۔ یکم دسمبر ۱۸۷۱ء مطابق ۱۷۔ رمضان ۱۲۸۸ھ کو بہ مرض ہیضہ بمقام لکھنؤ فوت ہوئے۔

علی نواب بہادر نواب باندہ تھے۔ شمشیر بہادر اول کے بڑے لڑکے تھے۔ نانا فرنویس نے سنہ ۱۷۹۰ء میں ان کو بندیل کھنڈ کی حکومت دی تھی۔ بخت سنگھ راجہ باندہ سے لڑائی لڑکر انھوں نے باندہ اور دتیا کی ریاستوں پر بھی قبضہ کرلیا۔ تقریباً ۱۱ سال حکومت کی سنہ ۱۸۰۱ء یا ۱۸۰۲ء میں فوت ہوئے ان کا بڑا لڑکا شمشیر بہادر دوم اُس وقت پونا میں تھا۔ ذوالفقار علی چھوٹا بیٹا جانشین ہوا۔ لیکن تھوڑے دنوں کے بعد شمشیر بہادر نے راج چھین لیا۔

علی نویدی۔ شاہ طاہر اندجانی کا شاگرد تھا۔ مشہور شاعر تھا۔ فارس سے ہندوستان آیا۔ ابوالفتح حسین نظام شاہ اول نے اُس کی قدردانی کی اور وہ اُس کے درباریوں میں شامل ہوگیا۔ کچھ دنوں کے لیے بادشاہ اُس سے ناخوش ہوگیا تھا۔ اس پر اُس نے اپنا تخلص نویدی سے تبدیل کرکے نا امیدی کردیا۔ سنہ ۱۵۶۷ء مطابق سنہ ۹۷۵ھ میں بمقام احمدنگر فوت ہوا۔

علی واعظ۔ حسین واعظ کاشفی ساکن ہرات کے بیٹے تھے (ملاحظہ ہو علی بن حسین واعظ)

علی وردی خاں۔ (ملاحظہ ہو اللہ وردی خاں)

علی ہمدانی۔ (ملاحظہ ہو سید علی ہمدانی)

علی یزدی۔ (ملاحظہ ہو شرف الدین علی یزدی)

عماد الدولہ علی بویہ (ملاحظہ ہو علی بویہ)

عماد الدین۔ لقب قرا ارسلان بن داود بن سقمان بن ارطق اُس کے بیٹے نور الدین احمد کو صلاح الدین سلطان مصر نے شہر عمد یا قرا سنہ ۱۱۸۳ء مطابق سنہ ۵۷۹ھ میں دیا تھا۔

عماد الدین کتاب گلدستہ کا مصنف جس کو اُس نے سنہ ۱۶۶۶ء مطابق سنہ ۱۰۷۷ھ میں تصنیف کیا تھا۔

عماد الدین۔ مصنف تاریخ سلجوقی۔

عماد الدین زنگی پسر افسانقر۔ اتابکی نسل سے تھا وہ اُس سلسلے میں پہلا شخص تھا جس کے قبضہ میں موصل کی حکومت رہی۔ اُس نے ۱۱۲۷ء مطابق سنہ ۵۲۱ھ میں اس صوبے کی حکومت سلطان محمد بن سلطان ملک شاہ سلجوقی سے پائی تھی اور ۱۹ سال حکومت کی وہ ۱۱۴۵ء مطابق سنہ ۵۴۰ھ میں اپنے ایک غلام کے ہاتھ سے قتل ہوا۔

عماد الملک۔ سید حسین بلگرامی۔ سی۔ ایس آئی۔ شمالی ہند کے سب سے پہلے مسلمان ہیں جو ریاست حیدرآباد کے عہدہ داروں میں داخل ہوئے۔ پیدائش سنہ ۱۸۴۴ء بمقام گیا۔ سید زین الدین خاں کے خلف اکبر تھے۔ سنہ ۱۸۶۱ء میں انٹرنس اور سنہ ۱۸۶۶ء میں گریجویٹ ہوئے۔ لکھنؤ کے کیننگ کالج میں عربی زبان کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ سنہ ۱۸۷۳ء میں سر سالار جنگ اعظم کے پرسنل اسسٹنٹ ہوئے۔ اُنھوں نے روم اور پیرس وغیرہ کے بھی سیر کی۔ اور آٹھ برس تک معتمد امور عامہ رہے سنہ ۱۸۸۵ء میں اعلیٰ حضرت نظام دکن کے پرائیویٹ سکریٹری مقرر ہوئے اور علی یار خاں بہادر مؤتمن جنگ کا خطاب ملا۔ ملکی خدمات کے صلہ میں عماد الدولہ اور پھر عماد الملک کا خطاب عطا ہوا۔ سنہ ۱۸۸۸ء سے

۱۹۰۰ء تک صیغہ تعلیمات حیدرآباد کے ڈائرکٹر رہے۔ پھر وظیفہ یاب ہوئے۔ علیگڑھ کالج کے ٹرسٹی اور وائسرائے کی کونسل میں رہے۔ پھر انڈیا کونسل میں بھیجے گئے۔ تاریخ دکن کا مجموعہ اور سوانح عمری سر سالار جنگ اول منجملہ اُن کی متعدد تصانیف کے زیادہ مشہور ہیں۔ قرآن شریف کا ایک مستند اور انگریزی ترجمہ آپنے کیا ہے۔ عربی فارسی اور انگریزی کے لائق ادیب ہیں۔

عماد الملک۔ عرف فتح اللہ عماد شاہ دکن کے عماد شاہی خاندان کا بانی تھا۔ اور بیجا نگر کی قوم کناری سے تھا۔ نو عمری میں اُس ملک کی لڑائیوں میں قید ہو کر خان جہاں کے باڈی گارڈ میں داخل کیا گیا۔ جو صوبہ برار کا سپہ سالار اور صوبہ دار تھا۔ محمد شاہ بہمنی کے عہد میں خواجہ محمود گاواں کی ترغیب سے اُس نے عماد الملک کا خطاب پایا اور بعد کو سپہ سالار افواج کے عہدے پر برار میں ترقی پائی اپنے محسن خواجہ محمود گاوان کو سنہ ۱۴۸۱ء مطابق سنہ ۸۸۶ھ میں قتل کر کے وہ سلطنت برار کو واپس آیا۔ سُلطان محمود بہمنی کی تخت نشینی پر اُس کو وزارت کا عہدہ عطا کیا گیا۔ جس پر وہ کچھ عرصہ تک قائم رہا۔ لیکن جلد ہی اہل دربار اُس سے متنفر ہو گئے۔ لہذا وہ اس عہدے سے دستبردار ہو گیا اور سنہ ۱۴۸۴ء مطابق سنہ ۸۹۰ھ اپنی خود مختاری کا اعلان کیا۔ اُس کا دار الخلافت ایلچپور رہا۔ وہ تقریباً سنہ ۱۵۱۳ء مطابق سنہ ۹۱۹ھ میں فوت ہوا۔ اور اس کا لڑکا علاؤ الدین عماد شاہ اُس کا جانشین ہوا۔

(فہرست شاہان برار خاندان عماد شاہی)

فتح اللہ عماد شاہ۔

علاؤ الدین عماد شاہ بن فتح اللہ

عماد شاہ بن علاؤ الدین۔

برہان عماد شاہ۔

طفیل خاں وزیر اعظم برہان عماد شاہ دکنی (اس نے برہان عماد شاہ کو بیدخل کر کے تخت چھین لیا لیکن احمد نگر کی طرف سے اُس کا مقابلہ کیا گیا۔ اور عماد شاہ اور طفیل شاہ کا خاندان سنہ ۱۵۶۸ء میں ختم ہو گیا)۔

عماد الملک۔ ملقب بہ غازی الدین خاں۔ جس نے اپنے آقا عالمگیر ثانی شہنشاہ دہلی کو قتل کیا۔ (ملاحظہ ہو غازی الدین خاں امیر الامرا)

عماد خواجہ۔ (ملاحظہ ہو عماد فقیہ)

عماد زنگی۔ (ملاحظہ ہو عماد الدین زنگی)

عماد فقیہ کرمانی خواجہ۔ آپ۔ ایک بزرگ عالم عہد شاہ شجاع شیراز میں گزرے ہیں۔ کتاب جواہر الاشعار میں آپ کی وفات سنہ ۱۳۹۱ء مطابق سنہ ۷۹۳ھ میں واقع ہونا درج ہی۔ لیکن بموجب اقوال الہی و دولت شاہ شعرا آپنے سنہ ۱۳۷۱ء مطابق سنہ ۷۷۳ھ میں وفات پائی جو تاریخ صحیح معلوم ہوتی ہے۔ الہی یہ بھی لکھتا ہے کہ میں نے آپ کی تصنیف کے ۵۰۰ ہزار اشعار دیکھے ہیں۔ اور یہ بھی بیان کرتا ہے کہ آپ کتب محبت نامہ و محنت نامہ کے مصنف ہیں اور آپ نے کل پنج گنج یعنی پانچ مثنویاں تصنیف کیں کتاب حبیب السیر میں لکھا ہی کہ خواجہ عماد کے پاس ایک بلی تھی جو آپکے

ساتھ نماز پڑھنے کے واسطے کھڑی ہو جایا کرتی تھی۔ اور خود بھی وہی حرکت کرتی تھی جو آپ کیا کرتے تھے۔ اس امر کو شاہ شجاع جناب خواجہ صاحب کی ایک کرامت سمجھتا تھا۔ لیکن خواجہ حافظ جو کہ آپ کے ہمعصر تھے اس ابنائے عالم موصوف کی چالاکی سمجھتے تھے۔ چنانچہ اپنی ایک غزل کے ایک شعر میں اپنا خیال ظاہر فرماتے ہیں ؎

اے کبک خوشخرام کجا میروی بایست
غرّہ مشو کہ گربۂ عابد نماز کرد

عماد خواجہ اپنے وطن کرمان میں دفن ہوئے

عمادی۔ لقب جمال الدین بن عماد الدین حنفی مصنف کتاب عربی موسومہ فصول العمادی ہیں

عمدۃ الامرا۔ محمد علی خاں نواب کرناٹک کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔ اکتوبر ۱۷۹۵ء میں اپنے والد کے جانشین ہوئے۔ اور ۱۵ جولائی ۱۸۰۱ء کو مر گئے۔ ان کی وفات پر انگریزوں نے کرناٹک کی حکومت اپنے ہاتھ میں لینے کا ارادہ کیا۔ علی حسین قریبی وارث تخت کو برطرف کر دیا۔ اور اپنے آدرہ عظیم الدولہ برادر زادہ نواب مرحوم کو اس شرط پر تخت نشین کیا کہ کرناٹک کی حکومت انگریزوں کو تفویض ہو جائے۔

عمدۃ الملک۔ نواب امیر خاں کا خطاب تھا۔

عمر المکسوس۔ خلیفہ معاویہ ثانی کے استاد تھے خلیفہ نے اپنے باپ کی وفات کے بعد اپنی خلافت کے بارے میں استاد سے رائے لی۔ استاد نے جواب دیا کہ اگر آپ اپنے کو مسلمانوں کے حق میں انصاف کرنے کے قابل سمجھتے ہیں تو آپ خلافت قبول کر لیجیے ورنہ نہیں۔ خلیفہ نے چھ ہفتے بھی حکومت نہ کی تھی کہ بار حکومت اٹھانے میں اپنے آپ کو کمزور پا کر اس سے سبکدوش ہونے کا ارادہ کر لیا۔ اور بالآخر دستکش ہو کر گوشہ نشینی اختیار کی اور اس کی وفات بقول بعض طاعون سے جو سلطنت سے دستکشی کے بعد فوراً ہی پھیلا اور بقول بعض زہر سے ہوئی۔ بنی امیہ ان باتوں پر اس درجہ ناخوش ہوئے کہ انھوں نے عمر المکسوس کو ۶۸۳ء مطابق ۶۴ھ میں زندہ دفن کر دیا۔

عمر بن الخطاب۔ قریشی النسل عدی کی اولاد سے تھے۔ عدی کے دوسرے بھائی مرہ آنحضرت صلعم کے اجداد میں تھے۔ ہجرت نبوی سے چالیس سال قبل پیدا ہوئے۔ بعثت نبوی کے چھٹے سال میں اسلام قبول کیا۔ ان سے قبل صرف چالیس پچاس آدمی اسلام لا چکے تھے لیکن وہ لوگ اس وقت تک مذہبی فرائض آزادی سے ادا نہیں کر سکتے تھے۔ آپ کے مسلمان ہو جانے کے بعد مسلمان کعبے میں جا کر علانیہ نماز پڑھنے لگے۔ اور اذان کا قاعدہ ان کے اسلام لانے کے بعد قائم ہو کر اذان آنحضرت صلعم کے حکم سے پکار کر کہی گئی۔ حضرت ابوبکر صدیق اکبر کی وفات کے بعد ۱۳ھ مطابق ۶۳۴ء میں خلیفہ دوم مقرر ہوئے۔ آپ کا زمانہ خلافت دس سال چھ ماہ رہا۔ دمشق اور اس کے عوالی مقامات آپ ہی کے عہد میں فتح ہوئے۔ فارس اور مصر میں بھی آپ کی فتوحات نے ترقی کی۔ بیت المقدس۔ حلب۔ انطاکیہ۔ اسی زمانہ میں

مسلمانوں کے قبضہ میں آئے۔ فتح اسکندریہ کے سلسلہ میں مشہور کتب خانۂ اسکندریہ کے جلا دینے کا واقعہ عیسائیوں کے گھڑنت ہی۔ کیونکہ تاریخ سے ثابت ہی کہ سنہ ۴۷ء میں یہ کتب خانہ اتفاقیہ آگ لگ جانے سے جل چکا تھا مسلمانوں کے فتح اسکندریہ کے وقت اُس کا وجود باقی نہ تھا۔ علاوہ فتوحات بالا کے اور بہت سے ملک فتح ہوئے۔ اس عہد میں اسلامی سلطنت نے بڑی وسعت حاصل کی اور جس قدر وسیع ہوئی اسی قدر مستحکم اور پرامن ہو کر علوم و فنون زراعت و صنعت حرافت میں ترقی ہوئی۔

اس جلیل القدر اور فاتح خلیفہ کے زمانہ میں سلطنت کے ہر صیغہ میں مفید ایجادیں ہوئیں سب سے پہلے امیر المومنین کا لقب آپ ہی نے اختیار کیا۔ قیام بیت المال یعنی خزانہ و عہدۂ قضا۔ فوجی دفتر و دفتر مال اور عدالتوں کی ترتیب تاریخ و سنہ ہجری۔ پیمائش مردم شماری۔ محکمہ پولیس۔ صیغہ نہر۔ محکمہ جیل و مکاتب مدارس وغیرہ کا اجرا اسی زمانہ میں ہوا۔ مورخین نے آپ کی ان ایجادات کو اولیات کے نام سے موسوم کیا ہے جس کی تفصیل کے لیے ایک دفتر کی ضرورت ہی وہ باوجود امیر المومنین ہونے کے درویشانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ خدا پرستی ہمدردی خلائق۔ زہد۔ قناعت کے ساتھ ساتھ شجاعت۔ سیاست۔ تدبیر۔ ملک گیری۔ عدالت اُن کا حصّہ تھا۔ ایک مجوسی غلام فیروز نامی کے ہاتھ سے آپ ۲۶۔ ذی الحجہ سنہ ۲۳ھ مطابق ۶۴۴ء میں بہ عمر ۶۳ سال شہید ہوئے اور نبی صلعم کے پہلو میں حجرہ عائشہ صدیقہ میں دفن ہوئے۔

آپ کے چھ بیٹے ہوئے۔ عبد اللہ۔ عبید اللہ۔ عاصم۔ عبد الرحمن۔ زید۔ مجیر۔ عبد اللہ فقہ اور حدیث میں رکن مانے گئے ہیں عبید اللہ شجاعت اور شہزوری میں نامور تھے۔ عاصم اپنا علم و فضل کے لیے مشہور تھے۔

عمر بن راشد العضدی۔ امام زہری کے تلامذہ میں امام مالک کے بعد ان کا دوسرا درجہ ہے۔ ماہرین علم حدیث میں تھے۔ مغازی میں ایک کتاب ان کی تصنیف ہے جس کا نام ابن ندیم نے کتاب المغازی لکھا ہی سنہ ۱۵۲ھ مطابق سنہ ۷۶۹ء میں وفات پائی۔

عمر بن عبد العزیز۔ مروان اول کے پوتے بنی امیہ کے نویں خلیفہ تھے سنہ ۹۹ھ مطابق سنہ ۷۱۷ء خلیفہ سلیمان کے مرنے پر تخت نشین ہوئے یہ خدا پرست فیاض۔ علم دوست اور منصف مزاج تھے اسلامی دنیا میں ان کا لقب خلیفۃ الصالح مشہور رہی۔ انھوں نے تمام شاہی گھوڑے اپنی بیوی کے زیورات جواہرات جو شاہی تعلق سے پیدا ہوئے تھے۔ حق عامہ سمجھکر بیچ ڈالے اور اُن کی قیمت بیت المال میں داخل کر دی عیسائیوں اور یہودیوں کے وہ تمام گرجے اور صومعے واپس کر دیے جو شاہان سابق نے جبراً چھین لیے تھے وہ بمقابلہ ملک گیری کے موجودہ ملک کو باامن اور خوش حال دیکھنا زیادہ پسند کرتے تھے ملکی اور مذہبی فساد جو آپس میں ایک دوسرے کو تباہ کر رہے تھے ان کے زمانہ میں بالکل دب گئے سلطنت میں جابجا نئی مسجدیں۔ مدرسے کارخانے۔ محتاج خانے۔ یتیم خانے شفاخانے

کھل گئے زراعت۔ تجارت۔ صنعت و حرفت اور علوم و فنون میں ان کے زمانہ میں خاصی ترقی ہوئی۔ ان کی زاہدانہ اور منصفانہ سلطنت اُن شریروں کے لیے خار تھی جو فطرتاً ظلم پسند تھے۔ اس لیے چند شریر النفس بنو امیہ نے ایک غلام کو رشوت دیکر اس خدا ترس اور دیندار بادشاہ کو سنہ ۱۰۱ھ مطابق سنہ ۷۲۰ع میں شہید کر ڈالا اور اُن کے بجائے یزید ثانی جانشین ہوا۔

عمر بن عبد العزیز ماجہ۔ حسام الشہید کے نام سے معروف ہیں۔ اُنھوں نے آداب القاضی کی شرح لکھی ہے۔ سنہ ۱۱۴۱ع مطابق سنہ ۵۳۶ھ میں قتل ہوئے۔

عمر بن عبد اللہ۔ ایک مشہور عربی شاعر تھے خلیفہ عبد الملک کے زمانہ میں گزرے ہیں۔

عمر بن عبید۔ بصرے کے رہنے والے باپ گنے لڑتے کے اور واصل ابن عطا کے مرید تھے۔ اور ان کے ساتھ ملکر آٹھویں صدی عیسوی میں معتزلیہ فرقہ کی بنا ڈالی۔

عمر خاں خلجی۔ سلطان علاء الدین خلجی کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا۔ سات برس کی عمر میں بادشاہ ہوا۔ اس کے باپ کے مرنے کے بعد ملک کافور خواجہ سرا نے اس کو دسمبر سنہ ۱۳۱۶ع مطابق شوال سنہ ۷۱۶ھ میں تخت پر بٹھایا۔ ملک کافور ۳۵ دن کے بعد ہلاک ہوا۔ اور فوراً عمر خاں کو مبارک خاں نے جو اس کا بھائی تھا معزول کر دیا۔ اور خود جنوری سنہ ۱۳۱۷ع مطابق سنہ ۷۱۶ھ میں بادشاہ ہوا۔

عمر خیام۔ عمر خیام فارسی کے مشہور شاعر اصلاً خیمہ دوز تھے جیسا اُن کے تخلص "خیام" سے ظاہر ہے ان کی رباعیات اپنی خاص طرز میں مشہور ہیں جن کا یورپ تک شہرہ پہنچا ہے۔ اور انگریزی میں اس کا ترجمہ اور اصل کئی مرتبہ چھپ چکی ہیں۔ عمر خیام صرف شاعر ہی نہ تھے۔ بلکہ حکیمانہ خیال رکھتے تھے نیشاپور میں پیدا ہوئے۔ حسن بن صباح کے ہمعصر تھے علوم فلسفہ میں بلند پایہ رکھتے تھے رباعیات کے علاوہ علوم حکمت و ہندسہ میں اور تصانیف بھی ہیں۔ اُن کی یادگار یورپ میں خاص طور پر قایم رہے ہے تاریخ وفات میں اختلاف ہے۔ بعض نے سنہ ۱۱۲۳ع اور بعض نے سنہ ۱۱۲۱ع لکھی ہے۔

عمر سہلان قاضی ساوجی۔ منطق اور فلسفے میں مصائر ناصری اِن کی تصنیف ہے۔ جو اُنھوں نے ناصر الدین محمود وزیر سلطان سنجر کو پیش کی

عمر شیخ مرزا۔ امیر تیمور کا دوسرا بیٹا۔ اپنے والد کے زمانہ میں فارس کا حاکم تھا۔ اور ایک جنگ میں سنہ ۱۳۹۴ع مطابق سنہ ۷۹۶ھ میں۔ ۴۰ سال کی عمر میں قتل ہوا۔ پھر ان کا بیٹا بایقرا مرزا ان کا جانشین ہوا۔

عمر شیخ مرزا۔ سلطان ابو سعید مرزا ابن سلطان محمد بن میراں شاہ بن امیر تیمور کے گیارہ بیٹوں میں سے ایک بیٹا بابر شاہ بادشاہ دہلی کا باپ تھا۔ سنہ ۱۴۵۶ع مطابق سنہ ۸۶۰ھ میں سمرقند میں پیدا ہوا۔ اور اپنے والد کے زمانہ میں اندجان کا حاکم تھا اُس نے اپنی حکومت میں فراغنہ کو شامل کر لیا۔ اپنے والد کے بعد جو سنہ ۱۴۹۴ع مطابق سنہ ۸۹۹ھ میں فوت ہوا

حکمراں ہو گیا۔ ۲۰ سال حکومت کر کے ۳۹ سال کی عمر میں ۹ جون ۱۴۹۴ء مطابق ۴ رمضان ۸۹۹ھ بروز دوشنبہ ایک بلند عمارت سے گر کر جہاں وہ کبوتروں کی اڑان کا تماشا دیکھ رہا تھا انتقال کیا۔ اس وقت اس کا لڑکا ظہیر الدین بابر گیارہ سال کی عمر میں امرار کی رائے سے تخت نشین ہوا۔

عمر محرمی۔ حجۃ الہند ان کی تصنیف ہے جو ۱۶۴۵ء میں لکھی گئی۔

عمر مرزا۔ میراں شاہ بن امیر تیمور کا بیٹا تھا ایک جنگ میں جو شاہ رخ مرزا سے ہوئی شکست کھا کر زخمی ہوا۔ اور چند دن کے بعد مئی ۱۴۰۷ء مطابق ۸۰۹ھ میں فوت ہوا۔

عنصری۔ ابوالقاسم نام عنصری تخلص وطن بلخ تھا سلطان محمود غزنوی کے دربار کے مشاہیر میں سے تھے۔ یہ ابوالفرح سنجری کے شاگرد اور عسجدی اور فرخی شعرا کے استاد تھے۔ اپنے زمانہ میں قابلیت کے لحاظ سے اعلیٰ مرتبہ رکھتے تھے۔ بہترین شاعر ہونے کے علاوہ ایک بڑے فلسفی بھی تھے اور اس زمانے کے تمام علوم و فنون میں کامل تھے۔ غزنی کے دارالعلوم کے طلبا کے علاوہ چار سو شاعر اور عالم ان کو اپنا استاد مانتے تھے۔ عنصری کی تصانیف میں سے سلطان محمود کے بہادرانہ کارناموں کی ایک نظم ہے۔ ایک شب کو سلطان نے ناراض ہو کر اپنے غلام ایاز کی زلفیں کاٹ دیں اور صبح کو اس پر افسوس ظاہر کر کے منفعل ہوئے۔ اس موقع کے مناسب عنصری نے برجستہ بادشاہ کے سامنے چند اشعار کہے ان اشعار سے بادشاہ اتنے خوش ہوئے کہ تین بار جواہرات سے عنصری کا منہ لبریز کرنے کا حکم دیا۔ عنصری نے ۳۰ ہزار اشعار کا دیوان لکھا۔ اور عنصری بقول دولت شاہ سلطان مسعود اول بن سلطان محمود کے زمانے میں ۱۰۴۰ء مطابق ۴۳۱ھ میں فوت ہوئے۔ مگر بقول ڈاکٹر اسپرنگر ۱۰۴۹ء مطابق ۴۴۱ھ سال وفات ہے۔

عیاض (قاضی) بن موسیٰ۔ ان کی تصانیف سے شرح صحیح مسلم شریف و مشارق الانوار اور چند دیگر کتابیں ہیں ۱۱۴۹ء مطابق ۵۴۴ھ میں وفات پائی۔

عیاطی۔ صحیح نام ابو اسحاق ابراہیم ہے۔ آٹھویں صدی ہجری سے پہلے تھے۔ مثنوی انبیا نامہ ان کی تصنیف سے ہے جس میں انبیائے سلف کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

عیش۔ محمد عسکری کا تخلص ہے شاہ عالم کے زمانے کا شاعر تھا۔

عیشی۔ ایک شاعر تھا۔ مثنوی ہفت اختر اس کی تصنیف سے ہے۔ یہ مثنوی ۱۶۷۵ء مطابق ۱۰۸۶ھ میں لکھی گئی۔ اس میں سات سیاروں کا حال درج ہے۔

عین الدین (شیخ) بیجاپوری۔ ملحقات اور کتاب الانوار جس میں ہند کے اولیا اللہ کا تذکرہ ہے۔ انھیں کی تصنیف سے ہے یہ سلطان علاء الدین بہمنی کے عہد میں تھے۔

عین القضاۃ (مولانا سید بن سید محمد وزیر) پیدائش بمقام حیدرآباد ۲۵۳ ۔ ربیع الاول ۱۲۷۵ھ مطابق ۳۔ نومبر ۱۸۵۸ء تین یا چار سال کی

عمر میں اپنے والد کے ساتھ مکہ معظمہ کو گئے۔ ابتدائی تعلیم وہیں ہوئی تقریباً ۱۱ سال مقیم رہے۔ پھر ہندوستان آکر مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی کے حلقۂ درس میں داخل ہوئے اور لکھنؤ میں سکونت اختیار کر لی۔ شروع میں درس بھی دیتے تھے۔ صاحب تصنیف بھی تھے تقریباً دس کتابیں مختلف علوم میں آپ کی تصنیف ہیں جس میں حاشیہ بر میبذی شرح ہدایت الحکمت آپ کی مشہور تصنیف ہے۔ آخر عمر میں گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی۔ لکھنؤ میں ایک مدرسہ عالیہ فرقانیہ کی بنیاد ڈالی جو اب تک جاری ہے ۳۔ رجب ۱۳۴۳ھ مطابق ۲۸۔ جنوری ۱۹۲۵ء کو وفات پائی لکھنؤ میں مدفون ہوئے۔

عین الملک ۔ (حکیم) شیراز کا باشندہ اور ایک زبردست عالم تھا شہنشاہ اکبر کے زمانہ میں معزز عہدے پر ممتاز رہا فصیح شاعر تھا اور تخلص وفا کرتا تھا ۱۰۰۳ھ مطابق ۱۵۹۴ء میں ہجری میں وفات پائی۔

عین الملک (خواجہ) شاہان دہلی سلطان محمد شاہ تغلق اور اُس کے لڑکے سلطان فیروز شاہ باربک کے دربار میں ممتاز اُمراء سے تھا۔ اُس نے چند کتابیں تصنیف کیں۔ جن میں سے ایک ترسیل عین الملکی بھی ہے۔ اور کتاب فتحنامہ بھی اُس کی تصنیف سے کہی جاتی ہے۔ اس میں حالات فتوحات سلطان علاء الدین سکندر ثانی درج ہیں۔ سکندر ثانی نے ۱۲۹۶ء عیسوی لغایت ۱۳۱۶ء عیسوی سلطنت کی۔

ردیف - (غ)

غازی (یا الغازی) بن اورتک ترکمانوں کی اورتکی نسل میں پہلا شخص تھا۔ جس نے یروشلم پر قبضہ کیا اور شام میں حکومت کی۔ اس کے جانشینوں کے نام حسب ذیل ہیں:۔

حسام الدین تمورتاش بن الغازی اپنے باپ کا جانشین ہوا) ۱۱۲۲ء مطابق ۵۱۶ھ

نجم الدین ابوالمظفر تمورتاش ۱۱۵۲ء مطابق ۵۴۷ھ ہجری۔

قطب الدین الغازی بن البی ۱۱۷۶ء مطابق ۵۷۲ھ ہجری۔

حسام الدین یولق ارسلان بن قطب الدین ۱۱۸۴ء مطابق ۵۸۰ھ۔

ملک المنصور ناصر الدین اورتک ارسلان بن قطب الدین ۱۲۰۱ء مطابق ۵۹۷ھ

ملک السعید نجم الدین غازی بن ناصر الدین اورتک ۱۲۳۹ء مطابق ۶۳۷ھ۔

ملک المظفر قرا ارسلان بن نجم الدین ۱۲۵۵ء مطابق ۶۵۳ھ۔

شمس الدین داود ۱۲۹۱ء مطابق ۶۹۱ھ

ملک المنصور نجم الدین غازی ۱۲۹۳ء م ۶۹۳ھ

البی ملک العادل عماد الدین علی ۱۳۱۲ء مطابق ۷۱۲ھ

ملک الصالح شمس الدین صالح ۱۳۱۲ء مطابق ۷۱۲ھ

یہ اس خاندان کا آخری بادشاہ تھا۔

غازی الدین حیدر۔ اودھ کا پہلا بادشاہ تھا نواب سعادت علی خاں نواب اودھ نے ۱۸۱۴ء مطابق ۱۲۲۹ھ میں انتقال کیا یہ اُن کا جانشین ہوا۔ پانچ برس کے بعد اس نے انگریزوں کی صلاح اور مدد سے بادشاہت کا اعلان کیا۔ تخت دہلی سے جو برائے نام رشتہ باقی رہ گیا تھا۔ وہ بھی قطع کر لیا۔ ۱۸۔ ذی الحجہ ۱۲۳۴ھ مطابق ۹۔ اکتوبر ۱۸۱۹ء کو ابوالمظفر معز الدین شاہ زمان غازی الدین حیدر بادشاہ کا لقب اختیار کیا۔ اور تاجپوشی کی رسم لکھنؤ میں نہایت دھوم سے ہوئی انگریزی ریذیڈنٹ نے مبارکباد دی۔ اور زر و جواہر نچھاور کیے گئے۔ ۱۳۔ برس تک حکومت کرنے کے بعد ۱۹۔ اکتوبر ۱۸۲۷ء مطابق ۲۷۔ ربیع الاول ۱۲۴۳ھ کو ۵۸ برس کی عمر میں انتقال کیا۔ سلیمان جاہ نصیر الدین حیدر اس کا بیٹا جانشین ہوا۔

غازی الدین خاں امیر الامرا۔ نظام الملک آصف جاہ اول کا (جس کو خان دوران کا خطاب بھی دربار بادشاہی سے حاصل تھا۔) بڑا بیٹا تھا۔ اپنے والد کے انتقال کے بعد اُس زمانہ میں جبکہ نادر شاہ ہندوستان سے واپس ہوا تھا۔ یعنی ۱۷۳۹ء مطابق ۱۱۵۲ھ میں محمد شاہ کے دربار سے اس کو امیر الامرا کا موروثی خطاب ملا۔ اور فیروز جنگ کا خطاب بھی حاصل ہوا۔ اس کا بڑا بھائی ناصر جنگ دکن میں آصف جاہ اول کا جانشین ہو چکا تھا۔ جب اُس کے انتقال کی خبر ملی تو یہ دہلی سے دکن کو روانہ ہوا کہ وہاں کی حکومت ہاتھ میں لے۔ لیکن اجل نے فرصت نہ دی۔

اور ۱۶- اکتوبر ۱۷۵۲ء مطابق ۷- ذوالحجہ ۱۱۶۵ھ کو راہ میں بمقام اورنگ آباد انتقال کیا اور نعش دہلی لاکر دفن کی گئی اس کے بعد اس کے بیٹے کو خطاب و منصب حاصل ہوا۔

غازی الدین خاں امیر الامرا- اصل نام شہاب الدین تھا- آصف جاہ اول کا پوتا تھا۔ ۱۷۵۲ء مطابق ۱۱۶۵ھ میں دربار احمد شاہ سے امیر الامرا کا منصب عطا ہوا اور موروثی خطاب کے علاوہ عماد الملک کا خطاب بھی مرحمت ہوا۔ احمد شاہ کے تخت نشین ہوتے ہی خانہ جنگی شروع ہو گئی اس کی حکومت کو چھ سال گزرے تھے کہ امیر الامرا نے اس کی آنکھیں نکلوا کر معزول کر دیا- اور جہاندار شاہ کے بیٹے کو عالمگیر ثانی کے لقب سے بادشاہ بنا دیا اور خود وزیر بنا- لاہور پر قبضہ کیا- اس دوران میں احمد شاہ درانی نے ہندوستان پر حملہ کیا اور دہلی کو تاخت و تاراج کیا- امیر الامرا نے احمد شاہ کے خلاف سازشیں کیں اور مرہٹوں کی مدد سے لاہور پر حملہ کیا- مگر کوئی کوشش کارگر نہ ہوئی تھی کہ اس شبہ میں کہ عالمگیر ثانی احمد شاہ سے سازش رکھتا ہے- اس کو قتل کرا دیا- احمد شاہ ۱۷۶۱ء میں مرہٹوں پر غالب آیا اور غازی الدین خاں کی سازشوں کا خاتمہ ہو گیا- اس کو بھاگ کر سورج مل جاٹ کے پناہ لینی پڑی کہا جاتا ہے کہ کالپی میں ۱۸۰۰ء میں انتقال کیا- لیکن اس کی تاریخ وفات کا صحیح پتا نہیں چلتا- بقول مآثر الامرا ۱۸۰۳ء مطابق ۱۲۱۸ھ میں دکن جانا اور مالوے میں جاگیردار ہونا بھی پایا جاتا ہے- عربی- فارسی- ترکی اردو شعر کہتا تھا- نظام تخلص تھا- ایک ضخیم فارسی دیوان چھوڑا-

غازی الدین خاں فیروز جنگ- چین قلیچ خاں صدر الصدور کا بیٹا تھا- عالمگیر کے دربار سے ہفت ہزاری منصب اور غازی الدین خاں فیروز جنگ کا خطاب پایا- اس کے بعد بیجاپور کی فتح کے صلہ میں "فرزند ارجمند بے ریو رنگ" کے لقب سے ممتاز ہوا- ۱۱۱۱ھ میں عالمگیر نے بطور یادگار شاہی اس کو ایک انگوٹھی عطا فرمائی تھی- جس پر "قلیچ خاں" کندہ تھا- بہادر شاہ کے عہد میں مالوے کا صوبیدار ہوا- ۱۷۱۰ء مطابق ۱۱۲۲ھ میں بمقام احمد آباد انتقال کیا- نعش دہلی گئی اور اجمیری دروازہ کے قریب اپنی ہی معمرہ خانقاہ میں دفن ہوا- اس کی شادی نواب عمدۃ الملک سعد اللہ خاں (مدار المہام شاہجہاں) کی بیٹی سے ہوئی تھی جس کے بطن سے نواب میر قمر الدین خاں نظام الملک آصف جاہ اول جن کی اولاد اب تک دکن میں حکمراں ہے پیدا ہوئے-

غازی انور پاشا- ایک غریب خاندان میں ۱۸۸۲ء میں پیدا ہوئے- معمولی تعلیم حاصل کرنے کے بعد قسطنطنیہ کے مشہور اسکول حربیہ میں داخل ہو کر کامیابی حاصل کی- اور فوج میں ملازم ہو کر بتدریج ترقی کرتے گئے اور ترکی کے خاص لوگوں میں شمار ہونے لگے ۱۹۰۵ء میں انور پاشا سالونیکا کی خفیہ کمیٹی میں

شامل ہوئے اور ۱۹۰۹ء میں علی الاعلان بادشاہ
کے احکام کی مخالفت اور طلب دستور کی
کوشش کرنے لگے۔ ۱۹۱۱ء کی جنگ طرابلس
میں انھوں نے زیادہ حصہ لیا۔ شیخ سنوسی
کے حلقہ میں شامل ہو کر ان کے گروہ کو جنگ کے
واسطے آمادہ و طیار کیا۔ اپریل ۱۹۱۲ء میں
ان کی وفات کی خبر مشہور ہوئی جو بعد کو
غلط ثابت ہوئی۔ جنگ بلقان میں انور پاشا
کی سیاسیات اور تدبیروں کو بہت زیادہ دخل تھا
ایڈریانوپل کی شاندار فتح کا سہرا بھی انور پاشا
کے سر رہا۔ جنگ عظیم کے بعد ۱۹۱۹ء کے
آخری حصہ میں انور پاشا ٹرکی سے رخصت
ہو کر برلن پہنچ گئے تھے۔ اس کے بعد سے
انور پاشا کے متعلق اکثر خبریں گشت کرنے
لگیں۔ کبھی کردستان کے بادشاہ ہوئے
کبھی بالشویک سپاہ کے کمانڈر انچیف
کبھی عراق عرب کو آزاد کرانے والے لیڈر
ان کی وفات ہنوز تصدیق طلب ہے کیونکہ
۱۹۲۴ء میں بھی ایک خبر مشہور ہوئی تھی کہ
وہ ابھی بقید حیات ہیں۔

غازی خاں۔ (افغان) اس نے شہنشاہ
بابر کو ہندوستان آنے کی دعوت دی تھی
اس کے پاس ایک عظیم الشان کتب خانہ تھا
جس میں دیگر علوم کے علاوہ علم فقہ اور تصوف کی
نادر کتابیں موجود تھیں۔ بابر کے ہندوستان
پہنچنے پر غازی خاں منحرف ہو گیا تھا۔ اور
اپنی سرکشی کی وجہ سے شاہی قید میں آگیا۔
۱۵۲۵ء میں پانی پت کی مشہور لڑائی سے قبل
بابر نے اس کے کتب خانہ کا معائنہ کیا تھا۔ اور اس میں سے
چند کتابیں ہمایوں اور کامران کے پاس کابل
بھیجدی تھیں۔

غالب۔ میر فخر الدین کا تخلص ہے۔ ان کے فارسی
قصائد مشہور ہیں جو ۱۷۲۳ء مطابق ۱۱۳۶ھ
میں بعہد محمد شاہ لکھے گئے۔

غالب۔ شیخ اسد اللہ کا تخلص ہے جو شیخ محمد افضل
الہ آبادی کے بھانجے تھے ۱۷۵۰ء مطابق
۱۱۶۳ھ میں وفات پائی۔

غالب۔ مرزا اسد اللہ خاں نام اور مرزا نوشہ
عرف ہے۔ ۸۔ رجب ۱۲۲۲ھ مطابق ۱۷۹۷ء
کو بمقام آگرہ پیدا ہوئے۔ عنفوان شباب میں
دہلی آئے اور آخر عمر تک وہیں رہے جہاں
۷۲ برس کی عمر میں ۱۵۔ فروری ۱۸۶۹ء
مطابق ۱۲۸۵ھ کو انتقال کر گئے۔ جوار حضرت
نظام الدین اولیاء میں دفن ہوئے۔ اردو
فارسی کے مسلم الثبوت استاد تھے اردو اور فارسی
دیوان کے سوا ان کی بہت سی تصانیف موجود
ہیں۔ جن میں پنج آہنگ۔ دستنبو۔ مہر نیمروز
مشہور ہیں۔ اردو دیوان غالب کے نفیس
ایڈیشن مشرح اور غیر مشرح حال میں نظامی پریس
بدایوں نے شائع کیے ہیں۔ اردو نثر میں مراسلے کو
مکالمے کی صورت میں لکھنے کی طرز سب سے
پہلے انھیں نے ایجاد کی تھی۔ ان کے خطوط
کا مجموعہ عود ہندی اور اردوئے معلیٰ کے
نام سے شائع ہو چکا ہے۔

غریب۔ شیخ نصیر الدین دہلوی کا تخلص ہے۔ فارسی
میں ایک مختصر دیوان ان کی تصنیف ہے۔

غزالی۔ امام محمد غزالی کے چھوٹے بھائی تھے۔
شافعی فرقہ کے امام تھے اور قزوین میں

۱۱۲۳ء مطابق ۵۱۷ھ میں انتقال کیا اور
بقول ابن خلکان ۵۲۰ھ مطابق ۱۱۲۶ء
وفات پائی۔

غزالی امام محمدؒ۔ ابو حامد کنیت محمد زین الدین نام
اپنے وطن کی نسبت کی وجہ سے محمد زین الدین الطوسی
کے نام سے مشہور رہیں۔ مذہب اسلام کے
مشہور امام اور جید عالم فلسفی ہیں۔
کیمیائے سعادت ان کی مشہور کتاب ہے
جس کا ترجمہ اردو میں بھی ہوگیا ہے۔ ۹۹-
تصانیف ہیں جن میں سے تفسیر جواہر القرآن
عقائد غزالی۔ احیاء العلوم۔ تحفۃ الفلسفہ بہت
مشہور رہیں ۱۰۵۸ء مطابق ۴۵۰ھ میں
طوس کے ایک موضع غزالہ میں پیدا ہوئے
اور ۱۸ دسمبر ۱۱۱۱ء مطابق ۱۴ جمادی الثانی
۵۰۵ھ کو ۵۵ سال کی عمر میں انتقال کیا۔

غزالی مولینا۔ اکبری عہد کے مشہور شعرا و
مصنفین میں ان کا شمار رہی۔ روضۃ الصفا
نامی اپنے ایک قصیدے میں اُنھوں نے
اپنے حالات لکھے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ
۱۵۲۴ء مطابق ۹۳۱ھ میں پیدا ہوئے
تھے۔ مشہد سے دکن آئے۔ یہاں سے جونپور
جا کر علی قلی خاں زماں حاکم جونپور کی ملازمت
میں داخل ہوئے۔ اسی زمانے میں نقش بدیع ایک
مثنوی لکھی۔ جس کے ہر شعر پر خان زماں نے
ایک اشرفی انعام میں دی۔ اکبر نے جب
خان زماں کو شکست دیکر ۱۵۶۷ء مطابق
۹۷۵ھ میں قتل کیا تو یہ اکبر کے ہمراہ آگرے
چلے گئے اکبر نے ان کو ملک الشعرا کا خطاب
دیا۔ ہندوستان میں یہ پہلے شخص تھے جن کو
ملک الشعرائی کا مرتبہ حاصل ہوا۔ گجرات کی
فتح کے وقت بھی اکبر کے ہمراہ تھے۔ ۵ دسمبر
۱۵۷۲ء مطابق ۲۷ رجب ۹۸۰ھ کو
انتقال کیا اور احمد آباد میں دفن ہوئے
دیوان کے علاوہ ان کی کئی مثنویاں کتاب
اسرار۔ رشحۃ الحیات اور مراۃ الکائنات
مشہور رہیں۔

غازان خاں۔ ہلاکو خاں کی چوتھی پشت میں تھا
اس کے باپ کا نام ارغون خاں تھا۔
بائدو خاں اپنے چچا کو معزول کرنے کے
بعد اکتوبر ۱۲۹۵ء مطابق ذی الحجہ ۶۹۴ھ
میں فارس کا ساتواں تاتاری بادشاہ ہوا
چنگیز خاں کی اولاد میں یہ دوسرا بادشاہ تھا
جس نے مذہب اسلام قبول کیا۔ یہ تنہا
مسلمان نہیں ہوا بلکہ اس کا تمام جمعیت
نے جس کی تعداد ایک لاکھ کہی جاتی ہے کلمہ
توحید پڑھا۔ اُس نے مسلمان ہو کر سلطان محمد
کا لقب اختیار کیا اور خاقان تاتار کی حکومت
سے جو اُس وقت تک مسلمان نہیں ہوا تھا
آزاد ہو کر خود مختاری کا اعلان کر دیا اور حکم دیا
کہ آیندہ خاقان کے نام کا سکہ مسکوک نہ کیا
جاوے۔ اس کی حکومت ۹ برس کے قریب
رہی۔ ۱۷ مئی ۱۳۰۴ء مطابق ۱۱ شوال ۷۰۳ھ
کو قزوین میں وفات پائی۔ تبریز کی ایک
مسجد میں جو اُسی کی معمرہ تھی۔ مدفون ہوا۔
الجائیتو اس کا بھائی محمد خدابندہ کے
لقب سے جانشین ہوا۔

غضنفر خاں۔ الہ وردی خاں اول کا بیٹا
اور الہ وردی خاں ثانی کا بھائی تھا جو

شاہجہاں اور عالمگیر کے زمانہ کا ایک امیر تھا
تین بار مختلف اوقات میں سہارنپور اور ٹھٹھے
کا حاکم مقرر ہوا۔ ٹھٹھے میں یکم مئی ۱۶۶۶ء مطابق
۱۷- ذیقعدہ ۱۰۷۶ھ کو فوت ہوا اور وہیں
دفن کیا گیا۔

غلام احمد مرزا - قادیان - ضلع گورداسپور
پنجاب کے رہنے والے تھے - انھوں نے
اسلام میں ایک نئے فرقہ کی بنا ۱۸۹۰ء
میں ڈالی جو فرقہ احمدیہ کے نام سے مشہور ہے
اس سے پہلے آپ نے ۱۸۸۰ء میں ایک کتاب
"براہین احمدیہ" کے نام سے تصنیف کی جس
میں اسلام کی حقانیت اور سچائی ثابت کی گئی
تھی - اسی کتاب میں اپنے مجدد ہونے کا دعویٰ
کیا تھا - آریہ - عیسائی اور اسلام کے دیگر فرقوں سے
اکثر مناظرے کیے - آپ ۸۰ کتابوں کے
مصنف تھے جو سب مذہبی مناظرے کا
رنگ لیے ہوئے ہیں ۱۹۰۸ء میں ۶۸ برس
کی عمر میں بعارضہ اسہال لاہور میں وصال ہوا
اور قادیان میں دفن کیے گئے - آپ کو مسیح موعود
اور مہدی معہود ہونیکا دعوے تھا - لیکن پھر بھی
آپ نے اپنی آخری تقریروں میں یہ فرمایا کہ
میرا کوئی دعویٰ نبوت کا نہیں ہے صرف مجدد
ہوں - چنانچہ آپ کے مقلدین کا ایک گروہ
ایسا بھی ہے جو آپ کو صرف مجدد سمجھتا ہے -

غلام الثقلین - خواجہ غلام عباس کے بیٹے باشندہ
پانی پت (کرنال) علیگڑھ کالج سے ۱۸۹۳ء
میں بی - اے پاس کیا - عصر جدید ایک ماہوار
رسالہ نکالا جو مسلمانوں کو اصلاح رسوم اور
کفایت شعاری کا سبق دیتا تھا صوبہ متحدہ کی
کونسل کے ممبر رہے اور یہاں حد بندی سود
کے متعلق کوششیں کیں - اسلامی ممالک
کی سیاحی کی اور اپنے تمام سفر کے حالات
نہایت مفید اور دلچسپ طریقے میں مرتب
کرکے روزنامچہ سیاحت کے نام سے شائع
کیے - جس میں عراق عرب - ایران کاکیشیہ
قسطنطنیہ شام - مدینہ منورہ اور مصر کے
دلچسپ حالات درج ہیں اور ان ملکوں کی
تمدنی اور پولیٹکل حالت پر نتیجہ خیز بحث کی
گئی ہے - دوسری کتاب جو "تاریخ مسئلہ سود" ہے
آپ نے انگریزی زبان میں لکھی - جس میں
ہندوستان کی اقتصادی حالت کا اندازہ
کرکے بتایا گیا ہے کہ اس ملک میں سود کے
متعلق کس قانون کی ضرورت ہے اور موجودہ
قانون سے ملک کو کیا نقصان پہنچ رہا ہے
۳- دسمبر ۱۹۱۵ء کو تقریباً ۵۴ سال کی عمر میں
طویل علالت کے بعد اپنے وطن پانی پت میں
انتقال کیا اور وہیں درگاہ میر جی صاحب
متصل عیدگاہ میں دفن ہوئے -

غلام حسین خاں - تاریخ بنگال موسومہ ریاض السلاطین
کے مصنف ہیں جو ۱۷۸۸ء میں تصنیف ہوئی
اپنے علم وفضل و دیانت کے سبب مشہور تھے -
نواب علی ابراہیم خاں نے ان کو اپنی عدالت میں
قاضی کا عہدہ عطا کیا تھا -

غلام حسین خاں نواب سید طبا طبائی -
ہدایت علی خاں بہادر اسد جنگ کے بیٹے تھے
طبا طبائی کی اولاد میں تھے - اسی وجہ سے طبا طبائی
کہلاتے تھے - تاریخ سیر المتاخرین ان کی تصنیف
ہے جو ۱۷۸۱ء مطابق ۱۱۹۵ھ میں لکھی گئی -

جس کا انگریزی میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے۔ ان کی ایک مثنوی بشارات الایمانات کے نام سے مشہور ہے۔

غلام عظیم شاہ۔ بن شاہ ابو المعالی بن شاہ اجمل الہ آبادی۔ الہ آباد کے دائرہ شاہ اجمل کے نامور بزرگوں میں ان کا شمار ہے۔ دو دیوان اور ایک مثنوی یادگار ہے۔

غلام علی۔ شاہ عالم نامہ اس کی تصنیف ہے یہ شاہ عالم کے زمانہ کی تاریخ ہے۔ اس کا انتقال سنہ ۱۸۰۶ء مطابق سنہ ۱۲۲۱ھ میں ہوا۔

غلام علی خاں۔ لمعۃ الطاہرین اس کی تصنیف ہے جو حمد و نعت میں لکھی گئی تھی اور شہنشاہ عالمگیر کے نام پر معنون کی گئی تھی۔

غلام علی مولینا۔ دہلوی حضرت علی کی نسل سے عارف کامل اور جامع علوم ظاہر و باطن تھے پیدائش سنہ ۱۱۵۶ھ مطابق سنہ ۱۷۴۳ء ۲۲ صفر سنہ ۱۲۴۰ھ مطابق سنہ ۱۸۲۴ء کو انتقال کیا اور اپنے مرشد کے پہلو میں دفن ہوئے۔

غلام علی مہر آزاد۔ (ملاحظہ ہو آزاد)

غلام قادر خاں۔ ضابطہ خاں کا لڑکا اور نجیب الدولہ روہیلہ سردار کا پوتا تھا اس ظالم اور بے رحم نے اپنے آقا شہنشاہ دہلی کی آنکھیں نکال لیں اور بیدار بخت کو تخت پر بٹھایا جو احمد شاہ کا لڑکا اور محمد شاہ کا پوتا تھا۔ یہ واقعہ ۱۰۔ اگست سنہ ۱۷۸۸ء مطابق ۷۔ ذی قعدہ سنہ ۱۲۰۲ھ کو ہوا۔ مہاراجہ سیندھیا وزیر شاہ عالم کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی اُس نے غلام قادر کو گرفتار کرنا چاہا مگر وہ فرار ہو گیا۔ آخر میں میرٹھ سے راجہ نے پنجرے میں بند کر کے ناک کان ہاتھ پاؤں کٹوائے اور اس ہیئت سے دہلی بھجوا دیا۔ مگر راستہ میں بماہ دسمبر سنہ ۱۷۸۸ء مطابق سنہ ۱۲۰۳ھ مر گیا۔ اس کی قبر بمقام اول ضلع آگرہ ہے بادشاہ نے اندھے ہونے کے بعد عالم مایوسی میں ایک مشہور قصیدہ لکھا تھا جس میں اس نمک حرام سردار کا اس طرح ذکر کیا ہے

داد افغاں بچہ شوکت شاہی برباد
کیست جز ذات منزہ کہ کند یاری ما

غلام قطب الدین شاہ الہ آبادی:۔ مصیبت تخلص۔ شیخ محمد فاخر کے بیٹے تھے نان و قابہ ان کی تصنیف ہے جس کو "نان و حلوہ" کے جواب میں لکھا ہے۔ ۲۹ اگست سنہ ۱۷۲۵ء مطابق پہلی محرم سنہ ۱۱۳۸ھ کو پیدا ہوئے حج کے لیے مکہ شریف گئے وہاں سنہ ۱۷۷۳ء مطابق سنہ ۱۱۸۷ھ میں انتقال کیا۔

غلام محمد۔ سلطان ٹیپو والی میسور کا پوتا تھا۔ یہ غلام محمد وہ شخص ہیں جو ٹیپو سلطان کے قتل کے بعد عہد طفولیت میں انگریزوں کی قید میں آگیا تھا۔ خدا کی قدرت کہ عالم ضعیفی میں انگریزوں نے ایک معزز خطاب سے ممتاز کیا۔ بمقام کلکتہ ۱۱۔ اگست سنہ ۱۸۷۲ء کو ۸۰ سال کی عمر میں انتقال کیا۔

غنی۔ مرزا محمد طاہر کا تخلص ہے۔ ان کا وطن کشمیر تھا۔ فارسی ادب میں غنی کشمیری کے نام سے مشہور ہیں۔ شیخ محسن فانی کے مشہور تلامذہ میں تھے۔ ان کا دیوان عام طور پر دستیاب ہوتا ہے۔ شہنشاہ عالمگیر کے زمانہ میں تھے ان کے متعلق یہ روایت مشہور ہے کہ

سیف خاں ناظم کشمیر کے ذریعہ سے بادشاہ نے ان کو اپنے حضور میں طلب کیا تھا۔ انھوں نے جانے سے انکار کر دیا۔ اور سیف خاں سے کہہ دیا کہ وہ بادشاہ کو اُن کی طلبی کے جواب میں یہ معروضہ بھیجے کہ غنی مجنون ہو گیا ہے۔ وہ بادشاہ کی حضوری کے نا قابل ہے ناظم نے جواب دیا کہ میں ایک عقلمند شخص کی نسبت ایسا کس طرح لکھ سکتا ہوں یہ سُنکر غنی پر جذبہ کی حالت طاری ہو گئی اور اُس کے تیسرے دن وہ جاں بحق تسلیم ہو گئے۔ یہ واقعہ ۱۶۶۸ء مطابق ۱۰۷۹ھ کا ہے۔ اُن کے اُستاد محسن فانی اُس وقت زندہ تھے اُن کا انتقال ۱۶۷۰ء میں ہوا ہے۔ غنی کا جس وقت انتقال ہوا ہے تو وہ جوان تھے اور ان کی شاعری عروج پر تھی۔ کبھی کبھی طاہر بھی تخلص کرتے تھے۔

غنیمت۔ محمد اکرم کا تخلص ہے۔ عہد عالمگیری کے شاعر تھے۔ ایک فارسی دیوان اور مثنوی غنیمت الموسوم بہ نیرنگ عشق ان کی تصنیف سے مشہور ہے۔ یہ مثنوی عرصہ تک فارسی درس میں شامل رہی ہے۔

غواصی یزدی۔ اصل نام عزیز الدین تھا۔ شہر یزد کے رہنے والے تھے۔ پانچسو اشعار روزانہ لکھتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ اپنی زندگی میں ایک لاکھ اشعار تصنیف کیے۔ اپنی ایک کتاب میں جو ۱۵۲۳ء مطابق ۹۲۹ھ میں لکھی گئی لکھتے ہیں کہ انھوں نے نظم میں مسمی روضۃ الشہدا۔ تاریخ طبری۔ قصص الانبیا۔ کلیلہ و دمنہ۔ ذخیرہ خوارزم شاہی وغیرہ جیسی مشہور کتب فارسی کو نظم کیا ہے۔

غوث اعظم (دیکھو عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

غوث العالم۔ ایک مشہور صوفی تھے (دیکھو محمد غوث گوالیاری)

غوث محمد خان۔ محتشم الدولہ ان کا خطاب ہے ۱۸۶۰ء میں جاورہ کے نواب تھے۔ اس ریاست کے بانی سوات (افغانستان) کے [illegible] قائم ہوئی

غیاث الدین۔ غیاث اللغات ان کی تصنیف ہے (دیکھو محمد غیاث الدین)

غیاث الدین بلبن سلطان۔ دہلی کا بادشاہ تھا۔ ابتدائی زمانہ میں جب اس کے شباب کے آثار نمایاں ہو چکے تھے بطور غلام کے خرید کیا گیا تھا۔ التمش اس پر نہایت مہربان تھا۔ رفتہ رفتہ وہ اس کے امرائے سلطنت میں داخل ہو گیا اور آخر میں بادشاہ نے اس کو اپنی فرزندی میں لے لیا۔ ناصر الدین محمود کے بادشاہ ہونے پر اس کو منصب وزارت عطا ہوا۔ ۱۲۶۶ء مطابق ۶۶۴ھ میں جب سلطان ناصر الدین مر گیا تقدیر نے اس کو بادشاہ بنا دیا اور نہایت کامیابی کے ساتھ بیس سال تک ہندوستان کا بادشاہ رہا۔ ۱۲۸۶ء مطابق ۶۸۵ھ میں بعمر ۸۰ سال انتقال کیا۔ معز الدین کیقباد جو ناصر الدین بغرا خاں کا لڑکا اور غیاث الدین کا پوتا تھا اس کا جانشین ہوا۔

غیاث الدین بہمنی سلطان۔ سلطان محمود شاہ اول کا بڑا بیٹا تھا۔ اپریل ۱۳۹۷ء میں اپنے والد کی وفات کے بعد ۱۷ سال کی عمر میں دکن کا بادشاہ ہوا۔ اس کی حکومت کو صرف ایک ماہ

۲۰ دن گزرے تھے کہ ایک ترکی غلام نے جو وزارت کے عہدے کا متمنی تھا۔ اپنی خواہش میں مایوس ہو جانے کے بعد بادشاہ کو اندھا کرنیکے بعد ساگر کے قلعہ میں محبوس کر دیا۔ اور ۱۴۔ جون ۱۳۹۷ء مطابق ۱۷۔ رمضان ۷۹۹ھ کو اس کے بھائی کو تخت نشین کیا۔

غیاث الدین یوزلی۔ ۱۳۶۷ء مطابق ۷۶۹ھ میں اپنے والد کی جگہ بنگال کا بادشاہ ہوا اور ۷ سال حکومت کرنے کے بعد ۱۳۷۳ء میں فوت ہو گیا۔ اس کا بیٹا سلطان السلاطین اس کا جانشین ہوا۔

غیاث الدین تغلق (اول سلطان، غازی کے نام سے بھی مشہور ہے۔ اس کا باپ تغلق۔ ایک ہندی عورت کے بطن سے سلطان بلبن کے ایک ترک غلام کا بیٹا تھا۔ غیاث الدین ۲۶۔ اگست ۱۳۲۰ء مطابق یکم شعبان ۷۲۰ھ کو خسرو شاہ کو قتل کر کے دہلی کے تخت کا مالک بن گیا۔ اُس نے نہایت بے لوثی اور نیک نفسی سے تین سال کچھ ماہ حکومت کی۔ کئی سال کی بدعملی سے ملکی نظم و نسق میں جو خرابیاں پیدا ہو گئی تھیں۔ حتی الامکان اُن کو دور کیا۔ مشرقی بنگال کے حاکم نے بغرا خاں کی اولاد سے انحراف کیا تو وہ خود مہم لیکر گیا واپسی میں ترہٹ (بنگال) کے باغی راجہ کو بھی مغلوب کیا۔ اس خوشی میں بادشاہ کی واپسی پر ایک منزل پہلے استقبال کا سامان کیا گیا تھا۔ اور بادشاہ کی دعوت کی غرض سے اُس کے لڑکے الغ خاں نے ایک عارضی خوشنما عمارت بطور کوشک کے تیار کرائی تھی۔ بادشاہ اِس عمارت میں کھانا کھا رہا تھا کہ یکایک چھت گر پڑی اور اس نیک دل بادشاہ نے اس صدمے سے فروری ۱۳۲۵ء مطابق ربیع الاول ۷۲۵ھ میں انتقال کیا امیر خسرو مشہور شاعر اسی بادشاہ کے وقت میں گزرے ہیں جنھوں نے تغلق نامہ لکھا۔ اس کے جانشینوں کی فہرست یہ ہے محمد شاہ فیروز شاہ غیاث الدین دوئم۔ ابوبکر شاہ محمد شاہ دوئم۔ علاء الدین سکندر شاہ۔ نصرت خاں محمود شاہ اقبال خاں۔ محمود خاں علی الترتیب تغلق خاندان کے بادشاہ ہوئے۔

غیاث الدین خلجی سلطان۔ سلطان محمود خلجی کا لڑکا تھا۔ مئی ۱۴۶۹ء مطابق ذیقعدہ ۸۷۳ھ میں اپنے باپ کی وفات کے بعد تخت گجرات پر بیٹھا۔ اس کی حکومت کے تینتیسویں سال میں جب اس کے قویٰ میں بھی ضعف کے آثار پیدا ہو گئے تھے اس کے دونوں لڑکے جو بادشاہ ہونے کے لیے باپ کے مرنے کی دعائیں مانگتے تھے۔ طمع حکمرانی سے اندھے ہو کر ایک دوسرے سے بھڑ گئے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بڑے لڑکے نصیر الدین نے اپنے بھائی شجاعت خاں کو بتاریخ ۲۲۔ اکتوبر ۱۵۰۰ء مطابق ۲۴۔ ربیع الثانی ۹۰۶ھ قتل کر دیا اور خود بادشاہ ہو گیا۔ اس واقعہ کے تھوڑے دنوں کے بعد محل شاہی میں شاہ غیاث الدین کو بھی مردہ پایا گیا۔ اُس وقت عام طور پر یہ کہا گیا کہ ناصر الدین نے بادشاہ بن بیٹھنے کے لیے اپنے بڈھے باپ کا زہر سے کام تمام کر کے راستہ صاف کیا ہے۔

غیاث الدین کرد ملک اول۔ کردوں کا چوتھا بادشاہ بادشاہ تھا اپنے بھائی ملک

فخر الدین کرد کی وفات پر ۱۳۰۸ء مطابق ۷۰۶ھ
میں اس کا جانشین ہوا۔ ہرات بلخ اور غزنی پر
۲۱ سال حکومت کرکے ۱۳۲۹ء مطابق ۷۲۹ھ
میں فوت ہوا اس کا بیٹا ملک شمس الدین کرد
جانشین ہوا

غیاث الدین کرد ملک ثانی۔ آٹھواں اور
آخری بادشاہ تھا۔ ۱۳۷۰ء مطابق ۷۷۱ھ
میں اپنے والد یا دادا معزالدین کے بعد بادشاہ
ہوا۔ ہرات غور۔ سرخس اور نیشاپور پر ۱۲ سال
حکومت کی اور طاس اور جام کو فتح کیا۔ سبزوار
کے سربداروں اور "جانی قربانی" کے سرداروں سے
کئی لڑائیاں لڑیں یہ بادشاہ اپنی سفاکی میں مشہور
تھا۔ ۱۳۸۱ء مطابق ۷۸۳ھ میں امیر تیمور
نے اس کو شکست دیکر ہرات کو فتح کرلیا۔
غیاث الدین کو اس کے بیٹے اور بھائیوں سمیت
گرفتار کرکے قتل کرادیا۔ اس خاندان نے بحساب
قمری ایک سو ۱۹ سال دو ماہ حکومت کی۔

غیاث الدین محمد سلطان۔ (ملاحظہ ہو محمد سلطان)

غیاث الدین محمد غوری۔ غزنی اور غور کا
بادشاہ تھا بہاء الدین سام کا بیٹا تھا۔
اور علاء الدین حسن جہاں سوز کا بھتیجا تھا۔ ملک
سیف الدین کی وفات کے بعد ۱۱۶۰ء میں غور
اور غزنی کا بادشاہ ہوا۔ غزنی کی حکومت اپنے
بھائی شہاب الدین عرف معزالدین محمد کو تفویض
کی اس مشہور سپہ سالار نے خراسان۔ اور
ہندوستان کا زیادہ حصہ فتح کیا۔ غیاث الدین
نے ان مقبوضات کو اپنی مملکت میں ملحق کرلیا۔
۱۲۔ مارچ ۱۲۰۳ء مطابق ۲۷۔ جمادی الاول۔
۵۹۹ھ کو غیاث الدین نے انتقال کیا۔ اس کا
بھائی شہاب الدین اس کا جانشین ہوا۔
غیاث الدین کی زندگی بھی سلطنت کے تمام انتظامات
خاص کر جنگی مہمات شہاب الدین ہی کی سپرد تھیں
یہ دونوں بادشاہ برادرانہ یک جہتی کے لیے
ہندوستان بلکہ ایشیا کی تاریخ میں مشہور ہیں

غیاث الدین محمود۔ غیاث الدین محمد غزنوی کا
بیٹا تھا۔ اپنے چچا شہاب الدین کے بعد ۱۲۰۶ء
مطابق ۶۰۲ھ میں غور و غزنی کی بادشاہت
کا مالک ہوا۔ ۴ سال حکومت کرنے کے بعد
محمود علی شاہ کے طرفداروں نے ۳۱۔ جولائی
۱۲۱۰ء مطابق ۷۔ صفر ۶۰۷ھ کو ہلاک کردیا۔
پہلے یہ فیروزکوہ کے نامی قلعہ میں جو اس کا پایہ تخت
تھا۔ دفن ہوا۔ مگر بعد کو اس کی نعش ہرات میں
لاکر سپرد خاک کی گئی۔ اس کا بیٹا بہاء الدین سام
بادشاہ ہوا۔ جس کو تین مہینے کے بعد علاء الدین
اتسیز (پسر علاء الدین جہاں سوز) نے شکست
دیکر تخت سے اتار دیا۔ اتسیز نے غیاث الدین
محمود پر فتح پانے کے بعد غور اور غزنی کے
صوبوں پر اس وقت تک حکومت کی جبتک کہ
ملک ناصر الدین حسین امیر شکار نے اس کو شکست
دیکر ۱۲۱۴ء مطابق ۶۱۱ھ میں قتل نہ کردیا۔
اس واقعہ کے بعد علاء الدین محمد بن ابو علی برادر زادہ
ملک غیاث الدین محمد تاج الدین ہلاکو کی مدد سے
تخت و تاج کا مالک ہوگیا۔

غیرت خاں۔ عبداللہ خاں فیروز جنگ کا بھتیجا
تھا اور سردار خاں کا بیٹا تھا۔ بادشاہ
شاہجہاں کا معتمد علیہ تھا۔ خان جہاں
لودی کے قتل پر مامور کیا گیا۔ ۱۶۳۱ء
میں اس کام کو پورا کرکے۔ خان جہان مذکور

سر اُتار کر بادشاہ کے سامنے پیش کیا۔ جس کے صلہ میں غیرت خاں کا خطاب ملا۔ اور دو ہزاری منصب عطا ہوا۔ آخر زمانے میں ٹھٹھے کا ناظم بنایا گیا۔ وہیں انتقال ہوا۔ جہانگیر نامہ اسی کی تصنیف سے ہے۔

ردیف (ف)

فارابی ابونصر (فارابی اپنے وطن کی نسبت سے مشہور ہے جو ترکی میں ایک شہر ہے) اسلامی دنیا کے مشاہیر فلسفیوں میں تھا۔ قدرتی جودت و ذہانت پائی تھی۔ اپنی فیاضی کے لیے بھی مشہور تھا۔ ابو سینا کی پیدائش سے ۳۰ سال پہلے سنہ ۹۵۰ء مطابق سنہ ۳۳۹ھ میں قزاقوں کے ہاتھوں سے قتل ہوا۔ احمد بن محمد اور عماد الدین محمود مصنفین بھی فارابی کے نام سے مشہور ہیں۔

فارض۔ ابن فارض ابوحفص شرف الدین عمر بن الاسدی بن المرشد بن احمد الاسدی نام ہے۔ عربی کا ایک نہایت مشہور شاعر تھا۔ بمقام قاہرہ سنہ ۱۱۸۱ء مطابق سنہ ۵۷۶ھ میں پیدا ہوا اور وہیں سنہ ۱۲۳۴ء مطابق سنہ ۶۳۲ھ میں فوت ہوا۔

فارغ۔ ایرانی شاعر تھا۔ مثنوی فارغ اس کی یادگار ہے جو سنہ ۱۵۹۲ء مطابق سنہ ۱۰۰۰ھ میں فتح گیلان کے موقع پر تصنیف ہو کر شاہ عباس فاتح کے نام پر معنون کی گئی۔

فاضل خاں۔ بادشاہ عالمگیر کا وزیر اعظم ۱۱ ذی قعدہ سنہ ۱۰۷۳ء مطابق سنہ ۱۶۶۲ء کو خلعت وزارت سے سرفراز ہوا تھا۔ وہ نام ہی کا فاضل نہ تھا۔ بلکہ فی الحقیقت فاضل اجل اور جامع علوم دینی و دنیوی تھا۔ خاصکر علم نجوم میں کامل دستگاہ تھی اکثر احکام از روئے علم نجوم ایام شاہزادگی میں بادشاہ کو لکھ دیتے تھے وہ پورے اُترتے جو

واقعہ مہم دکن میں خواص پورہ کے مقام پر پیش آیا۔ فاضل خاں نے برسوں پہلے اس کی پیش گوئی کر دی تھی بمنصب وزارت پر سرفراز ہونے سے دس روز بعد پیام اجل آیا اور ۲۷ ذی قعدہ سنہ ۱۰۷۳ھ کو فوت ہو گیا۔ اُس مقبرہ میں جو اُس نے پہلے سے اپنے لیے بنا لیا تھا لاہور میں دفن ہوا۔ بادشاہ کو اپنے اس قابل وزیر کے مرنے کا نہایت افسوس ہوا۔

فاطمہ رضؓ۔ بی بی خدیجہ کے بطن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھیں فاطمہ رضؓ نام زہرا لقب تھا۔ سنہ ولادت میں اختلاف ہی۔ اس پر اکثر مورخین کا اتفاق ہے کہ نبوت سے پانچ سال قبل پیدا ہوئیں آپ کا عقد ۱۵ سال کی عمر میں حضرت علیؓ کے ساتھ ہوا۔ حضرت علیؓ نے آپ کی زندگی میں کوئی دوسرا نکاح نہیں کیا۔ حضرت فاطمہ رضؓ نے ۳۔ رمضان سنہ ۱۱ھ مطابق ۲۳۔ نومبر سنہ ۶۳۲ء کو آنحضرت کی وفات سے چھ ماہ بعد انتقال فرمایا۔ پانچ اولادیں ہوئیں جن میں سے حضرت محسن کا بچپن میں انتقال ہو گیا حضرت امام حسنؑ و امام حسین علیہ السلام صاحبزادے اور حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم صاحبزادیاں تاریخ اسلام میں مشہور رہیں۔

فاطمہ بنت اسد۔ عاش بنت ہاشم کی بیٹی۔ ابو طالب کی بی بی اور حضرت علیؓ کی والدہ تھیں

فاطمہ سلطان۔ عمر شیخ مرزا کی زوجہ اور شاہزادہ پیر محمد جہانگیر کی والدہ۔

فانی۔ محسن خانی کا تخلص ہی (ملاحظہ ہو محسن فانی)

فانی۔ خواجہ معین الدین بن محمد بن محمود دہدار فانی کا تخلص ہی۔ فن تصوف میں متعدد کتب کا مصنف ہے شرح خطبہ حاشیہ رشحات۔ حاشیہ نفحات حاشیہ گلشن راز اور البیان۔ اس کی تصانیف کثیرہ میں سے مشہور ہیں۔ ایک دیوان فارسی اور ایک مثنوی الموسوم بہ ہفت و لیلی اسی کی تصنیف سے ہے آخر الذکر مثنوی شہنشاہ اکبر کے نام پر معنون کی گئی تھی۔

فائض۔ شیخ محمد فائض تلمیذ حضرت محمد سعید ایا نہ ایک مختصر دیوان اس سے یادگار ہے سنہ ۱۷۲۴ء میں بقید حیات تھا۔

فائق۔ مخزن الفوائد کا مصنف جس کا اصلی نام محمد فائق تھا۔

فتح اللہ شیرازی امیر۔ اپنے زمانہ کے متبحر عالم تھے۔ شیراز سے دکن میں آئے اور سلطان علی عادل شاہ بیجاپور کی وفات کے بعد دکن چھوڑ کر سنہ ۱۵۸۲ء مطابق سنہ ۹۹۰ھ میں دہلی چلے آئے اور اکبری ملازمت میں داخل ہو کر عضد الدولہ کے خطاب سے سرفراز ہوئے۔ بدھ کے دن ۳۔ شوال سنہ ۹۹۷ھ (۳۴ سنہ سن جلوس اکبری) مطابق ۶۔ اگست سنہ ۱۵۸۹ء کو کشمیر کے پایہ تخت سری نگر میں (جہاں وہ اکبر کے ساتھ آئے تھے) انتقال کیا اکبر کو اس واقعہ سے بہت رنج ہوا اور شیخ فیضی نے اس موقع پر ایک مرثیہ لکھا۔

فتح اللہ عماد شاہ۔ ملاحظہ ہو عماد الملک۔

فتح اللہ مستوفی۔ اس کا نام فخر الدین ہی ایک اچھا شاعر تھا۔ خواجہ رشید الدین فضل اللہ اور اُس کے بیٹے غیاث الدین محمد کا منشی رہا۔ خواجہ حمد اللہ مستوفی کا بھائی تھا۔ جو سنہ ۱۳۴۹ء میں فوت ہوا۔

فتح پوری محل۔ شاہجہاں کی بیگم تھی۔ دہلی میں فتحپوری

مسجد تعمیر کی جو اب تک موجود ہے۔

فتح خاں - سلطان فیروز شاہ تغلق شاہ دہلی کا بیٹا اور ظفر خاں کا بھائی تھا۔

فتح خاں - دوست محمد خاں امیر کابل کا بھائی تھا محمود حاکم ہرات کا مشہور وزیر اور بارک زئی قبیلے کا مشہور سردار تھا جس کے خاندان نے احمد شاہ ابدالی کی اولاد کو کابل سے نکال دیا۔

فتح خاں (دکنی) احمد نگر کے حبشی سردار ملک عنبر کا بیٹا تھا۔ ۱۶۲۶ء مطابق ۱۰۳۵ھ میں اپنے والد کی وفات کے بعد اس کا جانشین ہوا۔ اور نظام شاہی حکومت پر اس کا وہی اقتدار ہوا جو اس کے باپ کا تھا۔ یہ زمانہ مرتضیٰ نظام شاہ ثانی کا تھا۔ بادشاہ نے اس کی دست درازیوں سے تنگ آکر اس کو قید کر لیا۔ لیکن یہ موقع پاکر فرار ہوگیا۔ اور پھر گرفتار ہو کر دولت آباد کے قلعے میں محبوس ہوا۔ لیکن اپنی بہن کی سفارش پر جو بادشاہ کی والدہ تھیں رہا کر دیا گیا۔ اور وہ سپہ سالار بنایا گیا۔ لیکن حفظ ماتقدم کے خیال سے اس نے بادشاہ کو پاگل مشہور کر کے قید کر لیا اور بہت سے امیر قتل کرا دیے یہ زمانہ شاہجہاں کی حکومت کا تھا۔ اور شاہ جہاں کو نظام شاہیوں کی سرکشی سے اندیشہ لگا رہتا تھا۔ فتح خاں نے پھر شاہجہاں کو ان واقعات کی اطلاع اس پیرایہ میں دی کہ بادشاہ کے مقابلہ میں بغاوت کا سدباب کرنے کی غرض سے اس نے سرکشوں کو اس طرح سزا دی ہے بادشاہ نے اس پر اظہار پسندیدگی کیا اور یہ ایما کیا کہ نظام شاہ کو بھی قتل کیا جائے چنانچہ مقید بادشاہ کو ۱۶۳۵ء مطابق ۱۰۳۹ھ میں قتل کر دیا گیا۔ شاہ جہاں کو اس موقعہ پر دس لاکھ روپیہ نذرانہ دیا گیا۔ اور آیندہ خراج گزاری کا وعدہ کیا گیا۔ اور ان شرائط پر نظام شاہی حکومت کی حدود برقرار رہیں۔ لیکن ۱۶۳۴ء میں نظام شاہی حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔ فتح خاں نے مغل بادشاہ کی اطاعت قبول کر لی حسین نظام شاہ آخری بادشاہ قید کر کے گوالیار بھجدیا گیا۔ فتح خاں کو لاہور میں رہنے کی اجازت دی گئی۔ جہاں وہ آخر عمر تک گوشہ نشینی کی زندگی بسر کرتا رہا۔ اور دو لاکھ روپیہ وظیفہ پاتا رہا۔

فتح سنگھ (رانا۔ اودیپور۔ ہزہائی نیس مہارانا سر فتح سنگھ بہادر۔ جی۔ سی۔ ایس آئی۔ جی سی۔ آئی۔ ای۔ سسودیہ راجپوتوں کے سردار ہیں۔ ان کی ریاست میں آثار قدیمہ بکثرت ہیں۔ اس ریاست کی بنا ۱۵۵۹ء میں پڑی تھی۔ آمدنی ریاست کی ساڑھے چھبیس لاکھ روپیہ سالانہ ہے۔ انتظام ریاست خود مہارانا بامداد المہام ریاست کی مدد سے کرتے ہیں

فتح شاہ پوربی - فتح شاہ ۱۴۸۲ء مطابق ۸۸۷ھ میں بنگال کے تخت پر یوسف شاہ کا جانشین ہوا اور ۸ سال کی حکومت کے بعد خواجہ سرا سلطان شاہزادہ کے ہاتھ سے ۱۴۹۱ء مطابق ۸۹۶ھ میں قتل ہوا۔

فتح علی حسینی - تذکرہ شعرائے ہند اس کی تصنیف ہے اس کتاب میں ۱۰۸ ہندی اور اردو شعرا کا حال درج ہے اور ان کے کلام کا انتخاب بھی ہے

فتح علی شاہ - ترکمانی الاصل قبیلہ قاچار سے فارس کا بادشاہ تھا۔ اپنے چچا آقا محمد خاں کی جگہ ۱۷۹۷ء مطابق ۱۲۱۲ھ میں تخت نشین ہوا

علم دوست تھا اور خود بھی صاحبِ کمال تھا۔ علماء کا قدردان تھا۔ شعر خاصہ کہتا تھا

فتح نائک :- میسور اور سرنگاپٹم کے سلطان حیدر علی خاں کا باپ تھا ۱۷۳۸ء میں وفات پائی اور کولار میں دفن ہوا جو ۲۲ پرگنوں کا صدر مقام تھا اور بنگلور سے مشرق کی طرف ۳۵ میل کے فاصلہ پر ہے

فتحی - ہندوستان کا ایک شاعر تھا ۱۶۳۵ء مطابق ۱۰۴۵ھ میں وفات پائی۔

فخر الاسلام بردوی - بن علی اصول الدین اصول الفقہ اور چند دیگر کتب کے مصنف تھے ۱۰۸۹ء میں انتقال ہوا۔

فخر الدولہ - محمد شاہ بادشاہ دہلی کے زمانہ میں پٹنے کا گورنر ۱۷۳۵ء تک رہا اس کے بعد نواب شجاع الدولہ اس عہدے پر مامور کیے گئے

فخر الدین ابو محمد بن علی الزائلی - تفسیر کنز الدقائق کی شرح تبیین الحقایق ان کی تصنیف سے ہے اور اسی وجہ سے جہاں ہندوستان میں حنفی مسلمان بکثرت ہیں مقبول ہے ۱۳۴۲ء مطابق ۷۴۳ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

فخر الدین احمد (مولوی) الہ آبادی شاہ رفیع الزماں الہ آبادی کی اولاد میں شرفائے شہر الہ آباد سے تھے۔ پیدائش ۱۲۳۱ھ مطابق ۱۸۱۵ء لکھنؤ جاکر علمائے عصر کی خدمت کرکے علوم متعارفہ حاصل کیے۔ پھر وطن واپس آکر پیری مریدی کا سلسلہ جاری کر دیا۔ حج بیت اللہ شریف سے بھی مشرف ہوئے۔ فن طب میں شہرت کی وجہ سے حکیم بادشاہ کا لقب پایا اکثر خلیفہ اور شاگرد ان کے فیض کی برکت سے نامی گرامی ہوگئے۔ مثلاً مولوی مسیح الدین احمد خاں وخلیفہ ومولوی محمد عبد السبحان احمد آبادی وغیرہ ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۰۳ھ مطابق ۱۸۸۵ء کو بروز جمعہ انتقال کیا اور محلہ یحییٰ پور (الہ آباد) میں مدفون ہوئے ان کی مشہور تصانیف "رسالہ تفرقۃ البدعۃ والسنۃ کف الالسنہ عن تکفیر الفرقۃ الرفضۃ رسالہ بشیر ونذیر۔ رسالہ مولد شریف۔ مناسک الحج فاتحہ وغیرہ ہیں۔

فخر الدین بہمن ملک - کرد خاندان کا تیسرا بادشاہ اور ملک شمس الدین کرد دوم کا بیٹا تھا۔ ۱۳۰۵ء مطابق ۷۰۵ھ میں ہرات بلخ اور غزنی کا بادشاہ ہوا۔ سلطان الجیتو المشہور بہ خدابندہ کا ہمعصر تھا۔ خدابندہ بادشاہ فارس نے ایک فوج فخر الدین کے مقابلہ کو بھیجی - لیکن شکست کھائی - فخر الدین ۱۳۰۶ء مطابق ۷۰۶ھ میں فوت ہوا۔ اس کا بھائی ملک غیاث الدین جو اس کے بعد بادشاہ ہوا تھا ۱۳۲۹ء میں فوت ہوا

فخر الدین جوناں ملک - سلطان غیاث الدین تغلق اول کا بڑا بیٹا تھا - سلطان نے الغ خاں کے خطاب سے سرفراز کرکے اس کو اپنا ولیعہد قرار دیا تھا۔ بادشاہ کے فوت ہونے پر ۱۳۲۵ء مطابق ۷۲۵ھ میں تخت نشین ہوا اور محمد شاہ تغلق کا لقب اختیار کیا۔

فخر الدین خالدی مولنا شرح فرائض کے مصنف ہیں اور بہشتی کے نام سے تاریخ میں مشہور ہیں مولنا معین الدین جوینی کے استاد تھے۔

فخر الدین سلطان - المعروف بہ فخرا- سنار گاؤں واقع بنگال متصل ضلع پنڈوا کا بادشاہ تھا - لکھنوتی کے بادشاہ شمس الدین نے ۱۳۵۶ء میں ان کو قتل کرکے ملک پر قبضہ کرلیا۔

فخرالدین محمد امیر - بن فخرالدین امیر یمین الدین اپنے والد کے نام کی رعایت سے ابن یمین تخلص کرتا تھا - اور اسی نام سے مشہور رہے - ۷۴۵ھ ۱۳۴۴ء میں فوت ہوا - سربدالی شہزادوں کی مدح میں بہت سے قصائد چھوڑے - قطعات ابن یمین فارسی ادب میں خصوصیت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں -

فخرالدین محمد رازی امام - مذہب شافعی کے مشہور امام گزرے ہیں - ان کے والد کا نام ضیاالدین بن عمر تھا - ۱۱۴۹ء مطابق ۵۴۴ھ میں بمقام رے جو طبرستان میں واقع ہے پیدا ہوئے اور اسی وجہ سے رازی مشہور ہوئے - فلسفے اور علم الٰہیات کے جید عالم تھے - حدائق الانوار ان کی مشہور کتاب ہے - اس کتاب کو آپ نے خوارزم کے بادشاہ سلطان علاء الدین کی نذر گزرانا تھا - آپ کی ایک اور کتاب رسالہ بہیہ ہے جو سلطان بہاء الدین غوری کے نام پر معنون کی گئی تھی - ۶۲ سال کی عمر میں بمقام ہرات ۱۲۱۰ء مطابق ۶۰۶ھ میں وفات پائی - خواجہ نصیر الدین طوسی ان کے صاحبزادہ تھے -

فخرالدین مرزا - مغلیہ خاندان کا شہزادہ بہادر شاہ دوم بادشاہ دہلی کا لڑکا تھا ۱۸۵۶ء میں فوت ہوا -

فخرالدین مولانا - بن نظام الحق - اولیاء کرام سے تھے - شعر و سخن سے بھی ذوق تھا - سید الشعراء کے لقب سے مشہور رہیں - بہت سی تصانیف یادگار ہیں جن میں نظام العقائد رسالہ مرجیہ اور فخر الحسن مشہور ہیں - ۱۷۸۵ء میں ۷۳ سال کی عمر وفات پائی - مزار مہرولی (دہلی قدیم) میں حضرت قطب الدین بختیار کاکی کی درگاہ کے قریب سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے جس پر ان کا نام اور تاریخ وفات کندہ ہے -

فخراللہ اسعد جرجانی - سلجوقی عہد کا ایک ایرانی شاعر تھا - ویس اور رامن کے قصے کو پہلوی زبان سے فارسی میں ترجمہ کیا -

فخرالنساء بیگم - نواب شجاعت خاں کی بیوی تھی جس نے دہلی میں ایک مسجد اپنے شوہر کی یادگار میں ۱۷۲۸ء مطابق ۱۱۴۱ھ میں تعمیر کرائی جو آجتک فخر المساجد کے نام سے مشہور ہے -

فخری - ہرات کے مولنا سلطان محمد امیری کا لڑکا تھا - جواہر العجائب اس کی تصنیف ہے جس میں مستورات کا کلام اور حالات درج ہیں یہ کتاب تذکرۃ النساء کے نام سے بھی مشہور ہے اور تحفۃ الحبیب بھی اس کی تصنیف ہے جس میں مشہور شعرائے فارسی کا منتخب کلام جمع کیا گیا ہے

فدائی خاں - عظیم خاں کوکہ کا خطاب تھا (ملاحظہ ہو عظیم خاں)

فدوی - لاہور کا رہنے والا شاعر تھا - اٹھارہویں صدی کے آخر میں گزرا ہے - یہ ایک ہندو سوداگر کا لڑکا تھا جس کو صابر علی شاہ نے مسلمان کرلیا - اور ضابطہ خاں کا منیب ہوا - بمقام مرادآباد ۱۷۸۰ء میں انتقال ہوا اس نے یوسف و زلیخا کا قصہ اردو میں نظم کیا تھا جو اب تک موجود ہے - میر فتح علی شیدا نے اس کی ہجو لکھی جس میں اس کی تصنیف کو طنزاً بوم بقال کے لقب سے موسوم کیا ہے -

غیاث الدین محمد سلطان (ملاحظہ ہو محمد سلطان)

فراغی میر - حکیم فتح اللہ خاں کا بھائی اکبری عہد کے شعرا میں تھا جب ۱۵۶۳ء مطابق ۹۷۱ھ

میں اکبر نے رنتھمبور کا قلعہ فتح کیا تو اس نے ایک مادۂ تاریخ فی البدیہہ لکھکر بادشاہ کی نذر گزرانا۔

فرامرز۔ فارس کے مشہور پہلوان رستم کا لڑکا تھا اس کو بادشاہ فارس بہمن المشہور بہ دراز دست نے اپنے حکم سے قتل کرا دیا تھا۔ محمد ابن فرامرز ایک مصنف بھی گزرا ہے۔ جس کا تخلص شدید تھا۔

فرائی۔ اصلی نام ابو ذکریا یحییٰ تھا۔ عربی صرف و نحو کا مشہور مصنف تھا۔ ۸۲۲ء مطابق ۲۰۷ھ میں وفات پائی۔

فرحت۔ فرحت اللہ ابن شیخ اسد اللہ کا تخلص ہے۔ اس نے اردو میں ایک دیوان لکھا اور ۱۷۷۷ء مطابق ۱۱۹۱ھ میں بمقام مرشد آباد فوت ہوا۔

فرخی۔ ایک ایرانی شاعر تھا جو امیر کیکاؤس کی ملازمت میں تھا۔ اور قصۂ وامق و عذرا کو نظم میں لکھا تھا۔

فرخ زاد۔ ساسانی خاندان کا ایرانی شاہزادہ تھا (دیکھو توران دخت)

فرخ زاد۔ سلطان مسعود اول غزنوی کا بیٹا تھا جب اُس کا بھائی سلطان عبد الرشید مارچ ۱۰۵۳ء مطابق ۴۴۴ھ میں فوت ہوا۔ فرخ زاد تخت حکومت پر بیٹھا اور ۶ سال حکومت کرکے ۱۰۵۸ء میں انتقال کیا اور اُس کا بھائی سلطان ابراہیم جانشین ہوا۔

فرخ سیر۔ مغلیہ خاندان کے آخری بادشاہوں میں تھا۔ ۱۱۲۴ھ مطابق ۱۷۱۳ء میں سید عبد اللہ خاں و سید حسین علی خاں کی مدد سے جہاندار شاہ کی جگہ تخت نشین ہوا۔ یہ دونوں بھائی ہندوستان کی تاریخ میں بادشاہ گر کے نام سے مشہور ہیں۔ تخت نشینی کے وقت فرخ سیر نے جہاندار شاہ کے طرفداروں کو نہایت بیرحمی سے قتل کر دیا۔ سید عبد اللہ خاں کو قطب الملک یار وفادار کا خطاب دیکر وزیر بنایا اور سید حسین علی خاں کو میر بخشی بنا کر امیر الامرا کے خطاب سے سرفراز کیا۔ راجہ اجیت سنگھ والی مارواڑ کی شہزادی شہنشاہ کے عقد میں آئی۔ بادشاہ نے وزیر کے پنجے سے آزاد ہونا چاہا اس پر وزیر نے ناراض ہو کر بادشاہ کو اندھا کر دیا اور قید کر لیا اور ۱۶ مئی ۱۷۱۹ء مطابق ۲۱۔ رجب ۱۱۳۱ھ کو قتل کرا دیا۔ اور رفیع الدرجات کو قید سے نکالکر بادشاہ بنا دیا فرخ سیر کے زمانہ میں انگریزوں کو بغیر محصول کے تجارت کرنے کی آزادی اور بنگال میں ۳۷ اضلاع خرید کرنے کی اجازت مل گئی تھی۔

فرخ فال۔ ماہ چوچک بیگم کے بطن سے ہمایوں کا لڑکا تھا۔ کابل میں ۱۵۵۵ء مطابق ۹۶۲ھ میں پیدا ہوا۔

فرخی۔ شاہان سیستان کی اولاد میں تھا۔ محمود غزنوی کے زمانہ کا ایک اچھا شاعر اور عنصری کا شاگرد تھا۔

فرد۔ شاہان شاہ نعمت اللہ ولی کے لڑکے ابو الحسن کا تخلص تھا۔ ۱۸۴۳ء میں وفات پائی اور ایک دیوان اپنی یادگار چھوڑا۔

فردوسی التمثیل۔ ترک۔ مورخ تھا۔ اُس نے ترکی زبان میں ایک شاہنامہ لکھا جو شرق کے

قدیم بادشاہوں کی تاریخ ہے۔ اس کو بایزید کے
نام پر معنون کیا گیا۔ ابتداءً تین سو جلدوں میں
لکھا گیا تھا۔ لیکن بایزید نے حکم دیا کہ اس کا خلاصہ
کرکے ۸۰ جلدیں کردی جائیں۔ فردوسی کو اس
تجویز پر بہت رنج ہوا اور وہ وطن چھوڑ کر خراسان
چلا گیا۔ یہ فردوسی سنہ ۱۵۱۶ء میں زندہ تھا

فردوسی طوسی - ایران کا مشہور شاعر گزرا ہے
طوس کا رہنے والا تھا۔ اس لیے فردوسی طوسی کے نام
سے مشہور ہے۔ محمود غزنوی کا زمانہ پایا۔ عنصری
پہلے سے محمود کے دربار میں بحیثیت شاعر داخل
تھا۔ اُسی کے ذریعہ سے فردوسی کی بھی دربار
سلطانی میں رسائی ہوئی۔ فردوسی کا اصلی نام
ابوالقاسم حسن بن شرف شاہ ہے۔ مسلمانوں
سے پہلے نسل ساسانی کے آخری بادشاہ یزدجرد
نے تمام قدیم شاہان فارس کا حال یکجا جمع کیا تھا
اور اس کا نام باستان نامہ یا سیر الملوک رکھا
تھا۔ جب محمود غزنوی نے ایران فتح کیا تو شاہی
کتب خانہ میں یہ نادر کتاب بھی ہاتھ آئی۔
جب محمود ایران کا بادشاہ ہوا تو اس کو اس
کتاب کے نظم کرانے کا شوق دامنگیر ہوا۔ اور
اس خدمت کو اپنے درباری شاعر عنصری کو
سپرد کیا۔ ادھر فردوسی اپنے وطن کی محبت میں
ایران کے قدیم عظمت وجلال کو زندہ کرنے
کے لیے اسی کتاب کو نظم کر رہا تھا۔ فضل بن احمد
وزیر محمود کے ذریعہ سے فردوسی کی اس کوشش
کی خبر سلطان تک پہنچائی گئی۔ داستان سیاوش
جو ایک ہزار بیت میں نظم کی گئی تھی۔ سلطان کے
حضور میں پیش کی گئی اس نظم کے پسند آنے پر
پورے باستان نامہ کی تکمیل فردوسی کو سپرد
کردی گئی اور سلطان نے فی شعر ایک دینار دینے
کا وعدہ کیا۔ تیس برس کی محنت کے بعد شاہنامہ
تیار ہوا جو ۶۰ ہزار بیت پر مشتمل تھا۔ سلطان نے
شاہنامہ بہت پسند کیا۔ مگر جب صلے کا وقت
آیا تو ۶۰ ہزار دینار کی بجائے ۶۰ ہزار درم
بھیجے فردوسی کو یہ امر ناگوار گذرا کہا جاتا ہے کہ
اس پر فردوسی نے سلطان کی ہجو لکھ کر اپنے دل کا
بخار نکالا۔ اس ہجو کے بارے میں مختلف روایات
ہیں مختلف نسخوں میں اختلاف تعداد کے ساتھ
اس کے اشعار ملتے ہیں۔ ہجو نے سلطان پر بڑا
اثر کیا اور حسب وعدہ اس نے ۶۰ ہزار دینار
اور خلعت فاخرہ فردوسی کو بھیجا۔ مگر جب
قاصد صلہ لیکر طوس پہنچا راستہ میں فردوسی کا
جنازہ ملا۔ یہ افسانہ فارسی ادب میں آجتک
مشہور ہے۔ لیکن تاریخی تنقید پر پورا نہیں اُترتا
تاریخ سے صرف اس قدر ثابت ہوتا ہے کہ
فردوسی کے دل کو سلطان کی ناقدردانی سے
صدمہ ضرور پہنچا تھا۔ لیکن فردوسی کی شریف
طبیعت اور بلند حوصلگی سے یہ کبھی توقع نہیں
ہوسکتی تھی کہ وہ عامیانہ زبان جو اس ہجو میں
فردوسی کی طرف منسوب کی جاتی ہے استعمال
کرے۔ مختلف نسخوں میں ہجو کا مختلف تعداد اشعار
کے ساتھ مندرج ہونا بتا رہا ہے کہ بہت سے
اشعار رفتہ رفتہ الحاق کیے گئے۔ وسط قرن
ششم میں اس ہجو میں صرف چھ یا سات ابیات
تھیں اور اب اگر موجودہ نسخوں کو ملا کر کل ہجو یکجا
کی جاوے تو ابیات کی تعداد دو سو سے زیادہ
ہوجاتی ہے۔ شاہنامہ فردوسی نہایت مقبول
ہوا۔ بادشاہوں کے محل۔ خطیبوں کے ممبر

جنگ کے میدان میں اس کے اشعار کی گونج
سنائی دیتی تھی۔ آج بھی اس کتاب کا شمار
فارسی کے بہترین رزمیہ ادب میں کیا جاتا ہے
۸۹ برس کی عمر میں ۴۱۱ھ مطابق ۱۰۲۰ء
میں بمقام طوس مصنف شاہنامہ کا انتقال ہوا
"ابیات فردوسی" شاہنامہ کے علاوہ دوسری
تصنیف بھی مشہور ہے۔ عسجدی۔ فرخی۔ عنصری وغیرہ
اس کے ہمعصر تھے۔

فرزداقلی۔ اس نے عربی۔ فارسی۔ اور ہندی
کتب کی فہرست طیار کی جس میں تقریباً ۲ ہزار
کتابیں درج ہیں۔ کلیات سودا بھی اس فہرست
میں درج ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فہرست
۱۸۱۰ء کے بعد مرتب ہوئی۔ کیونکہ کلیات
سودا اسی سال میں شائع ہوا تھا۔ اس میں
مصطفے نامہ کا بھی ذکر ہے جو شاہنامے
کی بحر میں لکھا گیا ہے۔ جس میں مسلمانوں کے
زمانہ سے طہماسپ شاہ صفوی کے زمانہ
تک فارس کی تاریخ ۱۴۰۰ بیت میں درج
ہے اور اس میں مقامات حریری کے ایک
فارسی ترجمہ کا ذکر بھی ہے۔

فرزدق بن غالب۔ دمشق میں خلیفہ عبدالملک
بن مروان اول کے عہد میں ایک مشہور عربی
شاعر اور حافظ قرآن تھے۔ صرف اس بات پر
کہ انھوں نے حضرت امام زین العابدین کی
شان میں ایک قصیدہ لکھا تھا۔ خلیفہ نے
شاعر کو قید کر لیا اور جب ولید جانشین ہوا تو
شاعر کو رہائی نصیب ہوئی۔ دیوان فرزدق
عراق و عرب میں بہت مقبول ہے۔ شاعر کا
انتقال بہ عمر ۹۰ سال ۷۲۸ء مطابق ۱۱۰ھ
میں ہوا۔

فرسی۔ حسین علی شاہ کا تخلص ہے۔ بنسبت نامہ
شہریاری کا مصنف ہے جو ۱۰۶۰۰ ابیات پر
مشتمل ہے۔ اس کتاب میں گولکنڈے کے شاہان
قطب شاہی کی تاریخ لکھی گئی ہے۔ جو محمد قلی
قطب شاہ کے زمانہ کے حالات پر ختم ہوتی ہے
بادشاہ مذکور کا انتقال ۱۶۱۲ء مطابق ۱۰۲۰ھ
میں ہوا۔

فرشتہ۔ محمد قاسم نام تھا۔ تاریخ فرشتہ
کا مصنف ہے۔ استراباد میں بحر خضر کی حدود پر
پیدا ہوا۔ سال پیدائش ۱۵۷۰ء یا ۱۵۵۰ء
مطابق ۹۷۸ھ یا ۹۵۸ھ کے درمیان تھا۔
اس کے والد ایک عالم تھے اور ان کا نام غلام علی
ہندو شاہ تھا۔ جو اپنے وطن کو خیرباد کہہ کر
ہندوستان چلے آئے تھے۔ کم سنی کے
زمانہ میں اپنے والد کے ہمراہ بعہد مرتضی نظام
اول احمدنگر دکن میں پہنچے اور شہزادہ حسین
کے فارسی کے استاد مقرر ہوئے۔ لیکن اپنا کام
شروع کرنے سے پہلے چل بسے۔ محمد قاسم کو یتیم
چھوڑا۔ محمد قاسم مرتضی نظام شاہ کی وفات
پر ۱۵۸۹ء مطابق ۹۹۸ھ میں بیجاپور کو چلا آیا
اور یہاں دلاور خاں کی مدد سے ابراہیم عادل شاہ
دوم کے دربار میں داخل ہوا۔ اس کی مشہور
تاریخ فرشتہ ۱۰۲۳ھ مطابق ۱۶۱۴ء میں
اسی بادشاہ کے حکم سے لکھی گئی اور اس کی
نسبت سے مصنف نے اس کتاب کا نام
تاریخ ابراہیمی رکھا۔ اس کا دوسرا نام نورس
نامہ بھی ہے (جو ابراہیم عادل شاہ کے جدید محل
نورس نامی کے نام پر رکھا گیا ہے۔ اس عمارت

کی تعمیر سنہ ۱۵۹۰ء میں شروع ہوئی تھی)، اس کتاب کے انگریزی ترجمے بھی ہو گئے ہیں۔ مکمل ترجمہ جنرل برگس کا ہے جو سنہ ۱۸۲۹ء میں ہوا۔ مورخ کی تاریخ وفات میں اختلاف ہے۔ بقول جنرل برگس سنہ ۱۶۱۲ء مطابق سنہ ۱۰۲۱ھ میں ہوئی۔

فرصت ۔ محمد بیگ کا تخلص ہے جو شاہ عباس ثانی کا نوکر تھا۔ شاہ سلیمان شاہ فارس کے زمانہ میں وفات پائی۔ غزلیات کا ایک دیوان چھوڑا

فرغانی ۔ فرغانی احمد۔ یا محمد ابن کثیر الفرغانی ساکن فرغان ایک عربی نجومی گذرا ہے جو الفرغان کے نام سے مشہور رہی۔ سنہ ۸۳۳ء میں خلیفہ المامون کے زمانہ میں فن نجوم کی ایک کتاب کا مقدمہ لکھا۔ یہ کتاب سنہ ۱۶۶۹ء میں امسٹرڈم میں مع حاشیہ کے طبع کی گئی ہے۔

فرقتی ۔ اس کا نام ابو تراب ہے۔ ایک شاعر تھا سنہ ۱۶۱۷ء مطابق سنہ ۱۰۲۶ھ میں وفات پائی

فروغی کشمیری ایک شاعر تھا سنہ ۱۶۶۶ء مطابق سنہ ۱۰۷۷ھ میں وفات پائی۔

فروغی مولنا ۔ ایران میں دسویں صدی ہجری میں مشہور شاعر گزرا قزوین کا رہنے والا تھا۔ عطاری پیشہ تھا۔ شاہان سیستانی کی اولاد میں تھا عباس اعظم صفوی کے زمانہ کا شاعر۔ اور عنصری کا شاگرد تھا۔

فرہاد ۔ فارسی اور نیز اردو شعرا کے کلام میں عشق و محبت کے تذکروں میں جس طرح لیلی و مجنوں کا نام آیا ہے اسی طرح فرہاد اور شیریں کا قصہ بھی شعرا کے بیان کا ایک ہر دلعزیز مضمون رہا ہے۔
یہ قصہ یوں مشہور ہے کہ فرہاد شیریں کو جو خسرو پرویز بادشاہ فارس کی کنیز تھی چاہتا تھا خسرو نے اس کو دیدینے کا اس شرط پر وعدہ کیا تھا کہ وہ فارس کی مشہور پہاڑی بیستون کو تراش کر اس میں سے ایک چشمہ نکالدے۔ چنانچہ وہ عرصے تک اپنی محبوبہ کے حکم کی تعمیل کرتا رہا۔ اپنے مقصد کے قریب پہنچا ہی چاہتا تھا کہ خسرو پرویز نے اس خوف سے کہ مبادا فرہاد کامیاب نہ ہو جائے۔ ایک بڑھیا کے ذریعہ سے اس تک یہ خبر پہنچائی کہ شیریں چل بسی۔ اس خبر کو سن کر فرہاد نے اپنی جان دیدی

فریاد ۔ صاحب رائے کا تخلص ہے جو قوم کا کالستھ اور لکھنؤ کا رہنے والا تھا۔ اس کا تخلص قربان تھا۔ مگر بعد کو فریاد کر لیا۔ سنہ ۱۷۸۲ء مطابق سنہ ۱۱۹۶ھ میں زندہ تھا۔

فریدالدین احول ۔ ایران کا ایک شاعر تھا۔ اسفرائن ملک خراسان کا رہنے والا۔ امامی ہروی کا ہمعصر تھا۔ خواجہ نظام الدین ابو بکر وزیر عزالدین سعد اس کے مربی تھے۔ اصفہان میں انتقال ہوا اور ۵ ہزار بیت کا دیوان چھوڑا۔

فریدالدین باباشکر گنج ۔ فرید۔ شیخ۔ ہندوستان کے مشہور اولیار کرام سے تھے۔ حضرت نظام الدین اولیا کے پیر تھے۔ ان کے والد شیخ جلال الدین سلیمان فرخ شاہ کابلی کی اولاد میں فاروقی شیخ تھے۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مرید و خلیفہ تھے۔ اور شیخ سعدالدین حمویہ سیف الدین محرزی اور بہار الدین زکریا کے ہمعصر تھے سنہ ۱۱۷۳ء مطابق سنہ ۵۶۹ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ اور سنیچر کے دن ۱۷ اکتوبر سنہ ۱۲۶۵ء مطابق ۵ محرم سنہ ۶۶۴ھ کو ۹۵ برس کی عمر میں وصال ہوا۔ آپ کا

مزار جودھن (پنجاب) میں ہو جواب ضلع ملتان میں پاک پٹن کے نام سے مشہور ہے۔ آپکا سالانہ عرس ۵ محرم کو ہوتا ہے۔ آپ کی ریاضتیں مشہور ہیں۔ مدتوں تک کاٹھ کی ٹکیا پیٹ کو باندھ کر صرف نمک کی ایک ڈلی اور چلو بھر پانی پر قناعت کی ہے۔ شیخو پور ضلع بدایوں میں آپ کی اولاد اس وقت تک موجود ہے یہاں ۵ محرم کو آپ کے زمانہ کے تبرکات (جس میں مذکورہ بالا چوبی ٹکیا بھی کہی جاتی ہے) حاضرین کو دکھائے جاتے ہیں۔

فریدالدین عطار شیخ۔ عطار تخلص تھا۔ جو عطر فروشی کے پیشے کی نسبت سے اختیار کیا تھا۔ بمقام شادیاغ جو نیشاپور کا ایک گانوں تھا۔ نومبر سنہ ۱۱۱۹ء مطابق شعبان سنہ ۵۱۳ھ میں پیدا ہوئے۔ صوفیائے کرام میں ان کا شمار ہے۔ معرفت اور تصوف میں بہت سی تصانیف ہیں۔ ایک دیوان چالیس ہزار ابیات کا چھوڑا۔ ۱۱۲ برس کی عمر پائی۔ نیشاپور کے قتل عام میں جو چنگیز خاں کے حکم سے ۲۶۔ اپریل سنہ ۱۲۳۰ء مطابق ۱۰ جمادی الثانی سنہ ۶۲۷ھ کو ہوا تھا شہید ہوئے۔ ذیل کی تصانیف جو سب کی سب نظم میں ہیں مشہور ہیں۔

اسرار نامہ۔ اشتر نامہ۔ اوسط نامہ۔ بے سر نامہ۔ بلبل نامہ۔ گل و خسرو یا ہرمز۔ حیدر نامہ۔ ہفت وادی۔ حقائق الجواہر۔ حلاج نامہ۔ جواہر الذات۔ خسرو نامہ۔ کنز المخفیہ۔ کنت کنزاً مخفیہ۔ الٰہی نامہ۔ خیاط نامہ۔ کنز الحقائق۔ لسان الغیب۔ منصور نامہ۔ مفتاح الفتوح۔ مظہر العجائب۔ منطق الطیر۔ مختار نامہ۔ مصیبت نامہ۔ پند نامہ۔ سی پارہ نامہ۔ دل نامہ اور وصیت نامہ۔ ان کے علاوہ نثر میں تاریخ الاولیا بھی ان کی تصنیف سے ہے۔

فریدالدین کاتب۔ فرید کاتب کے نام سے زیادہ مشہور ہے۔ انوری کا شاگرد تھا۔ ایک اچھا شاعر اور سلطان سنجر کے مصاحبوں میں داخل تھا۔ جب قراخطائی کے بادشاہ نے سلطان سنجر کو سنہ ۱۱۴۱ء مطابق سنہ ۵۳۵ھ میں شکست دی اور سلطان سنجر چند ہمراہیوں کے ساتھ خراسان کو بھاگ گیا۔ فرید نے اس موقعہ پر ایک غزل لکھکر بادشاہ کو گزرانی جس میں دنیا کی بے ثباتی اور خدا کے لازوال ہونے کا مرقع کھینچا گیا تھا۔ اُس کا منشایہ تھا کہ اُس صدمے کو جو اس شکست سے ہوا تھا کم کرے۔

فرید بخاری۔ (شیخ) اکبر کے انتقال کے وقت یہ شہر آگرہ کی فوج کا سردار تھا۔ خدمات کے صلے میں عہد جہانگیری میں بہت کچھ مناصب اور مراتب پائے۔ اس پر فالج گر پڑا تھا جس کی وجہ سے شاہی خدمات بجالانے کے ناقابل ہوگئے۔ اس کی ناقابلیت کار کے سبب اعتماد الدولہ و الد نورجہاں اس کا کام کرنے لگے جو رفتہ رفتہ ان کی ترقی کا باعث ہوا۔ فرید بخاری نے سنہ ۱۶۱۶ء مطابق سنہ ۱۰۲۵ھ میں انتقال کیا۔

فریدوں (بادشاہ) زمانۂ قدیم میں فارس کا بادشاہ تھا شعرا کا مبالغہ ہے کہ اس کا دور حکومت پانچسو برس رہا۔ ضحاک ظالم بادشاہ ایران کو

قتل کر کے سلطنت حاصل کی تھی۔ اس کا دورِ حکومت نہایت عمدگی اور خوش حالی سے گذرا۔ سام۔ تور۔ اور ایرج اس کے بیٹے تھے۔ بیٹوں میں خانہ جنگی ہوئی اور اُن کے قتل ہو جانے سے۔ منوچہر اس کا پوتا جانشین ہوا۔

فریدوں جی جمشید جی۔ ڈاکٹر جمشید جی کے بڑے بیٹے ہیں۔ ستمبر ۱۸۴۹ء کو بمقام ضلع اورنگ آباد پیدا ہوئے ۱۸۷۳ء میں ریاست حیدر آباد کے بندوبست اور سروے کے کمشنر ہوئے۔ سر سالار جنگ ثانی۔ سر آسمان جاہ بہادر کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ سر وقار الامراء بہادر کے سی۔ آئی۔ ای وزراء ریاست حیدر آباد کے پرائیویٹ سکرٹری کی خدمات انجام دیں۔ اس کے بعد اسی گورنمنٹ میں مختلف عہدوں پر ممتاز رہے۔ باب حکومت کے صدر اعظم بھی رہے۔ اب وظیفہ خوار ہیں گورنمنٹ انگریزی سے سی ایس آئی کے سی آئی ای سی بی ای کا اور سلطنت آصفیہ سے نواب فریدون الملک کا خطاب ہے رائل ایشیاٹک سوسائٹی آف گریٹ برٹن و آئرلینڈ اور کونڈن کلب کے لائف ممبر ہیں۔

فریدون شاعر۔ ایک ترکی شاعر تھا۔ دیوان حافظ کی شرح ترکی زبان میں لکھی۔

فرس ابو کیڈیک Faris Eschidiack

سنہ ۱۸۰۴ء میں پیدا ہوا۔ شامی الاصل عیسوی مذہب عربی کا ادیب عربی زبان میں شعر بھی اچھا کہتا تھا۔ اِس کا دیوان عربی ادب کے لحاظ سے پسند کیا جاتا ہے۔ اور بہت سی کتابیں اس کی تصنیف سے ہیں۔ انجیل کا عربی ترجمہ کیا جو لندن میں شائع ہوا تھا۔ سنہ ۱۸۰۶ء تک زندہ تھا۔

فصی۔ فقیہ الدین محمد ابن احمد علی الحسینی نام ہے شہر فص کے رہنے والے ہیں اور اسی سبب سے فصی مشہور ہوئے۔ ایک بڑے مصنف اور شہر مکہ کے قاضی تھے۔ ۱۴۲۹ء مطابق ۸۳۲ھ میں انتقال کیا۔

فصیح الدین محمد نظامی (مولنا) شرح چغمینی کے مصنف ہیں۔

فضل الرحمن (مولینا) والد کا نام اہل اللہ بن محمد فیاض تھا۔ وطن قدیم قصبہ ملاواں ضلع اناؤ۔ مسکن قصبہ گنج مراد آباد ضلع اناؤ۔ پیدائش ۱۲۰۸ھ مطابق ۱۷۹۳ء اساتذۂ وقت مولینا شاہ عبد العزیز و مرزا حسن علی کبیر و مولوی محمد اسحاق دہلوی سے تحصیل علوم درسیہ کی نہایت متقی اور فقہ و حدیث کے متبع حنفی المشرب تھے۔ حضرت شاہ محمد آفاق دہلوی و حضرت شاہ غلام علی دہلوی سے بیعت اور خلافت حاصل کی۔ ان کے مریدین کا حلقہ نہایت وسیع تھا۔ شغل باطنی کی وجہ سے تدریس ظاہری کا اتفاق نہ ہوا۔ ۲۲۔ صفر ۱۳۱۳ھ مطابق ۱۸۹۵ء کو وفات ہوئی۔ مزار گنج مراد آباد میں ہے سالانہ عرس ہوتا ہے۔

فضل اللہ۔ خواجہ رشید الدین نام تھا قزدین کا رہنے والا ایک ایرانی مورخ تھا جس نے اپنے آقا سلطان فارس کے حکم سے مغلوں کی ایک تاریخ ۱۲۹۴ء میں لکھی ۱۳۱۸ء میں قتل ہوا۔

فضل اللہ خاں (نواب) دربار بابری کا

ایک امیر تھا۔ دہلی میں ۱۵۲۹ء مطابق ۹۳۶ھ میں ایک مسجد تعمیر کی جو ابھی تک موجود ہے۔

فضل اللہ تالی (مولانا) امیر تیمور کا طبیب تھا اور اپنے زمانہ کا نہایت قابل اور کامل الفن تھا

فضل امام (مولانا) خیر آبادی۔ شیخ فاروقی شاگرد رشید مولوی سید عبد الواحد خیر آبادی سرکار انگریزی کی طرف سے دہلی کی صدر الصدوری پر ممتاز تھے۔ علوم عقلیہ میں اپنے معاصر علما سے سبقت لے گئے تھے۔ ۵۔ ذی قعدہ ۱۲۴۴ھ کو انتقال کیا۔ میر زاہد رسالہ و میر زاہد ملا جلال پر حاشیہ لکھے آمد نامہ لکھا اور چند کتب کے ترجمے کیے جو مبتدیوں کے لیے از بس مفید ہیں

فضل برمکی۔ جعفر البرمکی وزیر ہارون الرشید خلیفہ بغداد کے وزیر کا بیٹا تھا۔

فضل حق (مولوی) خیر آبادی عمری۔ حنفی۔ ماتریدی۔ چشتی۔ پیدائش ۱۲۱۲ھ ۱۷۹۷ء شاگرد وخلف الرشید مولوی فضل امام۔ حدیث شریف مولٰنا عبد القادر دہلوی سے پڑھی۔ چار ماہ میں قرآن مجید حفظ کر کے تیرہ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہو گئے۔ شاہ دھومن دہلوی کے مرید تھے۔ علوم منطق و حکمت و فلسفہ و ادب وکلام و اصول عروض وغیرہ جملہ علوم معقولات میں معاصرین سے فوقیت لے گئے۔ ان کے اشعار چار ہزار سے زائد ہیں۔ غدر کے زمانہ میں انگریزوں نے ان کو رنگون میں قید کر دیا۔ وہیں ۱۲۔ صفر ۱۲۷۸ھ ۱۸۶۱ء کو وفات پائی تصانیف الجنس الحالی فی شرح الجواہر الحالی۔ حاشیہ شرح مسلم قاضی مبارک حاشیہ افق المبین رسالہ تحقیق العلم و المعلوم۔ تاریخ ہندوستان وغیرہ ہیں۔

فضل خاں۔ آگرہ کا قلعہ دار تھا۔ سورج مل جاٹ نے ان کو نکال کر خود قلعے پر قبضہ کر لیا۔ اور قلعہ کو خوب لوٹا۔

فضل رسول (مولوی) بدایوں کے رہنے والے شاہ عبد المجید صاحب کے بیٹے۔ عثمانی شیوخ سے تھے۔ عربی کے فاضل۔ فن طب میں کامل تھے شاعر بھی تھے۔ مست تخلص کرتے تھے۔ ماہ صفر ۱۲۱۳ھ مطابق ۱۷۹۸ء پیدا ہوئے تعلیم سے فارغ ہو کر ملازمت سرکاری میں داخل ہوئے۔ اپنے ضلع میں جبکہ اُس کا صدر مقام سہسوان تھا۔ قبل ۱۸۵۷ء سررشتہ دار کلکٹری رہے۔ وہاں سے قطع تعلق کرنے پر سیاحی میں مصروف ہوئے۔ حیدر آباد وغیرہ کا سفر کیا۔ اور حج بھی کیا۔ رد وہابیہ میں اکثر کتابیں تصنیف کیں۔ بوارق محمدیہ۔ المعتقد۔ سیف الجبار وغیرہ مشہور ہیں ۱۲۸۹ھ مطابق ۱۸۷۲ء میں بعمر ستتر سال انتقال کیا۔ آخر عمر میں بینائی جواب دے گئی تھی۔ اپنے والد حضرت شاہ عبد المجید رحمۃ اللہ علیہ سے خرقۂ خلافت پہنا اور سجادہ نشین ہوئے اور سلسلہ بیعت جاری کیا۔

فضل علی خاں۔ محمد شاہ بادشاہ کے زمانہ کا شاعر تھا ۱۷۳۹ء مطابق ۱۱۵۲ھ میں زندہ تھا

فضل علی خاں۔ ان کا خطاب نواب اعتماد الدولہ ضیاء الملک سید فضل علی خاں بہادر سہراب جنگ تھا۔ غازی الدین حیدر شاہ اودھ کے وزیر تھے ۱۸۲۹ء میں زندہ تھے۔

فضولی بغدادی۔ ۱۵۶۲ء مطابق ۹۷۰ھ

میں انتقال کیا۔ فارسی اور ترکی زبان میں ایک دیوان چھوڑا۔

فضیل ایاز۔ ایک زاہد مسلمان تھے۔ ان کا وطن یا تو کوفہ تھا۔ یا خراسان یا سمرقند۔ یہ امام جعفر صادقؑ کے شاگرد اور بشر حنفی اور سری سقطی کے استاد تھے۔ مکہ میں نماز کی حالت میں یہ اتفاق سے گر گئے اور وہیں جنوری ۸۰۳ء مطابق محرم ۱۸۷ھ میں فوت ہوئے۔

فضیلی۔ فارسی مثنوی شاہ و ماہ اس کی تصنیف ہے جس میں ۱۲۲۰ ابیات ہیں۔ اس مثنوی کا زمانہ تصنیف ۱۰۵۱ھ مطابق ۱۶۴۱ء ہے

فطرت۔ میر معز الدین محمد موسوی خاں کا تخلص ہے عالمگیر کے زمانہ میں منصبدار اور صوبہ بہار کے دیوان تھے۔ یہ سید تھے اور امام علی موسیٰ رضا کی اولاد میں تھے۔ اس لیے موسوی کہلاتے تھے ۱۶۴۳ء مطابق ۱۰۵۳ھ میں فارس میں پیدا ہوئے اور ہندوستان آکر شعرائے ہندوستان میں بہت کچھ ناموری پیدا کی اور فن تنقید میں بھی خاصی شہرت حاصل کی۔ تذکرہ گلشن فطرت اس کی تصنیف ہے۔ صاحب دیوان ہے ۱۶۹۰ء مطابق ۱۱۰۱ھ میں وفات پائی۔

فطیون۔ آنحضرت صلعم کی ہجرت سے قبل مدینہ منورہ میں جس کا نام اس وقت یثرب تھا یہودیوں کا دور دورہ تھا۔ یہ شخص انھیں یہودیوں کا سردار تھا نہایت عیاش و بدکار واقع ہوا تھا۔ اس نے یہ حکم دے رکھا تھا کہ جو دوشیزہ لڑکی بیاہی جائے پہلے اس کے خلوت کدہ میں حاضر کی جائے۔ اس کے بھائی بند یہودی اس حکم کی تعمیل کرتے لیکن اسی زمانہ میں ایک شخص مالک بن عجلان (سردار انصار) کی بہن کی شادی ہوئی جب اس کی بہن اس دستور کے مطابق فطیون کی خلوت میں گئی تو مالک بھی زنانہ لباس پہنکر بطور سہیلی کے اس کے ساتھ گیا اور اس نے فطیون کو قتل کرکے اس نابکار کا قصہ پاک کردیا۔

فغان۔ اشرف علی خاں بن مرزا علی خاں کا تخلص ہے جو احمد شاہ بادشاہ دہلی کا کوکا تھا۔ اردو زبان میں ایک دیوان اس کی تصنیف ہے جس میں ۲ ہزار اشعار ہیں۔ یہ بمقام پٹنہ ۱۷۷۲ء مطابق ۱۱۸۶ھ میں فوت ہوا اور وہیں دفن ہے۔

فغفور۔ یزدی حکیم۔ فارس کا مشہور طبیب تھا۔ شعر سے بھی ذوق رکھتا تھا۔ یزد میں پیدا ہوا۔ ایک دیوان چھوڑا ۱۶۰۳ء مطابق ۱۰۱۲ھ میں ہندوستان آکر شہزادہ پرویز کی ملازمت میں داخل ہوا۔ ۱۶۱۹ء مطابق ۱۰۲۸ھ میں بمقام الہ آباد انتقال کیا۔

فقیر۔ نوازش علی بلگرامی کا تخلص ہے۔ جن کا انتقال ۱۷۵۲ء مطابق ۱۱۶۷ھ میں ہوا۔

فقیر۔ میر شمس الدین دہلوی فقیر کے سوا مفتون بھی تخلص تھا ۱۷۶۵ء میں دہلی سے لکھنو چلا گیا۔ ایک دیوان اور مثنوی موسوم بہ تصویر محبت اپنی یادگار چھوڑی۔ اس مثنوی میں رام چند ایک پان فروش کے لڑکے کا قصہ ۱۷۴۳ء مطابق ۱۱۵۶ھ میں نظم کیا۔ کہا جاتا ہے کہ ۱۷۶۶ء کے قریب دریا میں غرق ہوگئے۔

فقیر بیگ مرزا۔ لکھنو کے رستم نگر محلہ میں مکان تھا۔ ان کے ہاں ایک علم حضرت عباسؓ

رضی اللہ عنہ کے نام سے منسوب تھا۔ جس کی بہت سی کرامتیں مشہور رہیں۔ ایک خام مکان میں رہتا تھا۔ سنہ ۱۲۱۵ھ مطابق سنہ ۱۸۰۰ء میں نواب سعادت علی خاں شاہ اودھ نے عالیشان عمارت بنوادی جس کو درگاہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ مرزا قتیل نے اس کی تاریخ کہی ع

این گنبد جدید بنائے سعادت است

فکری۔ سید محمد بردی کا تخلص ہے پارچہ بافی کا پیشہ کرتا تھا۔ اس لیے جامہ باف کے نام سے مشہور ہے۔ اصناف سخن میں رباعی خوب کہتا تھا۔ سنہ ۱۵۶۱ء مطابق سنہ ۹۶۹ھ میں ہرات سے ہندوستان آیا۔ لطیفہ گوئی۔ اور بذلہ سنجی میں خاص قابلیت تھی۔ اکبر کے دربار میں اسی وجہ سے رسائی پائی تھی۔ سنہ ۱۵۶۵ء مطابق سنہ ۹۷۳ھ میں وفات پائی۔

فلکی۔ فارسی کا مشہور شاعر تھا۔ ابو نظام محمد جلال الدین شروانی نام تھا۔ اپنے زمانہ کا شمس الشعرا اور ملک الفضلا تھا۔ اس کے کلام کا پایہ خاقانی جیسے شاعر کے کلام سے اعلیٰ سمجھا جاتا تھا۔ بقول احمد اللہ مستوفی فلکی خاقانی کا اوستاد تھا۔ لیکن شیخ آذری اپنے جواہر الاسرار میں لکھتے ہیں کہ فلکی اور خاقانی دونوں ابو العلیٰ گنجوی کے شاگرد تھے۔ ایک دوسرا فلکی بھی ہوا ہے جس کا نام ابو الفضل تھا اور سنہ ۱۱۵۱ء مطابق سنہ ۵۴۶ھ میں وفات پائی۔ منوچہر شروانی اس کے مربیوں میں تھا۔

فنائی۔ شمس الدین محمد بن حمزہ کا تخلص ہے سنہ ۱۴۳۱ء
سنہ ۸۳۴ھ میں وفات پائی۔

فواد محمد پاشا۔ ایک ترکی مدبر اور ادیب تھا۔ عزت ملا کی بیٹی مشہور ترکی شاعرہ لیلیٰ خاتون کا بھتیجا تھا۔ سنہ ۱۸۶۰ء میں زندہ تھا۔ اور یورپ کے بادشاہوں نے ان کو ادبی خدمات کے صلے میں بہت سے اعزاز عطا کیے۔

فوجی۔ مرزا محمد مقیم کا تخلص ہے۔ شیراز میں پیدا ہوا اور شاہ جہاں کے زمانہ میں ہندوستان آیا۔ اُس کے بیٹے شاہ شجاع کے پاس ملازم تھا ہندوستان میں بہت دنوں رہنے کے بعد اپنے وطن کو واپس اور وہاں پہنچنے کے تھوڑے عرصہ بعد انتقال کیا۔ سنہ ۱۶۴۹ء مطابق سنہ ۱۰۵۹ھ تک یہ زندہ تھا۔ ایک دیوان یادگار چھوڑا۔

فورق۔ ابوبکر محمد بن حسن فورق نام ہے۔ زیادہ تر ابن فورق مشہور ہے۔ علم کلام کا بہت بڑا ماہر اور نہایت عالم تھا۔ اسی وجہ سے متکلم کہلاتا ہے۔ اصفہان میں پیدا ہوا اور بمقام نیشاپور (ملک خراسان) سنہ ۱۰۱۵ء مطابق سنہ ۴۰۶ھ میں فوت ہوا۔

فولاد خاں شیدی۔ محمد شاہ کے زمانہ میں سنہ ۱۷۴۰ء مطابق سنہ ۱۱۵۳ھ کو توال تھا جس کی سودا نے ہجو لکھی۔ اُس نے آگرے میں ایک عمدہ باغ بنایا تھا۔ جس کا اب کوئی پتہ نہیں ملتا۔

فہمی کرمانی۔ مولینا صدر الدین محمد نام تھا۔ ایک مثنوی "صورت و معنی" اور بہت سی غزلوں قصیدوں اور ہجو وغیرہ کا مصنف ہے۔ جب ترکوں نے طبریز کا محاصرہ کیا تو اُسی زمانہ میں اُس نے شہر مذکور میں سنہ ۱۵۴۸ء میں انتقال کیا

فیاض۔ (دیکھو عبدالرزاق لاہجانی)

فیروز۔ آگرہ کے مشہور مشائخ میں سے تھے۔ عقائد صوفیہ ان کی تصنیف ہے جو ۱۶۲۶ء مطابق ۱۰۳۶ھ میں لکھی گئی۔

فیروز آبادی۔ مجدالدین محمد بن یعقوب بن محمد نام ہے۔ ایرانی الاصل عالم تھے۔ نواح شیراز کے مقام فیروز آباد میں پیدا ہوئے۔ قاموس جو عربی کی مکمل اور مستند لغت ہے ان کی مصنفہ ہے اس لغت کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کو باوجود ایرانی الاصل ہونے کے عربی ادب کے نکات پر کامل عبور تھا۔ ۱۴۱۴ء مطابق ۸۱۷ھ میں وفات پائی۔

فیروز اول۔ ایران کا ساسانی النسل بادشاہ یزدجرد ثانی کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔ اپنے چھوٹے بھائی ہرمز کا جانشین ہوا۔ جس کو اس نے معزول کر کے ۴۵۹ء میں قتل کر دیا۔ ۲۶ سال کی حکومت کے بعد ۴۸۴ء میں ماوراالنہر کے بادشاہ سے مقابلہ کرتے ہوئے جان دی۔ پالاس اُس کا بیٹا جانشین ہوا اور اُس کی وفات کے بعد اُس کا بھائی قباد جانشین ہوا۔

فیروز جنگ خاں۔ پٹنہ میں جو قدیم قلعہ شاہی زمانہ کا بنا ہوا ہے اُس کی تعمیر اس سے منسوب کی جاتی ہے۔ جو کتبہ اُس پر نصب ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۰۴۳ھ مطابق ۱۶۳۳ء میں یہ قلعہ تعمیر ہوا۔

فیروز خاں خواجہ سرا۔ شاہ جہان کے زمانہ میں سہ صدی منصبدار تھا۔

فیروز شاہ بہمنی سلطان۔ دکن کا بادشاہ تھا سلطان داود کا بیٹا تھا۔ سلطان شمس الدین کو معزول اور قید کر کے پندرہ نومبر ۱۳۹۷ء مطابق ۸۰۰ھ تخت نشین ہوا۔ اور سلطان فیروز شاہ روز افزوں کا لقب اختیار کیا۔ اس کے زمانہ میں خاندان بہمنی انتہائے عروج کو پہنچ گیا۔ تخت نشین ہونے پر اپنے بھائی احمد خاں امیر الامرا کو خانخاناں کا خطاب دیا۔ اور اپنے استاد میر فیض اللہ انجو کو ملک نائب کے خطاب سے سرفراز کر کے وزیر السلطنت مقرر کیا۔ ۲۵ ½ سال حکومت کی۔ اور ۲۵- دسمبر ۱۴۲۲ء مطابق ۱۵ شوال ۸۲۵ھ کو وفات پائی۔ مرنے سے دس دن پہلے اپنا تاج اپنے بھائی احمد خاں کو سپرد کر دیا تھا۔ جو سلطان احمد شاہ ولی بہمن کے لقب سے بادشاہ ہوا۔

فیروز شاہ پوربی۔ بنگال کا بادشاہ تھا۔ اس کا پہلا نام ملک اندل تھا۔ یہ ایک حبشی سردار تھا۔ جو سلطان شہزادہ خواجہ سرا کو قتل کرنے کے بعد ۱۴۹۱ء میں فیروز شاہ کے نام سے بنگال کا بادشاہ ہوا۔ اور شہر لکھنوتی کو از سر نو آباد کیا۔ اور غور کے نام سے اپنا پایہ تخت قرار دیا۔ ۱۴۹۴ء مطابق ۸۹۹ھ میں وفات پائی۔

فیروز شاہ تغلق۔ سلطان فیروز شاہ باربک بھی کہلاتا ہے۔ یہ سالار رجب کا بیٹا۔ سلطان غیاث الدین تغلق کا حقیقی بھائی اور سلطان محمد تغلق کا چچا زاد بھائی تھا۔ ۲۰ مارچ ۱۳۵۱ء مطابق ۲۱ محرم ۷۵۲ھ میں بمقام ٹھٹھہ تخت نشین ہوا۔ ایک عادل اور عالم شہزادہ تھا۔ اس کے انتظام سے رعایا اور فوج یکساں خوش تھی۔ کسی نے اس کے زمانہ

ہیں ظلم کرنے کی ہمت نہ کی فتوحات فیروز شاہی اس کی تصنیف ہے۔ اگست ۱۳۸۷ء م ۷۸۹ھ میں اُس نے اپنے بھائی نصیر الدین محمد کو تاج و تخت دیدیا اور خود گوشہ نشین ہو گیا لیکن تھوڑے عرصہ کے بعد یہ دیکھ کر شاہزادہ عیش و عشرت میں مشغول ہونے کی وجہ سے فرائض حکمرانی کو صحیح طریقے پر ادا نہیں کرتا ہے اس کو رعایا کے فلاح و بہبود کی خاطر زمام حکومت پھر اپنے ہاتھ میں لینی پڑی۔ ۳۸ سال کی حکومت کے بعد ۲۱۔ ستمبر ۱۳۸۸ء مطابق ۱۸۔ رمضان ۷۹۰ھ۔ ۸۰ برس کی عمر میں انتقال کیا۔ اس نے کئی شہر اور نہریں تعمیر کیں پُرانی دہلی میں فیروز آباد کا قلعہ اس کا بنایا ہوا ہے "وفات فیروز" سے اس کی تاریخ وفات نکلتی ہے۔ مہرولی (دہلی قدیم) میں اپنے بنائے ہوئے حوض خاص کے کنارے دفن ہے اور اس کا جانشین اس کا پوتا غیاث الدین بن فتح خاں ہوا۔ جو ۵ ماہ کے بعد قتل ہو گیا۔ اس کا بعد دوسرا پوتا جانشین ہوا جس کا نام سلطان ابو بکر بن ظفر خاں تھا۔ اس نے ایک سال چھ ماہ حکومت کی اس کی چچا ناصر الدین محمد شاہ بن فیروز شاہ نے اس کو معزول کر دیا اور خود اگست ۱۳۹۰ء مطابق ۷۹۳ھ میں دہلی کا بادشاہ ہوا۔

فیروز شاہ خلجی۔ سلطان۔ جلال الدین نام قائم خاں کا بیٹا تھا۔ ۱۲۹۰ء مطابق ۶۸۹ھ میں سلطان معز الدین کیقباد کے قتل کے بعد تخت دہلی پر بیٹھا۔ ۸ سال حکومت کی اس کے بعد اپنے داماد اور بھتیجے علاء الدین حاکم کڑا مانک پور کو جو اس سے باغی ہو گیا تھا سزا دینے کے لیے گیا۔ علاء الدین کو جب یہ معلوم ہوا کہ بادشاہ دہلی سے روانہ ہو گیا تو وہ گنگا کو عبور کر کے کڑا مانک پور کے قریب دوسرے کنارے پر خیمہ زن ہوا۔ جب بادشاہ قریب پہنچا تو علاء الدین تنہا استقبال کو بڑھا اور قدموں پر گر پڑا۔ بادشاہ نے اُٹھا کر سینے سے لگایا اور اپنی کشتی کی طرف کھینچا۔ اس اثنا میں اُس نمکحرام نے اپنے محافظ کو بادشاہ کا سر اُتار لینے کا اشارہ کیا فوراً سر سلطانی قلم کر لیا گیا۔ جس کی تشہیر شہر کے کوچہ و بازار میں کرائی گئی۔ علاء الدین ۱۲۹۶ء مطابق ۶۹۵ھ میں سکندر ثانی کے لقب سے بادشاہ ہوا۔ خاندان خلجی کے بادشاہ حسب ذیل گذرے ہیں۔

فیروز شاہ خلجی
علاء الدین خلجی۔
شہاب الدین عمر۔
مبارک شاہ خلجی جو اس خاندان کا آخری بادشاہ تھا۔ ملک خسرو پیارے غلام نے ۱۳۲۱ء میں اس کو قتل کر دیا۔ اور خود بادشاہ ہو گیا۔ مگر جلد غیاث الدین تغلق شاہ نے جو تیسری خاندان افغانیہ کا پہلا بادشاہ ہوا اُسے قتل کرا دیا)

فیروز شاہ سور۔ سلیم شاہ کا بیٹا تھا۔ بارہ برس کی عمر میں اپنے باپ کا جانشین ہو کر تخت دہلی پر متمکن ہوا۔ تین ماہ یا تین روز حکومت کرنے پایا تھا کہ اُس کا ماموں مبارک خاں اُس کو قتل کر کے ۲۔ مئی ۱۵۵۵ء مطابق ۲۹۔

جمادی الاوّل سنہ ۹۶۱ھ کو بادشاہ بن بیٹھا۔ اور محمد شاہ عادل کا لقب اختیار کیا۔

فیض۔ ملا حسن کاشانی نام المعروف اخوند فیض شاہ عباس ثانی بادشاہ فارس کے عہد میں گزرا ہے۔ بہت سی کتابوں کا مصنف ہے کتاب آصفی اور کتاب صافی قرآن شریف کی تفسیرات خاص طور پر مشہور ہیں۔ شاہ سلیمان کے زمانہ میں کاشان میں انتقال کیا۔ اس کا مزار زیارتگاہ خاص و عام ہے۔

فیض۔ دہلی کا اردو شاعر میر فیض علی کا تخلص ہے۔ میر محمد تقی المتخلص بہ میر مشہور شاعر کا بیٹا تھا دہلی میں ۱۷۸۲ء مطابق ۱۱۹۶ھ تک بقید حیات تھا۔

فیض۔ مرزا قتیل کا شاگرد تھا۔ سنہ ۱۸۴۲ء میں محمد علی شاہ کے زمانہ میں لکھنؤ میں زندہ تھا۔ ایک عاشقانہ دیوان اس کی تصنیف سے ہے۔

فیض۔ مولوی فیض الحسن سہارنپوری کا تخلص ہے تحفۂ صمابقیہ عربی اور روضۃ الفیض کے مصنف ہیں۔ ۱۸۶۲ء میں اس کو تصنیف کیا۔ بہت مشہور ادیب اور عالم تھے۔ اورنٹیل کالج لاہور میں پروفیسر تھے۔ وضع نہایت سادہ تھی۔ مولانا شبلی نعمانی اور محمد اسمٰعیل میرٹھی اور مولوی عبداللہ ٹونکی آپ کے ممتاز تلامذہ میں تھے۔ سنہ ۱۸۸۹ء میں انتقال ہوا۔

فیض احمد رسوا۔ آپ مولانا محمد علی صاحب بدایونی کے پوتے۔ مولانا حافظ حکیم غلام احمد صاحب کے فرزند تھے۔ سنہ ۱۲۲۳ھ میں پیدا ہوئے۔ پندرہ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہوگئے۔ سر ولیم میور صاحب لفٹننٹ گورنر بہادر صوبہ آگرہ و اودھ کے استاد اور سررشتہ دار تھے غدر ۱۸۵۷ء میں بمقام آگرہ ترک علائق کیا پھر کسی کو یہ پتا نہ چلا کہ کہاں گئے۔ آپ کی تصانیف زمانہ غدر میں تلف ہوگئیں۔ صرف علم کلام میں تعلیم الجاہل۔ شرح صدر التعلیقات۔ علےٰ خصوص الفارسی پائی جاتی ہیں۔

فیض اللہ انجو میر۔ محمود بہمنی والئ دکن کے زمانہ میں جو ۱۳۷۸ء سے ۱۳۹۷ء تک رہا۔ قاضی شہر اور مشہور شاعر تھا۔ خواجہ حافظ شیرازی کا ہمعصر تھا۔ ان کو ایک غزل کے صلہ میں بادشاہ نے خوش ہوکر ایک ہزار اشرفیاں دیں اور بہت سے انعام و اکرام کے بعد اپنے وطن شیراز جانے کی اجازت دی۔

فیض اللہ خاں۔ روہیلوں کے سردار علی محمد خاں روہیلے کے بیٹے تھے۔ ۱۷۷۴ء میں حافظ رحمت خاں کی مشہور لڑائی کے بعد جو بمقام کٹرہ ضلع شاہجہان پور ہوئی۔ کماؤں کے پہاڑوں میں چلے گئے۔ کرنل چیمپین سے جو عہدنامہ ہوا تھا اس کی رو سے اس کو ۱۴ لاکھ سالانہ کی آمدنی کی جاگیر ملی۔ رامپور میں بلا کسی مزاحمت کے ۲۰ سال حکومت کرنے کے بعد ۱۷۹۴ء میں انتقال کیا اور بڑے لڑکے محمد علی خاں کو تخت کا وارث چھوڑا۔ لیکن محمد علی خاں کو اس کے چھوٹے بھائی غلام محمد نے مروا ڈالا۔ اور خود نواب بن گئے۔ انگریزوں کو یہ بات پسند نہ آئی۔ انھوں نے محمد علی خاں کے نابالغ لڑکے احمد علی کو تخت نشین کیا اور غلام محمد کو بھٹورا میں شکست دیکر قید کیا۔ مگر نواب احمد علی خاں ۱۸۳۹ء مطابق

۱۲۵۵ھ میں فوت ہوئے اُن کی جگہ نواب محمد سعید خاں مسند نشین ہوئے ان کے بعد نواب یوسف علی خاں ۱۸۵۵ء مطابق ۱۲۷۲ھ میں تخت پر بیٹھے۔ نواب کلب علی خاں ان کے جانشین ہوئے۔ (دیکھو کلب علی خاں)

فیضی کرمانی ۔ اکبری عہد کا ایک شاعر تھا جس نے تذکرۂ دولت شاہ کو نثر سے نظم کا جامہ پہنایا

فیضی سرہند کا باشندہ تھا۔ فیضی تخلص تھا مدار الافاضل نامی ایک فارسی لغت کی تصنیف ہے۔ اصلی نام الہٰ داد تھا۔

فیضی شیخ ۔ پورا نام ابوالفیض تھا شیخ مبارک کا لڑکا تھا۔ اس کا بڑا بھائی ابوالفضل اکبر شاہ کا وزیر تھا۔ ۱۵۴۷ء میں پیدا ہوا اور ۱۲۔ جلوس اکبری میں دربار میں پیش ہوا چھ سال بعد ابوالفضل بھی دربار میں داخل ہو گیا ملک الشعرا غزالی مشہدی کے انتقال کے بعد ۹۸۰ھ میں یا بقول مآثر الامرا ۳۳۔ جلوس اکبری میں ملک الشعرا بنائے گئے اور شہزادوں کی اتالیقی کا کام بھی سپرد رہا تاریخ فلسفہ طب انشا پردازی میں کمال حاصل تھا۔ سنسکرت زبان کا بھی عالم تھا مختلف مذاہب کی تعلیم پر عبور تھا۔ فارسی کا بلند پایہ شاعر تھا۔ عربی زبان میں بھی دستگاہ کامل رکھتا تھا۔ ہندوستان کا سب سے بڑا مصنف سمجھا جاتا ہے۔ ایک سو ایک کتابیں اس کی تصنیف کہی جاتی ہیں۔ مشہور خمسۂ نظامی کے نمونہ پر اُس نے پانچ کتابوں کا ایک مجموعہ لکھا ہے۔ جس میں مرکز الدوار۔ سلیمان و بلقیس نامہ ہے۔ ہفت کشور اور اکبر نامہ شامل ہیں قصۂ نل دمن۔ مہابھارت سے لیا گیا ہے۔ جس کو اُس نے اکبر کے حکم سے فارسی میں ترجمہ کیا تھا۔ سنسکرت کی نظم کتب کے علاوہ اُس نے بیجا گنیتا اور لیلاوتی جیسی مشہور علم ریاضی و جبر و مقابلہ کی سنسکرت کتابوں کا فارسی میں ترجمہ کیا۔ قرآن شریف کی تفسیر بے نقط موسومہ سواطع الالہام اسی کی تصنیف سے ہے۔ ایک اور تفسیر بھی لکھی جس کا نام موارد الکلام ہے اس کی انشائے فیضی بھی مشہور ہے۔ فیضی کو دمہ کا عارضہ لاحق ہو گیا تھا اور اسی مرض میں ۴۹ سال کی عمر پاکر ۱۵۹۵ء مطابق ۱۰۰۴ھ میں بمقام آگرہ انتقال کیا۔

ردیف ق

قابوس - خراسان کا شہزادہ تھا۔ اس کا لقب شمس المعالی تھا۔ علمی اور ادبی قابلیت کے سبب مشہور تھا۔ کمال البلاغت اس کی تصنیف ہے۔ شمگیر بادشاہ خراسان جس کا پایہ تخت رے تھا اس کا مورث تھا۔ جس کے بعد یہ تخت رے کا مالک ہوا۔ منوچہر اس کا بیٹا تھا۔ جس نے سنہ ۱۰۱۲ء مطابق سنہ ۴۰۳ھ میں اس کو باغی سرداروں کی مدد سے مروا ڈالا اور خود بادشاہ ہو گیا۔ سلطان محمود غزنوی کی اطاعت کر لی اور سلطان نے اپنی لڑکی کی شادی بھی اس کے ساتھ کر دی سنہ ۱۰۳۰ء مطابق سنہ ۴۲۳ھ میں فوت ہوا۔ گیلان شاہ اس کا بیٹا جانشین ہوا۔

قادر - وزیر خاں کا تخلص ہے آگرہ کا رہنے والا تھا عالمگیر کے دربار میں صاحب رسوخ تھا۔ سنہ ۱۷۲۲ء مطابق سنہ ۱۱۳۵ھ میں وفات پائی۔ ایک دیوان چھوڑا۔

قادر - وزیر خاں کا تخلص ہے آگرے کا رہنے والا تھا۔ عالمگیر کے دربار میں صاحب رسوخ تھا۔ سنہ ۱۷۲۴ء مطابق سنہ ۱۱۳۶ھ میں وفات پائی۔ ایک دیوان چھوڑا۔

قادر - عالمگیر کے بیٹے شاہزادہ محمد اکبر کے منشی کا تخلص ہے۔ اس کا نام شیخ عبدالقادر تھا۔ اس کی تصنیف ایک دیوان ہے۔

قادر باللہ - دیکھو القادر باللہ۔

قادرد - جعفر بیگ داؤد کا بیٹا اور الپ ارسلان سلجوقی کا بھائی تھا۔ اس کو اس کے چچا طغرل بیگ نے سنہ ۱۰۴۱ء مطابق سنہ ۴۳۳ھ میں مسند نشین کیا۔ کرمان کے سلجوقی خاندان کا یہ پہلا بادشاہ ہوا۔ جہاں اس نے ۳۲ سال حکومت کی سنہ ۱۰۷۳ء مطابق سنہ ۴۶۵ھ میں ملک شاہ نے زہر دیکر مار ڈالا۔ سلاطین کرمانیہ حسب ذیل گذرے ہیں۔

نام سلطان	سال تخت نشینی
(۱) قادرد بن جعفر بیگ داؤد	سنہ ۱۰۴۱ء مطابق سنہ ۴۳۳ھ
(۲) سلطان شاہ بن قادرد	سنہ ۱۰۷۳ء مطابق سنہ ۴۶۵ھ
(۳) توران شاہ برادر سلطان شاہ	سنہ ۱۰۷۴ء م سنہ ۴۶۶ھ
(۴) ایران شاہ بن توران شاہ	سنہ ۱۰۹۶ء م سنہ ۴۸۹ھ

(یہ بادشاہ نہایت بے رحم اور ظالم تھا سنہ ۱۱۰۱ء مطابق ۴۹۴ میں قتل کیا گیا)

(۵) ارسلان شاہ بن کرمان شاہ۔ ۴۲ سال حکومت کی سنہ ۱۱۰۱ء مطابق سنہ ۴۹۴ھ۔

(۶) مغیث الدین محمد بن ارسلان	سنہ ۱۱۴۱ء م سنہ ۵۳۶ھ
(۷) طغرل شاہ بن محمد	سنہ ۱۱۵۶ء م سنہ ۵۵۱ھ
(۸) بہرام ارسلان و توران شاہ پسران طغرل	سنہ ۱۱۶۹ء م سنہ ۵۶۵ھ

(۹) محمد شاہ بن بہرام شاہ اپنے والد کی اور چچا کی وفات کے بعد کرمان کے تخت پر بیٹھا۔ ملک دینار نے سنہ ۱۱۸۷ء مطابق سنہ ۵۸۳ھ میں بیدخل کر دیا۔ ملک دینار قبیلہ غز کا ترک تھا جس نے سلجوقی خاندان کرمانیہ کا خاتمہ کر دیا۔

قادر شاہ - ہمایوں کے سرداروں میں تھا۔ جب ہمایوں نے مالوہ فتح کیا تو مالوے کی حکومت کے لیے اپنے چند سرداروں کو جن میں قادر خاں بھی تھا چھوڑ کر آگرہ چلا آیا۔ ملو خاں نے جو خلجی خاندان کا طرفدار تھا۔ بغاوت کر دی۔ اور ہمایوں کے سرداروں سے ایک سال تک برسر پیکار رہا۔ ایک سال کے

بعد قادرشاہ نے اس کو شکست فاش دی اور نو دمانڈو کے مقام پر قادرشاہ کے لقب سے مالوہ کا بادشاہ بن گیا سنہ ۱۵۴۲ء مطابق ۹۴۹ھ تک حکومت کی اس کی حکومت کا خاتمہ شیرشاہ نے کردیا اور شیرشاہ نے اس کو معزول کرکے شجاع خاں اپنے وزیر کو مالوے کا صوبہ دار مقرر کیا۔

قادری۔ شیخ عبدالقادر بدایونی کا تخلص ہی۔ (دیکھو عبدالقادر)

قادری۔ دارا شکوہ کا تخلص ہی۔ (دیکھو دارا شکوہ)

قاسم۔ حکیم میر قدرت اللہ کا تخلص ہی ایک تذکرہ شعرا اس کی تصنیف ہے۔

قاسم ارسلان (مشہدی)۔ مشہد کا رہنے والا محمود غزنوی کے سپہ سالار ارسلان جاذب کی اولاد ہیں۔ اکبری زمانہ کا مشہور شاعر تھا اور بادشاہ اس پر بہت عنایت کرتا تھا۔ سنہ ۱۵۸۵ء مطابق سنہ ۹۹۵ھ میں انتقال کیا اور ایک دیوان یادگار چھوڑا۔ جب بادشاہ نے خان زماں کی بغاوت کو الہ آباد جاکر فرو کیا اور اس پر کامل فتح پائی تو اس نے "مبارک فتح اکبر" مادہ تاریخ لکھا۔ جس سے سنہ ۹۷۴ھ نکلتے ہیں۔

قاسم اکبر آبادی۔ ظفرنامہ اکبری اس کی تصنیف ہی۔ اس میں اکبر خاں پسر دوست محمد خاں کی فتوحات کا ذکر ہے جس کو قاسم نے سنہ ۱۸۴۳ء مطابق سنہ ۱۲۶۰ھ میں ختم کیا۔ یہ جنگ کابل کی جو انگریزوں سے ہوئی منظوم تاریخ ہی۔

قاسم انوار سید۔ ان کا نام معین الدین علی بھی ہی تبریز میں پیدا ہوئے۔ خاندان سادات سے تھے۔ شیخ صدرالدین موسی اردبیلی کے مرید اور خلیفہ تھے۔ تصوف اور معرفت سے ان کا کلام لبریز ہے۔ قاسم تخلص کرتے تھے۔ گیلان۔ خراسان وغیرہ میں رہ کر بہت شہرت حاصل کی۔ ہرات میں مرزا شاہ رخ بن امیر تیمور نے یہ دیکھکر کہ قاسم کے مریدوں اور پیروں کا حلقہ روزبروز وسیع ہوتا جاتا ہے۔ مبادا ملک میں کوئی رخنہ اندازی ہو اس نے سید صاحب کو ہرات سے باہر چلے جانے کا حکم دیا۔ شاہ رخ کا بیٹا بایسنغر علم دوست و شریف الطبع شہزادہ تھا اس نے نہایت خوش اسلوبی سے سید صاحب کو اس بات پر آمادہ کرلیا کہ اب وہ ہرات سے باہر جاکر مخلوق خدا کو اپنے فیض سے مستفیض کریں چنانچہ وہ بلخ اور سمرقند کی طرف چلے گئے۔ اس کے بعد پھر ہرات واپس آئے اور سنہ ۱۴۳۱ء مطابق سنہ ۸۳۵ھ میں بمقام خرجرد مضافات جام (ہرات) انتقال کیا۔ ایک دیوان یادگار چھوڑا۔

قاسم برید شاہ اول۔ دکن میں خاندان بہمنیہ کے زوال کے بعد بیدر میں خاندان بریدشاہی کی حکومت قائم کی یہ ترکی غلام تھا اور محمود شاہ بادشاہ دکن کا وزیر ہوگیا تھا سنہ ۱۴۹۲ء مطابق سنہ ۸۹۸ھ میں خودمختار ہوگیا اور شہر احمدآباد اور قلعہ کی حکومت محمود شاہ کو چھوڑکر تمام علاقہ پر قابض ہوگیا اور اپنے نام کا سکہ اور خطبہ جاری کردیا۔ بارہ سال حکومت کرنے کے بعد سنہ ۱۵۰۴ء مطابق سنہ ۹۱۰ھ میں انتقال کیا اور اس کا لڑکا امیر برید جانشین ہوا۔ اس کے عہد میں بادشاہ کے رہے سہے اختیار بھی سلب کرلیے گئے۔ اس خاندان کے بادشاہوں کی فہرست حسب ذیل ہے۔

قاسم برید شاہ اول — سنہ ۱۴۹۲ء
امیر برید — سنہ ۱۵۰۴ء
علی برید — سنہ ۱۵۴۲ء
ابراہیم برید شاہ — سنہ ۱۵۶۲ء
قاسم برید شاہ دوم — سنہ ۱۵۶۹ء
علی برید شاہ دوم — سنہ ۱۵۷۹ء
امیر برید شاہ دوم — سنہ ۱۶۰۲ء

قاسم برید شاہ دوم - بریدشاہی حکومت دکن کا پانچواں بادشاہ تھا - قاسم برید شاہ کی جگہ سنہ ۱۵۶۹ء مطابق سنہ ۹۷۷ھ میں احمدآباد بیدر کا حکمراں ہوا - تین سال حکومت کرنے کے بعد سنہ ۱۵۷۲ء میں فوت ہوگیا - اس کی جگہ مرزا علی برید دوم بادشاہ ہوا - ۲۰ - برس حکومت کرنے کے بعد معزول کردیا گیا اور امیر برید دوم سنہ ۱۶۰۹ء میں تخت پر بیٹھا جو اس خاندان کا آخری بادشاہ تھا

قاسم بیگ حالتی - (دیکھو حالتی)

قاسم اخان - اکبر کے زمانہ میں صوبہ دار کابل تھا - محمد زماں نے جو اپنے کو شاہ رخ مرزا کا لڑکا کہتا تھا - اور جو بدخشاں پر قابض ہوگیا تھا عبداللہ خاں اُزبک سے شکست پانے کے بعد کابل پر حملہ کیا - قاسم خاں نے اُس کو قید کرلیا لیکن سنہ ۱۶۰۰ء میں قاسم خاں اُس کے ہاتھ سے مارا گیا - بعدہٗ محمد ہاشم پسر قاسم خاں نے محمد زماں کو قتل کرکے اپنے باپ کے خون کا بدلا لیا

قاسم خاں جوینی (نواب) جہانگیر اور شاہجہاں کے دربار کا ایک امیر اور پنج ہزاری منصب دار شہر سبزوار کا رہنے والا تھا - ایک ایرانی خاتون منیزہ بیگم خواہر نورجہاں بیگم کے ساتھ شادی ہوئی تھی اور اسی وجہ سے بعض درباری اس کو مذاق کے طور پر قاسم خاں منیزہ کہتے تھے - ایک دیوان اس کی تصنیف سے ہے - قاسم تخلص تھا - جہانگیر کے زمانہ سے پرتگالیوں نے ہگلی کے موقعہ پر اپنی ایک تجارتی کوٹھی کے نام سے ایک جنگی قلعہ بنا رکھا تھا - جس میں سامان حرب جمع رہتا تھا - یہ لوگ اس نواح کے مسلمانوں اور اپنے ہمسایوں پر نہایت ظلم کرتے تھے جبراً عیسائی بناتے تھے - شاہجہاں جب باپ سے ناراض ہوکر ایام شہزادگی میں بنگال گیا تو اُس نے پرتگالیوں کے مظالم دیکھکر عہد کیا تھا کہ تخت نشینی کے بعد سب سے پہلا کام یہ کرونگا کہ مخلوق خدا کو ان کے مظالم سے نجات دلاونگا - چنانچہ اُس نے پہلی سال حکومت سنہ ۱۶۲۸ء مطابق سنہ ۱۰۳۷ھ قاسم خاں کو صوبیداری بنگالہ پر فدائی خاں کی جگہ مامور کیا اور پرتگالیوں کے استیصال اور اُن کے قلعہ کی تسخیر کا حکم دیا - چنانچہ بادشاہی افواج کو ساڑھے تین ماہ تک اس قلعہ کا محاصرہ کرنا پڑا اور نہایت معرکہ کی لڑائی ہوئی جس میں دس ہزار پرتگالی مارے گئے اور ہگلی کا شہر پرتگالی آبادی سے بالکل پاک ہوکر شاہی قبضہ میں آگیا لیکن اس فتح کے تین دن پیچھے بعد سنہ ۱۰۴۲ھ مطابق سنہ ۱۶۳۲ء میں قاسم خاں راہیِ ملکِ عدم ہوگیا

قاسم خاں شیخ فتحپوری - شیخ فتح خاں کہلاتا تھا - اسلام خاں کا بھائی تھا - جہانگیر کے زمانہ میں چار ہزاری منصبدار ہوا - اسلام خاں کی وفات کے بعد سنہ ۱۶۱۳ء مطابق سنہ ۱۰۲۲ھ میں صوبہ داری بنگال پر مامور ہوا -

قاسم خاں نے آسام پر حملہ کیا۔ لیکن آسامیوں نے ایک رات میں اچانک اس کی فوج پر شب خون مار کر کثیر نقصان پہنچایا۔ اس پر بادشاہ نے اس کو واپس بلا لیا اسکے کچھ ہی دنوں کے بعد وہ فوت ہو گیا۔

قاسم دیوانہ۔ ایک شاعر تھا جو غالباً ۱۸۲۰ء مطابق ۱۲۳۶ھ میں زندہ تھا۔ وہ ایک دیوان کا مصنف ہے۔

قاسم شیرازی۔ شیراز کا رہنے والا تھا۔ تیمور نامے کا مصنف ہے۔ جس میں امیر تیمور کی فتوحات نظم کی ہیں۔

قاسم علی خاں۔ اکبر نے جب بادل گڈھ یا بادل کوٹ (فی الحال آگرہ) کو دار السلطنت بنایا تو نو سو اٹھتر ہجری میں (۹۷۸ھ مطابق ۱۵۷۰ء) آٹھ سال کی مدت میں اکبر آباد کی عمارتیں اس شخص کے اہتمام سے تعمیر ہوئیں اور پینتیس لاکھ روپیہ صرف ہوا۔

قاسم علی خاں میر۔ میر قاسم بھی کہلاتے ہیں۔ میر جعفر علی خاں نواب بنگال کے داماد تھے۔ نہایت لائق اور محب وطن تھے۔ طبیعت عالیہ میں نہایت ہوشیار اور کامل واقفیت رکھتے تھے۔ انگریزوں نے میر جعفر کو معزول کر کے ستمبر ۱۷۶۰ء میں ان کو بنگالہ کا نواب بنا دیا۔ انھوں نے انگریز عہدہ داروں کو بے تحاشا زر و جواہر دینے کے بعد بردوان مدناپور اور چٹاگانگ کے زرخیز علاقے دیدیے انگریزوں نے اس کے عوض میں میر قاسم کو فوجی مدد دینے کا وعدہ کیا تھا۔ اپنی حکومت کے آخری زمانہ میں یہ دیکھ کر کہ انگریزوں نے جو معاہدہ کیا تھا اُس کا ایفا نہیں کرتے اور تجارتی معاہدہ کے متعلق میرے احکام کی خلاف ورزی کرتے ہیں انگریزوں پر فوج کشی کی ادوانالہ کے قریب ۲۔ اگست ۱۷۶۳ء کو شکست کھائی۔ انگریزوں نے ان کے بجائے میر جعفر کو پھر نواب بنا دیا۔ میر قاسم بھاگ کر پٹنہ آئے اور وہاں سے مع اپنے فوج اور خزانہ کے وزیر اودھ کے یہاں پناہ لی۔ اور نواب وزیر کی طرف سے بند یلکھنڈ میں لڑتے رہے۔ اس کے بعد انگریزوں نے ان کی گرفتاری کے لیے اودھ پر چڑھائی کی مگر میر قاسم روہیل کھنڈ چلے گئے اور وہاں سے ریاست گوہد میں کچھ مدت بسر کرنے کے بعد ریاست جودھپور میں چلے آئے ۱۷۷۴ء میں شاہ عالم کی ملازمت کرنے کے لیے دہلی پہنچے لیکن کامیابی نہ ہوئی اور وہیں موضع کوتوال میں نہایت بے کسی کے عالم میں ۱۷۷۷ء مطابق ۱۱۹۱ھ میں انتقال کیا اور اس طرح سے بنگال کے صوبہ داروں کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

قاسم قادری شیخ۔ ان کا مقبرہ چنار میں ہے اس کے متعلق کچھ جاگیر موقوفہ اور مدد معاش کے طور پر پنشن شاہی وقت سے اب تک چلی آتی ہے۔ ان کے بیٹے شاہ کبیر تھے۔ جو قنوج میں بالا پیر کے نام سے مشہور رہیں۔ وہیں ان کا مزار ہے ۱۶۴۴ء مطابق ۱۰۵۴ھ میں قنوج میں ان کا وصال ہوا تھا۔

قاسم کاہی مولٰنا۔ نام نجم الدین۔ کنیت ابو القاسم مولٰنا جامی کے شاگرد تھے۔ مرزا کامران کے ساتھ ہرات کو گئے ۱۵۹۷ء

مطابق ۹۶۴ھ میں بہ عہد اکبری ہندوستان آئے۔ ہندوستان میں زیادہ قیام بنارس اور آگرہ میں رہا۔ علم تفسیر۔ ہیئت۔ تصوف علم و کلام و فن موسیقی سے بہرہ ور تھے فن موسیقی میں چند تصانیف چھوڑی ہیں۔ ان کا فارسی دیوان مشہور رہا ہے۔ مثنوی گلفشاں بوستان سعدی کے طرز پر لکھی جس میں ہر شعر کو بوستاں کے قوافی پر لکھا ہے۔ مطلع یہ ہے۔

بجہاں آفرین را بجہاں آفرین
بجاں آفرین صد جہاں آفرین

ملا عبدالقادر بدایونی نے ان کو گمراہ و ملحد بتایا ہے بمقام آگرہ۔ ۱۱۰ برس کی عمر میں ۱۷ اپریل سنہ ۱۵۸۰ء مطابق ۲۔ ربیع الثانی ۹۸۸ھ کو انتقال کیا اور وہیں مدار دروازہ میں دفن ہیں۔

قاسمی۔ آپ کا اصل نام مولنا مجد الدین ہے۔ روضۃ الخلد آپ کی تصنیف ہے۔ جو گلستان سعدی کے طرز پر لکھی ہے۔ آپ کا مولد و مسکن خواف نواح خراسان میں تھا۔

قاسمی تونی۔ تون۔ ملک فارس کے ساکن فقیرانہ زندگی بسر کرتے تھے اور شعر بھی لکھتے تھے۔ نویں سنہ ہجری میں تھے۔

قاضی خاں ۔ امام فخرالدین حسن بن منصور الاوزجندی الفرغانی نام ہے۔ فتاوائے قاضی خاں ان کی تصنیف ہے۔ جس میں ہر قسم کے فتوے جمع کیے گئے ہیں۔ فقہ میں یہ مجموعہ مستند سمجھا جاتا ہے۔ یوسف بن جنید نے فتاوائے قاضی خاں کا خلاصہ کیا ہے ۱۱۹۵ء مطابق ۵۹۲ھ میں انتقال کیا۔

قاضی محمود۔ اکبر کے عہد میں لکھنؤ کے دیوان تھے اکبری دروازہ۔ سرائے اکبری اور پل پختہ اکبر کے نام پر لکھنؤ میں بنوایا۔

قاہر باللہ۔ (دیکھو القاہر باللہ)

قائلی۔ سبزوار کا رہنے والا۔ تذکرہ شعرا اس کی تصنیف ہے ۱۵۵۸ء مطابق ۹۶۵ھ میں وفات پائی۔

قائم۔ قائم خاص کا تخلص ہے۔ وزیر محمد خاں بن امیر خاں نواب ٹونک کی ملازمت میں کپتان تھا۔ ایک اردو دیوان کا مصنف ہے جو ۱۸۵۳ء مطابق ۱۲۷۰ھ میں تصنیف ہوا۔

قائم باللہ۔ خلیفہ بغداد تھا (دیکھو القائم باللہ)

قائم بامراللہ۔ فاطمی خلفائے قاہرہ کا سب سے پہلا خلیفہ مہدی کا بیٹا تھا۔ ۹۲۷ء مطابق ۳۱۵ھ میں شہر مصیلہ تعمیر کرایا۔ اور اس کا نام محمدیہ رکھا۔ ۹۰۹ء مطابق ۲۹۷ھ لغایت ۹۳۴ء مطابق ۳۲۲ھ تک حکومت کی

قائم شیخ۔ محمد قائم نام تھا۔ قصبہ چاند پور ضلع بجنور دارو ہیل کھنڈ کے رہنے والے تھے۔ اپنے وقت کے اردو شعرا میں مشہور تھے۔ مرزا رفیع سودا کے شاگرد تھے۔ اپنے وطن میں ۱۷۹۴ء مطابق ۱۲۰۸ھ میں انتقال کیا۔ ایک دیوان ان سے یادگار ہے۔

قائم خاں۔ قائم جنگ۔ محمد خاں بنگش نواب فرخ آباد کا بیٹا تھا۔ جون ۱۷۴۳ء مطابق جمادی الاول ۱۱۵۶ھ میں مسند نشین ہوا۔ قصبہ قائم گنج اسی کا آباد کیا ہوا ہے۔ وزیر الممالک نواب صفدر جنگ کے ایما سے روہیلوں پر حملہ کیا۔ اور حکومت کٹھیر پر قبضہ کرنا چاہا۔ روہیلوں کی فوجی قوت کم تھی۔ قائم خاں کے ہمراہ ۷۰ ہزار سوار۔ چار سو ہاتھی۔ اور بیشمار

پیدل فوج تھی۔ موضع دو نری نروتم پور ضلع بدایوں (بدایوں سے ۳ میل ہے) پر موجود ہندی ہوئی۔ نومبر ۱۷۴۸ء مطابق ۱۱۶۲ھ یہ قتل کردیا گیا اور اس کی فوج کو شکست ہوئی۔ وزیر موصوف نے اس کی ریاست ضبط کرلی اور لواحقین کو قید کرکے الہ آباد بھیج دیا۔ اور علاقہ کو راجہ نوابرائے کی سپردگی میں دیدیا۔ قائم خاں پابند صوم وصلوٰۃ فن سپہگری کا شائق اور نیزہ بازی میں کامل مہارت رکھتا تھا۔ ضلع فرخ آباد میں جو "قائم خانی" جوتہ بنا کرتا تھا وہ اسی کا اختراعی تھا۔

قباد۔ اس کے والد کا نام فیروز اوّل تھا خاندان ساسانی سے فارس کا بادشاہ ۴۸۸ء میں اپنے بھائی پالاش کا جانشین ہوا۔ ۴۳ سال حکومت کی۔ روم کے عیسائی بادشاہ سے جنگ کی جس میں فتح حاصل ہوئی ۵۳۱ء میں فوت ہوا۔ نوشیرواں اس کا بیٹا جانشین ہوا۔

قباد۔ اس کا لقب نیکو رائے ہے۔ ساسانیوں نسل میں کا انیسواں بادشاہ تھا۔ اس کے عہد میں وزیر سوخرا (بدر بزرجمہر) کا پورا دخل تھا جب وہ بہت حاوی ہوگیا تو قباد نے سپہ سالار شاپور کی مدد سے اس کو قتل کیا۔ حکومت کے دس برس بعد مزدک کا ظہور ہوا۔ اس بادشاہ کو عمارت سے خاص ذوق تھا۔ اس کے عہد میں۔ شاہ جوردہ۔ کازرون۔ حلوان۔ ارغان۔ شہر آباد۔ بروع۔ گنجہ۔ شہر آباد کیے گئے موصل کی تجدید کی۔ شہر آمل کو مستحکم کیا۔ طبرستان میں متعدد عمارتیں بنائیں۔ اناس ٹاسی میں قیصر روم سے متعدد لڑائیاں لڑا۔ اور کامیاب رہا۔ آٹھ بیٹے تھے۔ نوشیرواں۔ فیروز۔ سہم زرداد۔ اردشیر۔ کاوس۔ یزدگرد۔ زربر۔ مگر سب سے زیادہ نامور نوشیرواں ہوا۔ ۴۳ برس سلطنت کرکے ۵۳۱ء م ۱۳۶۳ھ میں فوت ہوا۔

قبادی۔ شیش بن ابراہیم کا لقب ہے۔ ایک عربی مصنف تھا۔ ۱۲۰۲ء مطابق ۵۹۹ھ میں فوت ہوا۔

قبلا قاآن۔ منگو خاں شاہ تاتار کا بیٹا۔ اور چنگیز خاں کا پرپوتا تھا۔ اپنے والد کے حکم سے ۱۲۹۰ء میں کوریا اور چین کی تسخیر کو روانہ ہوا۔ اور شمالی چین کو فتح کیا۔ اُس نے سونگ خاندان کو تباہ کردیا۔ جنوبی چین کو فتح کرنے کے بعد اس کی سلطنت بحر منجمد سے آبنائے ملاکا تک اور کوریا سے ایشیائے کوچک تک وسعت پذیر ہوگئی تھی۔ یہ سلطنت اتنی بڑی تھی کہ اس سے پہلے کسی ایک بادشاہ نے اتنی بڑی سلطنت پر حکومت نہیں کی تھی اور اس کے بعد بھی کسی کو اتنی بڑی سلطنت پر حکمراں ہونا نصیب نہیں ہوا۔ اس شہزادہ کے زمانہ تک مغل ظالمانہ اور جابرانہ طرز حکومت کے لیے مشہور تھے۔ لیکن اُنھوں نے چین کے ملک میں آکر اور وہاں کی تہذیب سے متاثر ہوکر سلطنت کا رنگ بدل دیا تھا۔ اُنھوں نے اپنی سلطنت میں تاخت وتاراج اور قتل وغارت سے بہت کچھ پرہیز رکھا۔ قبلائی خاں نے خود مذہب اسلام نہیں اختیار کیا۔ لیکن انندا نے جو اس کا پوتا تھا۔ اور صوبہ کانسو کا حاکم تھا۔ اسلام قبول کرلیا تھا۔ ۱۲۹۴ء مطابق ۶۹۳ھ میں وفات پائی۔

قبلان بیگ۔ قبچی خاندان کا ترک ہے۔ وہ ملک ہندوستان میں پیدا ہوا۔ خانخاناں کی ماتحتی میں دکن میں ناموری کے ساتھ ملازمت کی۔ جہانگیر کے یہاں مورد عنایات رہا۔ ایک دیوان چھوڑا

اور ایک مثنوی ماہ دو ہفت بھی ان کی یادگار ہے جس میں رستم و روایہ کا قصہ نظم کیا ہے۔

قتلغ خاں - اتابک ابو بکر بن سعد زنگی کا لقب ہے

قتلغ نگار خانم - یونس خاں شاہ مغلستان کی لڑکی محمود خاں کی جو چنگیز خاں کی اولاد میں تھا بہن عمر شیخ مرزا کی زوجہ اور بابر شاہ کی والدہ تھی کابل میں ۴ جون ۱۵۰۵ء مطابق یکم محرم ۹۱۱ھ کو وفات پائی۔

قتلمش - سلجوقی کی اولاد میں ہے۔ ملک شاہ سلجوقی نے اس کو قید کر لیا تھا اس کا بیٹا سلیمان اناطولیہ کی حکومت سلجوقیہ کا بانی ہوا

قتیبہ مقری - عبد الملک خلیفہ کے زمانہ میں خراسان میں نائب سلطنت تھا اور بنی مقر کا ایک مشہور سردار تھا۔ ماور النہر کے باشندوں نے بغاوت کی قتیبہ کو اُس کے ساتھ مسلسل دس سال تک جنگ کرنی پڑی۔ بالآخر قتیبہ نے تمام ماورالنہر کو کاشغر تک اسلامی سلطنت میں ملحق کر لیا سلیمان بن عبد الملک کے عہد میں ستمبر ۷۱۵ء مطابق ذی الحجہ ۹۶ھ میں قتل ہوا۔

قتیل - مرزا احمد حسن کا تخلص ہے۔ دہلی کے رہنے والے اصلاً کھتری تھے۔ بعد کو مذہب اسلام قبول کر لیا تھا۔ فارسی اور اُردو میں بھی شعر کہتے تھے۔ نسخہ شعرۃ الامانی۔ نہر الفصاحت۔ چہار شربت۔ دیوان قتیل فارسی زبان میں مشہور تصانیف ہیں۔ دہلی سے لکھنؤ چلے آئے تھے۔ وہیں بعہد نواب غازی الدین حیدر ۱۸۱۷ء مطابق ۱۲۳۲ھ میں انتقال کیا۔

قادر - مولوی غلام حسین ولد یاخلف علی کا تخلص تھا بلگرام ضلع ہردوئی کے باشندے۔ نسباً زیدی سادات ۱۲۴۹ھ مطابق ۱۸۳۳ء میں بمقام بلگرام پیدا ہوئے۔ علوم عربیہ لکھنؤ میں حاصل کیے۔ ابتدائے شاعری میں برق و سحر سے اصلاح لی۔ بعدہ شیخ امداد علی بحر سے تلمذ کیا۔ غدر کے بعد دہلی چلے آئے اور مرزا غالب کے شاگرد ہوئے۔ آخر عمر میں سرکار آصفیہ میں ملازم ہو گئے۔ "قواعد العروض" اور "اعجاز خسروی" کا حاشیہ لکھا۔ صنائع و بدائع و عروض سے کافی واقفیت تھی پنگل۔ یعنی عروض ہندی بھی جانتے تھے۔ ۲۳ ذی قعدہ ۱۳۰۱ھ مطابق ۱۸۸۳ء لکھنؤ میں انتقال ہوا۔

قدرت - شاہ قدرت اللہ دہلوی کا تخلص ہے اردو اور فارسی میں شعر کہتے تھے۔ نتائج افکار اور ایک دیوان یادگار ہے۔ دہلی سے مرشد آباد چلے گئے تھے وہیں ۱۷۹۱ء مطابق ۱۲۰۵ھ میں انتقال کیا۔ ان کے دیوان میں بیس ہزار بیت ہیں۔

قدرت اللہ شیخ ریاست بھوپال میں محکمہ اسٹامپ کے افسر تھے۔ نظم و نثر کی چند کتابیں ان کی تصنیف سے ہیں ۱۸۶۳ء میں یہ کتابیں مصنف کی زندگی میں طبع ہو چکی تھیں بیالکم کی تاریخ کو انھوں نے نظم کیا ہے۔ جو ماجرائے قدرت کے نام سے موسوم ہے۔ غدر ۱۸۵۷ء کے حالات بھی تماشائے قدرت کے نام سے نظم کیے ہیں۔

قدر خاں - ملک ختن کا بادشاہ۔ سلطان محمود غزنوی کا ہمعصر تھا۔ ۱۰۰۵ء اور ۱۰۲۴ء کے درمیان میں گذرا ہے۔ اس کو گانے کا بہت شوق تھا۔ اس کی آرام گاہ کے چاروں طرف ہر وقت توڑوں کا ڈھیر لگا رہتا تھا۔ اور گانا سنا کرتا تھا۔ اور محظوظ ہو کر گانے والوں کو

نقدی لٹایا جاتا تھا۔

قدسیہ بیگم ۔ آصف خاں وزیر اعتماد الدولہ کی بیٹی شاہجہاں کی بی بی نور جہاں بیگم کی بھتیجی شاہ عالمگیر کی والدہ تھی۔

قدوری ۔ ابو الحسین احمد بن محمد کا لقب ہے۔ آپ بغداد کے ایک مشہور حنفی عالم تھے ۱۰۳۶ء مطابق ۴۲۸ھ میں فوت ہوئے مختصر القدوری ان کی ایک مشہور مستند تصنیف ہے۔ فقہ حنفی کے مسائل اس میں درج ہیں جن کی تعداد بارہ ہزار سے زیادہ ہے اور اس کی ایک تفسیر بھی ہے جس کا نام الجوہر النیرات ہے

قرا ارسلان ۔ ترکی زبان میں اس کے معنی سیاہ شیر کے ہیں۔ اس کا نام عماد الدین ہے داود کا بیٹا اور سقمان بن آرتک کا پوتا ہے۔ نور الدین محمود اس کا بیٹا تھا۔ جن کو صلاح الدین فاتح نے شہر عمیا قراجہ عراق میں ہے ۱۱۸۳ء مطابق ۵۹۷ھ میں دیا۔

قراچار نویاں ۔ چنگیز خاں کا داماد تھا۔

قرا خاں (دیکھو صدر الدین بن یعقوب)

قراغز ۔ اناطولیہ کا باشندہ۔ بیگلر بیگ نام تھا۔ شاہ قلی نے بایزید ثانی کی حکومت میں قراحصار کے قریب اس کو ہلاک کروا دیا۔

قرا محمد ترکمان ۔ ایشیائے کوچک میں ترکمانوں کے دو قبیلے قراکونیلو اور قاکونیلو کے نام سے گزرے ہیں۔ ان قبیلوں کے یہ نام ان کے قومی جھنڈوں کے نشان کی رعایت سے مشہور رہیں قراکونیلو ترکی زبان میں گوسپند سیاہ اور آقاکونیلو گوسپند سپید کو کہتے ہیں۔ قرا محمد اول الذکر قبیلہ قراکونیلو کے بانی تھے۔ اس کی محدود حکومت کا دار السلطنت وان تھا۔ اس کا جانشین اس کا بیٹا قرا یوسف ہوا جو اگرچہ طاقتور بادشاہ

گزرا ہے۔ لیکن امیر تیمور نے اس کو شکست دیکر بھگا دیا۔ امیر تیمور کی وفات پر سلطان احمد جلائر حاکم بغداد پر فتح پائی اور اس کو قید کر کے ۱۴۱۰ء مطابق ۸۱۳ھ میں قتل کرایا اس کے بعد ایک لاکھ فوج جمع کر کے سلطان شاہ رخ بن امیر تیمور پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہا تھا۔ اسی اثنا میں تبریز کے پاس ۱۴۲۰ء مطابق ۸۲۳ھ میں فوت ہو گیا۔ سکندر ترکمان اُن کا بیٹا تخت نشین ہوا مگر شاہ رخ نے اُن کو ۱۴۲۱ء مطابق ۸۲۴ھ میں شکست دی۔ سکندر ترکمان نے اپنے دشمن سے کئی لڑائیاں لڑیں مگر اس کے بیٹے قباد نے ۱۴۳۷ء مطابق ۸۴۱ھ میں اس کو قتل کرا دیا شاہ رخ نے اسے اپنی حکومت میں ملا لیا۔ اور تبریز سکندر کے بھائی جہان شاہ کو دیدیا۔ جہان شاہ کی حکومت کو تیس سال گزر چکے تھے کہ حسن نے جو اقاکونیلو کے قبیلہ کا سردار تھا اس پر حملہ کیا اور وہ اس لڑائی میں ۱۴۶۷ء مطابق ۸۷۲ھ میں کام آیا۔

قرا یوسف ۔ دیکھو قرا محمد

قرۃ العین ۔ ایران کی اُس مشہور خاتون کا لقب ہے جس نے محمد باب بانی فرقہ بابیہ کی سب سے پہلے پیروی کی اور اس مذہب کی تبلیغ میں مدد دی۔ شعر بھی کہتی تھی۔ طاہرہ و زرین تاج کے نام سے بھی مشہور رہی۔ ۱۸۴۹ء مطابق ۱۲۶۶ھ میں جب باب اور اُس کے ساتھیوں کے قتل کا فتویٰ دیا گیا تو بمقام آذربائجان یہ بھی قتل کی گئی

قرمط ۔ دیکھو ابوذر قرمطی۔

قزل ارسلان ۔ اتابک یلدغز کا دوسرا بیٹا تھا ترکی میں اس کے معنی سرخ شیر کے ہیں۔ اس کا بھائی

اتابک محمد سلطان طغرل ثالث کا وزیر تھا۔ بھائی کے فوت ہونے پر ۱۱۸۶ء مطابق ۵۸۲ھ قلمدان وزارت اس کو سپرد ہوا۔ ناصر خلیفہ بغداد کی مدد سے طغرل کو قید کرکے خود بادشاہ بن بیٹھا۔ ہنوز تاجپوشی کی باضابطہ رسم عمل میں نہیں آئی تھی کہ اس سے ایک روز پہلے ۱۱۹۱ء مطابق ۵۸۷ھ میں قتل کیا گیا۔ اتابک ابوبکر بن اتابک محمد نشین ہوا۔

قزل باش خاں۔ چار ہزاری منصبدار شاہجہانی تھا۔ ۱۶۶۳ء مطابق ۱۰۷۴ھ میں فوت ہوا

قزل باش خاں ہمدانی۔ اس کا اصلی نام محمد رضا تھا شاہنشاہ بہادر شاہ کے زمانہ میں ہندوستان آیا اور قزل باش خاں کا خطاب ملا۔ مبارز خاں حاکم حیدرآباد اور بعد وفات اس کے نظام الملک کی ملازمت میں رہا۔ بمقام دہلی ۱۷۴۶ء مطابق ۱۱۵۹ھ میں فوت ہوا۔ موسیقی سے خوب واقف تھا۔ اس نے اکثر ہندی دوہے اور فارسی غزلیں جو موسیقی پر پوری اترتی ہیں تصنیف کی ہیں۔ امید تخلص تھا۔

قزوینی۔ عجائب المخلوقات اس کی تصنیف ہے۔

قسطلانی۔ احمد بن علی الخطیب نام ہے قسطلان کے رہنے والے ہیں۔ قسطلانی فارس میں ایک شہر ہے مواہب لدنیہ ان کی مشہور تصنیف ہے۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قبل بعثت چہل سالانہ زندگی کے حالات درج ہیں۔ یہ کتاب سیر میں نہایت مستند سمجھی جاتی ہے۔ ان کا انتقال ۱۵۱۷ء مطابق ۹۲۳ھ میں ہوا۔

قطب الدین ایبک۔ دہلی کا بادشاہ تھا اصل میں شہاب الدین غوری کا غلام تھا جس نے پہلے اسکو فوج میں ایک اعلیٰ عہدہ پر مامور کیا اور ۱۱۹۳ء مطابق ۵۸۹ھ میں تھنیسر کی فتح بعد ہندوستان میں اسکو اپنا نائب کردیا تھا اسی سال قطب الدین نے میرٹھ اور دہلی کو فتح کیا۔ اور بنگال کی حکومت کی توسیع کی ۱۲۰۶ء مطابق ۶۰۲ھ میں شہاب الدین کے جانشین غیاث الدین محمود بادشاہ غور نے اس کو باقاعدہ لوازمات شاہی عطا کیے۔ اور سلطان کا خطاب دیا۔ دہلی پایۂ تخت مقرر کیا قطب الدین نے بادشاہ غور کی نیابت میں ۱۳ سال تک حکومت کی ۴ سال خود مختار بادشاہ رہا۔ ہندوستان کا پہلا اسلامی بادشاہ یہی ہے۔ اور اہل تاریخ جس پہلے خاندان شاہی کو خاندان غلامان سے یاد کرتے ہیں اس کا یہی بانی تھا۔ اس نے رائے پتھورا کے سنگین اور مستحکم محل کو اپنا پایۂ تخت قرار دیا تھا۔ اور محل کے اندر جو محل تھا۔ اس کے اندر ایک عالیشان مسجد قطب الاسلام کے نام سے تعمیر کرائی۔ جسے قوت الاسلام بھی کہتے ہیں۔ اس مسجد کے آثار اب تک موجود ہیں۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کو نئی طرز پر بنایا گیا تھا۔ اس مسجد کے مشرقی گوشے کی طرف قطب صاحب کا مینار ہے مینار اور مسجد دونوں سلطان غور شہاب الدین فاتح کی یادگار میں بڑے بڑے عربی کتبے کندہ ہیں بمقام لاہور گھوڑے سے گر کر سنہ ۱۲۱۰ء مطابق ۶۰۷ھ میں انتقال کیا۔ اس خاندان کے بادشاہ حسب ذیل گزرے ہیں۔

نام بادشاہ	سال تخت نشینی
قطب الدین ایبک	سنہ ۱۲۰۶ء م ۶۰۲ھ
آرام شاہ بن قطب الدین	سنہ ۱۲۱۰ء م ۶۰۷ھ
شمس الدین التمش	سنہ ۱۲۱۰ء م ۶۰۷ھ

رکن الدین فیروز بن التمش سنہ ۱۲۳۶ء م سنہ ۶۳۴ھ
سلطان رضیہ بنت التمش سنہ ۱۲۳۶ء م سنہ ۶۳۴ھ
بہرام شاہ بن التمش سنہ ۱۲۴۰ء م سنہ ۶۳۷ھ
علاء الدین مسعود بن فیروز سنہ ۱۲۴۲ء م سنہ ۶۳۹ھ
ناصر الدین محمود بن التمش سنہ ۱۲۴۶ء م سنہ ۶۴۴ھ
غیاث الدین بلبن غلام التمش سنہ ۱۲۶۶ء م سنہ ۶۶۴ھ
کیقباد نبیرہ التمش آخری بادشاہ خاندان غلامان سنہ ۱۲۸۶ء مطابق سنہ ۶۸۵ھ۔

قطب الدین بختیار کاکی خواجہ۔ عام طور پر قطب صاحب کے نام سے مشہور ہیں۔ خاندان چشت کے برگزیدہ اولیا میں داخل ہیں حضرت بابا فرید گنج شکر رح آپ کے خلیفہ تھے۔ قطب صاحب کا وطن قریہ اوش نواح اندجان فارس میں تھا۔ مزار دہلی قدیم (مہرولی) میں واقع ہے۔ اور اس وقت تک زیارت گاہ خاص و عام ہے آپ کا وصال ۲۷ نومبر سنہ ۱۲۳۵ء مطابق ۱۴ ربیع الاول سنہ ۶۳۳ھ کو ہوا۔

قطب الدین عبدالکریم بن عبدالنور۔ شرح صحیح بخاری اور تاریخ مصر کا مصنف ہے سنہ ۱۳۳۳ء مطابق سنہ ۷۳۳ھ میں وفات پائی۔

قطب الدین خاں۔ شمس الدین اوکا کا بھائی شہنشاہ اکبر کے زمانہ میں پانچ ہزاری امیر اور بھڑوچ کی صوبہ داری پر سرافراز تھا۔ سلطان مظفر شاہ گجرات کے ہاتھ سے سنہ ۱۵۸۳ء مطابق سنہ ۹۹۱ھ میں قتل ہوا۔

قطب الدین خاں بہادر (نواب) محدث دہلوی۔ پیدائش سنہ ۱۲۱۹ھ فقیہ و محدث و مفسر اور شرک و بدعت کے دور کرنے والے تھے۔ علوم دینیہ بالخصوص حدیث و اصول مولوی محمد اسحٰق دہلوی سے حاصل کیے اور علمائے حرمین شریفین کے فیض تلمذ سے بھی مشرف ہوئے سنہ ۱۲۸۹ھ مطابق سنہ ۱۸۷۲ء میں بمقام مکہ معظمہ وفات پائی۔ مظاہر حق۔ جامع التفاسیر۔ ظفر جلیل۔ فقہ سلطان۔ وظیفہ مسنونہ۔ رسالہ مناسک۔ حقیقۃ الایمان۔ تذکرہ صیام وغیرہ آپ کی تصانیف ہیں۔

قطب الدین خاں کوکلتاش۔ شیخ سلیم چشتی رح کے نواسے تھے۔ جہانگیر نے ان کی ماں کا دودھ پیا تھا۔ اسی وجہ سے کوکلتاش کا خطاب ملا تھا۔ ان کو خوبو۔ بھی کہتے ہیں۔ اکبر کے زمانہ میں بدایوں کے ناظم مقرر ہوئے سنہ ۱۵۷۱ء میں بدایوں کی آتشزدگی کا مشہور و تاریخی واقعہ ان کی نظامت کا سانحہ ہے اس آتشزدگی سے جامع مسجد شمسی بدایوں کا وسطی گنبد ضائع ہو گیا تھا۔ اس کی تعمیر از سر نو قطب الدین نے اپنی جیب خاص سے کرائی جس کا پتہ جامع مسجد کے موجودہ کتبوں سے چلتا ہے۔ قطب الدین خاں کی اولاد اب تک نواح بدایوں (شیخوپور) میں آباد اور عہد انگریزی میں بھی بر سر اقتدار رہے۔ جہانگیر کے بادشاہ ہونے پر پنج ہزاری منصب عطا ہوا۔ بنگالہ اور اوڑیسہ کے صوبہ دار بنائے گئے اور ہر قسم کے عطیات شاہی کے مورد قرار پائے جہانگیر کے بادشاہ ہونے سے پہلے جب اکبر اس سے ناخوش تھا۔ قطب الدین اس شہزادہ ولیعہد کے خاص رفقا میں تھے۔ جہانگیری عہد کا اعزاز اسی رفاقت کا صلہ تھا۔ شیر افگن خاں کو جہانگیر نے بردوان کا حاکم مقرر کیا تھا۔ یہ وہ شیر افگن خاں تھے جن کو مہر النساء جو بعد کو نورجہاں بیگم ہوئی بیاہی گئی تھی اور شیر افگن نے جہانگیر کی خودسری کے زمانہ میں اس کا ساتھ دیکر علی قلی بیگ

شیر افگن کا خطاب اور بردوان کی حکومت حاصل کی تھی لیکن شیر افگن کے مظالم کی شکایت جہانگیر کے کان تک پہنچی۔ بادشاہ نے انھیں قطب الدین خاں کو جو ناظم بنگالہ تھے اس کی فہمائش کی ہدایت کی۔ لیکن شیر افگن نے قطب الدین کو دھوکہ سے قتل کر ڈالا اور قطب الدین کے ساتھیوں نے اس فعل نازیبا پر اس کے بھی ٹکڑے ٹکڑے کر دیے یہ واقعہ سنہ ۱۶۰۷ء مطابق سنہ ۱۰۱۶ھ میں بمقام بردوان ہوا

قطب الدین سلطان۔ قطب شاہ بھی مشہور ہے محمد شاہ گجرات کا بیٹا ہے جب اس کے والد نے فروری سنہ ۱۴۵۱ء مطابق محرم سنہ ۸۵۵ھ میں انتقال کیا۔ قطب شاہ گجرات کا بادشاہ ہوا۔ ۹ سال حکومت کی اور ۲۵ مئی سنہ ۱۴۵۹ء مطابق ۲۲ رجب سنہ ۸۶۳ھ کو انتقال کیا اپنے والد کے پہلو میں دفن ہوا اس کا چچا داؤد اس کا جانشین ہوا جو تھوڑے عرصہ تک حکومت کرنے کے بعد معزول ہو گیا۔

قطب الدین علامہ۔ ایک مشہور شاعر سعدی شیرازی کے ہمعصر تھے۔ ان کی چند تصانیف ہیں تحفہ شاہی۔ شرح کلیات قانون اور شرح مفتاح العلوم تبریز میں اتوار کے دن ۷ فروری سنہ ۱۳۱۱ء مطابق ۱۷ رمضان سنہ ۷۱۰ھ کو انتقال کیا۔

قطب الدین محمد۔ اس کے والد کا نام انوش تکین تھا جو سلطان سنجر سلجوقی کا جام بردار تھا سلطان نے اس کو سنہ ۱۰۹۷ء میں خوارزم کا حکمراں کیا اور ان کا خاندان خوارزم شاہی مشہور ہوا اس خاندان کے بادشاہ حسب ذیل ہیں:-

قطب الدین محمد۔
اتسیز بن قطب الدین محمد۔ الپ ارسلان بن اتسیز
سلطان شاہ بن الپ ارسلان۔
علاء الدین تکش خان بہادر سلطان شاہ
سلطان محمد بن تکش (چنگیز خاں نے اس کو سنہ ۱۲۲۱ء میں شکست دی)۔ جلال الدین بن سلطان محمد اس خاندان کا آخری بادشاہ سنہ ۱۲۳۱ء میں قتل ہوا

قطب الدین محمود لنگا۔ ملتان کے قبیلہ لنگا کا دوسرا بادشاہ تھا۔ اس نے شیخ یوسف کو جو اس کا پہلا بادشاہ اور اس کا داماد تھا قید کر کے دہلی بھیج دیا اور خود بادشاہ بن گیا۔ ۱۶ سال حکومت کی سنہ ۱۴۶۹ء مطابق سنہ ۸۷۴ھ میں فوت ہوا اس کا لڑکا حسین لنگا اس کا جانشین ہوا۔

قطب الدین محمد غوری۔ عزیز الدین رئیس غور کا بیٹا اور بہرام شاہ بادشاہ غزنی کا داماد تھا۔ فیروزکوہ نامی قلعہ اس کا پایہ تخت تھا۔ اپنے خسر پر حملہ کیا۔ لیکن بہرام نے اس کو قتل کرا دیا قطب الدین کے بھائی علاء الدین جہاں سوز نے بھائی کے خون کا بدلہ لینے کے لیے بہرام پر سلسلہ وار حملے کیے جو غزنی اور غور کی مشہور تاریخی لڑائیاں سمجھی جاتی ہیں۔ آخر ش ۱۱۵۲ء م ۵۴۷ھ میں غزنی فتح ہوا بہرام ہندوستان بھاگ آیا علاء الدین نے غزنی اور اس کے تمام علاقے جلا کر خاک سیاہ کر دیے قطب الدین غوری کی قبر الیوین ٹاٹ منسی الہ کے شمال کے قریب ملی ہے سنہ ۱۹۱۰ء میں گورنمنٹ انگریزی نے اس کو محفوظ مقامات تاریخی کی فہرست میں داخل کر لیا ہے

قطب الدین محمود بن محمد شیرازی۔ غرۃ التاج اور دوسری کتابیں تصنیف کیں سنہ ۱۳۱۱ء مطابق سنہ ۷۱۰ھ میں وفات پائی۔

قطب الدین (ملا) سہالوی (سہالی توابع لکھنؤ سے ایک قصبہ ہے) ان کا سلسلہ نسب سیدنا ایوب انصاری رضی تک پہنچتا ہے ان کے بزرگ مدینہ شریف سے بتدریج ہرات اور دہلی مقیم رہ کر سہالی آ گئے ملا دانیال جو اسی

(جو اس ملک اودھ میں ایک قصبہ ہی) اور قاضی گھاسی سے علوم اخذ کیے۔ اکثر علمائے ہند کو ان سے تلمذ ہی۔ معاصرین سے سبقت لے گئے ۱۲۹۱ء مطابق ۶۹۱ھ میں شیوخ عثمانی جو بوجہ مشارکت زمینداری نزاع موروثی رکھتے تھے رات کے وقت گھر میں گھس آئے۔ اور قطب الدین کو مار ڈالا۔ مکان کو جلا دیا۔ مسودہ حاشیہ شرح عقائد دوانی اسی ہنگامہ میں تلف ہو گیا۔ کتاب تلویحات ان کی تصنیف سے ہے

قطب الدینؒ منور شیخ۔ ہانسی کے ایک مشہور ولی ہیں۔ آپ شیخ جمال الدین احمد کے پوتے ہیں سلطان فیروز شاہ بادشاہ دہلی کے زمانہ میں تھے اور شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کے ہمعصر تھے۔ یہ دونوں بزرگ شیخ نظام الدین اولیاء کے مرید تھے۔ اور دونوں کا اسی سال میں وصال ہو گیا۔ شیخ نصیر الدین ۱۶ استمبر ۱۳۵۶ء مطابق ۱۰ ارمضان ۷۵۷ھ اور شیخ قطب الدین ۲۲ نومبر ۱۳۵۶ء مطابق ۲۶ ذی قعدہ ۷۵۷ھ کو انتقال کر گئے۔ شیخ نصیر الدین دہلی میں اور شیخ قطب الدین ہانسی میں دفن ہیں۔

قطب عالم۔ مخدوم جہانیاں جہاں گشت سید جلال بخاری کے پوتے تھے۔ گجرات کے اولیاء کرام میں داخل ہیں۔ اصلی نام سید برہان الدین تھا۔ نواح گجرات میں قطب عالم میاں کے نام سے زیادہ مشہور ہیں۔ ۹ دسمبر ۱۴۵۳ء مطابق ذی الحجہ ۸۵۷ھ کو وصال ہوا۔ احمد آباد سے ۶ میل کے فاصلہ پر ایک قریہ باتوہ واقع ہی وہیں ان کا مزار ہی۔ ان کے بیٹے شاہ عالم بھی ولی گزرے ہیں۔ ان کا مزار بھی احمد آباد گجرات میں ہے۔

قطب عالم۔ اصلی نام شیخ نور الدین احمد تھا لاہور میں پیدا ہوئے۔ بہار کو اپنی سکونت کے واسطے پسند فرمایا۔ تمام عمر ذکر و شغل میں گزاری بمقام موضع پنڈوا (بہار) ۱۴۱۶ء مطابق ۸۱۹ھ میں واصل بحق ہوئے۔ شیخ حسام الدین جو کڑا مانک پور کے قطب تھے۔ انھیں کے خلیفہ تھے۔

قطران بن منصور راجلی۔ تبریز کا ایک مشہور شاعر تھا۔ رشید وطواط شاعر کا ہمعصر تھا۔ قوس نامہ ایک نظم اس کی تصنیف ہے۔ یہ نظم امیر احمد یا محمد بن امیر قماج حاکم بلخ کو جو سلطان سنجر کا ہمعصر تھا معنون کی گئی تھی۔

قلانیسی۔ نام عبد اللہ بن محمد ایک عربی مصنف تھا ۱۱۲۱ء مطابق ۵۱۵ھ میں وفات پائی۔

قلق۔ خواجہ ارشد علی خاں بن خواجہ بہادر حسین فراق کا تخلص تھا۔ لکھنؤ مولد و مسکن تھا خواجہ وزیر علی لکھنوی کے خواہرزادہ اور شاگرد رشید تھے۔ ناجدار اودھ واجد علی شاہ کے مصاحب اور درباری شاعر تھے۔ ۱۸۸۰ء تک زندہ تھے۔ ایک اردو دیوان "دیوان قلق" اور ایک مثنوی "طلسم الفت" ان کی یادگار ہیں

قلندر۔ صراط المستقیم ان کی تصنیف ہے جو ۱۴۰۵ء مطابق ۸۰۸ھ میں تصنیف ہوئی۔ اور ابو المظفر حسین شاہ بن محمود شاہ بن ابراہیم شاہ جونپوری کو معنون کی گئی تھی۔

قلیج خاں۔ خواجہ عابد خاں کا لقب ہی جو سمرقند سے شاہجہاں کے زمانہ میں ہندوستان آئے اور چار ہزاری منصبدار مقرر ہوئے۔ جب عالمگیر نانا شاہ سے معرکہ آرا تھا تو گولکنڈہ

کے محاصرے میں توپ کے گولہ سے ۷ فروری ۱۶۸۶ء مطابق ربیع الاول ۱۰۹۷ھ کو فوت ہوا۔ غازی الدین خاں فیروز جنگ اول کے والد تھے اور مشہور نظام الملک آصف جاہ حیدرآباد کے دادا تھے۔ اس کا مقبرہ قلیچ خاں کے مقبرہ کے نام سے نواح قلعہ گولکنڈہ میں موجود ہے۔

قلیچ خاں اندجانی۔ اکبری عہد کا چار ہزاری منصبدار تھا۔ جہانگیر کا بھی زمانہ دیکھا الفتی تخلص تھا۔ قلیچ خاں ترکمانی اکبر کے زمانہ میں ہندوستان آیا۔ مالوہ۔ سنبھل پنجاب وغیرہ کا گورنر رہا۔ کابل کی بغاوت فرو کرنے کے لیے تعینات ہوا۔ لیکن ناکام واپس آیا۔ اور معتوب ہو کر ملازمت سے علیحدہ کر دیا گیا۔ جب شہزادہ دانیال جو قلیچ خاں کا داماد تھا الہ آباد کا حاکم ہوا تو یہ اس کا نائب مقرر ہوا۔ شاہ جہاں کے شروع عہد حکومت یعنی ۱۶۳۱ء تک ملازمت شاہی میں داخل رہا ۱۶۳۲ء میں بقیہ زندگی بسر کرنے کے لیے جونپور کا گوشہ عزلت پسند کیا اور دریائے گومتی کے کنارے ایک عالیشان بارہ دری کی بنا ڈالی ہنوز وہ تکمیل کو نہ پہنچی تھی کہ ۱۶۵۵ء مطابق ۱۰۶۵ھ میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اسی بارہ دری میں مدفون ہوا۔

قلی قطب شاہ اوّل سلطان۔ گولکنڈہ کے خاندان قطب شاہیہ کا بانی شیعہ مذہب رکھتا تھا۔ سنہ ۸۵۵ھ مطابق ۱۴۵۰ء میں پیدا ہوا۔ اس کا باپ قطب الملک ترکی الاصل تھا اور دکن میں آکر محمد شاہ بہمنی کی ملازمت میں داخل ہوا تھا۔ بادشاہ نے اس کو قطب الملک کا خطاب دیا تلنگانہ کی نظامت تفویض کی تھی اور باپ کے مرنے کے بعد بادشاہ نے پدری اعزاز و مناصب اس کو عطا کیے ۱۵۱۲ء مطابق ۹۱۸ھ میں بہمنی خاندان کے زوال پر تلنگانہ کا بادشاہ بن بیٹھا۔ ۵۰ برس تک حکومت کی ۲ ستمبر ۱۵۴۳ء مطابق ۲ جمادی الاول ۹۵۰ھ کو ایک غلام نے مار ڈالا۔ اس خاندان نے ۱۸۰ سال حکومت کی جس کے بادشاہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) قلی قطب شاہ۔
(۲) جمشید قطب شاہ
(۳) ابراہیم قطب شاہ۔
(۴) محمد قلی قطب شاہ۔
(۵) محمد قطب شاہ۔
(۶) عبد اللہ قطب شاہ۔
(۷) ابو الحسن تانا شاہ۔

قلی قطب شاہ ثانی سلطان۔ محمد قلی قطب شاہ بھی مشہور ہے۔ ابراہیم قطب شاہ کا بیٹا تھا ابراہیم قطب شاہ کے بعد جون ۱۵۸۰ء مطابق ربیع الثانی ۹۸۸ھ میں تخت نشین ہوا۔ اس کا زمانہ جنگ و جدل کا زمانہ تھا۔ عادل شاہ بیجاپور سے جنگ کر کے ۱۵۸۰ء میں صلح کی۔ اور اپنی بہن بیاہ دی اور متعدد راجاؤں کو اپنا باجگذار بنایا اہل علم و کمال کی اس دربار میں خوب قدر تھی اس بادشاہ نے نہایت اولو العزمی کے ساتھ حکومت کی۔ عباس شاہ ایران نے یہ خبریں سنکر اپنا ایلچی مع گراں بہا تحائف کے قطب شاہ کے دربار میں بھیجا۔ بعد کو قطب شاہی قاصد بھی قیمتی تحائف لیکر ایران گیا اور دونوں بادشاہوں میں رابطہ اتحاد قائم ہو گیا۔ گولکنڈہ کی آب و ہوا

خراب ہونے کی وجہ سے آٹھ میل کے فاصلہ پر سنہ ۱۵۹۱ء مطابق ۹۹۹ھ میں ایک نیا شہر بسایا اور اس کا نام حیدر آباد رکھا اور اسی نئے شہر کو پایہ تخت قرار دیا اور اس میں عمدہ اور عالیشان عمارتیں بنوائیں جن میں سے کچھ اب بھی باقی ہیں۔ بالخصوص چار مینار وہ عمارت ہے جس کی تصویر کو آج بھی دکن کے سکوں پر مسکوک کیا جاتا ہے۔ مشہور رہے کہ ابتداءً بادشاہ نے نئے شہر کا نام اپنی محبوبہ بھاگمتی کے نام پر بھاگ نگر رکھا تھا۔ اور مشہد مقدس کے نمونے پر تعمیر کیا تھا۔ بعدہ اس نام کو حیدر آباد سے تبدیل کر دیا۔ آج بھی ساہوکار اجناس حیدر آباد کی بہیوں میں بھاگ نگر کا نام زندہ ہے۔ لیکن بعض تاریخوں میں ہے کہ بھاگمتی کے نام پر قطب شاہ نے یہ نام نہیں رکھا تھا۔ بلکہ اس نام کا قریہ پہلے سے یہاں پر آباد تھا اس علم دوست بادشاہ کو علم ادب سے ذوق تھا۔ کلیات قطب شاہ آج بھی کتب خانہ آصفیہ میں ادبی قابلیت کی یاد دلاتا ہے جس میں۔ ہندی۔ فارسی۔ دکنی زبان میں غزلیں موجود ہیں۔ ۳۱ سال نہایت کامیابی کے ساتھ سلطنت کی۔ اور ۱۱ جنوری سنہ ۱۶۱۲ء مطابق ۱۷ ذی قعدہ سنہ ۱۰۲۰ھ کو انتقال کیا۔ سلطان دکن میں یہ بادشاہ بہترین گزرا ہے۔ اس کا بھتیجا محمد قطب شاہ جانشین ہوا کوئی بیٹا نہ تھا۔

قمر الدین خاں (وزیر) نواب شہاب الدین ۔ فیروز جنگ کے بڑے صاحبزادہ تھے عالمگیر کے عہد میں سنہ ۱۰۸۲ھ میں پیدا ہوئے۔ عالمگیر نے چین قلیچ خاں کا خطاب عطا کیا تھا۔ بہادر شاہ کے عہد میں خان دوراں خاں کا خطاب ملا۔ فرخ سیر نے فتح جنگ نظام الملک کا خطاب دیا اور صوبہ داری دکن پر سرفراز کیا۔ محمد شاہ کے تخت نشین ہونے پر مالوے کی صوبیداری تفویض ہوئی۔ اعتماد الدولہ کے انتقال کے بعد محمد شاہ نے ان کو قلمدان وزارت سپرد کیا نواب صاحب نہایت دلیر شجاع و ذی علم تھے شاعری کا بھی شوق تھا فن تعمیر سے دلچسپی تھی۔ ایک دیوان یادگار چھوڑا۔ بہت سی لڑائیوں میں شرکت کی اور اکثر کامیاب ہوئے سنہ ۱۷۴۸ء مطابق سنہ ۱۱۶۱ھ میں انتقال ہوا اور خلد آباد میں دفن ہوئے

قمر الدین میر۔ ان کا تخلص منت ہے۔

(ملاحظہ ہو۔ منت۔ ردیف م)

قنبری (نیشاپوری) نیشاپور کا ایک شاعر تھا۔ سلطان بابر کے زمانہ میں حیات تھا۔ سنہ ۱۴۵۷ء مطابق سنہ ۸۶۱ھ میں انتقال کیا۔

قندھاری بیگم۔ شاہجہاں کی پہلی بی بی تھیں۔ مظفر حسین مرزا صفوی بادشاہ فارس کی لڑکی تھی۔ جب اکبر شاہ نے اپنی حکومت کے تیسری سال میں قندھار کو عباس شاہ فارس کے حوالہ کر دیا۔ اس نے اپنے بھتیجے سلطان حسین مرزا کو اس کی حکومت دیدی اور اس کی وفات پر اس کا بیٹا مظفر حسین مرزا مسند نشین ہوا سنہ ۱۵۹۲ء یعنی اڑتیسویں سنہ جلوس اکبری میں مرزا حسین کے تین بھائی ہندوستان آئے۔ اور ان کے بعد خود مرزا مظفر حسین بھی ہندوستان چلے آئے اور اکبری عنایات اور اکرام سے سرفراز ہوئے۔ پنج ہزاری منصب اور سنبھل میں جاگیر عطا ہوئی۔ ان کی دختر قندھاری بیگم کی شادی شاہجہاں کے ساتھ سنہ ۱۶۱۰ء مطابق

رجب ۱۰۱۹ھ میں ہوئی اور قندھاری بیگم کا خطاب اس نسبت سے عطا ہوا تھا کہ وہ قندھار میں پیدا ہوئی تھی۔ اس کا مقبرہ آگرے میں ہے جو قندھاری باغ کے نام سے مشہور رہی۔ یہ عمارت اب ایک کوٹھی کا کام دے رہی ہے جو راجہ بھرت پور کے قبضہ میں ہے۔

قوام الدین حاجی ۔ شاہ شیخ ابو اسحٰق بادشاہ شیراز کا وزیر تھا۔ ۱۲ اپریل ۱۳۵۳ء مطابق ۷ ربیع الاول ۷۵۴ھ کو مبارز الدین محمد ظفر مظفر شاہ کے محاصرہ شیراز میں کام آیا۔ نہایت علم دوست اور فیاض امیر تھا۔ خواجہ حافظ شیرازی اسی کے زمانہ میں گزرے ہیں۔ خواجہ کے دیوان میں بعض اشعار میں اس کا ذکر آیا ہے۔ مثلاً اس شعر میں ؎

دریائے اخضر فلک و کشتیٔ ہلال
ہستند غرق نعمتِ حاجی قوام ما

اس شعر میں ایک دعوت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جب دعوت میں خواجہ کے جام شراب میں فلک اور ماہ ناتمام کا عکس پڑا تو بطور مطائبہ فی البدیہہ یہ شعر کہکر وزیر میزبان کو سنایا تھا۔

قوام الدین خواجہ ۔ صاحب عیار لقب تھا شاہ شجاع بن مبارز الدین محمد ظفر شاہ فارس کا وزیر اور مصاحب مقرب تھا۔ اگست ۱۳۶۳ء مطابق ذی قعدہ ۷۶۴ھ میں شاہ شجاع کے ہاتھ سے جو اس سے ناخوش ہوگیا تھا مارا گیا۔

قہقری ۔ دیکھو نجم الدین ابو الحسن۔

قیس بن صائب مخذومی ۔ بعثت سے پہلے آنحضرت صلعم کے ساتھ کاروبار تجارت میں شریک رہے ہیں۔ مجاہد بن جبیر جو مشہور مفسر گزرے ہیں انھیں کے غلام تھے۔

قیصر ۔ پرنس خورشید قدر کا تخلص ہے شاہ عالم بادشاہ دہلی کے خاندان کے شہزادہ تھے۔

ردیف ک

کاتبی ترشیزی ۔ مولٰنا شمس الدین محمد بن عبد اللہ نیشاپوری و ترشیزی کا تخلص ہے بہت بڑے خوش نویس تھے۔ اسی وجہ سے کاتبی کہلاتے تھے۔ بایسنغر مرزا کے عہد میں ہرات آئے اور سلطان ابراہیم شروانی کے دربار میں اپنی شاعری کی بدولت رسائی حاصل کی ایک قصیدے کے صلے میں بادشاہ نے دس ہزار دینار انعام دیا تھا۔ فارسی زبان میں اکثر تصانیف ہیں۔ مجمع البحرین جس میں ناصر و منصور کا قصہ نظم کیا گیا ہے او رجو ذوبحرین ہے یعنی اس کو دو مختلف بحروں میں پڑھا جاتا ہے۔ انھیں کی تصنیف ہے آخر عمر میں استرآباد میں سکونت اختیار کرلی تھی۔ وہیں ۱۴۳۵ء مطابق ۸۳۹ھ میں فوت ہوئے

کاشفی مولٰنا ۔ حسین بن علی کا تخلص ہے۔ (ملاحظہ ہو حسین واعظ مولٰنا)

کاشی راؤ ہلکر ۔ مرہٹہ سردار تکاجی ہلکر کا بڑا بیٹا تھا۔ ۱۷۹۶ء میں کاشی اور ملہار راؤ کے

درمیان جھگڑا ہوا۔ سندھیا نے کاشی کے طرفداری کی اور تخت پر بٹھادیا اور خود اُس کی طرف سے حکمرانی کرنے لگا۔ اس پر کاشی کا بھائی اور بھی ناراض ہوگیا۔ اور جنگ کا سلسلہ جاری ہوگیا جو ۱۸۰۲ء میں ختم ہوا۔

کاشی مُلّا۔ لقب کمال الدین عبدالرزاق بن جمال الدین نام ایک مشہور عالم و صوفی گزرے ہیں۔ صاحب تصانیف ہیں۔ تقریباً ۱۳۲۰ء مطابق ۷۲۰ھ میں نوعمری میں انتقال کیا۔

کاظم حکیم۔ ایک طبیب تھے حاذق الملک خطاب تھا۔ سید حیدر علی نجفی مجتہد کے بیٹے تھے فرخ نامہ کاظمہ ان کی تصنیف ہے جو ۱۷۳۷ء مطابق ۱۱۵۰ھ میں لکھا گیا۔

کاظم تربایہ۔ اصفہان کا ایک شاعر تھا ۱۵۴۱ء مطابق ۹۴۸ھ میں فوت ہوا۔

کاظم علی خاں طبیب۔ عہد بادشاہان لودھیا میں مشہور طبیب تھے۔ آگرہ میں جمنا کے کنارے ایک باغ ۱۵۰۱ء میں لگایا تھا جس کے نشانات ابتک موجود ہیں۔ اور حکیم کے باغ کے نام سے مشہور ہے۔

کافور ملک۔ علاء الدین خلجی کے خواجہ سرا کا نام ہے جو وزارت کے عہدہ تک پہنچ گیا تھا۔ ہندو نسل سے تھا۔ جب اس کا آقا بادشاہ دنیا سے رخصت ہوگیا تو اُس نے شاہی خاندان کے ساتھ نمک حرامی کرنے پر کمر باندھ لی اور سب سے پہلا کام یہ کیا کہ بادشاہ کے دو بیٹوں خضر خاں اور شادی خاں کی آنکھیں نکلوالیں اور ایک نابالغ شہزادہ کو جس کا شہاب الدین نام تھا۔ تخت پر بٹھادیا اور خود اُس کے نام سے حکومت کرنے لگا لیکن اس واقعہ کو ۳۵ دن سے زیادہ نہ گزرنے پائے تھے کہ امرا نے سازش کرکے جنوری ۱۳۱۷ء مطابق ۷۱۶ھ میں اس کو قتل کردیا اور شہزادہ مبارک کو تخت پر بٹھادیا۔

کافی۔ تقی الدین علی بن علی کا تخلص ہے جو عربی زبان میں شعر لکھتا تھا۔ ۱۳۵۵ء مطابق ۷۵۶ھ میں فوت ہوا۔

کالیداس۔ مشہور ہندو شاعر راجہ بکرماجیت کے دربار کے نورتن میں داخل تھا۔ ہندوستان میں کالیداس کو بزم علم میں وہ رتبہ حاصل ہے جو ایران میں فردوسی کو انگلستان میں ملٹن کو۔ اس کی ناٹک اور رزمیہ نظمیں آجتک لاثانی سمجھی جاتی ہیں۔ رگھو بمسا۔ میگھدت اور شکنتلا اس کی مشہور تصانیف ہیں۔

کالے صاحب۔ عرف غلام نصیر الدین مولانا قطب الدین بن مولانا فخر الدین ابوظفر بادشاہ دہلی کے مرشد تھے۔ ۱۸۵۲ء مطابق ۱۲۶۸ھ میں فوت ہوئے۔ دہلی میں ان کا مکان (کالے صاحب کی حویلی) ابتک مشہور ہے۔

کام بخش شہزادہ۔ شہنشاہ عالمگیر کا سب سے چھوٹا بیٹا اودے پوری محل کے بطن سے تھا۔ عالمگیر کی وفات پر شہزادوں میں خانہ جنگی شروع ہوئی۔ بہادر شاہ بادشاہ ہوا۔ شاہزادہ کام بخش کو عالمگیری وصیت کے مطابق بہادر شاہ نے صوبجات حیدرآباد اور بیجاپور اس شرط پر دیئے کہ وہ حکومت دہلی کے تابع رہیں۔ کام بخش نے اطاعت منظور نہ کی جنگ شروع ہوگئی۔ ۱۷۰۸ء مطابق ۱۱۱۹ھ میں حیدرآباد کے قریب کام بخش کام آیا۔

کامراج ولد بین سنگھ بھپوند ضلع اٹاوہ اس کا وطن
تھا۔ شہزادہ محمد اعظم کی سرکار میں مالوے میں
اس کو حاضری کا موقع ملا۔ اعظم کے نام سے
کامراج نے شہزادہ کی لڑائیوں کے حالات
لکھے۔ کامراج دیباچہ میں لکھتا ہے کہ بہت سے
واقعات خود شاہی وقائع نگار نے اس کتاب کے
لیے بہم پہنچائے۔ اس مصنف نے نہایت
اخلاص اور عقیدتمندی کے ساتھ اپنے کو تیموری
دربار کا تین پشت کا نمک خوار بنایا ہے۔

کامران مرزا۔ سلطان بابر بادشاہ کا دوسرا
پسر اور سلطان ہمایوں کا بھائی تھا۔ ہمایوں نے
سنہ ۱۵۳۰ء میں مطابق سنہ ۹۳۷ھ میں تخت نشین
ہو کر اس کو کابل و قندھار و غزنی و پنجاب کی
حکومت عطا کی لیکن وہ اس پر قانع نہ تھا اس نے
توسیع ملک کے خیال سے وہ ہمایوں سے برابر لڑتا رہا
ہمایوں نے تنگ آکر اس کو اندھا کر دیا۔ اس کے
بعد وہ مکہ معظمہ چلا گیا۔ اور سنہ ۱۵۵۶ء مطابق
سنہ ۹۶۳ھ میں فوت ہوا۔

کامل۔ چراغ نامے کا مصنف ہے جس میں ہر غزل
کی ردیف چراغ ہے اور غزلوں کی ابتدا
بہ ترتیب حروف تہجی رکھی گئی ہے۔ مثلاً
پہلی غزل کے شعر الف سے شروع ہوتے ہیں
اور دوسری غزل کے سب شعر ب سے
وعلی ہذا۔

کامی۔ نام مرزا علاء الدولہ۔ وطن قزوین ہے
اور کتاب نفائس المآثر کا مصنف ہے جس
میں ایرانی شعرا کے حالات اور کلام درج ہیں
یہ تذکرہ اکبر کے نام پر معنون کیا گیا تھا۔ سنہ ۱۵۷۱ء
مطابق سنہ ۹۷۹ھ میں ختم ہوا تھا۔

کبیر۔ مشہور ہندی شاعر۔ پارچہ بافی کا پیشہ
کرتا تھا۔ سکندر شاہ لودی کے زمانہ میں
گزرا ہے۔ ہندوؤں میں کبیر پنتھی نامی فرقے
کی بنیاد رکھی۔ اس پنتھ میں بہت سے
اسلامی عقائد کو داخل کر لیا گیا تھا۔ ہندو
اور مسلمان دونوں اس کے معتقد تھے۔ خیال
کیا جاتا ہے کہ سکھ فرقے کی بنیاد بھی بعد میں
اسی کے اصولوں پر رکھی گئی تھی۔ کبیر نے
کاشی (بنارس) گیا۔ جگنناتھ کی تیرتھوں میں
اپنی زندگی بسر کی۔ تاریخوں میں وفات کے
صحیح سال کا پتہ نہیں چلتا۔ ریتی پور میں۔ قبر
کہی جاتی ہے۔ اس کی نظمیں نہایت سادہ
پر اثر اور اخلاقی پند و نصائح سے مملو
ہیں جو اب تک لوگوں کی زبان پر چڑھی
ہوئی ہیں۔

کبیر الدین بن تاج الدین عراقی سلطان
علاء الدین بادشاہ دہلی کے زمانہ میں ایک
مصنف تھا۔ جس نے اسی بادشاہ کے زمانہ
کی تاریخ قلمبند کی ہے۔

کبیر شیخ عرف بالا پیر۔ ان کے والد کا نام
شیخ قاسم قادر ہے جن کا مزار چنار ضلع
مرزاپور میں ہے۔ شیخ کبیر قنوج میں بالا پیر
کے نام سے مشہور رہیں سنہ ۱۶۴۴ء مطابق سنہ ۱۰۵۴ھ
میں وفات پائی ان کا مقبرہ قنوج میں ہے
جس کو ان کے بیٹے شیخ مہدی نے تعمیر
کروایا۔ جو خود بھی اسی مقبرے میں سنہ ۱۶۶۷ء
مطابق سنہ ۱۰۷۸ھ میں دفن ہوا۔ مقبرہ کے
دروازہ پر فارسی میں چار کتبے مندرجہ ذیل
موجود ہیں:۔

اِیں گنبدِ عالی در زمانِ دولت نواب معلیٰ القاب
بہادر خاں ابن دریا خاں افغان غوریہ خیل داؤد
زئی عمارت پذیرفت۔

دوسرے کتبے میں ہے:-

اِیں گنبد عالی در سنہ ہزار و پنجاہ ہفت ہجری
در عہد سلطنت ابوالمظفر شہاب الدین محمد
صاحبقران ثانی شاہجہاں بادشاہ غازی خلد اللہ
ملکہ و سلطانہ تعمیر پذیر شد۔

تیسرا کتبہ ہے۔

شمارہ ز ہجری سال ہزار و پنجہ و چار
دوشنبہ وده و دو بود از مہ رمضان
کہ پیر کامل و قطب زمانہ شیخ کبیر
سپہر علم و عمل بحر دانش و عرفان
بگفت داعی حق را اجابت لبیک
روانہ کرد رواں را بروضۂ رضوان

چوتھا کتبہ ہے

روضۂ فیض بخش شیخ کبیر
در حقیقت بود بہشت بریں
یافت توفیق ایں عمارت خوش
شیخ مہدی سپہر صدق و یقیں
ہست در لفظ نغز تاریخش
بیگماں۔ الف و سبعہ و خمسیں

کرامت علی (مولوی) جونپوری صدیقی نہایت متقی باشرع عالم۔ واعظ مصنف کتب کثیرہ سید احمد بریلوی کے مرید تھے۔ تمام ہندوستان بالخصوص ڈھاکہ اور بنگال کے لوگ ان سے مستفیض ہوئے اور اس نواح میں مذہب اسلام کی اشاعت انھیں کی ذات بابرکات سے ہوئی۔ ۳۰ ربیع الآخر سنہ ۱۲۹۰ھ مطابق سنہ ۱۸۷۳ء بروز جمعہ وفات پاکر بمقام رنگپور مدفون ہوئے۔ اُن کی تصانیف سے اکثر کتابیں مثلاً مفتاح الجنۃ۔ زاد التقویٰ۔ راحت روح فیض عام۔ تنویر القلوب۔ ہدایۃ الرافضین۔ زینتہ القاری۔ ترجمہ مشکوۃ جلد اوّل۔ القول الثابت۔ رسالہ مجموعہ وغیرہ وغیرہ زیادہ مشہور مقبول ہیں۔

کرشن بہت سے ہندوان کو خدا کا اوتار مانتے ہیں۔ لیکن وید پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ ایشور دیہہ دھارن نہیں کرتے (جسم اختیار نہیں کرتے) اس لیے بہت سے ہندوان کی بحیثیت ہیرو (HERO) پوجا کرتے ہیں۔ مہابھارت کی لڑائی میں انھوں نے جو مذہبی تعلیم ارجن کو دی وہ آج "بھگوت گیتا" کی شکل میں تمام دنیا کے سامنے ہے۔ انھوں نے ایک لڑائی میں کنس کو قتل کیا تھا۔

کرشنا راج اُودا ور۔ میسور کا راجہ تھا حیدر علی نے ریاست میسور پر جب اپنا تسلط کر لیا۔ یہ خاندان قدیم گمنامی کی حالت میں پڑ گیا ٹیپو سلطان اور انگریزوں کے درمیان سنہ ۱۷۹۹ء میں جنگ ہوئی۔ ٹیپو کام آیا۔ اُس کی وفات نے لڑائی کا فیصلہ کر دیا۔ آصف جاہ نظام حیدر آباد اس لڑائی میں انگریزوں کے شریک تھے۔ مقبوضات میسور حضور نظام اور انگریزوں کے درمیان تقسیم ہو گئے۔ مگر میسور کا موروثی راج سابق حکمراں خاندان کو واپس کیا گیا۔ اور کرشن راج راجہ بنایا گیا۔ اُس وقت راجہ کی عمر تین سال کی تھی۔ حیدر علی سابق وزیر مال دیوان میسور مقرر کیا گیا۔ راجہ نے بہتر

سال کی عمر میں ۱۸۶۸ء میں وفات پائی۔ سرکار انگریزی سے اس کو کے۔ جی۔ سی ایس۔ آئی کا خطاب ملا تھا۔ اس راجہ کے بعد اس کا متبنیٰ بیٹا چم راجت رادڈار ودر بحالت نابالغی جانشین ہوا۔ دسمبر ۱۸۹۴ء میں اس کا انتقال ہوا۔ اور اس کے نابالغ بیٹے موجودہ مہاراجہ سر کرشن راجہ اودا ور بہادر جی سی۔ ایس۔ آئی۔ فروری ۱۸۹۵ء میں جانشین ہوا۔ لیکن اُن کی والدہ و نی وا لا سہا سنی دھنا ایک کونسل کی مدد سے حکومت کرتی تھی۔ اس دوران میں ۱۹۱۳ء کا جدید عہدنامہ حکومت میسور اور سرکار انگریزی کے باہم مکمل ہوا۔ جس کی رو سے دونوں حکومتوں کے تعلقات زیادہ قریب ہو گئے۔ ۱۹۲۰ء میں مہاراجہ سن بلوغ کو پہنچے اور حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔

کرشنانند۔ پنڈت آنند کشن کا بیٹا تھا۔ اس نے تاریخ شاہان ہند کے نام سے ایک کتاب لکھی۔ اس کی وفات کے ٹھیک زمانہ کا پتہ نہیں لگا۔ لیکن ۱۸۰۳ء یعنی تقریباً ۱۲۱۸ھ میں اس کا زندہ رہنا تاریخ سے ثابت ہے۔

کرشن دیو۔ رایان وجیانگر میں سب سے بڑا فرمانروا گزرا ہے۔ ۱۵۰۹ء میں تخت نشین ہو کر شاہان گولکنڈہ اور عادلشاہی سلاطین سے لڑا اور متعدد بار شکست دی سال وفات ۱۵۲۹ء یا ۱۵۳۰ء مطابق ۹۳۷ھ ہے

کرم۔ کتاب حربۂ حیدری اس کی تصنیف سے ہے جو ۱۷۲۳ء مطابق ۱۱۳۵ھ میں لکھی گئی۔

کرمانی۔ معدودے چند ایسے شعرا گزرے ہیں۔ جنھوں نے شہر کرمان کی نسبت سے کرمانی تخلص اختیار کیا ہے۔ لیکن یہ کرمانی جو زیادہ مشہور رہی وہ یعقوب بن ادریس تھا۔ جس کی وفات ۱۴۳۰ء مطابق ۸۳۳ھ میں واقع ہوئی۔

کریم۔ میر محمد کاظم بن فکر کا تخلص تھا جو قطب شاہ اوالی دکن کے عہد میں گزرا ہے۔ ایک دیوان یادگار چھوڑا۔

کریم خاں۔ ایک پنڈاری سردار تھا۔ جس نے بتاریخ ۱۵۔ فروری ۱۸۱۸ء سرکار انگریزی کی اطاعت قبول کی۔ گورنمنٹ انگریزی کی طرف سے ایک گانوں ضلع گورکھپور میں عطا ہوا جو ۱۸۵۷ء تک اُس کی اولاد کے قبضہ میں رہا۔

کریم خاں زند۔ قبیلہ زند سے ایران کا ایک سردار تھا۔ اُس نے ایک فوج جمع کر کے افغانیوں سے مقابلہ کیا اور اُن کو شکست دی۔ اُس وقت نادر شاہ کی اولاد کا دور دورہ تھا۔ کریم خاں نے سلطنت کو پارہ پارہ کر دیا۔ جنوبی ایران کا خود بادشاہ بن گیا۔ خراسان کا کچھ حصہ نادر شاہ کی اولاد کے قبضہ میں رہا بحیرہ خضر کے کنارے کا ملک محمد حسن خاں قاچار حاکم ماژندران کی حکومت کا جزو بنا رہا کریم خاں نے ۲۶ سال حکومت کی اپنی حکومت کے آخری بیس سال میں وہ بلا مزاحمت کے کل ایران پر حکومت کرتا رہا۔ شیراز اس کا پایہ تخت تھا۔ ۲ مارچ ۱۷۷۹ء مطابق ۱۳ صفر ۱۱۹۳ھ کو ۸۰ سال کی عمر میں انتقال کیا۔

اُس کے بعد خانہ جنگی شروع ہو گئی۔ اور زکی خاں اور علی مراد خاں لطف علی خاں یکے بعد دیگرے بادشاہ ہوئے۔ آقا محمد خاں قاچار نے جن کے خاندان میں اب حکومت ایران ہے۔ لطف علی خاں کو ۱۷۹۴ء میں قتل کر دیا۔

کسائی حکیم۔ مرو واقع ایران کا مشہور طبیب اور شاعر تھا۔ ۲۳ مارچ ۹۵۳ء مطابق ۲۔ شوال ۳۴۱ھ کو پیدا ہوا۔ تاریخ وفات کا پتہ نہیں چلا۔ ایک دوسرے شخص ابو الحسن نامی بھی جو مشہور ساتت قاریوں میں شمار کیے جاتے ہیں تاریخ ایران میں کسائی کے نام سے مشہور رہیں لیکن وہ شاعر نہ تھے اُن کا انتقال ۷۹۶ء مطابق ۱۸۰ھ میں ہوا۔

کشفی۔ مفتی مولوی سلامت اللہ نام بدایوں کے رہنے والے۔ صدیقی۔ عبد الرحمانی شیخ تھے حضرت شاہ عبد العزیز صاحبؒ محدث دہلوی کے شاگرد تھے۔ شاہجہان پور کے مشہور مولوی مدن سے بھی کچھ تعلیم حاصل کی تھی۔ اپنے زمانہ کے علما میں ممتاز تھے۔ کانپور میں سکونت اختیار کر لی تھی وہیں انتقال ہوا۔ ہندوستان میں اکثر شاگرد چھوڑے۔ فارسی دیوان یادگار ہے اور بھی کتابیں ان کی تصنیف سے ہیں۔ اردو میں ایک مستند رسالہ میلاد شریف موسومہ "خدا کی رحمت" ان کا بہت مشہور ہے۔ ۱۲۸۱ھ مطابق ۱۸۶۴ء میں انتقال ہوا۔

کشفی۔ میر محمد شاہ کا تخلص ہے۔ عہد جہانگیر کا ایک شاعر تھا۔ ترجیع بند موسومہ بہ مجموعۂ راز اس کی تصنیف سے ہے جو ۱۶۲۱ء مطابق ۱۰۳۰ھ میں تصنیف ہوا۔ یہ مصنف ۱۶۵۰ء مطابق ۱۰۶۰ھ میں آگرے میں فوت ہوا اور وہیں قبر ہے۔

کشن چند اخلاص کھتری۔ شاہجہان آبادی شاگرد مرزا عبد الغنی کشمیری۔ اس کا باپ اچل داس فارسی کا شاعر تھا۔ کشن چند نے ہمیشہ بہار کے نام سے ۱۱۳۶ھ مطابق ۱۷۲۳ء میں تذکرۂ شعرا لکھا۔ اس میں اکبر سے لیکر محمد شاہ کے عہد تک کے فارسی کے شعرا کے حالات و سوانح ہیں یہ تذکرہ اس قدر مستند ہے کہ علامہ آزاد بلگرامی خزانہ عامرہ کی تالیف میں اس کو اپنا ماخذ قرار دیتے ہیں اور اس سے استفادہ کا اعتراف کرتے ہیں۔ اس کتاب کے نسخے بانکی پور اور حیدر آباد کے کتب خانوں میں ہیں۔

کشن سنگھ (ہز ہائی نس مہاراجہ ورجیندر سوائی) بھرتپور کے موجودہ والی ملک پیدائش ۴۔ اکتوبر ۱۸۹۹ء۔ چورامن جاٹ بانی ریاست کی نسل سے ہیں۔ مہاراجہ نے ولایت میں تعلیم پائی ہے۔ موجودہ جنگ یورپ شروع ہونے پر ریاست نے اپنی فوج (امپیریل سروس) کو میدان جنگ میں بھیجا۔ مہاراجہ نے خود کمان کرنے کی درخواست کی لیکن اُن کی کم عمری کی وجہ سے اجازت نہیں دی گئی۔

کشن سنگھ کچھواہا۔ کشن گڑھ کے راجہ سورج سنگھ راٹھور کا سب سے بڑا بھائی تھا۔ جہانگیر کے دربار میں بہت معزز تھا۔ اُس کی بہن جہانگیر کے عقد میں تھی۔ اُس کے بطن سے شاہجہاں پیدا ہوا۔ ۱۶۱۵ء مطابق ۱۰۲۴ھ میں سورج سنگھ نے اس کو قتل کر دیا۔

کشور خاں۔ نواب قطب الدین خاں شیخ خوبو

گورنر بنگالہ کا لڑکا۔ شیخ ابراہیم نام تھا۔ سال اول جلوس جہانگیری یعنی سنہ ۱۶۰۶ء میں منصب ہزاری عطا ہوا اور کشور خاں کا خطاب ملا۔ سنہ ۳ جلوس جہانگیری میں رُہتاس کا قلعہ دار مقرر ہوا۔ اور سنہ ۴ جلوس جہانگیری میں دو ہزاری منصب پایا۔ سنہ ۱۶۱۲ء میں انتقال کیا۔ بدایوں میں اس کے والد ناظم تھے۔ اپنے زمانۂ نظامت میں بدایوں کا محلہ براہم پورہ اپنے بیٹے ابراہیم خاں کے نام پر آباد کیا تھا۔ اور ابراہیم خاں اپنے باپ کی طرف سے جامع مسجد شمسی بدایوں کی تعمیر کے مہتمم رہے تھے۔ جس کا پتہ کتبۂ جامع مسجد مذکور سے چلتا ہے۔

کعب ابن اشرف ۔ قوم اوس کا ایک مشہور شاعر اور بنی نضیر کا طرفدار تھا۔ مشرکوں۔ یہودیوں کو اپنی آتشیں غزلوں سے مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا کرتا تھا۔ مکہ والوں کو اپنی جوشیلی نظموں سے بھڑکا کر لڑائی پر آمادہ کیا تھا۔ اور مکہ مدینہ میں ہی نہیں بلکہ سارے عرب میں اس کی نظموں نے بدامنی پھیلادی تھی۔ آخرش لوگوں نے سعد بن معذ سے مشورہ کیا جو اسی قوم کا سردار تھا اُس نے اُس کو قبیل سنہ ۳ ھ ۶۲۴ء قتل کرادیا۔

کعب رضہ بن زہیر علی ۔ ایک نامور اور با اثر شاعر تھے۔ قصائد بانت السعد ان کی مشہور تصنیف ہے یہ قصائد آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں لکھے گئے ہیں۔ اسلام لانے سے پہلے یہ اسلام کے خلاف اشتعال آمیز اشعار اور حضور پیغمبر اسلام کے ہجو لکھا کرتے تھے۔ فتح مکہ کے بعد فرار ہوگئے تھے۔ لیکن حضور کے عفو اور رحم کی شہرت سنکر خود بخود خدمت مبارک میں حاضر ہوکر معافی چاہی اور آپ کی مدح میں اشعار پڑھے۔ آنحضرت صلعم نے خوش ہوکر معافی دی اور اپنی چادر مبارک شانوں سے اُتار کر بخش دی۔

کعب رضہ بن ملک صحابی تھے۔ غزوہ تبوک کے موقع پر حضور نبیؐ اکرم صلعم کے ساتھ تشریف نہ لے جاسکے تھے۔ جس کی وجہ سے سخت نادم تھے۔ لیکن پچاس راتیں گزرنے کے بعد جب اُن کو اُس قصور کی معافی کی بشارت ہوئی تو خوشی سے پھولے نہ سمائے اور اس خوشی میں اپنا تمام مال خیرات کردیا۔ سنہ ۹ ھ مطابق سنہ ۶۳۰ء کا یہ واقعہ ہے

کلب حسین خاں مرزا ۔ اٹاوہ میں ڈپٹی کلکٹر رہے ہیں پسر احتشام الدولہ دبیر الملک کلب علی خاں بہادر چار دیوانوں کے مصنف ہیں اور ایک کتاب تذکرہ موسوم بہ شوکت نادری بھی ان کی تصنیف سے ہے۔ سنہ ۱۸۶۴ء مطابق سنہ ۱۲۸۱ھ میں حیات تھے۔

کلب علی خاں (نواب) نواب سید علی محمد خاں کی اولاد میں تھے۔ روہیل کھنڈ کی مشہور ریاست رام پور کے نواب یوسف علی خاں کے بعد فرمانروا ہوئے۔ ۲۲ ½ سال تک حکومت کی۔ ان کے زمانہ میں رام پور مشرقی علوم کا مرکز تھا۔ لکھنؤ اور دہلی کے تمام کاملین علوم و فنون جمع کرلیے تھے۔ نہایت علم دوست ہنر پسند اور مربی و قدردان علم و فن رئیس تھے۔ شعر و شاعری سے بھی کمال ذوق تھا۔ اُردو اور فارسی دیوان یادگار ہیں۔ ۲۷ جمادی الثانی سنہ ۱۳۰۴ھ مطابق ۲۳ مارچ سنہ ۱۸۸۷ء کو وفات ہوئی۔

کلثوم بن ہادم ۔ یہ وہ شخص ہیں کہ جب ہجرت کے بعد آنحضرت صلعم مدینہ تشریف لائے اور قبا میں

ٹھہرے تو سب سے پہلے انھیں کے مکان میں اُترے تھے۔

کلھانا ۔ راج ترنگنی کا مصنف ہے۔ راج ترنگنی کشمیر کی تاریخ ہے جو سنسکرت میں سلطان زین العابدین والیِ کشمیر کے زمانہ میں لکھی گئی تھی۔ یہ سلطان سنہ ۸۲۶ھ مطابق سنہ ۱۴۲۳ء میں تخت نشین ہوا تھا۔ اکبر جب کشمیر گیا ہے تو یہ کتاب اس کے دربار میں پیش کی گئی اور اُس کے حکم سے اس کا فارسی میں ترجمہ ہوا۔ ابو الفضل کا بیان ہے کہ اس سے کشمیر کی قدیم تاریخ کا پتہ چلتا ہے اور اس میں پانچ ہزار برس قبل کے حالات درج ہیں۔ اصل کتاب فرانس اور ہندوستان میں چھپی ہے۔ فارسی نسخہ بھی مطبوعہ ملتا ہے۔

کلیان راجہ ۔ راجہ ٹوڈرمل کا بیٹا۔ عہد جہانگیری میں نواب اسلام خاں صوبہ دار بنگال کی ماتحتی میں تعینات تھا۔ سنہ ۶ جلوس جہانگیری میں منصب ہزار پانصدی ذات ہشت صد سوار پر سرفراز ہوا۔ پھر منصب ہزار و ہفتصدی ذات ہزار سوار پر متنخر ہو کر اڑیسہ کا حاکم بنایا گیا۔ سنہ ۱۲ جلوس جہانگیری میں چند شکایتیں ہونے پر دربار میں طلب ہوا۔ مگر قصور ثابت نہ ہونے پر سعادت ملازمت حاصل ہوئی۔ اس وقت سو اشرفیاں ایک ہزار روپیہ ایک لڑی مروارید ایک پہنچی ایک سونے کا مرصع گھوڑا پیش کش گزرانا۔ بعدہ خانخاناں مہابت خاں کے ساتھ مہم بنگش پر متعین ہوا۔ یہ واقعہ سنہ ۱۶۱۷ء کا ہے۔

کلیان سنگھ مہاراجہ ۔ کلیان سنگھ کا دادا رائے ہمت سنگھ دہلی کا ایک کایستھ تھا جو امیر الامرا صمصام الدولہ کی سرکار میں دیوان تھا۔ اس کے بیٹے شتاب رائے نے بڑا عروج حاصل کیا۔ دربار شاہی سے ممتاز الملک مہاراجہ شتاب رائے بہادر منصور جنگ کے نام سے مخاطب ہوا۔ اور سلطنت کی طرف سے صوبہ بہار کا ناظم (گورنر) مقرر ہوا۔ خود بھی فاضل تھا اور فضلائے وقت کی قدر کرتا تھا۔ سنہ ۱۱۸۷ھ مطابق سنہ ۱۷۷۳ء میں اُس نے وفات پائی۔ اس کا بیٹا انتظام الملک ممتاز الدولہ مہاراجہ کلیان سنگھ بہادر تہور جنگ کے نام سے صوبہ کی نظامت (گورنری) پر مامور ہوا۔ یہ بھی اپنے باپ کی طرح علم دوست تھا۔ خلاصۃ التواریخ اس کی تصنیف ہے جس میں امیر تیمور سے لیکر اپنے زمانہ تک کے حالات لکھے ہیں۔ اس کی دوسری تصنیف "وارداتِ قاسمی" ہے جو نظامت بنگالہ کی تاریخ ہے۔

کلیم اللہ ۔ بہمنی خاندان کا آخری بادشاہ دکن تھا اُس کے وزیر امیر برید نے سنہ ۱۵۲۷ء میں اُس کو معزول کر دیا اور خود تخت پر بیٹھ گیا۔

کلیم اللہ ۔ مولوی۔ جہان آبادی شیخ یحیٰی مدنی کے مرید ایک دانشمند اور متبحر عالم تھے۔ علم حقائق اور مختلف علوم میں کتب معتبرہ تصنیف کیں۔ سواء السبیل اور کشکول اور مرقع ان کی بہترین تصانیف سے ہیں۔ سنہ ۱۱۴۲ھ مطابق سنہ ۱۷۲۷ء میں انتقال کیا۔

کمال ۔ تخلص میر کمال علی نام ساکن گیا مانپور فارسی اور اردو میں شعر کہتے تھے کمال الحکمت فن فلسفہ کے مصنف ہیں۔ چہار دہ دور دکو بھی انھوں نے نظم میں لکھا سنہ ۱۸۰۰ء مطابق سنہ ۱۲۱۵ھ سال وفات ہے اور لفظ "دریغا" سے

ان کی تاریخ وفات ۶۲۱ھ مطابق ۱۲۲۴ء نکلتی ہے۔

کمال الدین اسمٰعیل۔ بن جمال الدین محمد عبدالرزاق اصفہانی ایران کا ملک الشعراء تھا۔ ایک دیوان یادگار ہے۔ ۱۲۳۷ء مطابق ۶۳۵ھ میں جب اقتائی خاں پسر چنگیز خاں نے اصفہان میں قتل عام کیا۔ اس میں یہ بھی کام آیا۔

کمال الدین السیواسی۔ ابن ہمام اور ابن ہمام بھی کہلاتے ہیں۔ تفسیر ہدایہ موسوم بہ فتح القدیر۔ عجز الفقراں کی تصنیف ہے۔ ہدایہ کی اس شرح میں اُنھوں نے بہت سے فتاووں کا اضافہ کیا ہے۔ اس وجہ سے کتاب نہایت کار آمد و مقبول ہے۔ ۱۴۵۷ء مطابق ۸۶۱ھ میں انتقال ہوا۔

کمال الدین خجندی شیخ اپنے زمانہ کے ایک شاعر و صوفی گزرے ہیں۔ معرفت الٰہی میں ان کا کلام خاص چاشنی رکھتا ہے۔ حافظ شیرازی کے ہمعصر تھے۔ کمال خجندی کے نام سے مشہور رہیں۔ خجند جہاں کی آب و ہوا ایران میں نہایت خوش گوار سمجھی جاتی ہے ان کا مولد تھا۔ لیکن تبریز میں سکونت اختیار کی تھی سلطان اویس جلائر کا زمانہ پایا۔ منگو خاں نبیرہ چنگیز خاں کے قیدی بن کر ۴ برس تک قپچاق میں رہے اور پھر تبریز واپس آئے اور سلطان اویس نے اُن کے لیے ایک مکان بنوا دیا۔ ان کے کلام کی یہ خصوصیت ہے کہ اُنھوں نے کبھی اپنی عمر میں کسی بادشاہ کی مدح و ثنا نہیں لکھی اور اسی وجہ سے اُن کا کلام صرف غزلیات تک محدود ہے۔ ان کے دیوان میں قصیدے یا مثنوی کا نشان نہیں ملتا۔ ۱۳۹۰ء مطابق ۷۹۲ھ میں انتقال ہوا اور بمقام تبریز دفن ہوئے۔ ان کا ایک قلمی دیوان جو ایران کے شاہی کتب خانہ سے منتقل ہو کر شہر وائنا دیائے تخت آسٹریا) کے شاہی کتب خانہ میں پہنچا ہے۔ اب تک موجود ہے۔ اس دیوان میں اشعار کی توضیح تصاویر سے کی گئی ہے جو نہایت عمدہ۔ صحیح اور نہایت چھوٹے پیمانے پر بنائی گئی ہیں یہ پیمانہ ½ انچ سے زیادہ نہیں ہے۔

کمال الدین خواجہ۔ بی۔ اے۔ ایل ایل بی۔ ۱۸۷۰ء کے قریب لاہور میں پیدا ہوئے ان کے آبا و اجداد کشمیر سے آئے تھے۔ یہ مشن کالج لاہور سے ۱۸۹۳ء میں بی۔ اے پاس کر کے اسلامیہ کالج لاہور میں پروفیسر ہوئے اور ۱۸۹۷ء میں ایل ایل بی کا امتحان پاس کیا اسی زمانہ میں قادیان جانے کا اتفاق ہوا اور جہاں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے ملاقات ہوئی اور اُن کی صحبت سے فیضیاب ہوئے ابتداءً پشاور میں وکالت کا کام شروع کیا اور ۱۹۰۴ء تک پشاور میں رہے بعدہ لاہور میں پریکٹس کی اور اگست ۱۹۱۲ء تک لاہور قیام رہا۔ مسلم یونیورسٹی کی تحریک میں نمایاں حصہ لیا۔ پنجاب اور سندھ کے اکثر مقامات پر اس کی تائید میں پر زور تقریریں کیں۔ ۱۲-۱۹۱۱ء کے جلسۂ مذاہب کلکتہ و الہ آباد میں بطور نمایندہ اسلام شریک ہوئے۔ ستمبر ۱۹۱۲ء میں انگلستان تشریف لے گئے۔ اور اشاعت اسلام میں مصروف ہوئے

ایک انگریزی ماہوار رسالہ بنام اسلامک ریویو اور مسلم انڈیا جاری کیا۔ اُس زمانہ سے اب تک آپ کا مستقل قیام بہ حیثیت مبلغ اسلام اور امام مسجد ووکنگ انگلستان میں رہتا ہے۔ مسجد ووکنگ لندن سے چند میل کے فاصلہ پر وہ مسجد ہے جس کو ہز ہائی نس جنابہ شاہ جہاں بیگم والیہ بھوپال نے بنوایا تھا۔ اور سنہ ۱۹۲۵ء میں اس کی توسیع ان کی جانشین ہز ہائی نس نواب سلطان جہاں بیگم نے فرمائی ہے خواجہ صاحب اکثر کتب کے مصنف ہیں۔ راز حیات توحید فی الاسلام اسوہ حسنہ معروف بہ زندہ ولی کامل نجات براہین میرہ آپ کی مشہور کتابیں ہیں۔

کمال الدین شیخ محمد خواجہ - ابن غیاث الدین شیرازی۔ سلطان ابراہیم کے زمانہ میں ایک طبیب اور شاعر گزرا ہے۔ ابن غیاث تخلص تھا۔

کمال الدین عبد الرزاق شیخ - بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ جن میں سے چند نام حسب ذیل ہیں:۔ تفسیر تاویلات و کتاب اصلاحات صوفیہ۔ شرح خصوص الحکم وغیرہ۔ یہ شیخ رکن الدین علاء الدولہ کے ہمعصر تھے سنہ ۱۳۳۰ء مطابق ۷۳۰ھ میں فوت ہوئے۔

کمال الدین محمد عبد المنعم جوجاری (شیخ) زبان عربی کا ایک مصنف گزرا ہے جو ۱۴۸۴ء مطابق ۸۸۹ھ میں فوت ہوا۔

کمال الدین مسعود مولنا شروانی ایک مشہور منطقی شرح حکمت آئین کا حاشیہ لکھا ہے۔

کمال الدین - (ملا) سہالوی۔ مولنا نظام الدین ابن ملا قطب الدین سہالوی کے ارشد تلامذہ سے تھے۔ جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول اور علمائے معاصرین سے افضل ترین تھے۔ منجملہ اکثر تصانیف کے عروۃ الوثقی اشرح کبریت احمر۔ حاشیہ کمالیہ بر شرح عقائد جلالیہ تعلیقات حاشیہ زاہدیہ بر شرح تہذیب جلالی زیادہ مشہور ہیں۔

کمال الدین موسی ابن یونس بن ملکا ایک مشہور عالم گزرے ہیں۔ ان کا شمار متقدمین فقہا میں ہے

کمال خاں گلھر - گکھر خاندان کا سردار تھا اس کا ملک بھٹ اور سندھ کی پہاڑیوں کے درمیان ہے جو پہلے کشمیر کی حدود میں شامل تھا۔ شیر شاہ کے زمانہ میں کمال خاں کے دادا ملک خاں دوم سے لڑائی ہوئی۔ جس میں ملک خاں قید ہو کر قتل ہوا اور کمال خاں بھی قید کر کے گوالیار بھیجدیا گیا۔ اس اثناء میں گکھروں کے ملک پر سلطان اعظم نے جو کمال خاں کا چچا تھا قبضہ کر لیا اکبر کے عہد میں کمال خاں کی رسائی دربار میں ہو گئی۔ پنجہزاری منصب پایا اور شاہی مدد سے اپنا ملک واپس لے لیا۔ سلطان اعظم قید کر لیا گیا۔ اور کمال خاں مغلیہ بادشاہ کا باج گزار ہو کر اپنے ملک پر حکمرانی کرنے لگا۔ سنہ ۱۵۶۲ء مطابق ۹۷۰ھ میں فوت ہوا۔

کمال غیاث مولنا شیرازی سلطان ابراہیم کے عہد میں ایک طبیب اور شاعر گزرا ہے۔

کندن لال (راجہ) اپنے زمانہ کا بڑا فاضل تھا۔ فلسفی کے لقب سے مشہور رہے دہلی وطن تھا۔ سنہ ۱۲۳۷ھ مطابق ۱۸۲۱ء میں قسطاس لکھی جو اس کی ایک تاریخی تصنیف ہے

تنقیح الاخبار ہے جس میں زیادہ تر اپنے حالات خود لکھے ہیں۔

کنشک۔ سنہ ۱۲ء میں تخت نشین ہوا۔ قدیم تاریخ ہندوستان میں اشوک کے بعد اسی بادشاہ کی شہرت ہے۔ پشاور اس کا دارالسلطنت تھا۔ اس کے زمانہ میں کشن اقتدار کو پہنچ گیا تھا سنہ ۱۵ء میں فوت ہوا۔

کورامل چودھری۔ قصۂ کامروپ کا مصنف ہے جو فارسی نظم میں لکھا گیا ہے۔ بتاریخ ۱۲ مئی سنہ ۱۸۴۸ء فوت ہوا۔

کوکب۔ منشی مہدی کا تخلص ہے جو نادر شاہ کی ملازمت میں تھا۔ دُرِّ نادرہ و تاریخ نادری و نظم نادر نامہ اس کی تصانیف ہیں۔

کولا دیوی۔ راجہ کرن راجہ گجرات کی رانی تھی۔ جو اپنے حسن و جمال کی وجہ سے مشہور تھی۔ جب سلطان علاءالدین خلجی نے سنہ ۱۲۹۷ء مطابق سنہ ۶۹۷ھ میں گجرات فتح کیا۔ یہ رانی سلطانی اسیر ہوئی۔ اُس کی صورت دیکھکر سلطان دل کو ہاتھ سے دے بیٹھا۔ اور بعد کو اسے حرم میں داخل کر لیا۔ سنہ ۱۳۰۶ء مطابق سنہ ۷۰۶ھ میں دیول دیوی جو کولا دیوی کی لڑکی تھی قید کر کے دربار میں لائی گئی۔ یہ بھی اپنی خوبصورتی میں بے مثل تھی۔ شاہزادہ خضر خاں کی نظر اُس پر جا پڑی اور وہ اُن کی زوجیت میں آگئی۔ اس قصے کو امیر خسرو نے نظم کیا ہے جو کلیات خسرو میں موجود ہے۔ حکومت کی خانہ جنگی میں خضر خاں اپنے بھائی مبارک شاہ کے ہاتھ سے قتل ہوا اور بیگم دیول دیوی مبارک شاہ کے محل میں داخل کر لی گئی۔

کھانڈے راؤ گیکوار۔ راجہ بڑودا سنہ ۱۸۵۶ء میں فوت ہوا۔ ملہار راؤ اُس کا بھائی جانشین ہوا۔ جس کو سنہ ۱۸۷۵ء میں معزول کر کے بنارس میں نظر بند کر دیا گیا۔

کھانڈے راؤ ہلکر۔ ملہار راؤ ہلکر کا اکلوتا پسر تھا۔ ڈیک کی لڑائی میں سنہ ۱۷۵۴ء میں کام آیا۔ یہ لڑائی ملہار راؤ کی وفات سے بہت پہلے سورجمل جاٹ کے مقابلہ میں ہوئی تھی۔ ملے راؤ کھانڈے راؤ کا اکلوتا بیٹا تھا جو اپنے دادا کا جانشین ہوا۔ اور ۹ ماہ حکومت کر کے فوت ہو گیا۔

کھڑک سنگھ مہاراجہ۔ حاکم لاہور و پنجاب۔ مہاراج رنجیت سنگھ کا بڑا بیٹا تھا۔ ۲۷ جون سنہ ۱۸۳۹ء مطابق سنہ ۱۲۵۵ھ کو اپنے باپ کے بعد جانشین ہوا۔ ایک سال چار ماہ حکومت کی اور بتاریخ ۵ نومبر سنہ ۱۸۴۰ء مطابق سنہ ۱۲۵۶ھ ۳۸ سال کی عمر میں فوت ہوا۔ اس کا پسر نونہال سنگھ تخت پر بیٹھا۔ یہ راجہ اپنے باپ کی کریا کرم کر کے پلٹ رہا تھا کہ ۱۷ نومبر سنہ ۱۸۴۰ء کو اتفاقاً لاہوری دروازہ کے قریب ایک عمارت پھٹ گئی اور راجہ پر گر پڑی راجہ ہلاک ہو گیا۔
ریاست کا انتظام رانی چاند کنور کے ہاتھ میں آگیا۔ دو ماہ کے بعد راجہ شیر سنگھ مسند نشین ہوا اور رانی سے انتظام نکال لیا۔ ۲ سال ۸ ماہ حکومت کرنے پایا تھا کہ سردار اجیت سنگھ نے اُس کو اور اُس کے بیٹے راجہ پرتاب سنگھ کو قتل کر دیا۔ راجہ دلیپ سنگھ جو رنجیت سنگھ کا دو سالہ بیٹا تھا سنہ ۱۸۴۳ء میں تخت نشین ہوا یہ وہ زمانہ تھا جبکہ پنجاب میں سکھوں کے اندرونی جھگڑوں کی وجہ سے اُن کی حکومت کی بنیاد متزلزل ہو رہی تھی۔ اس نے انگریزوں سے

چار مقابلے کیے اور شکست کھائی۔ مجبور اً ۱۸۴۶ء کے عہدنامے کی رو سے بیاس تک کا علاقہ انگریزوں کو دیدیا اور اسی عہدنامے کی رو سے پہلی مرتبہ انگریزی ریزیڈنٹ اور فوج لاہور میں رہنے لگی اور بالآخر لارڈ ڈلہوزی کے آخری فیصلہ کن جنگ کے بعد ۱۸۴۹ء میں پنجاب انگریزی مقبوضات میں شامل ہوگیا اور راجہ دلیپ سنگھ جس کی عمر دس سال کی تھی تخت سے اونار کر ولایت بھیجدیا گیا۔ اُس کی ذاتی املاک ومحلات و قیمتی ظروف و زیور و خزانہ وغیرہ سب ضبط کرلیا گیا۔ اس مال غنیمت میں وہ قیمتی کوہ نور ہیرا بھی تھا جو اس وقت تک انگلستان کے تاج میں سب سے زیادہ قیمتی مانا جاتا ہے یہ ہیرا زمانہ کے انقلاب سے اورنگ زیب کے پاس سے نادرشاہ اور شاہ شجاع کے پاس ہوتا ہوا رنجیت سنگھ کے پاس پہنچکر برسوں تک اُس کا مایۂ افتخار رہا تھا۔ دلیپ سنگھ کا ۱۲ ہزار پونڈ سالانہ وظیفہ مقرر کردیا گیا تھا۔ جو بالغ ہونے پر بڑی کوشش کے بعد ۲۵ ہزار کردیا گیا۔

کھمس وار۔ اُس کا عہد غالباً دسویں صدی عیسوی ہے۔ سنسکرت میں ایک ڈراما اس سے یادگار رہے۔ راجہ مہوپال کے دربار میں شامل تھا اور قنوج میں رہتا تھا

کیجتو۔ سلطان ابقاخاں بن ہلاکو خاں تاتاری شاہ ایران کا دوسرا بیٹا تھا۔ اپنے بھائی ارغون خاں کی وفات کے بعد مارچ ۱۲۹۱ء مطابق ربیع الاول ۶۹۰ھ میں امرا کی مدد سے تخت پر بیٹھا۔ بیدو خاں ہلاکو خاں کا پوتا اُس سے باغی ہوگیا اور کیجتو کو قید کرلیا اور ماہ جنوری ۱۲۹۵ء مطابق ماہ صفر ۶۹۴ھ میں قتل کردیا۔ بیدو خاں اُس کا جانشین ہوا۔

کیخسرو۔ فارس کے خاندان کیانی کا تیسرا بادشاہ اور کیکاوس کا پوتا تھا۔ کیکاوس نے عزلت نشینی اختیار کرلی تھی اور اپنی زندگی ہی میں اُس کو اپنا جانشین بنادیا تھا۔ اس کے زمانہ میں افراسیاب شاہ توران سے بہت لڑائیاں ہوئیں۔ جس میں شاہ توران کو شکست ہوئی اور قید ہوکر قتل کیا گیا۔ اس کے بعد کیخسرو تخت سے دست بردار ہوکر تارک الدنیا ہوگیا۔ کابل۔ زابلستان اور نیمروز کے صوبے رستم کے حوالہ کیے گیے اور کیکاوس کے داماد لہراسپ کو جس کو اُس نے متبنی کیا تھا تخت ایران کا مالک بنادیا۔ اور خود چند امرا کی معیت میں ایک چشمہ کی طرف جس کو اُس نے اپنی عزلت نشینی کے لیے منتخب کیا تھا روانہ ہوگیا اور وہاں پہنچکر ہمیشہ کے لیے غائب ہوگیا جو لوگ اُس کے ہمراہ تھے ان کو ایک طوفان نے تباہ کردیا۔ ۹۰ سال کی عمر پائی اور ۶۰ سال حکومت کی۔

کیخسرو۔ شہزادہ محمد خاں بن سلطان غیاث الدین بلبن کا بیٹا تھا دلی کے بادشاہ سلطان غیاث الدین نے اپنے نزع کے وقت وصیت کی تھی کہ اُس کو تخت و تاج کا مالک بنایا جائے۔ لیکن امرائے سلطانی نے خسرو کو اُس کے باپ کی جگہ بہ نفاذ حکومت ملتان پر بھیج دیا اور بغرا خاں کے بیٹے معز الدین کو جو سلطان متوفی کا دوسرا پوتا تھا۔ بادشاہ بنادیا۔ کیخسرو کو ملک نظام الدین وزیر معز الدین نے سلطنت کا دعویدار سمجھکر ۱۲۸۶ء میں قتل

کردیا۔ اور پھر معزالدین بے کھٹکے سلطنت کرنے لگا

کیرت سنگھ۔ مرزا راجہ جے سنگھ کا دوسرا بیٹا تھا۔ شہنشاہ عالمگیر کی ملازمت میں داخل تھا اور اپنے باپ کی وفات کے بعد سہ ہزاری منصب پر سرفراز ہوا۔ سنہ ۱۶۷۳ء مطابق سنہ ۱۰۸۴ھ میں دکن میں زندہ تھا۔

کیشب چندر سین۔ (بابو) ۱۹۔ نومبر سنہ ۱۸۳۸ء کو کلکتے میں پیدا ہوئے۔ کالج میں سنہ ۱۸۵۵ء تک زبان انگریزی کی تعلیم پائی۔ فلسفے کی تعلیم سے اُن کو سچے مذہب کی تلاش پیدا ہوگئی تھی۔ برہمو سماج کے اصولوں کو اُنھوں نے اچھا سمجھا اور سنہ ۱۸۵۷ء میں برہمو سماج میں داخل ہوگئے۔ اُس وقت راجہ رام موہن رائے بانیٔ برہمو سماج کے انتقال سے یہ سماج نازک حالت میں تھی۔ صرف مہارشی دیوندرو ناتھ ٹگور اُس کے سردار تھے اُنھوں نے کیشب چندر سین کو سماج کا اچاریہ مقرر کیا۔ جس کے بعد اُس مذہب کی اشاعت کی غرض سے کیشب چندر سین نے ایک لمبا دورہ کیا وہ اعلیٰ درجہ کے مقرر تھے۔ اُن کے انگریزی لکچروں کا اہلِ زبان لوہا مانتے تھے۔ دیوندروناتھ ٹگور سے سنہ ۱۸۶۶ء میں اختلاف پیدا ہوا۔ اُن سے علحدہ ہوکر ایک نئی سماج برہمو سماج آف انڈیا کے نام سے قائم کی اور وسیع پیمانہ پر برہم دھرم کی اشاعت جاری رکھی۔ سنہ ۱۸۶۸ء میں سنگ کیرتن کا طریقہ اختیار کیا۔ اور اسی سال میں برہمو میرج بل[1] پاس کرایا۔ سنہ ۱۸۷۰ء میں ولایت کا سفر کیا۔ سنہ ۱۸۷۸ء میں اپنی لڑکی کی شادی مہاراجہ کوچ بہار کے ساتھ کی جس میں اُن کی قائم کردہ برہم دھرم کے اُصولوں کے خلاف عمل ہوا۔ اُن کے بہت سے معتقدین اور چیلوں کو یہ بات ناپسند ہوئی۔ اس پر اُنھوں نے اپنی علحدہ سادھارن برہمو سماج قائم کرلی۔ سنہ ۱۸۷۹ء میں اُنھوں نے چھ سو میل کا آخری دورہ کیا۔ ۸۔ جنوری سنہ ۱۸۸۴ء کو کلکتے میں فوت ہوئے۔

کیشو داس۔ راٹھور۔ جمیل میرٹھیہ کا بیٹا۔ عہد اکبری میں منصب سہ صدی پر سرفراز تھا جہانگیر نے سنہ ۱۶۰۵ء میں پہلے سال جلوس میں منصب ہزار و پانصدی پر سرفراز کرکے صوبۂ بنگالہ میں تعینات کیا۔ سنہ ۵ جلوس جہانگیری میں سرکار اڑیسہ میں جاگیر مع ایک گھوڑے کے مرحمت ہوئی سنہ ۱۰ جلوس مذکور میں دربار میں طلب ہوا۔ اور منصب دو ہزار کا پایا۔ سنہ ۱۱ جلوس جہانگیری میں صوبۂ دکن میں متعین ہوا۔ سنہ ۱۳ جلوس مذکور میں دربار میں طلب ہوا۔ موضع جلوت میں جو اُس کی موروثی جاگیر تھا۔ اُس نے عمارات و باغات تعمیر کرائے۔ اور راستہ میں ایک نہایت خوش قطع باؤلی بنوائی۔ یہ کمال عقیدت و اخلاص سے خدمات شاہی کو بجالاتا تھا۔ جہانگیر اس پر خاص نظر عنایت رکھتا تھا۔

کیقباد۔ معزالدین نام غیاث الدین بلبن کا پوتا تھا۔ سلطان نے وصیت کی تھی کہ اُس کے بعد بڑے شہزادہ محمد خاں کے لڑکے کو جانشین کیا جاوے۔ اُمرا نے سلطانی وصیت کو پس پشت ڈالدیا اور دوسرے بیٹے کے لڑکے یعنی معزالدین کو دہلی کا بادشاہ بنادیا۔ کیخسرو پسر محمد خاں قتل ہوا۔ یہ واقعہ سنہ ۱۲۸۶ء میں ہوا معزالدین نے پھر اپنے باپ بغرا خاں پر فوج کشی کی اور

[1] برہمو سماج کے مقلدین کی شادی کا قانون۔

تمام عمر عیاشی میں مصروف رہا۔ تین سال کی حکومت کے
بعد فیروز ملک خلجی نے اُس کو بمقام کیلوگرھی ۱۲۸۹ء
میں مدہوشی کے عالم میں محل کے اندر قتل کرا دیا۔
اور خود جلال الدین کے لقب سے سریر آرائے
مملکت ہوا اور نئے خلجی خاندان کی بنا ڈالی۔ کیقباد
کے زمانہ میں حضرت امیر خسرو مشہور شاعر
ہندوستان المعروف بہ طوطی ہند نے اپنی مشہور
کتاب قران السعدین لکھی جس میں کیقباد اور بغرا خاں
کی ایک ملاقات کا جو دریائے گھاگرا کے کنارہ پر
ہوئی تھی حال نظم کیا ہے۔

کیقباد۔ خاندان کیانی جو فارس کا دوسرا حکمراں
خاندان ہے پہلا بادشاہ تھا۔ منوچہر کی اولاد میں
گزرا ہے۔ شاہ نامے میں اس کا ذکر بھی آیا ہے
کہا جاتا ہے کہ وہ کوہ البرز کی طرف فرار ہو گیا تھا
رستم بن زال نے اُس کو وہاں سے فارس لاکر
بادشاہ بنایا اور رستم و افراسیاب کی لڑائی
اسی بادشاہ کے عہد میں ہوئی۔ ایک سو بیس سال
سلطنت کی اور چار بیٹے چھوڑے

کیکاؤس۔ فارس کے کیانی خاندان کا دوسرا بادشاہ
اور کیقباد کا بیٹا ہے۔ اس نے اپنی ضعیفی کے زمانہ
میں اپنے پوتے کیخسرو کو جانشین کر دیا تھا۔ شاہنامہ
میں فردوسی نے کیکاؤس کے متعلق بہت سی
روایتیں لکھی ہیں جن میں رستم اور سہراب کی
لڑائیاں عجیب و غریب ہیں۔

کیکاؤس امیر۔ قابوس بادشاہ جرجان کا
پوتا تھا۔ اور سلطان مودود نبیرہ سلطان محمود کے دربار
میں داخل تھا۔ قابوس نامے کا مصنف ہے۔

کیوک قاآن۔ اوقطائی قاآن بن چنگیز خاں کا
بیٹا تھا۔ ماہ جنوری ۱۲۴۲ء مطابق ۶۳۹ھ
میں سلطنت تاتار پر اپنے باپ کا جانشین ہوا۔
اُس کا چچا چغتائی قاآن سلطنت ماوراء النہر و بدخشاں
و کاشغر کا مالک ہوا۔ اُس نے ایک سال حکومت
کی اور تقریباً ۱۲۴۳ء مطابق ۶۴۲ھ میں فوت
ہوا اور منگو قاآن تولی خاں بن چنگیز خاں کا بڑا
بیٹا جانشین ہوا جس نے ۹ سال حکومت کی۔

کیول رام (راے)، ولد رگھناتھ داس
اگروال اطراف دہلی میں قصبہ کرنا اس کا وطن
تھا۔ ۱۲۴۰ھ مطابق ۱۸۲۴ء میں تذکرۃ الامرا
نام ایک کتاب لکھی۔ دیباچہ میں بیان کیا ہے
کہ یہ کتاب شاہی روزنامچوں اور وقائع ناموں
سے مرتب کی گئی ہے۔

کیومرث۔ حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد سے۔ خاندان پیشدادیان
کا جو فارس کا پہلا حکمران ہے۔ بادشاہ تھا۔ اس
حکمران نے اپنی رعیت کی تہذیب و شائستگی
بہت ترقی دی۔ تیس برس سلطنت کی اور
ہوشنگ جو اس کا پوتا تھا جانشین ہوا۔ اس
خاندان کے بادشاہ حسب ذیل گزرے ہیں:-
کیومرث۔ ہوشنگ۔ طہمورث۔ جمشید۔
ضحاک۔ فریدوں۔ منوچہر۔ نوذر۔
افراسیاب شاہ ترکستان۔ زاب برادر نوذر
گرشاسپ

ردیف گ

گاندھی - (ملاحظہ ہو موہن لال کرم چند گاندھی)

گجپتی - جنوبی بہار میں جگدیش پور کا راجہ تھا۔ عرصہ تک اپنے بھائی بیری سال کے ساتھ ملکر بہار پر اکبری فوجوں کی پیشقدمی کو روکتا رہا۔ آخر میں شاہی فوجیں غالب آئیں۔

گج سنگھ (راٹھور کچھواہا) جودھپور کے راجہ سورج سنگھ کا بیٹا تھا۔ اپنے باپ کا جانشین ہوا۔ ۱۸ برس حکومت کی سنہ ۱۶۳۰ع میں بمقام گجرات فوت ہوا۔ ۱۶۲۴ع میں ان کے بیٹے امر سنگھ نے صلابت خان کو قتل کیا تھا۔ شہزادہ پرویز نے گج سنگھ کی بہن کے ساتھ شادی کی تھی اور شہزادہ سلیمان شکوہ پسر سوئم کو سنہ ۱۰۶۵ھ میں اس کی لڑکی بیاہی تھی۔

گرامی - ایک شاعر کا تخلص ہی جس کا دیوان سلطان ٹیپو کے کتب خانہ میں ملا تھا۔

گرامی (شاہ یا مرزا) دہلی کا ایک شاعر تھا۔ جو قلندروں کی طرح زندگی بسر کرتا تھا۔

گردھاری لال - مولف تاریخ ظفر دکن ہے اس کا قلمی نسخہ کتبخانہ آصفیہ میں ہی۔ یہ مصنف فلسفی کے لقب سے مشہور تھا۔ اس کے مزید حالات اور اس کتاب کے سنہ تالیف کا پتہ نہیں ملا۔

گردھر داس - دہلی کا رہنے والا تھا۔ سنہ ۱۷۲۲ع میں رامائن کا منظوم ترجمہ کیا۔ رامائن کا دوسرا ترجمہ ہوا سنسکرت سے تلسی داس کا مشہور ہی جو بھاشا میں ہی ایک اور ترجمہ اردو میں خوشتر شاعر نے کیا ہی جو نظم میں ہی۔

گردھر سنگھ - جو گردھر بھی مشہور رہا ہے۔ ایک راجپوت سردار تھا۔ محمد شاہ کے زمانہ میں مالوے کا حاکم تھا۔ سنہ ۱۷۲۹ع میں مرہٹوں کے حملہ میں کام آیا۔ اس کا بھتیجا دیا رام جو اس کا جانشین ہوا۔ عرصے تک مرہٹوں کے سد راہ بنا رہا اور ایک جنگ میں سنہ ۱۷۳۲ع میں چمناجی پیشوا کے بھائی نے دیا رام کو شکست دی اور ہلاک کیا۔

گرو گوبند - تیغ بہادر مشہور سکھ سردار کے بیٹے تھے۔ جب تیغ بہادر کو سنہ ۱۶۷۳ع میں عالمگیر بادشاہ نے قتل کرا دیا تو یہ اپنی جماعت کو لیکر اطراف پنجاب میں لوٹ مار کرنے لگے لیکن ان کے دو بیٹوں کے قتل ہونے سے ان کا دل ٹوٹ گیا۔ اور گوشہ نشین ہوگیا۔ اپنی پیروں کو انھوں نے پیلا کپڑا پہننے داڑھی بڑھانے اور سر کے بال رکھانے کی تعلیم دی تھی۔ جس پر سکھ لوگ آجتک عمل کرتے ہیں۔ بندہ ان کا جانشین ہوا۔

گشتاسپ - خاندان۔ کیانی سے ایران کا پانچواں بادشاہ گزرا ہی۔ اس کے عہد میں زردشت نے ملک میں نیا مذہب جاری کیا جو آتش پرستی کی تعلیم دیتا تھا۔ ۶۰ برس حکومت کرنے کے بعد اپنے پوتے بہمن کے لیے تخت خالی کر دیا۔ اس کا بیٹا اسفندیار شاہنامہ فردوسی کا ہیرو گزرا ہی جس کو رستم نے مار ڈالا۔

گلاب سنگھ - انگریزی عہدنامے کے مطابق سنہ ۱۸۴۶ع میں سکھوں کی لڑائی کے بعد جموں اور کشمیر کا راجہ ہوا۔ ۲۔ اگست سنہ ۱۸۵۷ع کو فوت

ہوگیا۔ راجہ رمبیر سنگھ اس کا جانشین ہوا۔

گلبدن بیگم۔ بابرشاہ کی بیٹی۔ ہمایوں کی بہن۔ اور اکبر کی پھوپی۔ شہزادہ خضر خاں کاشغری کو بیاہی تھی۔ ۱۵۵۵ء مطابق ۹۶۳ھ میں خضر خاں لاہور کا ناظم مقرر ہوا۔ اور بعد کو بہار کی نظامت ملی وہیں ۱۵۵۹ء مطابق ۹۶۶ھ میں فوت ہوا۔

گلچہرہ بیگم۔ بابرشاہ کی لڑکی اور ہمایوں کی سب سے چھوٹی بہن تھی۔ ہمایوں نے اس کی شادی کابل میں عباس سلطان ازبک شاہزادہ کے ساتھ ۱۵۴۸ء میں کردی۔

گل رخ بیگم۔ کامران مرزا کی بیٹی۔ اکبر کی چچازاد بہن اور ابراہیم حسین مرزا کی بیگم تھی ابراہیم حسین مرزا امیر تیمور کی اولاد میں محمد سلطان مرزا کا بیٹا تھا اور اس نے اپنے بھائیوں کے ساتھ ملکر اکبر سے بغاوت کی اور تمام ملک میں فتنہ پیدا کردیا۔ اس پر اکبر نے ۱۵۷۳ء مطابق ۹۸۱ھ میں اُس کو قید کرکے مروا ڈالا۔ گلرخ بیگم اس سانحے کے بعد ۱۶۱۳ء تک آگرے میں زندہ رہی۔

گل رخ بیگم۔ ایک مشہور شہزادی گزری ہے جو پہلے بیرم خاں خانخاناں کے نکاح میں آئی اور اُس کے مرنے پر ۱۵۶۱ء میں اکبری حرم میں داخل ہوئی۔ گلرخ بیگم۔ گلبرگ بیگم اور گلرنگ بیگم بھی کہلاتی تھی سلیمہ سلطان اس کے بطن سے پیدا ہوئی تھی۔

گلشن۔ شیخ سعد اللہ کا تخلص ہے۔ عارفانہ شعر کہتے تھے۔ کئی سال تک دہلی میں رہے۔ اور ایک لاکھ اشعار کا دیوان چھوڑا۔ شیخ عبد الاحد سرہندی کے مرید تھے اور ان کے ساتھ مکے کو حج کے ارادہ سے تشریف لے گئے۔ ۱۷۲۸ء مطابق ۱۱۴۱ھ میں فوت ہوگئے۔ ولی ان کے مشہور شاگرد تھے۔

گل محمد خاں ناطق۔ دہلی کا ایک شاعر تھا جو ۱۸۴۸ء مطابق ۱۲۶۴ھ میں فوت ہوا اس کا تخلص ناطق ہے۔

گنا بیگم۔ نواب علی قلی خاں کی بیٹی اور مشہور شہزادی ہے اپنے ذاتی کمالات اور اپنی جودت طبع۔ اور شعرگوئی کے سبب آج تک اس کا نام تاریخ میں مشہور ہے۔ سودا سے اور منت سے اپنی غزلوں میں اصلاح لیتی تھی۔ اس کی اردو غزلیں ابتک گائی جاتی ہیں بعض کا ترجمہ انگریزی مورخوں نے اپنی کتابوں میں دیا ہے۔ یہ بیگم پہلے۔ نواب شجاع الدولہ سے منسوب ہوئی تھی۔ مگر بعد کو اس کی شادی عماد الملک غازی الدین خاں وزیر دہلی کے ساتھ ہوئی۔ چولا سرائے سے دو میل دھولپور کے قریب موضع نور آباد سے ملحق ایک باغ میں جس کو عالمگیر بادشاہ نے ۱۶۸۰ء میں تعمیر کرایا تھا اس کی قبر موجود ہے۔ اس کی وفات ۱۷۷۵ء مطابق ۱۱۸۹ھ میں ہوئی۔ "آہ غم گنا بیگم" اس کی وفات کا مادہ تاریخ ہے جو قبر پر کندہ ہے۔

گنگا بائی۔ جھانسی کی رانی اور راجہ گنگا دھر راؤ کی بیوہ تھی ۱۸۵۷ء کے ہنگامے میں انگریزوں کے خلاف باغیوں کی رہنمائی کی اور اُن کے ساتھ ہوکر لڑی۔ جھانسی میں قتل عام ہوا اُس وقت یہ موجود تھی۔ آخر گوالیار کے میدان میں انگریزوں نے اس کو شکست دی اور ۱۷ جون ۱۸۵۸ء کو میدان جنگ میں کام آئی۔ یہ رانی

نہایت دلیر تھی۔ مرتے مرتے باوجود زخمی ہونے کے اُس وقت تک ہمت نہ ہاری جب تک کہ آخری گولی نے جو سینہ پر لگی کام تمام نہ کردیا۔

گنگا سنگھ۔ ہز ہائی نس مہاراجہ سر گنگا سنگھ بہادر جی۔سی۔ایس۔آئی۔جی۔سی۔آئی۔ای ایڈیکانگ ملک معظم ریاست بیکانیر کے موجودہ راجہ۔ پیدائش ۱۸۸۰ء میں ہوئی۔ آپ نے اپنی تجویز سے امپریل سروس کیمل کور (یعنی شتر سواروں کی فوج) ترتیب دی چین اور سومالی لینڈ کی لڑائیوں میں اس فوج نے کام کیا خود راجہ صاحب نے کمان کی۔ سنہ ۱۹۰۰ء و ۱۸۹۹ء میں اس ریاست میں سخت قحط ہوا راجہ صاحب نے مخلوق کی جان بچانے میں بیحد کوشش کی جس کے صلہ میں تمغہ قیصر ہند درجہ اول کا عطا ہوا۔ کیمبرج یونیورسٹی کے آنریری ایل ایل۔ڈی ہیں یورپ کی جنگ عظیم میں فوج وسامان سے مدد کی اور خود میدان جنگ میں گئے پرنس چیمبر کے نائب صدر رہیں۔

گوپال سنگھ بھدوریا۔ راجہ جہاں سنگھ بھدوریا عہد محمد شاہ تک خدمات شاہی میں سرگرم رہا۔ گوپال پور (قریب آگرہ) اس کی گڑھی کے نشانات ہنوز موجود ہیں اور گڑھی بھدوریا کے نام سے مشہور رہیں۔ ریاست بھدوار اگرچہ مرہٹوں کے عروج کے زمانہ میں ختم ہوگئی۔ لیکن گورنمنٹ عالیہ کی طرف سے اس خاندان کو کچھ گاؤں معافی میں ملے ہوئے ہیں۔ راجگان بھدوار کے تعمیر کیے ہوئے اکثر عالیشان قلعے ابتک موجود ہیں۔ رئیس نابالغ کا علاقہ آجکل کورٹ آف وارڈ میں کے انتظام میں ہے۔

گوپال نایک۔ علاءالدین سلطان سکندر ثانی کے عہد میں ایک مشہور مغنی گزرا ہے جو فن موسیقی میں کامل دکنی الاصل تھا۔ دکن سے دہلی چلا آیا تھا۔ امیر خسرو بھی اُس زمانہ میں زندہ تھے۔ جب پہلی مرتبہ بادشاہ کے دربار میں رسائی ہوئی تو اُس نے اپنے فن کے جوہر اس دعوے سے دکھائے کہ اُس کے لب و لہجہ کی کوئی شخص ہمسری نہیں کرسکتا۔ بادشاہ نے امیر خسرو کو اپنے تخت کے نیچے چھپا دیا تھا کہ وہ اُس کے گانے کو غور سے سُنیں امیر خسرو کی ذہانت نے اُن کو کامیاب بنایا اور دوسرے دن وہی ترانہ جو گوپال نایک نے سُنایا تھا اُسی دھن میں امیر خسرو نے بر سر دربار سُنا دیا جس پر ہر چہار طرف سے داد ملی اور گوپال نایک کا دعویٰ غلط ہوگیا۔ اور اس طرح دربار شاہی سے وہ محروم گیا۔ چودھویں صدی عیسوی کے وسط میں فوت ہوا۔

گوجر۔ پیشوا رگوجی بھونسلا کا نواسہ تھا۔ آپا صاحب کی معزولی کے بعد ۱۸۱۸ء میں ناگپور کا راجہ ہوا۔

گوردھن سورج دھج (رائے)۔ ابتداءً کچہری میں وثیقہ نویس تھا۔ پھر خواجہ حسن دیوان جہانگیر کی کچہری میں پچیس روپیہ کی ملازمت مل گئی۔ انتقال خواجہ کے بعد پچاس روپیہ پانے لگا۔ رفتہ رفتہ سرکار شاہی کا پیشکار دیوان ہوگئے اور رائے کا خطاب پایا۔ ۱۰۳۵ھ مطابق ۱۶۲۵ء میں جبکہ مہابت خاں نے جہانگیر کو قید قبضہ میں کیا تو یہ ساتھ چھوڑ کر بھاگ گیا۔ مگر نور جہاں کی حُسن لیاقت سے بادشاہ رہا ہوا

تو آصف خاں نے رانے موصوف کو قید کر دیا۔ جہاں کچھ عرصہ بعد نمک حرامی کا داغ لیکر دنیا سے رخصت ہو گیا۔

گوشیار۔ ایک عالم علم ہیئت تھا جس کا نام ابو الحسن تھا۔

گوکھلے (مسٹر) گوپال کرشن نام۔ ایک غریب برہمن خاندان میں دکن میں ۱۸۶۶ء میں پیدا ہوئے۔ اور تمام عمر اپنے وطن ہندوستان کی خدمت میں گزاری جس کی وجہ سے ہندوستانی ان کو عزت کی نظر سے دیکھتے ہیں وائسرا گل کونسل کے ممبر تھے۔ ویلبی کمیشن میں گواہی مفت ابتدائی تعلیم کی تحریک انجمن خادمان ہند کا قیام اور اس کے ذریعہ سے نوجوان ہندوستانیوں کی پولیٹکل تعلیم کی بنیاد ان کی خاص خدمات ہیں گورنمنٹ کے سی ایس آئی کا خطاب دینا چاہتی تھی۔ مگر اُنھوں نے شکریہ کے ساتھ واپس کر دیا ۱۹۱۵ء میں انتقال ہوا۔

گوہر شاد بیگم۔ مرزا شاہ رخ بن امیر تیمور کی بی بی تھی۔ یہ خاتون دنیا کی قابل ترین خواتین میں سمجھی جاتی تھی۔ بعض مورخوں نے اس کو امیر تیمور کی لڑکی بتایا ہی جو غلط ہی۔ ہرات میں ابوسعید مرزا سے اُس نے بغاوت کی جس کی وجہ سے ملک میں بے چینی پھیل گئی تھی۔ سلطان نے ۱۴۵۷ء مطابق ۸۶۱ھ میں اس کو قتل کرا دیا۔ اس کا مقبرہ اب تک دریائے انجیر کے کنارے ہرات میں موجود ہی جس پر سونے کا کلس چڑھا ہوا ہی۔

گوہر علی شاہ سید۔ آپ کا مزار سیپری علاقہ گوالیار میں راجہ نل والیے نرور کے شکستہ محلوں کے نیچے ایک قبرستان میں ہی۔ وہیں ایک طرف ایک شکستہ قبر ہے تاریخ وفات معلوم نہیں ہوئی۔

گویا۔ حسام الدولہ نواب فقیر محمد خاں لکھنوی کا تخلص ہی۔ نواب واجد علی شاہ کا زمانہ پایا تھا ۱۸۵۰ء مطابق ۱۲۶۶ھ میں انتقال ہوا۔ ان کا دیوان ۱۸۳۰ء میں طبع ہو کر شائع ہوا۔

گویا۔ مرزا کامران برادر جویا کا تخلص ہی۔

گھسیٹی بیگم۔ شہامت جنگ کی بیگم تھی نواب سراج الدولہ اس کی بہن آمنہ بیگم کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ ان دونوں بہنوں کو میران پسر نواب جعفر علی خاں نے جہانگیر نگر کے قریب جون ۱۷۶۰ء میں دریا میں غرق کرا دیا۔ یہ دونوں مہابت جنگ نواب بنگال کی بیٹیاں تھیں۔

گیسو دراز (دیکھو محمد گیسو دراز)

ردیف ل

لاجپت رائے (لالہ) ۱۸۶۵ء میں جگراؤں ضلع لودھیانہ میں پیدا ہوئے۔ باپ کا نام منشی رادھا کشن۔ وکالت اور مختاری کا امتحان بھی پاس کیا۔ چیف کورٹ پنجاب لاہور میں وکالت کی ۱۸۸۰ء میں سوامی دیانند کے پنجاب آنے پر آریہ سماج میں داخل ہو گئے۔ اور دیانند اینگلو ویدک کالج کے پریسیڈنٹ مقرر ہوئے۔ ۱۹۰۵ء میں امریکہ گئے ۲۱۔ اپریل ۱۹۰۷ء کو جبکہ اجیت سنگھ لاہور سے راولپنڈی بلایا گیا اور اُس نے مغویانہ تقریریں کر کے لوگوں کو جوش دلایا اور راولپنڈی میں بلوہ ہو گیا بعدہ جب لاہور میں بلوے کی نوبت آئی تو پولیس نے نہایت مستعدی سے بلوے کو رفع دفع کیا۔ لالہ لاجپت رائے کو گرفتار کر کے مانڈلے (برہما) کے قلعے میں نظربند کر دیا گیا۔ ۱۹۰۷ء میں رہا کر دیا گیا۔ اُنھوں نے اکثر ہندوؤں مثلاً دیانند سرستی سیواجی۔ سری کرشن وغیرہ کی سوانح عمریاں لکھی ہیں اور لاہور سے ایک اخبار بندے ماترم نکالتے ہیں۔ ۱۹۲۱ء کے آخری مہینوں میں جب گاندھی جی نے ترکِ موالات کے نام سے گورنمنٹ انگریزی کی مخالفت کی تحریک جاری کی تو یہ اُن کے رفقا میں داخل ہو گئے۔

لاڈلی بیگم۔ شیخ مبارک ناگوری کی دختر اور ابوالفضل وزیر اکبر کی بہن تھی۔ اُس کی شادی نواب اسلام خاں سے ہوئی تھی۔ جو ۱۶۰۸ء مطابق ۱۰۱۷ھ میں بنگال کا صوبیدار تھا۔ لاڈلی بیگم آگرہ میں فوت ہوئی۔ اور وہیں اپنے باپ کے مقبرے میں دفن ہوئی جس کو اب روضۂ لاڈلی بیگم کہتے ہیں۔

لال۔ ایک مشہور ہندو شاعر بادشاہ اورنگ زیب کے زمانہ میں تھا۔ اُس نے تاریخ چتر سال لکھی تھی جس کا نام چتر پرکاش تھا۔

لال یا للو۔ اٹھارھویں صدی کے شروع میں گجرات کا ایک برہمن تھا۔ پریم ساگر کا مصنف ہے

لال جی داس۔ بابا لال گرو شاہجہاں کے زمانہ میں ایک عارف جوگی تھے۔ شہزادہ دارا شکوہ ان کا معتقد تھا۔ لال جی داس بابا لال گرو کے چیلے تھے۔ بابا کی پیدائش ۱۰۱۴ھ مطابق ۱۶۰۵ء ہے۔ ۱۱۵۸ھ مطابق ۱۷۴۵ء تک بابا کا زندہ ہونا پایا جاتا ہے۔ لال جی داس نے ۱۱۵۸ھ مطابق ۱۷۴۵ء میں گرو کے حالات و ملفوظات کو فارسی میں جمع کیا۔ گورنمنٹ کلکتہ لائبریری میں اس کا نسخہ سنہ ۱۲ جلوس عالم شاہی کا لکھا ہوا موجود ہے۔

لال خاں۔ ہندوستان کا ایک مشہور گویا تھا جو عہد جہانگیری کے چوتھے سال یعنی ۱۶۰۹ء مطابق ۱۰۱۸ھ میں فوت ہوا۔

لال رام۔ باپ کا نام دولہ رام اور دادا کا نام رائے کنجمن رائے۔ کنجمن رائے عالمگیر کے عہد حکومت میں کسی عہدہ پر ممتاز اور رائے کے خطاب سے مشرف تھا۔ دولہ رام بھی رائے کے خطاب سے مخاطب اور عہدہ داران شاہی میں داخل تھا۔ خود لال رام محمد شاہ کی سرکار میں نوکر تھا۔ ۱۱۴۸ھ مطابق ۱۷۳۵ء میں تحفۃ الہند ایک مستند تاریخی کتاب لکھ کر دربار شاہی میں پیش کی۔

لال سنگھ - راجہ - ایک سکھ سردار تھا جس کو رنجیت سنگھ کی بیوہ نے منہ چڑھا لیا تھا راجہ جواہر سنگھ وزیر کے مرنے کے بعد اس کو اپنا وزیر بنا لیا۔ پنجاب کی لڑائی کے بعد انگریزوں نے اس کو قید کر لیا تھا۔ سنہ ۱۸۶۶ء میں بمقام دہرہ دون فوت ہوا۔

لال کنور - ایک رقاصہ تھی جس پر جہاندار شاہ بادشاہ دہلی فریفتہ تھا۔ اور اس وجہ سے اسی عورت کا خاندان دربار شاہی میں رسائی پا گیا تھا۔ جس سے امرائے دربار ناراض تھے کیونکہ اکثر موقعوں پر اس خاندان نے برسرِ دربار ان کی توہین کی تھی۔

لال کوی - چھترا پرکاش (بندیل کھنڈ) کی منظوم تاریخ اس کی تصنیف سے ہی غالباً اٹھارہویں صدی عیسوی کے شروع میں اس کا زمانہ تھا۔

لائق - نظم موسوم بہ "دستور ہمت" کے مصنف کا تخلص ہے جس میں قصہ کامروپ فارسی نظم میں درج ہے۔ یہ کتاب اُس نے اپنے مربی ہمت خاں بہادر کے نام پر معنون کی تھی۔ اس کتاب کو اُس نے سنہ ۱۶۸۵ء مطابق سنہ ۱۰۹۶ھ میں تصنیف کیا تھا۔ اور اُس کی تاریخ تصنیف "ہمت خاں" سے نکالی تھی۔

لبید - ایام جاہلیت کا مشہور عربی شاعر ہے یہ اُن سات شاعروں میں سے ہے جنھوں نے خانۂ کعبہ پر سبع معلقہ آویزاں کیے تھے۔ اس کی کنیت ابو عاقل تھی۔ ربیع کا بیٹا تھا۔ سبع معلقہ کے واقعہ کے بعد سورۂ برأت نازل ہوئی اور خانۂ کعبہ پر آویزاں کی گئی جس کو پڑھکر لبید انگشت بہ دنداں رہ گیا اور اسلام لے آیا۔

۱۴۰ سال کی عمر پائی اور سنہ ۱۲۱۲ھ مطابق سنہ ۱۷۹۸ء میں بمقام کوفہ انتقال کیا۔

لبید ساحر - ایک یہودی تھا جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فتح خیبر کے بعد مدینہ واپس آنے پر جادو کیا تھا۔ جس کا حال آپ کو وحیِ الٰہی سے روشن ہو گیا تھا۔ اور خدا کے حکم سے جادو کا اثر باطل ہو گیا۔

لچھمی نراین بنارسی تذکرۂ گل رعنا جس میں شعرا کے حالات اور کلام درج ہے اس کی تصنیف سے ہے

لچھمی نرائن شفیق - لاہور وطن تھا۔ اس کا دادا عالمگیر کے ساتھ مہم دکن میں گیا اور دکن میں سکونت اختیار کر لی۔ اُس کا باپ رائے منسارام نواب آصف جاہ کا دیوان تھا۔ لچھمی نرائن شفیق اُن ہندو فضلا میں سے ہیں جن کی قابلیت اور علم پر زمانہ فخر کر سکتا ہے علامہ آزاد بلگرامی کے شاگرد اور عالی جاہ بہادر کے ملازمین میں داخل تھا۔ تاریخ کا ذوق اُستاد آزاد سے وراثت میں پایا تھا۔ چنانچہ اس فن میں اُس کی متعدد تالیفات ہیں جس میں گلِ رعنا اور شام غریباں دو شعرا کے تذکرے مشہور ہیں۔ سنہ ۱۲۰۴ھ میں حقیقتہائے ہندوستان لکھی۔ خلاصۃ الہند بھی اسی کی تصنیف ہے۔ تواریخ آصفی اس کی پانچویں تالیف ہے۔ لیکن سب سے بہتر اور عمدہ تصنیف بساط الغنائم ہے جس میں اُس نے مرہٹوں کی تاریخ قلمبند کی ہے۔

لسانی مولانا - وجیہہ الدین عبداللہ شیرازی کا تخلص تھا۔ تبریز میں پیدا ہوئے۔ سنہ ۱۵۸۳ء مطابق سنہ ۹۹۱ھ میں وفات ہوئی۔ ایک دیوان چار ہزار اشعار کا یادگار ہے۔

لشکر خاں - جہانگیر اور شاہ جہاں کا درباری تھا پنج ہزاری منصب حاصل تھا۔ اُس نے اپنا مکان نائی کی منڈی کے قریب آگرے میں بنایا تھا۔ جس کا اب نام و نشان تک باقی نہیں۔

لطافت خاں - نواب آصف الدولہ کا خواجہ سرا اور سپہ سالار تھا۔ نواب نے اس کو اُس فوج کا سردار بنا کر بھیجا تھا جو شاہ عالم کی مدد کو اودھ سے سنہ ۱۷۷۵ء میں روانہ ہوئی تھی سنہ ۱۸۰۳ء میں مرزا شافی نے اُس کو قید کر کر اندھا کر دیا۔

لطف - میر امّن کا تخلص ہے۔ انگریزی حکومت کے ابتدائی زمانہ میں جب فورٹ ولیم کالج کلکتہ میں ہندوستانی زبان کو ترقی دینے کے لیے مشرقی علوم کے ماہر جمع ہوئے تھے۔ میر صاحب بھی اسی خدمت پر مامور تھے۔ نوطرز مرصع کا اردو ترجمہ باغ و بہار کے نام سے انھیں کے زور طبع کا نتیجہ ہے جو سنہ ۱۸۰۲ء مطابق سنہ ۱۲۱۷ھ میں کیا گیا ہے

لطف اللہ خاں - بن سعد اللہ خاں وزیر سلطان شاہجہاں سنہ ۱۶۵۶ء مطابق سنہ ۱۰۶۶ھ میں اس کے والد کا انتقال ہوا۔ اس وقت اس کی عمر گیارہ برس کی تھی اور اسی زمانہ سے شاہجہاں نے اس کو مناصب اور اعزاز شاہی سے سرفراز کرنا شروع کر دیا تھا۔ پہلے ہفت صدی منصب سے ممتاز ہوا۔ عہد عالمگیری میں مہم دکن میں مصروف تھا۔ اور قلعہ کنڈانہ فتح ہونے کے قریب تھا کہ ۲۹ دسمبر سنہ ۱۷۰۲ء مطابق ۱۰ شعبان سنہ ۱۱۱۴ھ کو انتقال ہوا۔

لطف اللہ مالوی - مالوے کے رہنے والے تھے۔ ۷ رجب سنہ ۱۲۱۶ھ مطابق سنہ ۱۸۰۲ء کو دھارا نگر (مالوہ) میں پیدا ہوئے۔ شاہ کمال الدین رحمۃ اللہ کی اولاد میں ہیں جو صوبہ مالوہ کے مشہور اولیا سے تھے۔ اور رسمی سلطان محمد خلجی کے پیر تھے۔ میر جعفر علی خاں خویش نواب افضل الدین نواب سورت کی معیت میں بطور پرائیویٹ سکرٹری کے مارچ سنہ ۱۸۴۴ء میں انگلستان کو گئے سنہ ۱۸۴۵ء میں وہاں سے واپسی پر اپنا سفر نامہ اور اپنی سرگذشت زبان انگریزی لکھی جو جون سنہ ۱۸۵۷ء میں شائع ہوئی تھی۔

لطف اللہ محمد محدث بن احمد عالمگیری عہد میں مشہور مصنف گزرے ہیں۔ تذکرہ دولت شاہ کو نئی ترتیب کے ساتھ نظم کرکے اس میں بجائے دس کے بارہ دور قائم کیے۔ اور بارہ برجوں کی مناسبت سے اس کا نام آسمانِ سخن رکھا ان سے پہلے اکبر کے زمانہ میں فیضی کرمانی نے بھی اس تذکرہ کو نظم کیا ہے۔

لطف اللہ مولنا - نیشاپور (ایران) کے رہنے والے ایک فارسی شاعر تھے۔ امیر تیمور کا زمانہ پایا تھا۔ تاریخ شاہرخ جس میں امیر تیمور کے زمانہ کی تاریخ کا خلاصہ لکھنے کے بعد اس کے بیٹے شاہ رخ مرزا کے ابتدائی نو سالہ حکومت کا بیان بھی درج ہے۔ اور جو شہزادۂ موصوف کے نام پر معنون کی گئی تھی۔ انھیں کی تصنیف سے ہے سنہ ۱۴۱۳ء مطابق سنہ ۸۱۶ھ میں جس سال اس تصنیف کو ختم کیا۔ مصنف کا انتقال ہو گیا۔

لطف اللہ مولوی - باشندہ علیگڑھ عالم اجل تھے۔ عرصہ تک حیدرآباد دکن میں مفتی عدالت عالیہ رہے۔ ندوۃ العلماء کے رکن رکین تھے ۸ اکتوبر سنہ ۱۹۱۶ء کو تقریباً ۸۰ برس کی عمر پاکر

بمقام علیگڑھ انتقال فرمایا اور وہیں دفن ہوئے۔

لطف علی خاں۔ جعفر خاں شاہ فارس کا سب سے بڑا لڑکا تھا۔ ۱۷۸۹ء میں تخت پر بیٹھا آقا محمد خاں قاچار کی فوج سے بہت سی لڑائیاں لڑیں مگر شکست کھائی اور گرفتار کر لیا گیا۔ بعد ۱۷۹۵ء میں قتل کر دیا گیا۔ یہ خاندان زند کا آخری بادشاہ تھا۔

لقمان حکیم۔ حبش کے رہنے والے بعض ان کو نبی کہتے ہیں۔ ایک قول ہے کہ ان کو صرف علم و حکمت عطا ہوا تھا باعتبار نسل کے ان کو حضرت ابراہیم کے باپ کی اولاد میں بتاتے ہیں اور بعض حضرت ایوب پیغمبر کا رشتہ دار کہتے ہیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ غلام سیاہ فام تھے اور کسی نے کہا ہے کہ بنی اسرائیل کے قاضی تھے۔ ان کا زمانہ حضرت داؤد علیہ السلام کا زمانہ بتایا جاتا ہے۔ یہ مسلم ہے کہ وہ عقلمند حکیم اور زمرۂ صلحا میں تھے۔ قرآن پاک میں بھی ان کا ذکر آیا ہے ایک سورہ ۳۱ سورہ لقمان کے نام سے اکیسویں پارہ میں موجود ہے جس میں خدا نے فرمایا ہے۔ "ولقد آتینا لقمان الحکمۃ ان اشکر اللہ" (اور یقیناً ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی کہ اللہ کا شکر کرو) ایک مفسر کا قول ہے کہ حضرت لقمان کے دس ہزار مقولے ہیں جو علم و حکمت سے پُر ہیں۔ اور ان میں سے کسی ایک مقولے کی قیمت کل دنیا کی قیمت سے زیادہ ہے۔

لونکرن کچھواہہ۔ (رائے) پرگنہ سانبھر کا موروثی زمیندار تھا۔ اکبر کے منظور نظر ہو کر خطاب رائے سے ممتاز ہوا۔ ۲۱ سنہ اکبری میں کنور مان سنگھ کے ساتھ رانا اودے پور کی مہم پر مامور ہوا۔ ۱۵۷۰ء مطابق ۹۷۸ھ میں راجہ بیربر کے ساتھ راجہ ڈونگر پور کے پاس گیا۔ راجہ مذکور اپنی بیٹی کو بیگم محل شاہی بنانے میں مذبذب تھا۔ اس نے اپنے حسن سفارت و درایت سے اس کو حرم شاہی میں داخل کرا دیا۔ سنہ ۲۲ جلوس اکبری میں راجہ ٹوڈرمل کے ساتھ مہم بنگالہ میں جان فرسا خدمات بجا لایا۔ سنہ ۲۸ جلوس اکبری میں مرزا عبدالرحیم خان خاناں کے ساتھ مہم گجرات پر متعین ہوا۔ سنہ ۴۰ جلوس اکبری تک منصب چار صدی پر مامور تھا۔ فارسی اچھی جانتا تھا۔ شاعر بھی تھا منوہر داس اس کا بیٹا جانشین ہوا۔

لہراسپ۔ کیکاؤس کا جانشین کیخسرو شاہ ایران کا داماد تھا۔ خاندان کیانی کا پوتا تھا۔ اس نے تاتار اور چین کی سلطنتوں کو مملکت ایران میں شامل کر لیا تھا۔ لہراسپ نے ۱۲۰ سال حکومت کی۔ گشتاسپ اس کا بیٹا جانشین ہوا۔

لہراسپ۔ اصل نام مہابت خاں تھا۔ مشہور مہابت خاں جہانگیری کا دوسرا بیٹا تھا۔ سلطان عالمگیر کے عہد میں صوبیدار کابل رہا لیکن ۱۶۷۸ء میں دربار میں واپس بلا لیا گیا۔ اور تھوڑے عرصہ کے بعد مہاراجہ جے سنگھ کی بجائے دکن کی فوج کی سپہ سالاری پر جانے کا حکم دیا گیا اور جے سنگھ واپس بلا لیا گیا۔

لیاقت حسین (مولوی) کلکتے کے رہنے والے گورنمنٹ انگریزی کے خلاف جوش پھیلانے والی تقریریں کیا کرتے ہیں ۱۹۱۰ء میں جب ان کو ایک ماہ کی قید ہوئی تو ایک بنگالی اخبار نے لکھا تھا۔ کہ "بوڑھا لیاقت حسین جیل خانہ کے لیے پیدا ہوا ہے" اس وقت ان کی عمر قریب ۷۰ سال کے تھی۔

لیث ۔ سجستان میں ایک ادنیٰ درجہ کا شخص گزرا ہی جو کانسے پیتل کے برتن بنایا کرتا تھا۔ شاہان درہم اُس وقت سجستان میں حکمراں تھے ۔ لیث اپنی بہادری اور قابلیت کی وجہ سے دربار حکومت میں بہت ممتاز ہو گیا۔ اس نے تین لڑکے ۔ یعقوب ۔ عمرو ۔ و علی چھوڑے یعقوب خاندان صفاریہ کا نائب ہوا جو تاریخ میں یعقوب بن لیث کے نام سے مشہور رہی۔

لیلاوتی ۔ ملاحظہ ہو بھاسکر آچاریہ ۔

لیلیٰ ۔ عربی ۔ فارسی اور اردو ادبیا میں مجنوں کے ساتھ لیلیٰ کا نام بھی مشہور رہی بعض لوگ ان دونوں ناموں کو فرضی بتاتے ہیں ۔ لیکن مشرقی افسانہ جات میں ان دونوں کے عشق کی دلچسپ داستان اس طرح مشہور رہی گویا یہ واقعہ سچا ہی ۔ کہا جاتا ہی کہ مجنوں جس کا نام قیس ہی ۔ خلیفہ ہاشم بنی اُمیہ کے زمانہ میں ۱۲۰ھ کے قریب گزرا ہی ۔ اس کے عشق کا جولانگاہ نجد کا ریگستان تھا ۔ لیلیٰ بھی مجنوں کو دل سے چاہتی تھی ۔ اُس کے والدین نے جب اُس کی نسبت دوسری جگہ ٹھہرائی ، تو مایوسی کے عالم میں مجنوں زندگی سے گزر گیا ۔ تھوڑے عرصے کے بعد لیلیٰ بھی مرگئی اور اس طرح سے دونوں عاشق و معشوق نام کر گئے ۔

ردیف م

مادھوجی بھونسلہ ۔ بھونسلہ اوّل کا بیٹا تھا رانوجی اپنے بڑے بھائی کے بعد ۱۷۷۲ء میں برار کا تیسرا راجہ ہوا ۔ ۲۹ ۔ مئی ۱۷۸۸ء کو فوت ہوا ۔ رگھوجی بھونسلہ دوم اس کی جگہ راجہ ہوا ۔ اس کا پایہ تخت ناگپور تھا ۔

مادھو سنگھ کچھواہہ ۔ اشرفی سنگھ والیٔ جےپور کا ۱۷۵۰ء میں جانشین ہوا ۔ ۱۸ برس حکومت کی ۱۷۶۸ء میں فوت ہوا ۔ پرتھی راج سنگھ اس کا نابالغ بیٹا راجہ ہوا جس کو معزولی جلد نصیب ہوئی اور اس کا بھائی پرتاب سنگھ راجہ بن گیا جو ۱۸۰۳ء میں فوت ہوا ۔

مادھو رام ۔ انشائے مادھو رام کا مصنف ہے اس کتاب میں فارسی خطوط کے نمونے ہیں ۔ یہ انشا عرصہ تک فارسی درس میں داخل رہی

مادھو راؤ ۔ رانوجی سیندھیا کا بیٹا ۔ جیاپا سیندھیا کے بعد ۱۷۹۴ء میں اپنی پدری ریاست گوالیار کا راجہ ہوا ۔ اس ریاست کا صدر مقام پہلے اُجین تھا ۔ اس کے وقت میں ریاست کی حدود بہت وسیع ہو گئیں ۔ مالوے اور ہندوستان کا کچھ حصّہ اس کے قبضہ میں آگیا ۔ شاہ عالم بادشاہ دہلی کا وزیر تھا اور جب غلام قادر نے بادشاہ کی آنکھیں نکال کر اُس کو قید کر لیا تو اسی وزیر نے بادشاہ کو قید سے رہائی دی اور نمکحرام غلام قادر کو لوہے کے پنجرے میں بند کر کے طرح طرح کی تکلیفیں دیکر مار ڈالا ۔ شاہ عالم نے اپنی مصیبت کا نقشہ جس قصیدے میں کھینچا ہے اُس کے ایک شعر میں

اپنے اس وزیر کی طرف اس طرح اشارہ کیا ہے۔

مادھوجی سیندھیا فرزند جگر بند من است
ہست مصروف تلافی ستمگاری ما

۱۲۔ جنوری ۱۷۹۴ء کو لاولد فوت ہوا۔ اور دولت راؤ سیندھیا اس کا پسر متبنیٰ جانشین ہوا

مادھوراؤ اول بلال پیشوا۔ بالاجی راؤ پیشوا کا دوسرا بیٹا تھا۔ ۱۷۶۱ء میں جانشین ہوا۔ لیکن برائے نام راجہ رہا۔ اس کا چچا رگھوناتھ راؤ اصلاً حکومت کرتا تھا۔ ۱۷۷۲ء میں فوت ہوا۔ نرائن راؤ اس کا بھائی اس کی جگہ راجہ ہوا۔

مادھوراؤ ثانی پیشوا مرہٹہ۔ اس کے باپ نرائن راؤ پیشوا کو ۱۷۷۳ء میں رگھوناتھ راؤ نے قتل کر دیا اور خود راجہ بن گیا۔ لیکن چند ماہ کے بعد نرائن راؤ کی بیوہ کے بطن سے مادھوراؤ پیدا ہوا اس کو تخت نشین کیا گیا لیکن عین جوانی کے عالم میں بتاریخ ۲۷، اکتوبر ۱۷۹۵ء زینہ سے گر کر قضا کی۔ رگھوناتھ راؤ کا چھوٹا بیٹا جمناجی آپا جانشین ہوا۔

مازنی۔ ابوعثمان نام تھا۔ عربی صرف و نحو کے ماہرین میں تھا۔ ۸۶۳ء مطابق ۲۴۹ھ میں فوت ہوا

ماشاء اللہ۔ ایک شاعر کا تخلص ہے جس کو المصری بھی کہتے ہیں۔ یہ ایک یہودی کا نام بھی ہے جو اپنے زمانہ کا بڑا نجومی تھا اور خلیفہ المنصور اور المامون کے عہد میں گزرا ہے۔

مالدیو راؤ۔ ماڑواڑ کا راجہ تھا۔ راجہ جودھا راؤ بانی ریاست جودھپور کی نسل سے تھا۔ ۱۵۳۲ء میں راجپوتانہ میں کافی طاقت اور شہرت حاصل کر لی تھی۔ اکبر کے زمانہ میں مغلوں کی اطاعت قبول کر لی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا اودے سنگھ راجہ ہوا۔

مالک بن انس امام۔ ائمہ اربعہ مجتہدین اہل سنت والجماعت میں سے ہیں۔ ان کے مقلدین کو مالکی کہتے ہیں۔ ۷۱۴ء مطابق ۹۵ھ میں مدینہ شریف میں پیدا ہوئے۔ ان کو امام دار الہجرت بھی کہتے ہیں۔ حضرت سہیل بن سعد مشہور صحابی نبی اکرم سے انھوں نے بہت استفادہ حاصل کیا اور بہت سی احادیث صحیحہ معلوم ہوئیں۔ موطا ان کی مشہور تصنیف ہے جس میں احادیث صحیحہ جمع کی گئی ہیں۔ صحاح ستہ کے بعد موطا مستند سمجھی جاتی ہے۔ ۲۸۔ جون ۷۹۵ء مطابق ۷۔ ربیع الثانی ۱۷۹ھ کو ہارون رشید کے عہد میں بمقام مدینہ منورہ انتقال کیا اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ عرب اور افریقہ میں آپ کے متبعین زیادہ ہیں

مامون۔ بن ہارون رشید۔ ملاحظہ ہو المامون۔

مان سنگھ۔ سلطان سکندر لودی اور اس کے پسر ابراہیم لودی کے عہد میں گزرا ہے گوالیار کا راجہ تھا تقریباً ۱۵۱۸ء مطابق ۹۲۴ھ میں فوت ہوا۔ دلیری اور قابلیت میں مشہور ہے۔ اس کا بیٹا بکرماجیت جانشین ہوا۔ جو بابر بادشاہ کی ابتدائی فتوحات ہند کے زمانہ میں زندہ تھا۔

مان سنگھ۔ راجہ امبر۔ بھگوانداس کچھواہہ راجہ امبر (جے پور) کا بیٹا تھا۔ عہد اکبری میں ایک ممتاز سردار اور دلیر سپہ سالار تھا۔ کابل اور بنگال کا صوبیدار رہا ہے راجہ کا خطاب اور ہفت ہزاری منصب ملا۔ ۹ سنہ جلوس جہانگیری یعنی ۱۶۱۴ء مطابق ۱۰۲۳ھ میں بمقام برار

فوت ہوا۔

مان سنگھ راجہ جودھپور - راجہ جسونت سنگھ راٹھور کی اولاد میں تھا۔ راجہ بھیم سنگھ کے بعد ۱۸۰۳ء یا ۱۲۱۸ھ میں مسندنشین ہوا اور اچھا حکمراں ثابت نہ ہوا۔ ۲ ستمبر ۱۸۴۳ء مطابق ۱۲۵۹ھ کو فوت ہو گیا۔ اس کے بعد تخت سنگھ راجہ ہوا۔ جودھپور کا دوسرا نام مارواڑ بھی ہی۔ یہ قصّہ بہت مشہور ہی کہ اس راجہ کے عہد میں اُجڑی ہوئی دہلی کے ایک شاعر نے جودھپور آکر ایک فارسی کا قصیدہ لکھا۔ اُس کا صرف ایک مطلع سنکر مہاراج نے اُس کو روکدیا اور ایک لاکھ روپیہ انعام کا دیکر رخصت کر دیا۔ مطلع یہ ہے۔

"کانِ نمک کہ ہست بہ سرکار مارواڑ۔
زاں گشتہ جملہ ہند نمک خوارِ مارواڑ"

مانی - فارسی شعرا کے یہاں مانی اور بہزاد دو نام فن مصوری کے اعلیٰ کمال دکھانے کے لیے ضرب المثل ہیں۔ مانی کو فن مصوری سے فطری طور پر مناسبت تھی اور اس فن میں کمال حاصل تھا۔ شاپور بادشاہ ایران کے زمانہ میں گزرا ہے جو ۲۷۲ء کا زمانہ کہا جاتا ہے۔

مانی نے ایک نئے مذہب کے بانی ہونے کا ادعا کیا تھا اور کہتا تھا کہ حضرت عیسیٰ کے بعد جس تسلی دہندہ کے پیدا ہونے کی خبر دی گئی ہے وہ میں ہوں۔ عوام نے اس کی بات کو یقین کیا اور اُس کے مقلد بن گئے۔ بادشاہ اس حرکت پر ناراض ہو گیا۔ مانی چین کی طرف بھاگ گیا اور عرصے تک غائب رہا۔ اُس کے مقلدین یہ یقین کرتے رہے کہ وہ آسمان پر چلا گیا اور پھر ظاہر ہوگا۔ اس دوران میں اُس نے نادر و نایاب تصاویر بنائیں۔ اور ضعیف الاعتقاد اشخاص کو یہ یقین دلایا کہ فن مصوری کے یہ اعلیٰ نمونے خدا کی طرف سے آئے ہیں۔ یہ تصاویر ایک کتاب میں مجلد و محفوظ کی گئی تھیں جس کو ارژنگ یا نگارنامۂ مانی کہتے ہیں۔ اس کے مقلدین اُس سے بعض معجزات کو بھی منسوب کرتے تھے شاپور نے اس شہرت کو سُن کر اپنے بیمار بچے کے علاج کے لیے طلب کیا۔ بچے کو مانی نے اپنی گود میں لیا تاکہ اُس کو اپنی روحانی طاقت سے اچھا کرے۔ لیکن اُلٹا اثر ہوا۔ اور گود میں لیتے ہی بچے کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ شاپور نے اس مدعی نبوت کو قتل کرکے کھال کھچوا لی۔

مانی - محمد محسن مرزا ابن سلطان حسین مرزا کے عہد میں ہراتی میں ایک شاعر گزرا ہے۔ بادشاہ کی ملازمت میں داخل تھا۔ اُزبکوں نے ۱۵۰۷ء مطابق ۹۱۳ھ میں اُس کو قتل کر دیا۔ ایک دیوان یادگار ہے۔ مازندران کا رہنے والا تھا اور اُس کا آبائی پیشہ کاسہ گری تھا۔ اس لیے کاسہ گر مازندرانی کے نام سے بھی مشہور ہے

مانی داس (رائے) عہد جہانگیری میں داروغہ محلات تھا۔ رائے کا خطاب پاکر منصب ششصدی پر سرفراز ہوا۔ کارداں اور عمدہ اہلکار تھا۔ شاہجہاں کے عہد میں منصب ہزاری پر ممتاز ہوکر خدمت "دیوانی تن" کا خلعت مرحمت ہوا اپنی زندگی بھر اس عہدے پر سرفراز رہا۔ دیوان تن دیوان تنخواہ کو کہتے تھے۔ سلطنت مغلیہ میں یہ ایک عہدہ تھا۔ سنہ ۵ جلوس شاہجہانی یعنی ۱۶۳۲ء میں فوت ہو گیا۔

ماہ آفرید - فیروز پسر یزدجرد ایران کے

آخری بادشاہ خاندان ساسانی کی دختر اور یزید سوم خاندان امیہ کے بارہویں خلیفہ کی ماں تھیں۔

ماہ بانو۔ خان اعظم کوکا کی بہن عبد الرحیم خانخاناں پسر بیرم خاں کی بیگم تھی۔ تقریباً ۱۵۷۲ء مطابق ۹۸۰ھ میں شادی ہوئی اور ۱۵۹۷ء مطابق ۱۰۰۶ھ میں انتقال کیا۔

ماہ چوچاک۔ ہمایوں بادشاہ کی بیگم اور شہزادہ فرخ کی ماں تھی۔

ماہر۔ مرزا محمد علی ساکن آگرہ کا تخلص ہے۔ اس کا باپ ہندو تھا اور مرزا جعفر معمائی کے یہاں ملازم تھا چونکہ مرزا کے کوئی اولاد نہ تھی اس لیے مرزا نے اس کو بیٹے کی مثل پالا اور اسلامی طریقے پر دینی و دنیاوی تعلیم سے بہرہ ور کیا۔ ایک ماہر فن شاعر اور مصنف تھا۔ اورنگ زیب کی تخت نشینی پر "گل اورنگ" لکھی جس میں شہنشاہ موصوف کی مدح ہے۔ آخر زمانہ میں مرزا جعفر کے مرنے کے بعد وہ دانشمند خاں کے سلسلہ ملازمت میں آگیا۔ ۱۶۷۸ء مطابق ۱۰۸۹ھ میں انتقال کیا۔

ماہم بیگم۔ شیخ احمد جام کی پوتی اور بابر بادشاہ کی بیگم تھی۔ ہمایوں اس کے بطن سے پیدا ہوا تاریخ وفات معلوم نہیں لیکن ۱۵۶۱ء مطابق ۹۶۸ھ میں زندہ تھی۔ کیونکہ اسی سال میں اس نے پرانی دہلی کے قلعہ کے دروازہ موسومہ دین پناہ کے قریب ایک مسجد تعمیر کرائی تھی۔ جس کی تاریخ تعمیر اس کے کتبہ "خیر المنازل" سے نکلتی ہے۔

مائل۔ مرزا قطب الدین کا تخلص ہے۔ عہد عالمگیری میں ایک خوش گو شاعر تھا اور ملا ناصر علی سے آٹھ روز بعد ماہ مارچ ۱۶۹۷ء مطابق رمضان ۱۱۰۸ھ میں فوت ہو گیا۔ اس کا بھائی مرزا نظام الدین المتخلص بہ طالع بھی شاعر گزرا ہے۔

مبارز الدین۔ ملاحظہ ہو محمد ظفر۔

مبارز خاں۔ محمد شاہ بادشاہ دہلی نے اس کو حیدر آباد کا ناظم مقرر کیا تھا۔ اس نے دکن پہنچکر آصف جاہ کے خلاف بغاوت کی اور دکن کی صوبیداری پر پورے طور سے قابض ہونا چاہا۔ آصف جاہ نے اس کو شکست دی اور مبارز خاں یکم اکتوبر ۱۷۲۴ء مطابق ۲۳۔ محرم ۱۱۳۷ھ کو لڑائی میں کام آیا۔

مبارک الدولہ۔ میر جعفر علی خاں نواب بنگال کے تین بیٹوں میں سے سب سے چھوٹا بیٹا تھا اپنے بھائی سیف الدولہ کا مارچ ۱۷۷۰ء میں جانشین ہوا ۱۶ لاکھ روپیہ پنشن ملتی تھی۔ ستمبر ۱۷۹۳ء میں مرشد آباد میں فوت ہو گیا۔ اور ناصر الملک وزیر الدولہ اس کا جانشین ہوا۔

مبارک شاہ بن خضر خاں۔ اپنے والد کی وفات کے بعد ۲۲۔ مئی ۱۴۲۱ء مطابق ۱۹ جمادی الاول ۸۲۴ھ کو تخت نشین ہوا۔ تیرہ سال تین ماہ سولہ یوم حکومت کی بتاریخ ۱۸۔ اپریل ۱۴۳۴ء مطابق ۵۔ رمضان ۸۳۷ھ میں ایک مسجد میں قاضی عبد الصمد سدھارن کھتری وغیرہ نے قتل کیا اور اس کے بھتیجے محمد شاہ کو بادشاہ دہلی بنایا۔

مبارک شاہ خلجی۔ سلطان علاء الدین خلجی کا بیٹا تھا۔ علاء الدین کی وفات پر ملک کافور وزیر نے تخت غصب کر لیا۔ اور برائے نام شہاب الدین عمر خاں نابالغ بچے کو تخت پر بٹھا دیا تھا۔ کافور کے قتل ہو جانے پر ۲۲۔ مارچ ۱۳۱۶ء مطابق ۷۱۶ھ کو مبارک شاہ بادشاہ ہوا۔ چار سال حکومت کی ۴۔ اپریل ۱۳۲۰ء مطابق ۵ ربیع الاول ۷۲۰ھ کو

اپنے معتمد وزیر ملک خسرو کے ہاتھ سے مارا گیا۔ امیر خسرو نے ایک کتاب "نہ سپہر" لکھکر اس کے نام پر معنون کی تھی جس کے صلے میں ہاتھی کے ہودے بھر چاندی ملی تھی۔ بعد ازاں ملک خسرو بادشاہ ہوئے۔

مبارک شاہ شرقی ۔ نام ملک و اصل با قرنفل تھا۔ خواجہ جہاں شرقی بانیِ سلطنت شرقیہ جونپور نے متبنٰی کیا تھا۔ ۱۳۹۹ء مطابق ۸۰۲ھ میں خواجہ کا جانشین ہوا اگرچہ خواجہ جہاں وزیر نے خاندان تغلق کے آخری بادشاہ محمود شاہ کی بدعملیوں سے فائدہ اُٹھا کر اس سے پہلے شہر جونپور کو آباد کر کے نئی حکومت کی بنا ڈالدی تھی لیکن مبارک شاہ اس کا متبنٰی۔ سب سے پہلا شرقی حکمراں تھا۔ جس نے کھلم کھلا دہلی کی حکومت سے انحراف کیا اور شاہی لقب اختیار کیا۔ اور اپنے نام کا سکہ چلایا۔ صرف ۱۸ ماہ حکومت کر کے ۱۴۰۱ء مطابق ۸۰۴ھ میں انتقال کیا اور اُس کا چھوٹا بھائی ابراہیم شاہ شرقی جانشین ہوا۔

مبارک علی خاں نواب ۔ بنگال۔ بہار اور اُڑیسہ کا نواب تھا۔ بتاریخ ۲۳ ستمبر ۱۷۷۰ء مسند نشین ہوا۔

متنبّی ۔ عرب کا مشہور اور فصیح و بلیغ شاعر تھا کنیت ابوطیب۔ احمد بن حسین نام ہے ۹۱۵ء مطابق ۳۰۳ھ میں کوفہ میں پیدا ہوا۔ اور خالص و فصیح عربی زبان سیکھنے کا ہر ممکن ذریعہ تلاش کیا۔ اور کامیابی حاصل کی۔ ۹۴۸ء مطابق ۳۳۷ھ میں شاعری کو عروج حاصل ہوا۔ سیف الدولہ ہمدانی بادشاہ دمشق اس کا مربی تھا۔ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ اسی بنا پر متنبّی تخلص کرتا تھا۔ یعنی بنایا ہوا نبی۔ اکثر بنو کلاب اور عرب کی دوسری قومیں اس کی پیرو ہو گئی تھیں۔ حاکم امارت لولو نامی نے اس کو قید کر لیا۔ اور اس کے معتقدین کو منتشر کر دیا۔ آخر کار قید کی حالت میں اس نے توبہ کی اور مسلمان ہو گیا۔ ۹۶۵ء مطابق ۳۵۴ھ میں ایک لڑائی میں مارا گیا۔ دیوان متنبّی عربی ادب میں خاص درجہ رکھتا ہے اور اب تک منتہی طلبا کے نصاب درس میں داخل ہے

ربّی ۔ قوم کلال سے تھا۔ اس قوم کے لوگ شاہی محل کی پہرہ داری کا کام کرتے تھے۔ اور ان میں سے اکثر یک ہزار و پنج صدی منصب تک پہنچے تھے۔ ربّی نے جہانگیر کا زمانہ پایا تھا۔ شاعر بھی تھا۔ نورجہاں بیگم نے اس کو اعلیٰ عہدہ تک پہنچا دیا تھا۔ صاحب دیوان ہے۔

متین ۔ شیخ عبد الرضا ابن عبد اللہ کا تخلص ہے اصفہان کا رہنے والا لیکن عربی النسل تھا۔ محمد شاہ رنگیلے کے عہد میں اصفہان سے ہندوستان آیا۔ لیکن مغلیہ سلطنت کے انحطاط کی بدولت جبکہ دہلی اُجڑ کر لکھنؤ آباد ہو رہا تھا اور دہلی کے صاحب علم و فن جوق جوق لکھنؤ چلے جا رہے تھے یہ بھی لکھنؤ پہنچ گیا۔ اور برہان الملک سعادت خاں کے دربار سے وظیفہ ملتا تھا آخر عمر میں درویش ہو گیا تھا۔ لکھنؤ سے بنگال چلا گیا ۱۷۶۱ء مطابق ۱۱۷۵ھ میں فوت ہوا۔ ۵ ہزار اشعار کا دیوان چھوڑا۔

مجاہد شاہ بہمنی ۔ خاندان بہمنی سے دکن کے بادشاہ محمد شاہ اول کا بیٹا تھا۔ ۱۳۷۵ء مطابق ۷۷۶ھ میں بادشاہ ہوا۔ تین سال حکومت کی۔ ۱۴ اپریل ۱۳۷۸ء مطابق ۷۷۹ھ

کو اُس کے چچا داؤد خاں نے قتل کر دیا اور خود بادشاہ ہوگیا۔

مجد الدولہ۔ قوم دیلم کے سلطان فخر الدولہ برادر عضد الدولہ سلطان عراق کا بیٹا تھا۔ ۹۹۷ء مطابق ۳۸۷ھ میں کمسنی میں باپ کی جگہ عراق کا حکمران ہوا۔ اصلاً اُس کی والدہ حکمرانی کرتی تھی۔ اسی سال محمود غزنوی نے بیگم کو پیام بھیجا کہ یا تو میری اطاعت قبول کرو ورنہ لڑائی کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اس قابل عورت نے سلطان کو جواب میں کہلا بھیجا کہ اگر یہ پیام میرے شوہر کی زندگی میں آتا تو زیادہ اچھا تھا۔ اب اگر محمود نے مجھ کمزور عورت پر فتح بھی پائی تو اس فتح کی کچھ شہرت و وقعت نہ ہوگی اور اگر سلطان کو شکست ہوئی تو آیندہ اُس پر لوگ نفرین کریں گے۔ سلطان اس معقول جواب کو سنکر حملے سے باز رہا اور جب سلطان مجد الدولہ بالغ ہوگیا اور خود انصرام سلطنت کرنے لگا تو محمود نے ۱۰۲۹ء مطابق ۴۲۰ھ میں اُس کے ملک پر چڑھائی کر دی اور فتح پائی۔ مجد الدولہ قید ہوا اور ملک و خزانہ محمود کے قبضہ میں آگیا۔

مجد الدین احمد ابن محمد سجاوندی۔ تفسیر آئین المعانی اس کی تصنیف ہے۔ اس نام کی ایک اور کتاب تصوف میں بھی ہے۔ جس کے مصنف شہاب الدین برہانپوری ہیں۔

مجد الدین اسمٰعیل شیخ۔ شاہ شیخ ابو اسحٰق بادشاہ شیراز کے عہد میں قاضی شیراز تھے خواجہ حافظ نے ان کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا ہے۔ ۲۹ رجولائی ۱۳۵۵ء مطابق ۱۸ رجب ۷۵۶ھ کو انتقال کیا۔ "خواجہ حافظ نے "رحمت حق" سے ان کی تاریخ انتقال نکالی ہے۔

مجد الدین بغدادی۔ شیخ نجم الدین کبریٰ کا شاگرد اور مرید اور سلطان محمد بادشاہ خوارزم کا درباری طبیب تھا۔ بادشاہ اس سے ناراض ہوگیا اور اس کو ایک جھیل میں ڈلوا دیا۔ اسی صدمے سے ۱۲۱۹ء مطابق ۶۱۶ھ میں فوت ہوگیا۔ اس شاہی عتاب کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ اس نے بادشاہ کی بیوہ ماں کے ساتھ نکاح کر لیا تھا۔ بادشاہ نے اس شرعی فعل کو خلاف آداب شاہی سمجھا اور اس کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کیا۔ اس واقعہ کے کچھ دنوں بعد ہر فرعونے را موسیٰ کا مضمون ہوا یعنی چنگیز خاں نے حملہ کرکے خوارزم کی بادشاہت کو تہ و بالا کر دیا۔

مجد الدین محمد بن یعقوب بن محمد فیروزآبادی کہلاتے ہیں۔ عربی کی مشہور لغت قاموس کے جس کا نام بحر المحیط ہے مصنف ہیں۔ یہ کتاب شہزادہ عباس کے نام پر معنون کی گئی تھی۔ ۱۴۱۴ء مطابق ۸۱۷ھ میں وفات پائی۔

مجد الدین خلیل۔ ایک شاعر اور خاقانی کا ہمعصر تھا جس کی مدح میں اُس کا ایک قصیدہ موجود ہے۔

مجد الدین ہمگر فارسی۔ شیراز کا مشہور شاعر تھا نوشیرواں سے اپنا نسب ملانے پر مجد اور ہمی دونوں تخلص کرتے تھے۔ شیخ سعدی کا ہمعصر تھا۔ بادشاہ اتابک سعد ابوبکر بن زنگی کا زمانہ پایا تھا شیراز کا حاکم بھی رہا ہے۔ شیراز ہی میں ۱۲۸۷ء مطابق ۶۸۶ھ میں وفات پائی۔ ایک دیوان یادگار رہا ہے۔ ایران میں ملک الشعراء کے نام سے مشہور ہے۔

مجد الملک۔ دربار سلطان ابقا خاں کا ایک سردار

تھا۔ شمس الدین محمد صاحب دیوان کے اشارہ سے جادوگری کے الزام میں اگست ۱۲۸۲ع مطابق جمادی الاول ۶۸۱ھ میں سلطان احمد خاں بادشاہ ایران کے حکم سے قتل کیا گیا "چاہ کن را چاہ درپیش" کی مثل صادق آئی۔ یعنی شمس الدین کا بھی یہی حشر ہوا۔

مجدد الف ثانی۔ ملاحظہ ہو احمد سرہندی شیخ

مجد مولینا۔ مصنف کتاب روضۃ الخلد ہیں۔

مجذوب۔ مرزا محمد مجذوب تبریزی کا تخلص ہے بہت سی مثنویاں اور ایک دیوان اس کی تصنیف سے ہیں۔ دیوان ۱۶۵۳ع مطابق ۱۰۶۳ھ میں ختم ہوا۔

مجذوب۔ مرزا غلام حیدر بیگ ہندوستان کا مشہور شاعر سودا کا پسر متبنی تھا۔ ۱۸۰۰ع مطابق ۱۲۱۵ھ میں لکھنؤ میں زندہ تھا۔ دو اردو دیوان یادگار ہیں۔

مجروح۔ منشی کشن چند کشمیری کا تخلص ہے۔ ۱۷۸۲ع مطابق ۱۱۹۶ھ میں لکھنؤ میں رہتے تھے۔

مجلسی۔ ملاحظہ ہو محمد باقر مجلسی۔

مجنوں۔ مشرقی افسانوں اور نظموں میں لیلیٰ کے ساتھ مجنوں کا بھی ذکر آتا ہے۔ اس کو قیس بھی کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس نام کا ایک شخص خلیفہ بنی امیہ ہشام بن عبد الملک کے زمانہ میں ۷۲۴ع مطابق ۱۰۵ھ میں گزرا ہے۔ لیلیٰ کے ساتھ اس کے عشق و محبت کا افسانہ مشہور ہے ملاحظہ ہو لیلیٰ۔

عجیب شاہ۔ اس کی ایک مثنوی جو اردو میں یوسف و زلیخا کے نام سے مشہور ہے۔ ۱۸۲۳ع مطابق ۱۲۳۸ھ میں تصنیف ہوئی

مجیر بیلقانی۔ عبد المکارم مجیر الدین بیلقانی کا تخلص ہے۔ بیلقان اس کا وطن تھا جو آذربائجان کا ایک شہر ہے۔ خاقانی کا شاگرد تھا۔ قزل ارسلان کا زمانہ پایا۔ ظہیر الدین فاریابی کا ہمعصر تھا۔ ۱۱۹۸ع مطابق ۵۹۴ھ میں فوت ہوا ایک دیوان یادگار ہے۔

مچھو بیگ۔ مرزا (رستم ظریف) عاشق تخلص۔ ان کے مورث اٹک سے لکھنؤ آئے۔ انھوں نے ۲۲ سال تک سپہ گری کی لیکن ۱۸۵۸ع کے بعد تحصیل علم کر کے شعر و سخن میں تسنیم دہلوی وارد لکھنؤ کے شاگرد ہوئے۔ نثر نگاری اور سخن سنجی میں یکتا تھے۔ ان کے اکثر مضامین اخبار اودھ پنچ لکھنؤ میں چھپے ہیں۔ ۱۹۱۰ع میں انتقال کیا۔ ان کی مشہور تالیف "بہار ہند" ایک لغت کی کتاب ہے۔ گلزار نجات۔ میلاد شریف نظم مثنوی نیرنگ خیال اور ایک ضخیم دیوان اور دیگر تصانیف بھی ہیں۔ اودھ پنچ سے ان کے بعض مضامین کو نقل کر کے ایک کتاب چشمۂ بصیرت بھی شائع کی گئی ہے جو ان کی یادگار خیال کی جاتی ہے

محب۔ سید غلام نبی بلگرامی کا تخلص ہے شاعر تھے۔ جب نواب صفدر جنگ۔ اور احمد خاں نواب فرخ آباد کے درمیان لڑائی ہوئی یہ اس مشہور جنگ میں موجود تھے۔ اسی میں بتاریخ ۵۔ فروری ۱۷۵۲ع مطابق ۲۹ صفر ۱۱۶۵ھ قتل ہوئے

محب۔ شیخ ولی اللہ دہلوی کا تخلص ہے۔ سودا کے شاگرد تھے۔ صاحب دیوان گزرے ہیں۔

محب اللہ۔ شیخ۔ مولینا الہ آبادی۔ دانشمند متبحر عالم صوفی۔ علوم ظاہری و باطنی میں معاصرین سے

افضل تر تھے۔ اصل وطن سید پور توابع خیر آباد (اودھ) سلسلۂ نسب بوساطت شیخ فرید شکر گنج حضرت عمر فاروق تک پہنچتا ہے۔ شیخ ابو سعید گنگوہی کے مرید اور خلیفہ تھے۔ علم تصوف میں مرتبہ اجتہاد حاصل تھا۔ حقائق و توحید میں ان کی بہت زیادہ تصانیف ہیں۔ منجملہ ان کے مشہور کتب شرح فصوص عربی و فارسی۔ نہایۃ الغایات مناطبعات رسالۂ وجود مطلق۔ رسالہ تسویہ رسالہ سہ رکنی و سر الخواص وغیرہم ہیں۔ ۹ رجب ۱۰۵۸ھ مطابق ۱۶۴۸ء کو بمقام الہ آباد وفات پائی وہیں مزار ہے۔ مولینا حافظ حکیم حاجی مولوی شاہ محمد حسین صاحب ان کے فرزندان رشید سے تھے اور ارشد تلامذہ و خلفائے قاضی گھاسی میر سید کبیر قنوجی اور میر سید محمدی فیاض امروہوی تھے۔

محب اللہ شیخ۔ الہ آباد کے ایک صوفی تھے ۱۶۴۸ء مطابق ۱۰۵۸ھ میں فوت ہوئے علم اخلاق کی ایک کتاب عبادت الخواص ان کی تصنیف ہے۔

محب اللہ قاضی۔ عہد عالمگیر میں لکھنؤ کے قاضی تھے۔ بعد کو حیدر آباد دکن کے قاضی مقرر ہوئے بہادر شاہ کے بادشاہ ہونے پر ۱۷۰۷ء مطابق ۱۱۱۹ھ میں ہندوستان کی صدارت ملی کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ جن میں سے کتاب سلم و مسلم بہت مشہور رہیں۔

محبت خاں نواب۔ حافظ رحمت خاں کا بیٹا فن شعر سے مذاق رکھتا تھا۔ محبت تخلص ریختہ میں مرزا جعفر علی حسرت اور فارسی میں مرزا فاخر مکیں سے مشورہ سخن تھا۔ زیادہ قیام لکھنؤ میں رہتا تھا۔ سرکار برطانیہ اور نواب آصف الدولہ بادشاہ اودھ سے ایک معقول پنشن ملتی تھی۔ ایک دیوان یادگار ہے دیوان کے علاوہ ان کی مثنوی اسرار محبت مشہور ہے ۱۸۰۷ء مطابق ۱۲۲۲ھ میں انتقال ہوا۔

محبوب عالم (منشی) پنجاب ضلع گوجرانوالہ کے رہنے والے۔ پیدائش ۱۸۶۲ء ہندوستان کی اخبار نویسی کو ترقی دینے میں ان کا بہت بڑا حصہ ہے۔ ۱۸۸۷ء میں ایک ہفتہ وار اخبار پیسہ اخبار کے نام سے ضلع گوجرانوالہ کے ایک موضع میں جاری کیا تھا جو بعد کو لاہور منتقل ہو گیا اور وہاں اب تک کامیابی کے ساتھ چل رہا ہے۔ اس کے بعد روزانہ پیسہ اخبار جاری ہوا۔ "شریف بی بی" لڑکیوں کے لیے اور "انتخاب لاجواب" ہفتہ وار بھی ان کی ادارت میں جاری ہیں۔ چند انگریزی کتابوں کے ترجمے کیے ۱۹۰۰ء اور ۱۹۱۳ء میں یورپ کا سفر کیا۔ اور ایک مبسوط سفرنامہ لکھکر شائع کیا۔ ۱۹۱۷ء میں گورنمنٹ کی طرف سے اخبار نویسوں کے ڈیپوٹیشن میں عراق عرب بھیجے گئے۔ اور جنگ یورپ کے زمانہ میں ۱۹۱۸ء میں اخبار نویسان ہندوستان کے وفد میں شامل ہو کر انگلستان اور فرانس کا سفر کیا۔ انگریزی فرانسیسی۔ ترکی۔ عربی زبانوں سے بھی واقف ہیں۔ لاہور میں قیام رہتا ہے

محتشم مولانا۔ کاشان کا مشہور شاعر اور فخر الدین مولانا سلطان محمد امیر ہروی کا استاد ہے۔ محتشم کاشی کے نام سے زیادہ مشہور ہے۔ اس کے تین قصاید بہت مشہور ہیں اس نے ائمہ اور عمائدین کی مدح میں بہت سے قصائد لکھے ہیں۔ ایک رسالہ بھی لکھا جس میں مادہ ہائے

تاریخ اور معمے ہیں سنہ ۱۵۰۰ء مطابق سنہ ۹۰۶ھ میں شاہ اسمٰعیل صفوی جب تخت نشین ہوا تو اس موقعہ پر مولینا نے ۶۶ مصرعوں کا ایک قصیدہ لکھا جس کے ہر مصرعہ سے سال تخت نشینی برآمد ہوتا ہے۔

محسن الملک۔ سید مہدی علی نام۔ ۹۔ دسمبر سنہ ۱۸۳۷ء کو بمقام اٹاوہ پیدا ہوئے۔ سادات بارہ سے ان کا سلسلۂ نسب ملتا ہے۔ ان کے نانا مولوی محمود علی عباسی وزیر ٹونک تھے۔ عربی و فارسی میں خاصی تعلیم حاصل کی تھی۔ پہلے شیعہ تھے۔ تحقیق کا مادہ اور شوق تھا۔ عالم شباب میں سُنّی ہو گئے۔ اور اپنی تحقیق کے نتیجے کے طور پر ایک مبسوط کتاب لکھی۔ جس کا نام آیات بینات ہے۔ دس روپیہ کی جگہ سے ملازمت انگریزی شروع کی۔ سنہ ۱۸۵۷ء کے بعد ان کی ترقی کا زمانہ شروع ہوا۔ پیشکاری سے ترقی کر کے سنہ ۱۸۶۶ء میں ڈپٹی کلکٹر ہو گئے۔ اسی حالت میں سنہ ۱۸۷۴ء میں سر سالار جنگ نے حیدر آباد بلا لیا اور محکمۂ مال میں مختلف عہدوں پر ممتاز کیا۔ آخر میں محکمۂ مال کے سکرٹری ہو گئے۔ ازاں بعد حضور نظام کے پولیٹکل سکرٹری ہو کر منیر نواز جنگ محسن الدولہ محسن الملک کا خطاب پایا۔ محسن الملک کے نام سے اس قدر مشہور ہوئے کہ لوگ ان کا اصلی نام بھول گئے۔ سنہ ۱۸۹۳ء تک حیدر آباد میں رہے اور وہاں سے پنشن لیکر علی گڑھ چلے آئے یہاں سر سید کی وفات کے بعد سنہ ۱۸۹۸ء میں محمڈن کالج کے سکرٹری مقرر ہوئے اور سر سید کے انتقال سے علی گڑھ کالج پر جو مالی مصیبت نازل ہو گئی تھی اُس کی تلافی کی کوشش کی سنہ ۱۹۰۶ء میں منٹو مارلے اسکیم کے تحت مسلمانوں کو جو جداگانہ حقوق کونسلوں کے انتخاب میں دیے گئے وہ انھیں کی کوشش کا نتیجہ تھا۔ آیات بینات کے علاوہ ان کی اور بھی کتابیں ہیں رسالہ تہذیب الاخلاق جو سرسید نے جاری کیا تھا اُس میں بہت سے مضامین لکھے۔ اکثر تقریریں مسلمانوں کی سوشل اور پولیٹکل ترقی کے متعلق ان سے یادگار رہیں۔ ۱۶۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۷ء کو بمقام شملہ انتقال کیا۔ اور علیگڑھ میں دفن ہوئے۔

محسن کاکوروی۔ وطن کاکوری ضلع لکھنؤ مین پوری میں وکیل عدالت ججی تھے۔ منشی اسیر کے ارشد تلامذہ میں سے ایک ذی استعداد شاعر تھے۔ ان کے قصائد اور مثنویاں فن بلاغت کے رموز و نکات سے پر ہیں۔ نعت میں خاص طرز کے موجد ہیں۔ علوم دینیات میں کامل دستگاہ تھی۔ ایک کلیات اور چند قصائد ان سے یادگار ہیں جو سنہ ۱۹۰۱ء میں طبع ہوئے۔ بتاریخ ۲۳۔ صفر سنہ ۱۲۴۲ھ مطابق سنہ ۱۸۲۶ء بمقام کاکوری پیدا ہوئے۔ اور ۴۔ اپریل سنہ ۱۹۰۵ء مطابق سنہ ۱۳۲۳ھ کو بمقام مین پوری فوت ہوئے۔

محسن علی خاں سیار۔ بن سید شاہ حسین بن سید عرب شاہ ایک اچھا شاعر تھا۔ ایک دیوان اور ایک تذکرہ شعرائے اردو معروف بہ سراپائے سخن اس کی تصانیف ہیں

محسن فانی۔ ایک شاعر اور مصنف تھا۔ شیخ محمد محسن نام۔ فانی تخلص۔ عہد شاہجہاں میں صوبۂ الہ آباد کی صدارت پر ممتاز تھا۔

سنہ ۱۶۴۶ء مطابق سنہ ۱۰۵۶ھ میں فتح بلخ کے موقعہ پر اس کا ایک دیوان جس میں شاہ بلخ کے مدحیہ قصائد تھے اور جو بطور نذر شاہ موصوف کی خدمت میں شاعر نے بھیجا تھا۔ شاہجہاں کے ہاتھ لگا جو شاہ جہاں کی ناخوشی کا باعث ہوا اس سبب سے شاہ جہاں نے اُس کو عہدۂ صدارت سے علیحدہ کر کے وظیفہ مقرر کر دیا اُس نے بقیہ زندگی کشمیر میں بحالت گوشہ نشینی گزار دی سنہ ۱۶۶۰ء مطابق سنہ ۱۰۸۱ھ میں انتقال کیا۔ ایک دیوان سات ہزار ابیات کا یادگار چھوڑا۔

محفوظ۔ مصنف قصہ شاہ بیدار بخت موسومہ رشک چمن۔ یہ قصہ اردو نظم میں تصنیف کیا تھا اور غازی الدین حیدر شاہ اودھ کے نام سنہ ۱۸۲۳ء مطابق سنہ ۱۲۳۸ھ میں معنون کیا گیا تھا۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ عرب کے مشہور خاندان قریش سے تھے کعبے کی کلید برداری ہمیشہ سے آپ کے خاندان میں چلی آتی تھی۔ یہ خاندان نہایت معزز تھا۔ آپ کے دادا کا نام عبد المطلب تھا اُن کے بیٹے عبد اللہ کے صلب اور بی بی آمنہ کے بطن سے اگست سنہ ۵۷۰ء مطابق ۱۲۔ ربیع الاول بروز دوشنبہ بمقام مکہ معظمہ پیدا ہوئے۔ ہنوز بطن مادر میں تھے کہ آپ کے والد نے رحلت کی اور صغر سنی میں والدہ نے بھی انتقال کیا۔ آپ کی پرورش اور تربیت آپ کے چچا جناب ابو طالب نے کی۔ بارہ برس کی عمر میں اپنے چچا کے ساتھ بسلسلۂ تجارت ملک شام کو تشریف لے گئے۔ اس سفر کا اثر آپ کے ذکی دماغ پر نہایت عمدہ پڑا۔ آپ اُمّی تھے۔ یعنی کسی سے تعلیم نہیں پائی تھی۔ بچپن سے صادق امین اور ہمدرد بنی نوع انسان رہے۔ آپ کی راست بازی اور امانت کا شہرہ اس قدر بڑھا کہ بی بی خدیجہ نے جو دولتمند بیوہ تھیں آپ کو اپنے کاروبار تجارت کا مہتمم مقرر کر دیا اور آپ اُن کا مال لیکر ملک شام کو تشریف لے گئے۔ وہاں سے واپسی پر حضرت خدیجہ نے آپ سے نکاح کر لیا۔ جبکہ آپ کی عمر ۲۵ سال کی اور حضرت خدیجہ کی ۴۰ سال کی تھی۔ آپ ہمیشہ خدا کی یاد کیا کرتے۔ بت پرستی سے جو اُس وقت عرب کے خمیر میں داخل تھی ہمیشہ متنفر رہے جب چالیس سال کی عمر ہوئی تو آپ کی ریاضت اور مراقبات بہت بڑھ گئے۔ اور خلوت کی غرض سے غار حرا میں جو مکہ سے دو تین میل کے فاصلہ پر جانب شمال واقع ہے اور جس کا نام جبل نور بھی ہے جانے لگے اور وہاں غور و فکر اور عبادت الٰہی میں مشغول رہتے سب سے پہلے وحی یہیں نازل ہوئی۔ اکتالیسویں سال میں آپ نے اعلان نبوت فرمایا۔ اور ایک مجمع میں قریش کو جمع کر کے دعوت اسلام دی مکے کے لوگوں نے جو جہل و شرک میں ڈوبے ہوئے تھے آپ کے اقوال کو ہذیان اور جنون سمجھا۔ سب سے پہلے لڑکوں میں حضرت علی اور جوانوں میں حضرت ابو بکر صدیق۔ عورتوں میں حضرت خدیجہ ایمان لائیں۔ کچھ دنوں آپ مکے میں تبلیغ حق فرماتے رہے اور وہاں کے لوگ آپ کو طرح طرح کی تکالیف پہنچاتے رہے اور اپنے چچا جناب ابو طالب کی وفات کے دو برس

کے بعد آپ طائف تشریف لے گئے وہاں بھی لوگوں نے گستاخیاں کیں اور پتھروں سے زخمی کیا۔ نبوت سے بارہویں سال واقعہ معراج ہوا جب کفارِ مکہ کے ظلم و ستم بے حد بڑھ گئے تو آپ نے مکہ شریف سے مدینہ شریف کو ہجرت فرمائی۔ حضرت ابوبکر ہمراہ تھے۔ اس سفر میں پہلے مکے سے چل کر غارِ ثور میں تین دن تک قیام فرمایا۔ مشرکین آپ کی تلاش میں یہاں تک پہنچے لیکن خدا کے حکم سے اُن کو آپ کا پتا نہ ملا اور آپ بخیریت مدینہ شریف پہنچ گئے۔ ہجرت کا واقعہ ۲۰۔ جون ۶۲۲ء کو ہوا اور مسلمانوں کا سنہ ہجری اسی تاریخ سے شروع ہوتا ہے۔ مدینہ طیبہ پہنچکر آپ نے دعوت اسلام کا کام جاری رکھا اور لوگ جوق جوق اسلام میں داخل ہونے لگے یہاں پہنچنے کے بعد بھی کفارِ مکہ سے مقابلے ہوتے رہے۔ غزوۂ بدر میں اسلام کو بہت بڑی فتح حاصل ہوئی۔ جنگ اُحد۔ بیر معونہ غزوہ بنی نضیر۔ غزوہ بنی قریظہ۔ غزوہ خیبر غزوہ موتہ۔ غزوہ فتح مکہ۔ غزوہ حنین۔ غزوۂ تبوک وغیرہ مشہور غزوات ہیں۔ جن کی وجہ سے اسلام کو روز بروز ترقی ہوتی گئی۔ ہجرت سے دسویں سال حجۃ الوداع واقع ہوا۔ اور آپ مکے شریف کو تشریف لے گئے۔ جہاں آپ نے مسلمانوں کو خطبات کے ذریعہ سے مختلف نصائح فرمائے ان خطبوں میں خاص طور پر اخلاص عمل مسلمانوں کی جماعت میں شرکت اور مسلمانوں کی خیر خواہی کی تاکید فرمائی۔ اسی موقع پر الکملت لکم دینکم کی آیت نازل ہوئی جس سے دور بین نگاہیں تاڑ گئیں کہ اب زمانۂ وفات شریف قریب آگیا ہے۔

چنانچہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ مطابق ۶۳۲ء روز دوشنبہ کو ۶۳ سال کی عمر میں آپ نے ظاہری نگاہوں سے پردہ فرمالیا۔ آپ کے عالم حیات ہی میں ملک عرب میں اسلام پھیل گیا تھا۔ آپ نے مسلمانوں کے واسطے سب سے بڑی نعمت کلام الٰہی کو جو وقتاً فوقتاً آپ پر نازل ہوا تھا چھوڑا جو حضرت عثمان رض غنی کے دور خلافت میں ۲۵ھ مطابق ۶۴۵ء میں مدون کیا گیا اور آج تک بلا کسی تغیر و تبدل کے قرآن مجید کے نام سے دنیا میں مسلمانوں کی دینی و دنیوی رہبری کے لیے موجود ہے اسلام سے پہلے عرب میں سخت جہالت اور بت پرستی پھیلی ہوئی تھی طرح طرح کی معیوب رسوم جاری تھیں۔ آپ کی تعلیم سے سب برائیاں دور ہوگئیں۔ آپ نے ہمیشہ اخلاق اور عفو سے کام لیا۔ آپ نے کوئی اولاد ذکور نہیں چھوڑی صرف حضرت فاطمہ آپ کی صاحبزادی تھیں جو جناب خدیجہ کے بطن سے تولد ہوئی تھیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نکاح میں آئی تھیں۔ اور اُنھیں کی اولاد سادات کہلاتی ہے جو اب تک دنیا کے ہر حصے میں پائی جاتی ہے۔

محمد ابن اسحٰق۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابتدائی سوانح نگاروں میں ان کا شمار ہے ۱۵۱ھ مطابق ۷۶۷ء میں خاندان اُمیہ کی معزولی سے پندرہ سال پہلے فوت ہوئے۔

محمد ابن الاحمر۔ محمد ابن الاحمر جو ابو عبداللہ بھی مشہور ہے ارجنہ میں ۱۱۹۵ء مطابق ۵۹۱ھ میں پیدا ہوا۔ بنی نصر کے خاندان سے تھا۔ ناصر شاہ مراکش کے زمانہ میں ارجنہ کا حاکم تھا

جب اس بادشاہ کی عیش پرستی کے سبب سے عیسائی قوم نے لوٹ مار شروع کی تو مختلف صوبے غارتگری سے بچ کر خود مختار ہو گئے۔ ابن الاحمر نے بھی موقع پا کر خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ اور غالب کا لقب اختیار کیا۔ اپنی سلطنت کو زیریز جین۔ غرناطہ۔ ملاکا اور المیریا تک وسعت دی غرناطہ کو پایۂ تخت بنا کر وہ مشہور محل اور قلعہ تعمیر کیا جو آجتک تاریخ میں قصر الحمیرہ کے نام سے مشہور ہے ۱۲۳۸ء میں بادشاہت شروع کی اور یہ بنی نصر کا پہلا بادشاہ تھا۔ اس نے نہایت خوبی کے ساتھ حکومت کی۔ غرناطہ کے بادشاہوں میں پہلا بادشاہ تھا جس نے سونے اور چاندی کا سکہ جاری کیا۔ تیرہویں صدی کے وسط میں الاحمرہ یا الاحمیرہ کی تعمیر شروع ہوئی۔ ۹۰ سال کی عمر میں ۱۷۱ھ مطابق ۱۲۷۲ء میں میدان جنگ میں بیمار ہو کر انتقال کیا۔

محمد ابن جریر الطبری۔ مشہور عربی مصنف یزید کا بیٹا تھا جو ۹۴۲ء مطابق سنہ ۳۳۰ھ میں فوت ہوا

محمد ابن حسن۔ دیکھو ابن حسام۔

محمد انوار الحسن صدیقی۔ فرشوری ولد مولوی محمد عزیز الدین مرحوم۔ ولادت بمقام بدایوں بتاریخ ۱۲۔ ربیع الثانی ۱۲۶۸ھ مطابق ۲ فروری ۱۸۵۲ء یوم دوشنبہ وقت صبح ہوئی ۱۸۶۸ء میں بدایوں ہائی اسکول سے انٹرینس پھر بریلی اور الہ آباد میور سنٹرل کالج میں بی۔ اے تک تعلیم پائی۔ مارچ ۱۸۸۰ء میں ایم۔ اے۔ او کالج علی گڈھ میں دجس کے ابتدائی درجہ اس زمانہ میں قائم ہوئے تھے) ٹیچر ہوئے آنریبل ڈاکٹر سید احمد خاں صاحب کے پاس بطور پرائیویٹ سکرٹری اور پرسنل اسسٹنٹ کے چار سال تک کام کیا ۱۸۸۳ء میں الہ آباد ہائی کورٹ میں مترجم مقرر ہوئے۔ بعدہ ریاست حیدر آباد دکن میں سلسلۂ ملازمت شروع ہوا۔ مدار المہام کے اسٹاف میں آپ کا تقرر ہوا اور صیغۂ راز در مسلت مابین اعلیٰ حضرت و مدار المہام آپ کی سپرد ہوا۔ نظامت۔ صدر نظامت اور ہائی کورٹ کی رجسٹراری۔ اسپیشل مجسٹریٹ وچیف مجسٹریٹ کی خدمات انجام دیں۔ بالآخر نظامت دیوانی بلدہ حیدر آباد کے چیف جج (ناظم اول) مقرر ہوئے۔ اور پنشن تک اسی عہدہ پر رہے۔ پنشن لینے کے بعد اپنے وطن (بدایوں) میں آ گئے۔ رسالۂ اعجاز القرآن اردو و انگریزی میں لکھا۔ اردو شرح دیوان حافظ موسوم بہ لسان الغیب کی چاروں جلدوں کی تنقید لکھی۔ دیوان حافظ کا ایک انتخاب مرتب کیا جو اپنے تاریخی نام مسمیٰ "عطر دیوان حافظ" کے نام سے مشہور ہے۔ دیوان حافظ پر آپ کو اس قدر عبور ہے کہ آپ حافظ کے حافظ سمجھے جاتے ہیں۔ آپ کو فن عروض میں کمال حاصل ہے۔ بدایوں میں قیام ہے۔ انجمن "اشاعت تعلیم مسلمانان بدایوں" جب قائم ہوئی تو اس کے آنریری سکرٹری مقرر کیے گئے۔ مسلمانان بدایوں کی کوشش سے جب اس انجمن کی سرپرستی میں "مسٹن اسلامیہ ہائی اسکول بدایوں" جاری ہوا تو اس کے اول آنریری سکرٹری منتخب ہوئے۔

محمد اسحٰق۔ سیرۃ النبی و آثار صحابہ ان کی تصانیف سے ہیں۔

محمد اسمٰعیل بخاری۔ ابی عبداللہ بن اسمٰعیل

البخاری کے نام سے بھی مشہور ہیں۔ صحیح بخاری
کے مصنف ہیں۔ دینی و دنیوی معاملات میں
یہ کتاب قرآن شریف کے بعد دوسرا درجہ
رکھتی ہے اس کے بھی تیس پارے ہیں۔ اس
میں ۹۸۸۰ - احادیث ہیں جو ۱۶۰۰۰۰ -
احادیث کا لُبِ لباب ہیں۔ سنہ ۸۱۰ء مطابق
سنہ ۱۹۴ھ میں پیدا ہوئے جون سنہ ۸۷۰ء مطابق
رجب سنہ ۲۵۶ھ میں انتقال کیا۔ عموماً بخاری
کہلاتے ہیں۔

محمد اعظم - تاریخ کشمیر کا مصنف ہے یہ تاریخ حیدر ملک
کی تاریخ کے تتمے کے طور پر لکھی گئی ہے۔

محمد اعظم خاں - کابل کا معزول امیر تھا۔ دیکھو
اعظم خاں

محمد افضل شیخ - الہ آبادی۔ اصل وطن قصبہ
سید پور توابع غازی پور زمانیہ پیدائش
۱۰ ربیع الاول سنہ ۱۰۳۸ھ مطابق سنہ ۱۶۲۸ء بمقام
مذکور (وطن خود) ہوئی۔ ملا نور الدین سے
علوم متعارفہ کو انجام دیکر درس و تدریس میں
مشغول رہے۔ بعدہ دفعتہً بسبب جذبۂ عشق
الٰہی میر سید محمد کالپوی سے بیعت کر کے
چند سلسلوں میں مرید کرنے کی اجازت حاصل کی
مگر خود پیر و طریق نقشبندیہ تھے۔ پھر اپنے
مرشد کے حسب ایماء الہ آباد آکر سلسلۂ بیعت
جاری کر دیا۔ سنہ ۱۰۸۰ھ مطابق سنہ ۱۶۶۹ء میں ایک
مسجد بھی تعمیر کرائی۔ ۱۵ - ذی الحجہ سنہ ۱۱۲۴ھ مطابق
سنہ ۱۷۱۳ء کو انتقال کیا۔ ان کے بھتیجے شیخ
محمد یحیٰی عرف شاہ خوب اللہ سجادہ نشین ہوئے
عربی و فارسی میں اُنھوں نے تقریباً ۹ کتابیں
تصنیف کیں جن میں سے شرح گلستاں۔
شرح بوستاں۔ شرح زلیخا۔ تذکرہ دلپذیر
شرح نصوص فتح الاخلاق۔ شرح قصائد خاقانی
سیر منظوم و شرح مثنوی معنوی مولٰنا روم،
سب سے زیادہ مشہور ہیں۔

محمد اکبر - شہنشاہ اورنگ زیب کا چھوٹا لڑکا
تھا۔ اس نے اپنے باپ کے خلاف بغاوت
کی اور فارس کو چلا گیا وہیں سنہ ۱۱۱۵ھ مطابق
مطابق سنہ ۱۷۰۳ء میں فوت ہوا۔

محمد اکبر - سید محمد گیسو دراز گلبرگوی کے صاحبزادہ
تھے۔ اُنھوں نے عقائد اکبری فارسی زبان میں
تصنیف کی جس میں مذہب اسلام کے
اصول درج ہیں۔

محمد امیر خاں - آگرے کا رہنے والا تھا۔
مولود قادری اس کی تصنیف ہے۔ جس
میں حضرت پیران پیر کے حالات و کرامات
درج ہیں۔ یہ کتاب سنہ ۱۸۴۷ء مطابق سنہ ۱۲۶۳ھ
میں لکھی گئی۔

محمد امین - دوست محمد الحسینی البلخی کا بیٹا تھا۔
انفع الاخبار اس کی تصنیف ہے۔ نواب سپہدار
خاں کی ملازمت میں تھا۔ اس کتاب کے
آخر میں نواب کا ذکر تعریف کے ساتھ کیا گیا ہے
کتاب سنہ ۱۶۲۶ء مطابق سنہ ۱۰۳۶ھ میں ختم ہوئی
سال تصنیف سنہ ۱۰۳۶ھ انفع الاخبار نام کتاب سے
برآمد ہوتا ہے۔ احمد نگر اس کا مسکن تھا۔

محمد امین - اسرار المعانی کا مصنف ہے۔ یہ کتاب
عالمگیر کی فتوحات دکن کے حالات پر مشتمل ہے
جو نظم میں لکھے گئے ہیں۔ ان کی دوسری
تصنیف حقیقت علم الٰہی بھی ہے۔

محمد امین خاں - محمد سعید میر جملہ کا بیٹا تھا

شاہجہاں اور عالمگیر کی ملازمت میں رہا۔ ... ہزاری منصب پر ممتاز تھا۔ ۲۔ مئی ۱۶۸۲ء مطابق ۸۔ جمادی الاول ۱۰۹۳ھ کو بمقام احمد آباد (گجرات) فوت ہوا۔

محمد امین خاں۔ اعتماد الدولہ کے خطاب سے مشہور رہے۔ میر بہاء الدین کا بیٹا۔ اور نظام الملک آصف جاہ کا بھائی تھا۔ عالمگیر کے زمانہ میں ہندوستان آکر شاہی ملازمت میں داخل ہوا۔ محمد شاہ بادشاہ کا خاص مشیر تھا۔ سید حسین علی خاں کی وفات اور اُس کے بھائی سید عبداللہ خاں کی قید کے بعد ۱۷۲۰ء مطابق ۱۱۳۳ھ میں وزارت کے عہدے پر مقرر ہوا۔ اور اعتماد الدولہ کا خطاب پایا۔ ۱۷۔ جنوری ۱۷۲۱ء مطابق ۲۹۔ ربیع الاول ۱۱۳۳ھ کو فوت ہوا۔ اُس کی جگہ نظام الملک آصف جاہ وزیر مقرر ہوئے۔

محمد امین رازی۔ دیکھو امین احمد مصنف ہفت اقلیم

محمد انصار۔ ملفوظاتِ شیخ احمد مغربی کا مصنف ہے۔ شیخ احمد ایک مشہور صوفی تھے۔ جن کا مزار احمد آباد میں ہے۔ یہ کتاب ۱۴۴۵ء مطابق ۸۴۹ھ میں لکھی گئی۔

محمد اوّل۔ ترکی کا بادشاہ اور بایزید اوّل کا بیٹا تھا۔ ۱۴۱۳ء مطابق ۸۱۶ھ میں تخت پر بیٹھا۔ ایک مدبر حکمراں تھا۔ اس کی پالیسی بہت زبردست تھی۔ قبدوشیہ۔ سربیہ۔ ولیشیہ اور دیگر صوبجات فتح کرنے کے لیے مثول نلولاعنی شہنشاہ قسطنطنیہ سے صلح کی۔ چند صوبے اُس کو واپس کر دیے۔ بمقام ایڈریانوپل ۱۴۲۱ء مطابق ۸۲۵ھ میں بعمر ۴۷ سال انتقال کیا۔ اس کا بیٹا مراد ثانی جانشین ہوا۔ اُس وقت پایہ تخت بروصہ تھا۔

محمد باقر امام۔ آپ فرزند رشید امام زین العابدین رضی کے ہیں اور دوازدہ اماموں میں سے پانچویں امام ہیں۔ آپ کی کنیت ابو عبداللہ و ابو جعفر لقب باقر اسم مبارک محمد ہے۔ ولادت مدینہ منورہ میں ۳۰۔ صفر ۵۷ھ مطابق ۱۷ دسمبر ۶۷۶ء کو ہوئی۔ مدت امامت بیس سال ہے۔ ۵۸ سال کی عمر میں بتاریخ ۷۔ ذالحجہ ۱۱۴ھ مطابق ۲۸۔ جنوری ۷۳۳ء وصال ہوا۔ مزار مبارک جنت البقیع میں بمقام مدینہ منورہ ہے۔ تمام عمر شہدائے کربلا کے غم میں رویا کیے۔

محمد باقر داماد میر۔ ملاحظہ ہو میر باقر۔

محمد بخاری سید۔ سید احمد جلال بخاری کے والد تھے۔ شاہجہاں کا زمانہ پایا تھا۔ مریدین کا حلقہ وسیع تھا۔ ان کی خانقاہ تاج گنج آگرہ کے مغربی دروازہ کے قریب تھی۔ ۱۰۴۵ھ مطابق ۱۶۳۵ء میں وصال ہوا۔

محمد باقر مجلسی۔ ایران کے شیعہ مجتہدین میں تھے اصفہان میں شیخ الاسلام کے عہدہ پر ممتاز تھے۔ ان کے تبحر اور قابلیت علمی کی شہرت سن کر شاہ سلیمان بادشاہ فارس نے اپنی لڑکی کو ان کے عقد میں دینا چاہا لیکن اُنھوں نے اس رشتہ کو پسند نہ کیا۔ ان کی بہت سی تصانیف ہیں۔ جن میں سے حقیقت الیقین جو چودہ جلدوں میں لکھی گئی ہے نہایت مشہور کتاب ہے۔ ۱۶۹۹ء مطابق ۱۱۱۱ھ میں ۷۲ سال کی عمر میں راہی ملک عدم ہوئے۔

محمد بشیر۔ شیخ فاروقی۔ سہسوان کے ساکن بڑے زبردست متقی عالم تھے۔ خصوصاً علم تفسیر و

وحدیث۔ رجال وفقہ و اصول میں بیمثل زمانہ مناظرہ میں فرد تھے۔ ابتدا میں آگرہ سینٹ جانس کالج میں پروفیسر رہے۔ پھر بھوپال میں مہتمم مدارس ریاست ہو کر عزت حاصل کی۔ نواب صدیق حسن خاں نے قدردانی کی۔ آخر میں بعد وفات مولوی نذیر حسین محدث اہل دہلی کے اصرار سے دہلی آگئے۔ ہر صبح وعظ قرآن بخوبی بیانی کہتے۔ طلبا و علما آپ سے فیض پاتے۔ مولوی عبدالحیٔ لکھنوی و مرزا قادیانی وغیرہ سے مشہور مباحثے ہوتے۔ تصنیفات مطبوعہ بہت ہیں ۱۳۲۶ھ میں اپنے وطن میں انتقال کیا

محمد بخش۔ اس کا تخلص مہجور ہے۔ اردو میں نورتن اس کی تصنیف ہے۔ اس میں مختلف قصص ہیں۔ یہ کتاب نواب غازی الدین حیدر شاہ لکھنؤ کے پہلے سال حکومت یعنی ۱۲۳۳ھ میں لکھی گئی۔ گلشن نوبہار اور چارچمن بھی اس کی تصانیف سے ہیں۔

محمد بشیر الدین خان بہادر۔ میرٹھ کے خاندان کمبوہ میں شعبان ۱۲۷۴ھ مطابق اپریل ۱۸۵۷ء میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام حاجی قمر الدین تھا ان کی پیدائش کے وقت ان کے والد کے ایک دوست نے قطعہ تاریخ لکھا تھا اس میں ان کے نور سعید اور عارف باللہ ہونے کی پیشگوئی تھی وہ صحیح نکلی وہ قطعہ تاریخ یہ ہے ؎

حاجی قمر الدین صاحب راخدا
کرد عطا از فضل خود نور سعید
گفت تاریخ ولادت عارفے
عارف باللہ فرزند رشید

۱۲۷۴ھ

مولوی بشیر الدین صاحب نے اپنی تمام عمر مخلوق خدا کی خدمت اور قوم کی بہبودی کیلیے ایثار کر دی اس سے زیادہ خداشناسی اور کیا ہوسکتی ہے وہ خیر الناس من ینفع الناس کی پوری مصداق ہیں فارسی تعلیم اپنے وطن میرٹھ میں حاصل کرنے کے بعد ۱۸۸۳ء میں اٹاوہ آئے وہاں نجم الاخبار سے تعلق ہو گیا اس کی اڈیٹری کے فرائض ۱۸۹۵ء تک ادا کرتے رہے نجم الاخبار کے عروج کا وہی زمانہ تھا جبکہ سرسید کی تعلیمی تحریک شروع ہوئی جسکو مولوی بشیر الدین اس زمانہ کی عام مسلمانوں کی طرح مفید نہ سمجھتے تھے اس لیے نجم الاخبار سرسید کا مخالف رہا ۱۸۹۵ء کا زمانہ وہ زمانہ تھا جبکہ مولوی صاحب کو سرسید کی تحریک کی مفید ہونے کا یقین ہو چکا تھا اس سال میں البشیر جاری کیا جو اب تک علیگڑھ کی تعلیمی تحریک کی حمایت کر رہا ہے ۱۸۸۹ء میں اٹاوہ میں اسلامیہ ہائی اسکول کی بنیاد ڈالی جو کامیابی سے چل رہا ہے ۱۹۱۰ء میں خان بہادری کا خطاب ملا۔ قومی اور تعلیمی خدمات کے صلہ میں سرکار نظام سے ایک سو روپیہ ماہوار وظیفہ ملتا ہے مسلم ایجوکیشنل کانفرنس صوبہ متحدہ کے آنریری سکرٹری اور مسلم یونیورسٹی کورٹ کے ممبر ہیں اٹاوہ میں قیام ہے۔

محمد بن ابو بکر۔ حضرت ابو بکر خلیفہ اول کے بیٹے تھے۔ ان کی پرورش حضرت علیؓ کے یہاں ہوئی۔ ثانی حسنین لقب ہے۔ حضرت عثمانؓ کی خلافت کے زمانہ میں عبداللہ بن سعد کی جگہ حاکم مصر مقرر ہوئے۔ لیکن قبل اس کے کہ وہ مصر پہنچکر حکومت کا جائزہ لیں ان کو ایک جعلی خط اثنا راہ میں ملا جو مصری الاکین کے نام تھا اور اس میں یہ لکھا تھا کہ جس وقت محمد بن ابی بکر مصر پہنچیں تو ان کو قید یا قتل کر دیا جائے۔ اس خط کو دیکھ کر وہ مدینہ واپس آگئے اور یہ جعلی خط خلیفہ کے خلاف مصریوں اور کوفیوں کے اشتعال کا باعث ہوا اور خانہ جنگی شروع ہو گئی۔ بالآخر۔ خلیفہ کی شہادت کا

حادثہ پیش آیا۔ جنگ جمل کے موقع پر محمد بن ابی بکرؓ حضرت علیؓ کی فوج میں تھے۔ سنہ ۶۵۷ء مطابق سنہ ۳۸ھ میں عمرو بن عاص نے قید کر کے شہید کر دیا۔

محمد بن احمد ہروی - ہرات کے رہنے والے تھے۔ ترجمہ فتوح عربی کے مصنف ہیں اس کتاب میں قبائل عرب کی فتوحات اور اُن زمانہ جنگیوں کا ذکر ہے جو واقعہ کربلا پر ختم ہوئیں

محمد بن ادریس امام - بہت بڑے فقیہ گزرے ہیں۔ اُنھوں نے احادیث جمع کیں اور صحیح احادیث کو ایک کتاب کی شکل میں ترتیب دیا۔ سنہ ۸۱۹ء مطابق سنہ ۲۰۴ھ میں انتقال کیا۔

محمد بن اسحاق الندیم - ابو یعقوب الورّاق کے نام سے زیادہ مشہور ہے۔ اس نے سنہ ۹۸۸ء مطابق سنہ ۳۷۸ھ میں عربی زبان کی موجودہ تصنیفات کی ایک فہرست کئی جلدوں میں مرتب کی۔ عربی زبان کی کتابوں کی یہ سب سے پُرانی فہرست ہے۔ جو کتاب الفہرست کے نام سے مشہور ہے۔ حاجی خلفہ کی تاریخ میں اس کتاب کا ذکر ہے۔ مکمل کتاب یورپ کے محققین کو دستیاب نہیں ہوئی صرف چار جلدیں پیرس کے کتب خانہ میں موجود ہیں۔ محمد بن اسحاق سب سے پہلا مصنف ہے جس نے یہ پتا لگایا کہ عربی کی مشہور کتاب "الف لیلہ" ایک فارسی کتاب "ہزار افسانہ" کے طرز پر لکھی گئی ہے۔

محمد بن اسمٰعیل - دیکھو محمد اسمٰعیل اور البخاری۔

محمد بن تمیش البخاری - عبید اللہ نامہ کا مصنف تھا۔ جس میں اُزبک تاتاریوں کا حال درج ہے جو اصلاً دشت قپچاک کے رہنے والے تھے یہ میدان بحر اخضر کے شمال میں واقع ہے جس میں روس اور ترکستان کا کچھ حصہ شامل ہے اس کتاب میں خاص طور پر عبید اللہ خاں حاکم توران کے زمانے کے حالات تحریر کیے گئے ہیں یہ شہزادہ اکبر کا ہمعصر تھا۔ اور توران میں تیموری نسل کو شکست دینے کے بعد اس خاندان کی حکومت قائم ہوئی تھی۔ یہ کتاب نظام الدین کو کلتاش کو معنون کی گئی تھی

محمد بن جریر طبری - ان کی محنت کا نتیجہ مختلف تصانیف ہیں۔ سنہ ۹۲۱ء مطابق سنہ ۳۱۰ھ میں انتقال کیا۔

محمد بن حسین - عربی زبان میں فقہ میں ایک کتاب لکھی جس کا نام بدائع الہدایہ ہے اور دوسری عربی اور فارسی میں لکھی جس کا نام حیات الفواد ہے۔ سنہ ۱۶۸۶ء مطابق سنہ ۱۰۹۸ھ میں انتقال کیا۔

محمد بن خاوند - دیکھو خاوند شاہ امیر

محمد بن صالح بن دینار التمار - زہری کے شاگرد اور واقدی کے اُستاد تھے۔ ابن سعد کا بیان ہے کہ وہ سیرت و مغازی کے عالم تھے۔ اکثر محدثین نے ان کی تائید کی ہے ابو الزناد جو بڑے پایہ کے محدث ہیں وہ کہتے ہیں کہ اگر صحیح مغازی سیکھنا ہو تو محمد بن صالح سے سیکھو سنہ ۱۶۸ھ میں مطابق سنہ ۷۸۴ء میں وفات پائی۔

محمد بن طاہر ثانی - اپنے والد کے بعد تخت خراسان کا مالک ہوا۔ یہ بنی طاہر کا آخری بادشاہ تھا۔ یعقوب ابن لیث نے

جو خراسان پر قابض ہوا۔ اس کو ایک جنگ میں ۸۷۳ء مطابق ۲۶۰ھ میں اسیر کیا اس طرح خاندان بنی طاہر ختم ہو گیا۔ جس نے خراسان میں ۵۴ سال ترکی سے زیادہ حکومت کی

محمد بن عبدالرحمٰن۔ ابی لیلیٰ کے بیٹے ایک مشہور عالم اور شہر کوفہ کے قاضی تھے پیدائش ۶۹۳ء مطابق ۷۴ھ میں ہوئی ۷۶۵ء مطابق ۱۴۸ھ میں وفات پائی

محمد بن عبداللہ تومرت سوسی۔ ایک فاضل شخص تھا۔ مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اسپین کا باشندہ ۵۱۴ھ مطابق ۱۱۲۰ء میں جب فقہا نے لفظ پرستی اختیار کی اور آپس میں گروہ بندی اور باہمی تکفیر تک نوبت پہنچی تو ۵۱۵ھ مطابق ۱۱۲۱ء میں اس نے فقہا کے خلاف آواز اٹھائی اور خالص دعوت توحید دینے کا مدعی تھا بیشمار لوگ اس کے پیرو ہو گئے جو موحدین کے نام سے مشہور ہیں۔

محمد بن عبدالعزیز۔ وجدی کہلاتے تھے۔ ترکی زبان میں ایک کتاب موسومہ شاہد و معانی لکھی ۱۸۲۶ء مطابق ۱۲۴۱ھ میں انتقال کیا۔

محمد بن علی۔ عربی زبان میں ابناء الجنان کے مصنف ہیں۔ اس میں نبی آخر الزماں اور ان کے صحابہ کے سوانح درج ہیں۔

محمد بن عیسیٰ۔ اس کی تصنیف رسالہ المعجم فی الشعر العجم ہے۔

محمد بن عیسیٰ ترمذی۔ جامع ترمذی اس کی تصنیف ہے یہ سنن ترمذی اور العلل کے نام سے بھی مشہور رہی البخاری کا شاگرد تھا ۸۹۲ء مطابق ۲۷۹ھ میں انتقال کیا۔

محمد بن قاسم۔ ہندوستان پر سب سے پہلا حملہ انھوں نے ۷۱۲ء مطابق ۹۳ھ میں کیا تھا یہ خلیفہ ولید کے سپہ سالار اور چچا زاد بھائی تھے حجاج بن یوسف ان کے خسر اور چچا تھے۔ پہلے مکران کے حاکم رہے۔ پھر سندھ اور بلوچستان پر فوج کشی کی اور دریائے بیاس تک ہندوستان فتح کیا اور دمشق پایہ تخت خلافت کو واپس گئے۔

محمد قوام الدین۔ فارسی زبان کا لغت بحر الفضائل اس کی تصنیف ہے۔

محمد بن محمود الاستروشنی۔ فصول الاستروشنی اس کی تصنیف ہے۔ اس میں تجارتی کاروبار کے متعلق فتوے ہیں ۱۲۲۵ء مطابق ۶۲۳ھ میں انتقال کیا

محمد بن مرتضیٰ المحسن۔ شیعہ فقہ کی کتاب مفاتح تصنیف کی جس کی شرح اس کے بھتیجے محمد بن مرتضیٰ ہادی نے لکھی۔

محمد بن مسلم بن شہاب زہری۔ ایک مشہور مصنف تھے ۱۲۳ھ مطابق ۷۴۰ء میں وفات پائی۔

محمد بن موسیٰ۔ خوارزم کا رہنے والا الجبر والمقابلہ کا مصنف ہے۔ فریڈرک روزن نے اس کا انگریزی میں ترجمہ کیا۔

محمد بن یعقوب۔ قاموس اس کی تصنیف ہے دیکھو فیروز آبادی۔

محمد بن یعقوب الکلینی۔ رئیس المحدثین مشہور ہیں جامع الکافی ان کی تصنیف ہے جو حدیث کی مشہور و مستند کتب اربعہ میں سے ایک ہے اس کی

تیس جلدیں ہیں۔ مصنف نے اس کو بیس سال میں مکمل کیا۔ اس کے علاوہ ان کی اور بھی تصانیف ہیں۔ بغداد میں ۹۳۹ء مطابق ۳۲۸ھ میں انھوں نے انتقال فرمایا۔

محمد بن یوسف ہروی۔ ہرات کے رہنے والے تھے۔ ان کی تصنیف تاریخ ہند ہے۔ خواجہ حسن دہلوی خلیفہ حضرت نظام الدین اولیا کے ہمعصر تھے خواجہ موصوف کا وصال ۱۳۲۵ء میں ہوا ہے وہی زمانہ قریب قریب تاریخ ہند کی تصنیف کا پایا جاتا ہے۔ اس کو بعض مورخ رسالہ عجائب وغرائب فی الہند بھی کہتے ہیں اس تاریخی رسالے کے مصنف بھی محمد یوسف ہروی ہیں۔

محمد بن یوسف ہروی حکیم۔ ہرات کا ایک حکیم تھا۔ اس کی تصنیف ایک عربی لغت مسمی بحر الجواہر ہے جو مجمع العلوم کہا جاتا ہے۔

محمد بیگ خاں۔ دیکھو حاجی محمد بیگ خاں۔

محمد پیرزادہ۔ ترکی مصنف ہے۔ علم سیاسیات پر اس کی تصانیف تمام قلمرو ترکی میں مقبول ہیں وزراء و افسران سلطنت و شہزادگان یونان کے درس میں داخل ہیں۔

محمد تقی امام۔ آپ دوازدہ ائمہ میں سے نویں امام ہیں۔ اپنے والد امام علی رضا کے بعد مسند امامت پر بیٹھے۔ کنیت آپ کی ابو جعفر ثانی اور لقب تقی اور جواد ہے۔ اسم مبارک محمد ہے ۱۵۔ رمضان ۱۹۵ھ مطابق ۸۱۱ء کو پیدا ہوئے۔ ۶۔ ذی الحجہ روز سہ شنبہ ۲۲۰ھ مطابق ۸۳۵ء کو معتصم باللہ کے زمانے میں آپ کو زہر دیا گیا۔ اور اسی سے شہادت واقع ہوئی۔ بغداد شریف میں دفن ہوئے۔ آپ کی زوجہ کا نام اُم الفضل تھا جو خلیفہ مامون کی بیٹی تھیں۔

محمد ثالث سلطان۔ شہنشاہ ترکی۔ مراد ثالث کے فرزند اور جانشین تھے۔ جنوری ۱۵۹۵ء مطابق جمادی الاول ۱۰۰۳ھ میں قسطنطنیہ کے تخت پر بیٹھے۔ راڈلفس دوم شہنشاہ جرمنی سے جنگ کی اور دو لاکھ آدمیوں کی جمعیت سے ہنگری پر حملہ کیا مگر میگزیملن شہنشاہ کے بھائی نے آگے بڑھنے سے اُن کو روک دیا۔ سلطان محمد ہنگری سے واپس چلے آئے۔ نو سال حکومت کی۔ جنوری ۱۶۰۴ء مطابق شعبان ۱۰۱۲ھ میں بمرض طاعون ۵۹ سال کی عمر میں وفات پائی۔ ان کے بیٹے احمد اول جانشین ہوئے۔

محمد ثانی سلطان۔ شہنشاہ ترکی تھے۔ ۱۴۵۱ء مطابق محرم الحرام ۸۵۵ھ میں اپنے والد مراد ثانی کے جانشین ہوئے۔ ان کے بادشاہ ہوتے ہی عیسائیوں سے لڑائی چھڑ گئی قسطنطنیہ کو محصور کر لیا اور اپنے جہاز خشکی کے راستہ سے بندرگاہ میں لے گئے۔ جس کو یونانیوں نے بند کر لیا تھا۔ قسطنطنیہ ۲۹۔ مئی ۱۴۵۳ء مطابق ۲۰۔ جمادی الاول ۸۵۷ھ کو فتح ہوا۔ رومی بادشاہت کا خاتمہ ہو گیا۔ ان کے وقت میں بوسینیا اور یونان بھی فتح ہوئے دو سلطنتیں بارہ باجگذار بادشاہتیں اور دو سو شہر فتح کر لینے کے بعد انھوں نے اطالیہ کی تسخیر کا ارادہ کیا کہ یکایک قولنج نے دبا لیا۔ اور جمعرات کے روز ۳۔ مئی ۱۴۸۱ء مطابق ۳۔ ربیع الاول ۸۸۶ھ کو ۳۱۔ سال حکومت کرنے کے بعد انتقال کیا۔ عیسوی دنیا میں اُن کی موت سے

عام خوشی ہوئی۔ یہ بے انتہا جری۔ طاقتور۔ ذی فہم اور اقبالمند تھے۔ ان کے بیٹے بایزید ثانی جانشین ہوئے

محمد جانی۔ ان کی تصنیف اسرار احمدی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بارہ ائمہ کرام کے حالات درج ہیں۔

محمد حسین برہان۔ برہان قاطع فارسی کا ایک لغت اس کی تصنیف ہے جو حیدرآباد اور گولکنڈہ کے فرمانروا عبداللہ قطب شاہ کو ۱۶۵۱ء مطابق ۱۰۶۱ھ میں معنون کیا گیا تھا۔

محمد حسن دہلوی - دہلی کا ایک شاعر ۱۸۱۵ء مطابق ۱۲۳۱ھ کا زمانہ پایا۔ نعت میں ایک مثنوی یادگار ہے۔

محمد حسین۔ فارسی زبان میں علم الٰہی کے متعلق ایک کتاب تصنیف کی جس کا نام عقائد حسین ہے

محمد حسین شیخ شہرت۔ شہرت تخلص ہے شاعر اور طبیب تھا عرب کا رہنے والا تھا۔ شیراز میں تعلیم حاصل کی۔ ہندوستان میں آکر شہزادہ اعظم شاہ کا طبیب ہوا۔ فرخ سیر نے اپنی حکومت میں حکیم الممالک کا خطاب عطا کیا۔ محمد شاہ کے زمانہ میں حج کو گیا۔ اور واپس آنے پر اپریل ۱۷۳۲ء مطابق ذی الحجہ ۱۱۴۴ھ میں بمقام دہلی انتقال کیا۔ پانچ ہزار بیت کا ایک دیوان یادگار ہے۔

محمد حسین مرزا۔ دیکھو ابراہیم حسین مرزا۔

محمد حکیم مرزا۔ شہنشاہ ہمایوں کا بیٹا اور شہنشاہ اکبر کا سوتیلا بھائی تھا۔ اس کی والدہ کا نام ماہ چوچک بیگم تھا۔ بمقام کابل ۱۸۔ اپریل ۱۵۵۴ء مطابق ۱۵۔ جمادی الاول ۹۶۱ھ کو پیدا ہوا اکبر کے زمانہ میں حاکم کابل رہا پنجاب پر دو بار چڑھائی کی۔ ایک مرتبہ ۱۵۶۶ء مطابق ۹۷۴ھ میں اور دوسری مرتبہ ۱۵۸۱ء مطابق محرم ۹۸۹ھ میں سخت شکست کھائی اور واپس ہوا۔ ۲۶ جولائی ۱۵۸۵ء مطابق ۱۶۔ امرداد الٰہی مطابق ۱۶۔ شعبان ۹۹۳ھ کو بمقام کابل ۳۲ برس کی عمر میں انتقال کیا۔ اس کے بعد اکبر نے راجہ بھگوانداس اور اس کے بیٹے راجہ مان سنگھ کو حاکم کابل مقرر کیا۔

محمد حنیف۔ محمد بن علی کے نام سے بھی مشہور ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فرزند تھے۔ آپ حضرت فاطمہؓ کے بطن سے نہ تھے اس لیے جو اولاد آپ سے ہوئی وہ علوی کہلائی اب بھی حضرت علی کی اولاد میں علوی شیوخ موجود ہیں۔ حضرت امام حسینؑ کی شہادت کے بعد آپ زندہ تھے۔ ۷۰۰ء مطابق ۸۱ھ میں انتقال کیا۔

محمد حنیف رسول شاہی (مولوی) فرقہ رسول شاہی کے خلیفہ تھے۔ بڑے عارف اور صاحب کمال تھے۔ آپ کا مزار فیروزپور علاقہ دہلی میں ہے۔

محمد خامس سلطان۔ سلطان ترکی تاریخ پیدائش ۱۸۴۴ء اپنے بھائی سلطان عبدالحمید خاں کے معزول ہونے پر ۱۹۰۹ء میں تخت نشین ہوئے۔ ان کا اصل نام رشاد آفندی تھا۔ بروقت جانشینی پرنس یوسف عزالدین سلطان عبدالعزیز ولیعہد مقرر ہوئے۔ ترکوں کے خلاف عربوں میں عرصہ

مواد پک رہا تھا - بالآخر ان کے زمانہ میں
شریف مکہ نے بغاوت کی اور ترکی اقتدار
دور کرکے شاہ حجاز کا لقب اختیار کیا -
۳ - جولائی ۱۹۱۹ء کو بعمر ۷۵ سال انتقال کیا
اور شاہزادہ وحید الدین جانشین ہوئے

محمد خاں بنگش - خاندان بنگش افغانوں کی
مشہور شاخ ہے - محمد خاں بھی اسی شاخ سے
تھا - غضنفر بیگ جنگ خطاب تھا محمد شاہ
کے زمانہ میں ۱۷۳۰ء میں مالوے کا صوبہ دار
مقرر ہوا لیکن بادشاہ نے یہ دیکھکر کہ وہ
مرہٹوں سے مقابلہ نہ کرسکا ۱۷۳۲ء میں
وہاں سے ہٹاکر الہ آباد کا ناظم مقرر کیا - چھترسال
نے جو بندھیلوں کا راجہ تھا ۱۷۳۲ء مطابق
۱۱۴۵ھ میں سر اٹھایا - محمد خاں اس کی سرکوبی
کو روانہ ہوا - اور اس کے ملک میں گھس کر
کئی مقامات پر قبضہ کرلیا - چونکہ یہ راستوں سے
ناواقف تھا - اس وجہ سے جب راجہ نے
مقابلہ کیا تو اس کو واپس ہونا پڑا - اور جیت گڑھ
کے قلعہ میں پناہ لی - دشمن نے یہاں اس کا
محاصرہ کرلیا - پھر اس کے بیٹے قائم جنگ نے
اس کو خلاصی دلائی - اس ناکامیابی پر وہ
صوبیداری سے علیحدہ ہوگیا - جون ۱۷۴۳ء
مطابق جمادی الاول ۱۱۵۶ھ میں انتقال کیا
اس کا بیٹا قائم جنگ جاگیر کا وارث ہوا - شہر
فرخ آباد اس نے اپنے مربی فرخ سیر کے
نام پر آباد کیا - یہ دوآبے کے چند اضلاع پر
متصرف تھا - جن میں آنولہ نصف ضلع بدایوں
اور ایک پرگنہ ضلع شاہجہان پور کا موجودہ
تقسیم کے مطابق شامل تھا - ایک فارسی شاعر
نے اس کی جائداد کے حکومت کے متعلق
اُسی زمانے میں یہ قطعہ لکھا تھا ؎

میانِ دو آب دمیان دو کاف
شدہ حاصل ملک جملہ معاف
شود قصبۂ کول کو لحد دو
بدریائے گنگ وجمن انصراف

اس کے جانشینوں کی فہرست جو فرخ آباد کے
نواب ہوئے حسب ذیل ہے -

محمد خاں بنگش -
قائم جنگ پسر محمد خاں
احمد خاں برادر قائم جنگ
مظفر جنگ پسر احمد خاں
تفضل حسین خاں

اصلاً نوابی کا خاتمہ تو مظفر جنگ کے زمانہ میں ہوگیا تھا
تفضل خاں برائے نام انگریزوں کا وظیفہ خوار نواب تھا - دیکھو مظفر جنگ

محمد خاں سلطان - محمد قاآن اور خان
شہید بھی کہتے ہیں - سلطان غیاث الدین
بلبن شاہ دہلی کا سب سے بڑا بیٹا
سرحدی صوبجات ملتان لاہور وغیرہ
کا حاکم تھا - اس کو علم اور عالموں کی صحبت
سے بہت شوق تھا - اور خود بھی بہت
قابل تھا - اس نے خود اپنے انتخاب
سے بہترین نظموں کا مجموعہ جمع کیا - اس
کتاب میں بیس ہزار ابیات ہیں - دربار
کے علماء میں امیر خسرو اور خواجہ حسن
جیسے قابل اور ذی علم لوگ شامل تھے
اس وقت فارس کے تخت پر ارغن خاں
جو ابقا خاں کا بیٹا اور ہلاکو خان کا پوتا تھا
متمکن تھا - تیمور چنگیزی نے جو اس وقت

چنگیز خاں کی قوم کا ایک مشہور زبردست امیر تھا ہندوستان پر بیس ہزار سواروں کی جمعیت سے حملہ کیا۔ دیپالپور اور لاہور کے تمام دیہات کو تباہ کر کے ملتان کی طرف رخ کیا۔ شہزادہ محمد سلطان نے یہ سنکر لاہور کی طرف قدم بڑھائے اور دونوں فوجیں صف بہ صف ہو کر ایک دوسرے سے دست بگریباں ہوگئیں۔ بدقسمتی سے شہزادہ کے سینہ پر ایک تیر لگا۔ جس نے شہزادہ کا کام تمام کر دیا۔ میدان تیمور کے ہاتھ رہا۔ قیدیوں میں امیر خسرو بھی تھے۔ امیر خسرو نے اس واقعہ کا ذکر کتاب خضر خانی میں کیا ہے یہ واقعہ ۹۔ مارچ ۱۲۸۵ء مطابق ۳۰۔ ذی الحجہ ۶۸۳ھ کو بروز جمعہ ہوا۔

محمد خاں شیبانی۔ دیکھو شاہی بیگ خاں (ازبک)

محمد خاں میر۔ خان کلاں بھی مشہور ہے شمس الدین محمد اتکا خاں کا سب سے بڑا بھائی تھا۔ ہمایوں اور اکبر کی ملازمت میں رہا۔ اکبر نے اس کو پنجاب کا حاکم مقرر کیا۔ کئی سال تک اس عہدے پر ممتاز رہا۔ ۱۵۷۵ء مطابق ۹۸۳ھ میں انتقال کیا ایک عمدہ شاعر تھا۔ ایک دیوان فارسی زبان میں اور دوسرا ترکی زبان میں چھوڑا غزنی کا رہنے والا تھا۔ اس لیے اس نے اپنا تخلص غزنوی رکھا۔ تصوف کی ایک مشہور کتاب الموسوم برہان الایمان کو بعض مورخ اسی سے منسوب کرتے ہیں۔

محمد خدابندہ۔ اس کا لقب سلطان سکندر شاہ تھا۔ شاہ طہماسپ اول کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔ ۱۵۳۱ء مطابق ۹۳۸ھ میں پیدا ہوا۔ اور شاہ اسمٰعیل ثانی اپنے بھائی کے انتقال کے بعد نومبر ۱۵۷۷ء مطابق ۹۸۵ھ میں تخت فارس کا مالک ہوا۔ خود حکومت کرنے کے ناقابل تھا مگر اس کا سب سے بڑا بیٹا حمزہ مرزا بات بنائے رہا۔ یہ شہزادہ زیادہ مدت تک زندہ نہ رہا۔ مخالفین حکومت نے ۲۴۔ نومبر ۱۵۸۶ء مطابق ۲۲۔ ذالحجہ ۹۹۴ھ کو قتل کرا دیا اور عباس کو جو بادشاہ کا دوسرا بیٹا تھا۔ فوراً بادشاہ مشتہر کر دیا اور شاہی فوج پر فتح پانے کے بعد قزوین پایہ تخت پر قبضہ کر لیا۔

محمد خدابندہ الجائتو۔ چنگیز خاں کی اولاد سے تھا۔ اپنے بھائی غازان خاں بن ارغون خاں کے بعد مئی ۱۳۰۴ء مطابق شوال ۷۰۳ھ میں تخت فارس کا وارث ہوا شاہان فارس میں یہ پہلا بادشاہ تھا۔ جس نے مذہب شیعہ اختیار کیا۔ اپنے سکہ پر اماموں کے نام کندہ کرائے مشہور شہر سلطانیہ آذربائیجان میں تعمیر کیا اور اس کو پایہ تخت قرار دیا اور بعد وفات یہیں دفن ہوا۔ اس کا ایک شاندار مقبرہ ہے اس کی وفات ۱۷ دسمبر ۱۳۱۶ء مطابق یکم شوال ۷۱۶ھ کو ۱۳ سال قمری حکومت کرنے کے بعد ہوئی اور اس کا بیٹا سلطان ابوسعید بہادر خاں جانشین ہوا۔

محمد خسرو خاں۔ ایک طبی کتاب مسمی مخزن الادویہ کا مصنف ہے۔

محمد خلیل اللہ خاں - اشک تخلص تھا تاریخ امیر حمزہ کا مصنف ہے جس کا ماخذ مصنف نے اُسی فارسی تاریخ کو بتایا ہے جو سلطان محمود غزنوی کے حکم سے لکھی گئی تھی۔

محمد دمشقی - ایک مشہور ایرانی شاعر تھا جو فاضل بن یحییٰ برمکی کے زمانہ میں گزرا ہے۔

محمد رابع - ترکی کے سلطان تھے۔ قسطنطنیہ کے تخت پر سنہ ۱۶۴۹ء مطابق سنہ ۱۰۵۹ھ میں بیٹھے اہل وینس سے لڑائی جاری رکھی اور جزیرہ کریٹ کو فتح کرکے پولینڈ پر چڑھائی کی اس میں کامیابی ہوئی مگر دوسرے سال جنگ چو زم میں سوبینکی شاہ پولینڈ سے شکست کھائی سنہ ۱۶۸۷ء میں معزول کردیے گئے اور قید ہوئے۔ سنہ ۱۶۹۱ء مطابق سنہ ۱۱۰۲ھ میں انتقال کیا۔ ان کے بھائی سلیمان ثانی ان کے جانشین ہوئے۔

محمد رضا - اشرافات علویہ اس کی تصنیف ہے جس میں علم الٰہی کے متعلق بحث ہے اور فقہ میں انتخاب الاحکام بھی اس کی تصنیف ہے۔

محمد رفیع واعظ - اصفہان کا ایک مشہور واعظ تھا۔ مرزا صائب اور طاہر وحید کا ہمعصر تھا۔ فارسی میں ایک دیوان چھوڑا اور ایک مثنوی جس میں شاہ عباس اور ایلم خاں حاکم توران کی جنگ کا ذکر ہے لکھی اور ایک مذہبی کتاب ابواب الجنان بھی اس کی تصنیف ہے۔

محمد زاہد میر - عربی درس میں ان کا نام مشہور ہے شاہجہاں اور عالمگیر کے عہد میں مشہور مصنف گزرے ہیں۔ سنہ ۱۶۹۰ء مطابق سنہ ۱۱۰۱ھ میں فوت ہوئے۔

محمد زماں - ایران کا مشہور شاعر اور معما گو تھا۔ اکبر کے عہد میں ہندوستان آیا مگر تھوڑے عرصے رہ کر ایران کو واپس گیا۔ سنہ ۱۶۰۱ء مطابق سنہ ۱۰۱۰ھ میں انتقال کیا

محمد زماں - ملاحظہ ہو قاسم خاں صوبہ دار کابل)

محمد زماں خاں شہید (مولوی) شاہجہاں پوری - مدرس - مدرسہ حیدرآباد اور میر محبوب علی خاں نظام دکن کے استاد - جامع فضائل و کمالات تھے سنہ ۱۲۸۲ھ مطابق سنہ ۱۸۶۵ء میں فرقہ مہدویہ دشمن اسلام کے پیرو سید عیسیٰ عرف عالم میاں صاحب حیدرآبادی نے رسالۂ کشف الحجاب دلیل متین اور ثلاثیہ اور ایک سال بعد رسالۂ ردّ شبہات الفتاوی و رسالۂ معارضۃ الروایات طبع کرا کے اطراف ہندوستان میں مشتہر کردیے۔ اور آخر اپنے تمام رسالے لیکر قاضی اور علی حاکم دار القضائے حیدرآباد کے پاس اس غرض سے آئے کہ فرقہ مہدویہ کی تصدیق و تقلید ہونی چاہیئے۔ قاضی موصوف نے مولوی محمد زماں خاں صاحب کے پاس بھیج دیا۔ مولوی صاحب موصوف نے ان رسائل کے رد میں رسالۂ ہدیہ مہدویہ لکھا۔ اُس کا جواب بن نہ پڑا اور بالجملہ سید عیسیٰ جانی دشمن ہوگیا۔ اور ایک جوان شخص سے مسجد میں ہنگام تلاوت

قران مجید۔ ذی الحجہ ۱۲۹۲ھ مطابق ۱۸۷۵ء کو بعد نماز مغرب شہید کرا دیا۔ قاتل کا پتہ نہ چلا۔ اپنے مدرسہ کے صحن میں مدفون ہوئے۔ سالانہ عرس ہوتا ہی۔

محمد ساقی - دیکھو مستعد خاں۔

محمد سربدال - سربدال ایک وحشی قوم ہے اس کا پیشہ غارتگری تھا۔ یہ قوم آخر میں سبزوار اور خراسان پر قبضہ کرکے برسر حکومت ہوگئی تھی۔ محمد سربدال جس کو سید محمد بھی کہتے ہیں۔ اس گروہ کا سردار تھا اور صداقت کے سبب سے مشہور تھا۔

محمد سعید - (مولوی۔ محدث۔ بنارسی) والد کا نام سردار کھڑک سنگھ۔ کنجانہ ضلع گجرات پنجاب میں پیدا ہوئے۔ ابتدائے عمر سے تحقیقات مذہب کا شوق تھا۔ مولوی عبداللہ صاحب کے دست مبارک پر بیعت اسلام کی اور مدرسہ دیوبند میں تحصیل علوم شروع کی۔ جملہ علوم مروجہ سے فراغت حاصل کرکے دہلی میں مولوی نذیر حسین صاحب محدث سے کتب احادیث و تفاسیر پڑھکر سند حاصل کی اور مکہ معظمہ میں اکابر علما سے سند تدریس حاصل کی۔ بنارس میں ایک اسلامی مدرسہ جاری کیا۔
۱۹ رمضان المبارک ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۹۰۴ء یوم دوشنبہ کو ۵۳ سال کی عمر میں انتقال ہوا

محمد سلطان - سلطان ملک شاہ سلجوقی کا دوسرا بیٹا تھا۔ باپ کی وفات پر آذربائیجان میں حکومت کی اور ۱۱۰۴ء مطابق ۴۹۸ھ میں اپنے بڑے بھائی برکیارق کی وفات پر

بغداد کا مالک ہوگیا۔ سلطان کا لقب اختیار کیا۔ ۱۱۱۸ء مطابق ذی الحجہ ۵۱۱ھ میں بمقام اصفہان انتقال کیا اور اس کا بیٹا محمود تخت نشین ہوا۔ مگر سلطان سنجر نے جو اس کا چچا تھا۔ محمود کو مطیع کرلیا۔ محمود ۱۱۳۱ء مطابق شوال ۵۲۵ھ میں ۱۴ سال حکومت کرنے کے بعد ۲۷ سال کی عمر میں فوت ہوا۔

محمد سلطان - علاؤ الدین تکش سلطان خوارزم کا بیٹا تھا۔ ۱۲۰۰ء مطابق ۵۹۶ھ میں اپنے باپ کی وفات کے بعد بادشاہ ہوا۔ چنگیز خاں نے اس کو شکست دی - اور تمام ملک کو غارت کردیا۔ اس کا خاندان ۱۲۱۸ء مطابق ۶۱۵ھ میں قید ہوگیا۔ اس کا بیٹا جلال الدین آخر وقت تک چنگیزیوں کا مقابلہ کرتا رہا۔ مگر ۱۲۳۱ء مطابق ۶۲۸ھ میں مغلوب ہوکر قتل ہوا۔

محمد سلطان - بدخشاں کے قدیم خاندان شاہی کا آخری بادشاہ تھا۔ سلطان ابوسعید نے ۱۴۶۶ء مطابق ۸۷۱ھ میں اس کو قید کرکے معہ اہل و عیال کے قتل کردیا۔

محمد سلطان - سلطان محمود غزنوی کا دوسرا بیٹا اس کا بڑا بھائی مسعود اپنے باپ کی وفات کے وقت موجود نہ تھا۔ اس لیے ۱۰۳۰ء میں یہ تخت نشین ہوگیا۔ لیکن ۵ ماہ حکومت کرنے پایا تھا کہ مسعود نے اس کو قید کرلیا اور اندھا کردیا۔ ۱۰۳۰ء

میں فوج اس کی طرفدار ہو گئی اور مسعود کو معزول کر کے پھر اس کو بادشاہ بنا دیا۔ یہ لاہور میں دو برس تک حکومت کرتا رہا۔ ۱۰۴۲ء مطابق ۴۳۳ھ میں سلطان مودود بن مسعود نے اُس کو قتل کر دیا۔

محمد سلطان بائسنغر مرزا۔ ملاحظہ ہو بابر سلطان و سلطان محمود۔

محمد سلطان مرزا۔ اویس کا بیٹا۔ خاندان تیموریہ کا ایک شہزادہ تھا۔ ہمایوں سے بغاوت کی۔ ہمایوں نے اُس کو معاف کر دیا مگر بعد کو اُس کے بیٹوں نے سرکشی کی جس کو اکبر نے ۱۵۷۲ء ۹۸۰ھ میں فرو کیا اور باغیوں کو قتل یا قید کر دیا۔

محمد شاہ۔ دہلی کے بادشاہان سادات سے گزرا ہے۔ اُس کے والد کا نام فرید الدین تھا جو خضر خاں بادشاہ کا بیٹا تھا۔ محمد شاہ اپنے چچا مبارک شاہ کے قتل ہونے کے بعد اپریل ۱۴۳۴ء مطابق رمضان ۸۳۷ھ میں تخت پر بیٹھا۔ بارہ سال حکومت کی۔ ۲۰۔ جنوری ۱۴۴۶ء مطابق ۲۲۔ شوال ۸۴۹ھ کو انتقال۔ سلطان علاء الدین اُس کا بیٹا جانشین ہوا۔

محمد شاہ۔ احمد شاہ کا بیٹا تھا۔ تخت گجرات پر جولائی ۱۴۴۳ء مطابق ربیع الاول ۸۴۷ھ میں اپنے باپ کی جگہ بیٹھا۔ تقریباً ۹ سال حکومت کی اور اُس کی بی بی نے اُس کو زہر دیدیا۔ جس کی وجہ سے ۱۲۔ فروری ۱۴۵۱ء مطابق ۱۰۔ محرم ۸۵۵ھ کو فوت ہو گیا۔ قطب شاہ اُس کا بیٹا وارث تخت ہوا۔

محمد شاہ۔ ہوشنگ شاہ کا بیٹا تھا اپنے والد کے بعد مالوے کے تخت پر ۱۷۔ جولائی ۱۴۳۴ء مطابق ۹۔ ذی الحجہ ۸۳۷ھ کو بیٹھا نو ماہ حکومت کی لیکن محمد خاں ملک مغیث وزیر کے بیٹے نے زہر دیدیا اور خود محمد شاہ خلجی کے نام سے مئی ۱۴۳۵ء میں بادشاہ ہوا۔

محمد شاہ۔ مغلیہ خاندان کا زوال شروع ہونے کے وقت آخری ذی اختیار بادشاہ تھا۔ رفیع الدولہ کے انتقال کے بعد اُس کو ابو المظفر ناصر الدین محمد شاہ کے لقب سے ذی قعدہ ۱۱۳۱ھ مطابق ستمبر ۱۷۱۹ء میں سید حسین علی و سید عبد اللہ (یہ دونوں بھائی تاریخ میں بادشاہ گر کے نام سے مشہور ہیں اور ذی اختیار اور با اثر امرائے سلطنت میں سے تھے) نے بادشاہ بنایا تخت پر بیٹھنے سے قبل روشن اختر اس کا نام تھا۔ ۷۔ اگست ۱۷۰۲ء مطابق ۲۴۔ ربیع الاول ۱۱۱۴ھ کو پیدا ہوا۔ اس کے وقت میں نادر شاہ نے حملہ کیا۔ دہلی میں قتل عام ہوا۔ نادر شاہ چند ماہ کے بعد تخت طاؤس۔ کوہ نور و جواہرات لیکر فارس چلا گیا۔ لیکن حملہ نادری کا اثر بادشاہ ہندوستان پر یہ پڑا کہ بادشاہ کا رہا سہا اقتدار بھی جاتا رہا۔ صوبہ دار اور اُمرا خود مختار ہو گئے۔ ۳۰½ سال حکومت کی۔ ۱۶۔ اپریل ۱۷۴۸ء مطابق ۲۷۔ ربیع الثانی ۱۱۶۱ھ کو انتقال کیا۔ یہ بادشاہ ہر وقت عیش و عشرت میں مصروف رہتا تھا۔ اس وجہ سے تاریخ میں محمد شاہ رنگیلے کے نام سے مشہور ہے۔

محمد شاہ۔ فارس کا بادشاہ۔ عباس مرزا کا

بیٹا اور فتح ابوشاہ کا پوتا تھا محمد شاہ ۱۳۴۳ء میں اپنے دادا کا جانشین ہوا۔ اور ۱۳۴۴ء مطابق ۷۴۶ھ میں وفات پائی

محمد شاہ - بدخشاں کا حاکم۔ شیر علی امیر کابل کا باجگذار تھا۔ ۱۸۶۰ء کے عہد نامے کی رو سے آٹھ ہزار ایکسو پونڈ نقد اور پانچسو گھوڑے ہر سال نذر دیا کرتا تھا۔

محمد شاہ بہمنی اول - بہمنی خاندان کا دوسرا بادشاہ ہے۔ سلطان علاء الدین حسن گنگوہ بہمنی کا بیٹا تھا۔ فروری ۱۳۵۸ء مطابق ۱۹۔ ذیقعدہ ۷۶۰ھ کو اپنے والد کی جگہہ تخت دکن پر بیٹھا سترہ سال حکومت کرنے کے بعد ۲۱ مارچ ۱۳۷۵ء مطابق ۷۷۶ھ کو انتقال کیا۔ اُس کا بیٹا مجاہد شاہ جانشین ہوا۔

محمد شاہ بہمنی ثانی - بہمنی خاندان کا تیرہواں سلطان - ہمایوں شاہ کا بیٹا تھا۔ اپنے بھائی نظام شاہ کے تخت دکن کا جولائی ۱۴۶۳ء میں نو سال کی عمر میں وارث ہوا اس کی والدہ کی نگرانی اور ہدایت میں خواجہ جہاں اور خواجہ محمد گاواں امور سلطنت انجام دیتے تھے۔ کچھ عرصے کے بعد خواجہ جہاں قتل ہوا اور خواجہ گاواں کو خواجہ جہاں کے خطاب سے معزز کیا اور اُسی کو وکیل السلطنتہ وزیر مقرر کیا۔ لوگوں نے اس قابل وزیر کی طرف سے بادشاہ کو بدگمان کر دیا۔ اور اُس کی اعلیٰ درجہ کی قابلیت بھی اُس پر شبہات اور بدگمانیوں کا سبب ہوئی جس سے ۸۸۶ھ مطابق ۱۴۸۱ء میں بادشاہ کے حکم سے قتل کر دیا گیا۔ اُس کے قتل ہونے کے ایک سال بعد بادشاہ بھی ۲۴ مارچ ۱۴۸۲ء

مطابق یکم صفر ۸۸۷ھ کو چل بسا اور ملک پر بھی تباہی کا اثر شروع ہو گیا۔ محمود شاہ اُس کا بیٹا تخت نشین ہوا۔

محمد شاہ تغلق پہلا نام ملک فخر الدین جوناں تھا جو دہلی میں اپنے والد غیاث الدین تغلق کی جگہہ فروری ۱۳۲۵ء مطابق ۷۲۵ھ میں تخت نشین ہوا۔ ۱۳۳۷ء میں نگر کوٹ کا قلعہ فتح کیا۔ اور بہت سی شاہی عمارتیں تعمیر کرائیں۔ اس کے عہد میں ۱۳۴۷ء میں علاء الدین حسن گنگو نے دکن پر حملہ کیا اور چند شہر فتح کیے اور بادشاہ دہلی کی حکومت دکن میں قائم کر دی۔ ۱۳۵۱ء مطابق ۷۵۲ھ میں - فیروز شاہ باربک اسکا جانشین ہوا۔ محمد شاہ نے یہ تجویز کی تھی کہ دہلی کی تمام آبادی ایک ہزار میل کے فاصلہ پر دیوگری (دکن) کو منتقل ہو جائے اور اِس مقام کو دولت آباد کے نام سے اپنا پایہ تخت بنانا چاہا تھا۔ اس نقل مقام کی تجویز کی بدولت دہلی سے دیوگری آتے ہوئے ہزاروں آدمی ہلاک ہو گئے۔ اس نے تانبے کا سکہ چلایا۔ اور ایران پر حملہ کرنے کی نیت سے بہت بڑا لشکر فراہم کیا تھا۔ بمقام ٹھٹھہ ۲۱ محرم ۷۵۲ھ کو وفات پائی۔

محمد شاہ تغلق ثانی - عرف ناصر الدین بن فیروز شاہ تغلق - بتاریخ ۲۔ جون ۱۳۵۳ء مطابق ۳ جمادی الاول ۷۵۴ھ میں پیدا ہوا۔ اور دہلی کے تخت پر اپنے والد کی حیات میں ۱۳۸۷ء میں بیٹھا۔ لیکن سرداروں نے معزول کر دیا اور نکال دیا۔ ابوبکر شاہ کے عہد تک نگر کوٹ میں رہا۔ ایک بڑی فوج لیکر دہلی کی طرف بڑھا۔ اور فتح پائی۔

اگست ۱۳۹۰ء مطابق ۷۹۲ھ میں تخت پر جلوس کیا۔ جالیسر کے ایک قلعے کی بنیاد ڈالی جس کا نام محمد آباد رکھا۔ تین سات ماہ حکومت کی۔ بتاریخ ۱۹۔ فروری ۱۳۹۴ء مطابق ۱۷ ربیع الثانی ۷۹۶ھ فوت ہوا۔ اپنے باپ کے مقبرہ میں دہلی میں دفن ہوا۔ اس کا بھائی ہمایوں جانشین ہوا۔ اور علاء الدین سکندر شاہ کا لقب اختیار کیا۔ ۴۵۔ دن حکومت کرنے کے بعد فوت ہوگیا۔ اور اس کا بھائی محمود بادشاہ ہوا

محمد شاہ سید بن سید ولی ساکن پنڈوا مصنف جامع الدستور ہے جس میں خطوط نویسی و دستاویز نویسی کے نمونے دیے گئے ہیں یہ کتاب ۱۸۰۰ء میں لکھی گئی۔

محمد شاہ شرقی۔ اپنے باپ محمود شاہ شرقی کی وفات کے بعد ۱۴۵۲ء مطابق ۸۵۶ھ میں جونپور کے تخت پر بیٹھا اور پانچ ماہ کے بعد ایک لڑائی میں اپنے بھائی حسین شاہ شرقی کے مقابلہ میں مارا گیا۔ حسین شاہ شرقی اس کے بعد بادشاہ ہوا۔

محمد شاہ عادل۔ مبارز خاں نام تھا۔ افغانی النسل خاندان سور سے تھا۔ سلیم شاہ سور کے مرنے کے بعد اُس کا کمسن لڑکا فیروز تخت نشین ہوا۔ یہ محمد شاہ اُس لڑکے کا ماموں تھا۔ اس نے اس بچے کو بیگناہ قتل کرکے تخت چھین لیا۔ اور ۱۵۵۳ء مطابق ۹۶۱ھ میں بادشاہ بن بیٹھا۔ برعکس نہند نام زنگی کافور کے مصداق محمد شاہ عادل کا لقب اختیار کیا۔ علاوہ سنگدل ہونے کے یہ نہایت جاہل اور بیوقوف تھا۔ عوام اس کو عادل کی بجائے عدلی کہتے تھے۔ اور عدلی سے بگڑ کر رفتہ رفتہ اندھلی ہوگیا۔ تخت پر بیٹھتے ہی عیش و عشرت میں پڑ گیا۔ ہیمو بقال کو اپنا وزیر بنایا۔ افغان بگڑ گئے اور اس کو تخت سے محروم کردیا۔ ۱۵۵۶ء مطابق ۹۶۳ھ میں قتل ہوا۔ ابراہیم سور جانشین ہوا۔

محمد شریف۔ ولد برخوردار ساکن نواح لکھنؤ نصاب بدیع العجائب امیر خسرو پر ایک دیباچہ فارسی میں لکھا امیر خسرو نے تئیس قطعہ نصاب میں صنائع بدایع لکھے ہیں۔ اُس کی تشریح کی ہے۔ جو کتب خانۂ ریاست رامپور میں موجود ہے۔

محمد شریف خواجہ۔ مولانا اُمیدی کا بھتیجا تھا شاہ طہماسپ صفوی اول کا وزیر اور یزد و ابرقو کا گورنر رہ چکا تھا۔ بعد کو کئی سال تک اصفہان کا حاکم رہا۔ ۱۵۳۸ء مطابق ۹۴۵ھ میں فوت ہوا

محمد شفیع دہلوی۔ مراۃ الواردات اس کی تصنیف ہے جس میں وفات اکبر سے نادر شاہ کے حملہ ہندوستان تک کی تاریخ لکھی گئی ہے۔ محمد شاہ کے عہد میں تصنیف ہوئی۔

محمد شیخ۔ مصنف کتاب جام جہاں نما و نفس رحمانی جس میں خدا کی وحدت کی بابت خیالات درج ہیں اور گوشہ نشینی کی عبادت کے قواعد ہیں۔

محمد شیریں مولینا۔ ملاحظہ ہو مغربی شیخ۔

محمد صالح مرزا۔ لطائف خیال اس کی تصنیف ہے اس میں تمام مشہور شعراء کا انتخاب ہے اور مصنفین کے حالات ہیں۔ مصنف نے اس کتاب کو ۱۶۳۱ء مطابق ۱۰۴۱ھ میں شروع کیا اور جعفر نصیر نے ۱۷۱۳ء مطابق ۱۱۲۵ھ میں ختم کیا۔

محمد صالح مرزا۔ دیکھو سپہدار خاں۔

محمد صالح شیخ ۔ بحر سخن اور تاریخ شاہجہانی۔ اور ایک نظم آرام جان اس کی تصنیف ہیں۔ آخر الذکر کتاب ۱۶۴۳ء مطابق ۱۰۵۶ھ میں لکھی گئی۔

محمد صالح شیخ کمبوہ ۔ شیخ عنایت اللہ کا بھائی تھا۔ بحر چمن اس کی تصنیف ہے۔

محمد صالح میر ۔ ۱۶۲۲ء مطابق ۱۰۳۱ھ میں جہانگیر اور شاہجہاں کا زمانہ پایا۔ شاعر تھا۔ کشفی تخلص تھا۔

محمد صدر الدین ۔ ملاحظہ ہو ابو المعالی۔

محمد صوفی ہوتینا ۔ مصنف کتاب میخانہ و بت خانہ۔ ماژندران کا رہنے والا تھا۔ ۱۶۲۵ء مطابق ۱۰۳۵ھ میں احمد آباد گجرات میں اور اس کے بعد کچھ عرصہ تک کشمیر میں رہا۔

محمد طاہر نصیر آبادی ۔ تذکرہ محمد طاہر اس کی تصنیف ہے۔ عباس شاہ اول بادشاہ ایران کے زمانہ میں زندہ تھا۔

محمد عادل شاہ ۔ اپنے والد ابراہیم عادل شاہ بادشاہ بیجاپور کا ۱۶۲۶ء مطابق ۱۰۳۵ھ میں جانشین ہوا۔ اس کے زمانہ میں مغلیہ فوجیں دکن میں نمایاں فتوحات حاصل کر رہی تھیں اس لیے اس کو یہ اندیشہ ہوا کہ احمد نگر کی فتح ہو جانے کے بعد کہیں بیجاپور کی باری نہ آئے۔ اس نے نظام شاہ بادشاہ احمد نگر کو دل کھول کر مدد دی اور اس میں بہت کچھ روپیہ صرف کرنا پڑا آخر ۱۰۴۶ھ مطابق ۱۶۳۶ء میں شاہجہاں کی فوجوں نے بیجاپور کو بھی نہ چھوڑا اور تاخت و تاراج کر دیا۔ اسی سال دولت آباد اور دکن کے دیگر مشہور قلعے مسخر ہوئے۔ عادل شاہ نے خراج دینا منظور کیا۔ یہ اس خاندان کا آخری بادشاہ تھا جس کے نام کا سکہ مسکوک ہوا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا عادل شاہ دوم محرم ۱۰۶۷ھ مطابق نومبر ۱۶۵۶ء میں بادشاہ ہوا۔ اس زمانہ میں سیوا جی پسر ساہو جی بھونسلہ بہت زور پکڑ گیا تھا۔ اور عادل شاہیوں کی حکومت برائے نام رہ گئی تھی۔ بیجاپور میں عادل شاہ کا مقبرہ گول گنبد کے نام سے مشہور ہے اور قابل دید عمارت اس زمانہ کے فن تعمیر کا عجیب نمونہ ہے جس کو عادل شاہ نے خود اپنی زندگی میں تخت نشین ہوتے ہی تعمیر کرانا شروع کر دیا تھا۔ یہ گنبد دنیا کا سب سے بڑا گنبد ہے۔ اس کی وسعت ۱۸۱۹۹ فٹ مربع ہے۔ اس کے اندر اور باہر ایک دالان ہے۔ اندر کے دالان میں یہ صنعت ہے کہ اگر کوئی شخص آہستہ سے ایک کنارہ پر کچھ کہے تو دوسرے کنارہ پر آواز سنی جا سکتی ہے۔ اگر کوئی زور سے تالی بجائے تو آواز گونج کر اس قدر بلند ہو جاتی ہے گویا بجلی کا طوفان آ گیا۔ اس کا قطر ۱۲۴ فیٹ پانچ انچ ہے۔ گنبد کے نیچے کے حصے کا آثار دس فٹ کا ہے اور اوپر جا کر ۹ فٹ ہو جاتا ہے۔

محمد عبد ۔ اساس الاسلام اور فقہ سنت والجماعت کے مصنف ہیں۔

محمد علاء الدین بن شیخ علی الحسکفی ان کی تصنیف فتاوی در المختار ہے جو تنویر الابصار کی ایک تصنیف ہے۔

محمد علی ۔ پاشا (نائب) ۱۷۶۹ء میں پیدا ہوا ترکی فوج میں ملازمت شروع کی۔ ۱۷۹۹ء میں مصر کو ایک فوج کے ساتھ بھیجا گیا۔ تاکہ فرانسیسی حملہ آوروں کے مقابلہ میں انگریزوں کا ساتھ دے

یہاں اس کی فوجی قابلیتوں نے اس کو کمانیر کے درجہ پر پہنچا دیا۔ ۱۸۰۵ء میں مصر کی سلطنت کی باگ ترکوں کے ہاتھ میں آچکی تھی۔ اُن کی طرف سے ایک پاشا یا نائب السلطنت حکمراں تھا اور اُس کی مدد کے لیے ایک مجلس جو بیس مملوکی اراکین پر مشتمل تھی مقرر تھی۔ محمد علی جس وقت مصر پہنچا تو اس طرز حکومت کا خاتمہ ہو چکا تھا اور نپولین بونا پارٹ کے حملوں نے مملوکوں کو زیر کر دیا تھا۔ ۱۸۰۱ء میں فرانسیسی انگریزوں سے شکست کھا چکے تھے۔ انگریزوں کے جانے کے بعد ملک میں طوائف الملوکی پیدا ہو گئی۔ محمد علی نے اس موقعہ کو غنیمت جانا اور بقیہ مملوکوں کو قتل کرنے کے بعد خود حکمراں بن گیا۔ انگریزوں نے بھی ۱۸۴۱ء کے عہدنامے کی رو سے اس کو خدیو مصر تسلیم کیا اور نسلاً بعد نسلٍ اس کے خاندان کے لیے حکومت مصر مخصوص کر دی گئی ۱۸۴۹ء میں محمد علی فوت ہوا۔ اس کا پوتا اسمٰعیل پاشا خدیو ہوا۔

محمد علی حزیں۔ دیکھو حزیں۔

محمد علی خاں۔ فیض اللہ خاں روہیلہ نواب رامپور کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔ ستمبر ۱۷۹۴ء میں اپنے والد کا جانشین ہوا۔

محمد علی خاں۔ کرناٹک کا نواب۔ انورالدین خاں کا بیٹا تھا۔ اس کے والد کی وفات کے بعد نواب ناصر جنگ نے ۱۷۵۰ء میں اس کو کرناٹک کا نواب تسلیم کر لیا اور انگریزوں کی مدد سے مسند نشین کرا دیا۔ ۸۰ برس کی عمر میں ۱۳۔ اکتوبر ۱۷۹۵ء کو فوت ہوا۔ اور اُس کا فرزند عمدۃ الامرا مسند نشین ہوا۔

محمد علی خاں۔ ریاست ٹونک کے نواب اور پنڈاروں کے سردار امیر خاں کے لڑکا تھے ۱۸۳۴ء میں ٹونک کی گدی پر بیٹھے۔ اور ۱۸۶۷ء میں لاوا کے قتل عام میں معزول ہوئے۔ اور ۱۸۶۸ء میں ریاست پولیٹکل ڈپارٹمنٹ کے انتظام میں آگئی اور ان کے بیٹے ابراہیم علی خاں نواب ہوئے جو اب نواب حافظ سر ابراہیم علی خاں بہادر جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ کے نام سے مشہور رہیں۔ اور اس وقت تک حکمراں ہیں۔

محمد علی شاہ۔ نواب سعادت علی خاں بادشاہ اودھ کا بیٹا۔ نواب نصیر الدولہ خطاب تھا۔ ۸۔ جولائی ۱۸۳۷ء مطابق ۴۔ ربیع الثانی ۱۲۵۳ھ کو اپنے بھتیجے سلیمان جاہ کے بعد انگریزوں کی مدد سے تخت پر بیٹھا اور پانچ سال سلطنت کرنے کے بعد ۷ مئی ۱۸۴۲ء کو وفات پائی۔

محمد عماد۔ ۱۳۱۷ء مطابق ۷۱۷ھ میں گزرا ہے مصباح الہدایت۔ مونس الابرار۔ مثنوی قطعات اور محبت نامہ کا مصنف ہے۔

محمد عوفی۔ مصنف کتب تذکرہ معروف بہ لب الالباب و جامع الحکایات ہے۔ کتاب آخر الذکر ۱۲۲۸ء مطابق ۶۲۵ھ میں تصنیف ہوئی) مرو کا رہنے والا۔ سولھویں صدی عیسوی میں گزرا ہے۔

محمد غزالی۔ دیکھو غزالی۔

محمد غوث جیلانی حضرت شیخ۔ مشہور اولیائے کرام سے ہیں۔ اوچھ میں مزار ہے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی کی اولاد سے تھے۔ ۱۳۹۲ء میں اوچھ تشریف

محمد غوث خاں - دیکھو سراج الدولہ محمد غوث خاں

محمد غوث زریں - لکھنؤ کے نواب آصف الدولہ کے زمانہ میں گزرا ہے - بجنور وطن تھا - فارسی زبان میں کتاب چہار درویش لکھی -

محمد غوث شیخ گوالیاری - اکبری عہد کے مشہور شیخ تھے - حاجی حمید الدین نام تھا - غوث العالم لقب نہایت سخت ریاضت میں بسر کی - جنگلوں کے پھل اور بوٹیاں کھا کر یاد الٰہی میں مصروف رہے - ان کے زمانہ میں یہ بات مشہور تھی کہ جو کچھ ان کی زبان سے نکلتا ہے پورا ہوتا ہے - بڑے بڑے امرا اور روسار اپنے اپنے مطالب لیکر حاضر ہوتے اور اُن کے لیے آپ دعا کرتے تھے - آخر عمر میں گوالیار چلے آئے تھے - وہیں بادشاہ کی طرف سے ایک جاگیر نذر کی گئی - ۱۴ ستمبر ۱۵۶۲ء مطابق ۱۴ محرم ۹۷۰ھ کو وصال ہوا "شیخ اولیا بود" سے تاریخ وفات (۹۷۰ھ) نکلتی ہے - آپ کی تصانیف سے گلزار ابرار اور جواہر الخمسہ مشہور ہیں - اول الذکر میں صوفیائے کرام کے حالات درج ہیں - شیخ پھول جن کا مزار بیانہ میں ہے اور جو ہمایوں کی ملازمت میں تھے اور ہندال مرزا کی لڑائی میں کام آئے آپ کے بھائی تھے آپ کے دادا معین الدین قتال کا مزار جونپور میں ہے - والد کا مزار ضلع غازی پور میں ہے جن کا نام قیام الدین تھا - حضرت غوث گوالیاری کے حالات ۹۴۲ھ مطابق ۱۵۳۴ء میں مناقب غوثیہ کے نام سے ایک ان کے ایک معتقد سید فضل اللہ نے لکھے تھے -

محمد غوری - دیکھو شہاب الدین غوری -

محمد غیاث الدین - جلال الدین کا بیٹا - اور شرف الدین کا پوتا تھا - غیاث اللغات اس کی تصنیف ہے - جس کو چودہ سال کی محنت کے بعد ۱۸۲۶ء مطابق ۱۲۴۲ھ میں ختم کیا - مفتاح الکنز شرح سکندر نامہ - نسخہ باغ و بہار اور چند نظمیں اور قصائد بھی یادگار ہیں - ریاست رامپور (روہیل کھنڈ) کا رہنے والا تھا -

محمد قاسم - مشہور تاریخ فرشتہ کا نام ہے - ملاحظہ ہو فرشتہ -

محمد قاسم - دیکھو ناصر الدین قباچہ -

محمد قاسم - حاجی محمد سروری کاشانی کا بیٹا - اور فرہنگ سروری کا مصنف تھا - یہ کتاب فارسی لغت کی ہے اور عباس بہادر خاں شاہ فارس کو ۱۵۹۹ء مطابق ۱۰۰۸ھ میں معنون کی گئی تھی -

محمد قاسم خاں موجی بدخشانی - اس کا تخلص موجی تھا - شاہان ہمایوں اور اکبر کی ملازمت میں ایک افسر تھا - ۱۵۷۱ء مطابق ۹۷۹ھ میں بمقام آگرہ وفات پائی - یوسف و زلیخا جو جامی کی یوسف و زلیخا کے علاوہ ہے اس کی تصنیف ہے -

محمد قاسم سیاد - داناپور کے رہنے والے تھے اردو میں اعجاز غوثیہ ان کی تصنیف ہے - جس کو ۱۸۵۵ء مطابق ۱۲۷۱ھ میں لکھا اس میں حضرت عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات اور حالات درج ہیں -

محمد قاسم مولوی نانوتوی - ابن شیخ اسد علی بن غلام شاہ - پیدائش ۱۲۴۸ھ مطابق ۱۸۳۲ء بارہ سال کی عمر تک شیخ نہال احمد

نانوتوی و مولوی محمد نیاز سہارنپوری سے کتب عربی و فارسی پڑھکر دہلی گئے اور مولنا مملوک علی نانوتوی مدرس اول مدرسہ دہلی سے تحصیل علوم کی۔ شاہ عبد الغنی محدث دہلوی سے سند حدیث حاصل کی۔ فارغ العلوم ہو کر دہلی کے انگریزی مدرسے سے بعدہ مطبع احمدی سے تعلق رہا۔ ۱۲۷۷ھ مطابق ۱۸۶۰ء میں حج کو گئے اور وہاں حاجی امداد اللہ صاحب تھانوی مہاجر کے مرید ہو کر واپس آئے مدرسہ اسلامیہ دیوبند ان کی یادگار رہے ۱۲۸۵ھ مطابق ۱۸۶۸ء میں دوسری مرتبہ حج کر کر واپس ہونے پر دہلی میں تعلیم و تدریس شروع کی ۱۲۹۳ھ میں پادری تاراچند سے چاندپور ضلع شاہجہانپور میں مشہور مناظرہ ہوا۔ ۱۲۹۴ھ میں دیانند سرستی اور عیسائیوں کے ساتھ مناظرہ کیا۔ یہ دونوں مدمقابل نادم اور خجل ہوئے۔ اسی سال تیسری مرتبہ ایک اور حج کیا۔ واپس آکر ۴۔ جمادی الاول ۱۲۹۷ھ بروز پنجشنبہ وفات پائی۔ قصبہ نانوتہ (سہارنپور) میں مدفون ہوئے رسالہ حجۃ الاسلام۔ مجموعۂ رسائل قاسم العلوم مصابیح التراویح۔ آب حیات۔ تقریر دلپذیر مباحثہ شاہجہانپور ہدیۃ الشیعہ و قبلہ نما وغیرہ ان کی عمدہ تصانیف ہیں۔

محمد قاسم میر۔ عبرت نامہ اس کی تصنیف ہے جس کو اس نے نادرشاہ کے حملے کے بعد ۱۱۵۲ھ مطابق ۱۷۳۹ء میں لکھا اور اس حملے کے حالات قلمبند کیے۔

محمد قطب شاہ۔ خاندان قطب شاہیہ دکن کا پانچواں بادشاہ تھا۔ اپنے چچا سلطان محمد قلی قطب شاہ کے بعد ۱۷۔ ذیقعدہ ۱۰۲۰ھ مطابق جنوری ۱۶۱۲ء کو تخت دکن پر جلوہ افروز ہوا۔ اس کی شہرت ممالک غیر میں بھی پہنچی یہانتک کہ ابو الفتح شاہ عباس صفوی شاہ ایران نے اپنا سفیر اس کے یہاں بھیجا اور دکن کا سفیر ایران گیا۔ اس کے زمانہ میں لڑائیاں کم ہوئیں۔ حیدرآباد کی مشہور مکہ مسجد اور قلعہ سلطان نگر اور قلعہ محمد نگر و الہی محل۔ اسی کے زمانہ میں تعمیر ہوئے۔ ۳۴ سال کی عمر میں ۱۳۔ جمادی الاول ۱۰۳۵ھ مطابق ۱۶۲۵ء میں انتقال کیا۔

محمد قلی خاں۔ الہ آباد کا حاکم تھا۔ مرزا محسن برادر نواب صفدر وزیر اودھ کا بیٹا تھا۔ ۱۱۷۳ھ مطابق ۱۷۵۹ء میں شہزادہ عالی گہر (جو بعد کو بادشاہ ہوا اور شاہ عالم کا لقب اختیار کیا) اس کے ساتھ پٹنے کی طرف روانہ ہوا۔ اس نے جاتے ہی پٹنے کا محاصرہ کیا۔ ادھر شجاع الدولہ نے الہ آباد کا محاصرہ کر لیا۔ اس وجہ سے عالی گہر کو پٹنے کا محاصرہ اٹھاکر شجاع الدولہ کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔ شجاع الدولہ اور محمد قلی خاں آپس میں چچازاد بھائی تھے اور ایک دوسرے سے رنج رکھتے تھے۔ شجاع الدولہ نے موقع پاکر محمد قلی خاں کو قید کر لیا اور ۱۱۷۵ھ مطابق ۱۷۶۱ء میں قلعہ جلال آباد میں قتل کیا۔ محمد قلی خاں ایک ہونہار امیر تھا۔ اور اس لیے شجاع الدولہ اس کی تخریب کے درپے رہتا تھا۔

محمد قلی سلیم۔ دیکھو سلیم۔

محمد قلی قطب شاہ۔ دیکھو قلی قطب شاہ دوم۔

محمد کاظم مرزا - عالمگیر نامہ اس کی تصنیف ہی جو عالمگیری عہد کے ابتدائی دس سال کی تاریخ ہی شہنشاہ عالمگیر کو ۳۳ ویں سال حکومت میں معنون کی گئی۔ عالمگیر نے سالہائے آیندہ کی تاریخ کا لکھا جانا بند کر دیا۔ شاہ نامہ روزنامہ اور اخبار حسینیہ اسی کی تصنیف سی ہیں۔

محمد گیسو دراز - حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی کے خلیفہ اور اپنے وقت کے زبردست شیخ تھے۔ دہلی میں ۳۰ - جولائی ۱۳۲۱ء مطابق ۴ - رجب ۷۲۱ھ کو پیدا ہوئے اصل نام صدر الدین محمد حسینی ہے۔ گیسو دراز کے لقب سے زیادہ مشہور ہیں جو ان کو اپنے مرشد کی جانب سے عطا ہوا۔ یا بقول بعض یہ اُن کا خاندانی لقب تھا۔ فیروز شاہ بہمنی کے زمانے میں گلبرگہ تشریف لائے۔ بادشاہ اور اُن کے بھائی احمد شاہ دونوں ان کے مرید تھے۔ انھوں نے دکن میں احمد شاہ کے شروع حکومت ۸۲۵ھ مطابق ۱۴۲۲ء میں انتقال کیا اور حسن آباد یعنی گلبرگے میں مدفون ہوئے اُن کا عالیشان مقبرہ احمد شاہ کے عہد میں تعمیر ہوا۔ جو اب تک زیارتگاہ خاص و عام ہے۔ سلاطین دکن کی طرف سے اس کے اخراجات کے لیے جاگیر معاف ہے۔ ان کی ۱۰۵ تصانیف ہیں اُن میں سے آداب المرید وجود العاشقین۔ اسمار الاسرار و عقائد اکبری زیادہ مشہور ہیں۔ آپ کے دو فرزند سید محمد اکبر اور سید یوسف المعروف بہ سید محمد اصغر جامع کمالات صوری و معنوی تھے۔

محمد محسن خاں حکیم - کشمیر کے رہنے والے تھے کول قوم جو کشمیر میں نہایت معزز ہے آپ اُسی نسل سے تھے۔ نواب سید محمد فیض اللہ خاں صاحب بہادر کے عہد میں رام پور آئے۔ نواب صاحب کے فرزند نظام علی خاں صاحب سخت علیل تھے۔ کسی طبیب سے تشخیص مرض نہ ہوئی۔ آپ نے خفقۃ الکبر مرض تجویز کیا اور کتاب سے مطابقت کر دی۔ آپ کے علاج سے صحت ہو گئی۔ تمام شہر رجوع ہوا۔ نواب صاحب نے اپنا اور کل خاندان کا معالج آپ کو مقرر کرا دیا۔ نواب سید احمد علی خاں کی والدہ کے انتقال کے بعد رام پور سے دہلی چلے گئے۔ علاوہ طب کے۔ خوشنویس۔ ملمع و مدرسخ مخفی فن موسیقی کے بھی ماہر تھے۔ فنون درسیہ کے مصطلحات پر بھی اطلاع تھی مباحثہ میں رنج تک نوبت آ جاتی تھی مسائل کلامیہ متعلق اختلاف امامیہ و اشاعرہ میں بھی معلومات تھیں۔ گتری صاحب کے عہد میں میرٹھ کے پرمٹ کے داروغہ ہو گئے میر عبد اللہ عظیم آبادی۔ دیوان کلکٹری سے نزاع کی بدولت موقوف ہوئے۔ دو فرزند تھے۔ ایک محمد احسن خاں دوسرا محمد عابد خاں عابد خاں مرہٹوں کے دور دورہ کے وقت شہر دہلی سے خواجہ قطب علیہ الرحمۃ کے مزار کو جاتے ہوئے رہزنوں کے ہاتھ سے مہرولی کے راستہ میں مارا گیا۔

محمد مظفر - اس کا لقب مبارز الدین تھا فارس میں خاندان مظفری کا بانی تھا۔ سلطان

ابو سعید خاں شاہ فارس کے دربار میں ممتاز عہدہ پر تھا۔ مگر اس کی وفات کے بعد ۱۳۳۵ء میں جب بدامنی پھیل گئی تو یزد کو واپس آیا اور اُس ملک پر قبضہ کر لیا۔ ۱۳۵۳ء مطابق ۷۵۴ھ میں شاہ شیخ ابو اسحٰق سے شیراز لے لیا۔ اور کچھ عرصہ کے بعد شاہ مذکور کو بھی ہلاک کر کے پایۂ فارس کا مالک ہو گیا۔ اس کا بیٹا شاہ شجاع ۱۳۵۹ء مطابق ۷۶۰ھ میں بغاوت کر بیٹھا اور باپ کو اندھا کر کے شیراز کا بادشاہ بن گیا۔ محمد مظفر ۱۳۶۴ء مطابق ۷۶۵ھ میں فوت ہوا۔ اس خاندان نے فارس میں ۷۰ برس حکومت کی جس میں سات شہزادے کسی حد تک باقوت تھے۔ آخری دو نے صرف چند ماہ حکومت کی اس خاندان کے حکمراں حسب ذیل ہیں:-

(۱) مبارز الدین محمد مظفر۔
(۲) شاہ شجاع پسر مبارز الدین۔
(۳) شاہ محمود برادر شاہ شجاع۔
(۴) سلطان احمد۔
(۵) شاہ منصور پسر مظفر۔ اس کے زمانہ میں شیراز امیر تیمور کے قبضہ میں آیا۔
(۶) شاہ یحییٰ۔
(۷) شاہ زین العابدین پسر شاہ شجاع۔ آخر الذکر شہزادوں نے صرف چند ماہ حکومت کی۔

محمد معصوم۔ شیخ احمد سرہندی کا بیٹا تھا۔ ۱۵۹۸ء مطابق ۱۰۰۷ھ میں پیدا ہوا۔ ۱۶۶۸ء مطابق ۱۰۷۹ھ ۷۲ برس کی عمر میں انتقال ہوا۔

محمد معصوم نامی امیر۔ بکر (سندھ) کا رہنے والا اکبری عہد کے امراء میں داخل تھا۔ شاعر بھی تھا۔ اس کی پانچ مثنویاں ہیں۔ جن میں پری صورت اور حسن و ناز فارسی ادب میں مشہور ہیں۔ دیوان اور ایک ساقی نامہ بھی یادگار ہے۔ ایک ہزار جمعیت سے فارس کا سفر کیا اور شاہ عباس بادشاہ ایران کا مہمان ہوا۔

محمد مغربی۔ دیکھو مغربی۔

محمد مقیم۔ دیکھو نظام الدین احمد خواجہ۔

محمد وائل السعید۔ رسالہ دستور النظم اس کی تصنیف ہے جو فن عروض میں ہے

محمد ہادی۔ جہانگیری عہد کے امراء میں تھا۔ حکومت کے آخری چار سال میں تزک جہانگیری کے آخری حصہ کی تکمیل کی۔ تزک جہانگیری کا پہلا حصہ جس میں ۱۸ سن جلوس جہانگیری تک کے حالات لکھے گئے ہیں۔ خود بادشاہ کا مصنفہ ہے اور دوسرا حصہ معتمد خاں کا لکھا ہوا ہے

محمد ہاشم۔ دیکھو خافی خاں

محمد یوسف۔ اکبری عہد کا ایک شاعر تھا۔ کابل سے ہندوستان آیا۔ اور ۱۵۶۲ء مطابق ۹۷۰ھ میں فوت ہوا۔

محمد یوسف۔ چھجّا رخاں بدایونی کے بھتیجے اور جانشین تھے۔ صدیقی عبد الرحمانی تھے صوبۂ پٹنہ کے ناظم رہے۔ آخر حصۂ عمر میں کالنجر کے قلعہ دار تھے۔ وہیں ۸۔ ربیع الاول ۱۰۵۹ھ مطابق ۱۶۴۹ء کو عہد شاہجہانی میں انتقال کیا جنازہ بدایوں لایا گیا۔ مسجد خان واقع بدایوں محلہ سوختہ میں مدفون ہوئے۔ قبر ابتک موجود ہے بدایوں میں ان کی اولاد کا شمار شرفاء میں کیا جاتا ہے۔

محمود۔ قندھاری سردار تھا۔ میرویس اس کا والد تھا ۱۷۱۵ء میں اپنے والد کے مرنے کے بعد

جانشین ہوا۔ سنہ ۱۷۲۲ء میں اصفہان کا محاصرہ کیا اور سلطان حسین شاہ صفوی کو زیر کرکے تاج و تخت اپنے قبضہ میں رکھا۔ صفوی خاندان کے ۳۹۔ شہزادوں کو قتل کیا مگر وہ اُسی شب میں مجنون ہوگیا۔ اور سنہ ۱۷۲۵ء میں جنون کی حالت میں انتقال کیا۔ اپریل سنہ ۱۷۲۵ء میں سرداران ایران نے محمود کے چچا زاد بھائی اشرف کو اپنا بادشاہ منتخب کیا۔

محمود ابن مسعود۔ مصنف کتاب زینت الزہاب کا نام ہے۔

محمود اول سلطان۔ شہنشاہ قسطنطنیہ مصطفےٰ ثانی کا فرزند اور احمد سوم کا بھتیجا تھا۔ سنہ ۱۷۳۰ء مطابق سنہ ۱۱۴۳ھ میں اپنے والد کا جانشین ہوا۔ جیار؟ اور آرمینیا کے صوبے اس کے عہد میں نادر شاہ کے مقبوضات میں شامل ہو گئے۔ سنہ ۱۷۵۴ء مطابق سنہ ۱۱۶۸ھ میں فوت ہوا اور اُس کا بھائی عثمان ثانی جانشین ہوا۔

محمود بن سلطان محمد سلجوقی۔ سلطان سریار اپنے چچا کے زمانہ میں آذربائجان اور عراق کا حاکم رہا۔ سنہ ۱۱۳۱ء مطابق سنہ ۵۲۵ھ میں فوت ہوا۔ ستی خاتون اور ماہ ملک اس کی دو بیگمیں سلطان سریار کی شہزادیاں تھیں جن کے ساتھ یکے بعد دیگرے اس نے نکاح کیا۔

محمود بن عبد اللہ آن فیروزی۔ تاریخ معاصر قطب شاہی اور اسی فن کی ایک دوسری کتاب تاریخ جامع الہند کا مصنف ہے۔ تیس سال تک قلی قطب شاہ ثانی کی ملازمت کی۔ سنہ ۱۶۱۲ء مطابق سنہ ۱۰۲۰ھ میں جبکہ قطب شاہ ثانی کی وفات ہوئی یہ مورخ زندہ تھا۔

محمود بن فرج۔ ایک مدعی نبوت گزرا ہے۔ خلیفہ المتوکل کے زمانہ میں اس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ میں موسیٰ ہوں اور دوبارہ زندہ ہوا ہوں خلیفہ نے اس کے دُرّے لگوا کر موت کے گھاٹ اُتار دیا۔

محمود بوریا پہلوان۔ ایران کے ایک مشہور درویش گزرے ہیں۔ جو ملاحی کے پیشے سے گزر کرتے تھے۔ کتاب کنز ان کی تصنیف ہے

محمود پارسا خواجہ۔ شہزادہ علاء الدین اور سلطان ابو سعید مرزا کے زمانہ میں ایک شاعر گزرا ہے۔ سنہ ۱۴۷۸ء مطابق سنہ ۸۸۳ھ میں فوت ہوا۔

محمود تبریزی۔ مصنف مفتاح الاعجاز ہے اس کتاب میں صوفیائے کرام کا حال اور اُن کی کرامتوں کا ذکر ہے۔ یہ کتاب سنہ ۱۴۶۲ء مطابق سنہ ۸۶۶ھ میں تصنیف ہوئی۔

محمود تستری شیخ۔ قصبۂ تستر واقع ایران کا باشندہ تھا۔ نظم گلشن راز کا مصنف ہے یہ نظم سنہ ۱۳۱۷ء مطابق سنہ ۷۱۷ھ میں لکھی گئی اپنے وطن تستر میں سنہ ۱۳۲۰ء مطابق سنہ ۷۲۰ھ میں فوت ہوا

محمود ثانی سلطان۔ قسطنطنیہ کے سلطان عبد الحمید المعروف بہ احمد چہارم بن مصطفےٰ سوم کا بیٹا تھا۔ عثمان اول بانی خاندان عثمانیہ کی اٹھارہویں پشت میں تھا۔ بتاریخ ۲۰ جولائی سنہ ۱۷۸۵ء پیدا ہوا اور بتاریخ ۲۸ جولائی سنہ ۱۸۰۸ء/۱۲۲۳ھ اپنے چچا سلیم سوم کو معزول کرکے تخت نشین ہوا یہ خاندان عثمانیہ کا تیرہواں بادشاہ ہوا۔ اس کے زمانہ میں سنہ ۱۸۲۱ء میں یونانیوں نے جنگ کی اور اپنی آزادی کا اعلان کر دیا۔ سنہ ۱۸۲۷ء میں روس فرانس اور برطانیہ سے جنگ چھڑ گئی اور میدان

نادر بیگ کی شکست کے بعد ترکوں کی فوج اور بیڑا پھر طاقت نہ پکڑ سکا۔ ۳۰۔ جون ۱۸۳۹ء مطابق ۱۲۵۵ھ کو فوت ہوا اور اس کا پسر عبدالمجید بادشاہ ہوا۔

محمود خان لنگا۔ ملتان کا چوتھا بادشاہ تھا اپنے دادا حسین لنگا کی جگہ اگست ۱۵۰۲ء مطابق صفر ۹۰۸ھ میں تخت نشین ہوا ۲۳ سال حکومت کی حسین ارغوان حاکم ٹھٹھ نے ۱۵۲۴ء میں بابر بادشاہ کا ایماء سے دریائے سندھ عبور کیا اور ملتان کی طرف کوچ کیا وہ ابھی وہاں نہ پہنچا تھا کہ بادشاہ کا انتقال ہوگیا۔ اور اس کا جانشین حسین لنگا ثانی ہوا۔

محمود سعید۔ کتاب تحفۃ المجالس کا مصنف شیخ احمد خطو کا ہمعصر تھا۔ جس کا ذکر اس کی تصنیف میں ہے۔

محمود سلطان غزنی۔ سلطان ناصرالدین سبکتگین والی غزنی کا بڑا بیٹا تھا۔ ۹۹۷ء مطابق ۳۸۷ھ میں جب سبکتگین کا انتقال ہوا تو محمود کا سوتیلا بھائی اسمٰعیل غزنی میں اپنے باپ کا جانشین بن گیا۔ کیونکہ اُس وقت محمود خراسان میں حاکم تھا۔ باپ کے مرنے کی خبر پاکر محمود نے غزنی کے شمالی علاقہ پر قابض رہنا چاہا لیکن اسمٰعیل نے یہ شرط منظور نہ کی اور لڑائی چھڑ گئی۔ محمود فتح پاکر ۳۸۹ھ مطابق ۹۹۹ء میں تخت نشین ہوا۔ وہ ایک مجاہد کی حیثیت سے ہندوستان آیا۔ اور سترہ حملے کیے۔ اُن میں سب سے زیادہ مشہور حملے نگرکوٹ۔ متھرا اُجین۔ اجمیر۔ تھانیسر۔ قنوج اور سومنات کے ہیں۔ اس کے زمانہ میں پنجاب حکومت غزنی میں شامل ہوگیا تھا۔ اِس عہد میں علم و ہنر کا خوب عروج ہوا۔ ہر قسم کے اہلِ علم اس کے دربار میں حاضر رہتے بادشاہ خوب قدردانی کرتا تھا اور نہایت شائستہ زندہ دل سادہ مزاج اور خلیق تھا۔ ۳۲ سال حکومت کی۔ محمود ۱۵ اردسمبر ۹۶۷ء مطابق ۹ محرم ۳۵۷ھ کو پیدا ہوا اور ۲۳۔ ربیع الثانی ۴۲۱ھ مطابق ۳۰۔ اپریل ۱۰۳۰ء کو انتقال کیا غزنی میں دفن ہے۔ قبر پر گرز رکھا ہوا ہے جو اس قدر بھاری ہے کہ کوئی شخص اُٹھا نہیں سکتا۔ اس کا چھوٹا بیٹا محمد جانشین ہوا۔ اس کی حکومت کو پانچ ماہ گزرے تھے کہ اُس کے دوسرے بھائی مسعود نے اُس کو اندھا کردیا اور خود بادشاہ بن گیا۔

محمود سلطان غوری۔ ملاحظہ ہو غیاث الدین محمود غوری۔

محمود سید۔ ۲۴۔ مئی ۱۸۵۰ء کو دہلی میں پیدا ہوئے سرسید احمد خاں مرحوم کے چھوٹے بیٹے تھے۔ اپریل ۱۸۶۹ء میں بیرسٹری کی تعلیم کے لیے ولایت گئے۔ ۱۸۷۲ء میں بیرسٹری پاس کرکے واپس آئے۔ علیگڑھ کالج قائم کرنے میں سرسید مرحوم کے قوت بازو تھے۔ اُس کے اُصول و قواعد اور مسلم یونیورسٹی کی مشہور اسکیم انھیں کے دماغ سے نکلی تھی ۱۸۸۰ء میں سرسالار جنگ بہادر نے ان کو حیدرآباد بلایا اور دو ہزار روپیہ ماہوار تنخواہ مقرر کی۔ چند ماہ رہکر وہاں سے چلے آئے اور صوبہ متحدہ میں رائے بریلی کے جج مقرر ہوگئے۔ اس کے بعد ہائی کورٹ الہ آباد کی ججی پر ممتاز ہوئے۔ اور یہ پہلے ہندوستانی تھے جو اس صوبہ

میں ہائی کورٹ کے جج مقرر ہوئے - اپنے زمانۂ ججی میں اونھوں نے وہ قانونی نکات حل کیے جو نظائر کی جان سمجھے جاتے ہیں آخر ۱۸۹۳ء میں مستعفی ہوگئے پنشن پاکر کالج کی خدمت میں مصروف ہوگئے - آخر زمانہ میں سیتاپور میں بیرسٹری کرتے رہے - وہیں ۸ مئی ۱۹۰۱ء کو انتقال کیا - فن شعر سے بھی مناسبت تھی - فارسی اساتذہ کا بہت سا کلام برزبان تھا

لو کانٹے بچھا نہ راہ میں اے حسرت و ملال
نازک ہیں رہروانِ غریب الوطن کے پاؤں

ان کا مشہور شعر ہے اُن کی قانون شہادت کی شرح بہت مقبول ہے - ان کے بیٹے سید راس مسعود بی - اے - آکسن بیرسٹرایٹ لا المخاطب بہ نواب مسعود جنگ آج کل سرکار نظام دکن میں ناظم تعلیمات ہیں - صاحب تصانیف ہیں

محمود شاہ - تیمور شاہ بن احمد شاہ ابدالی کا بیٹا تھا - دوست محمد خاں والی کابل نے جب اس کو نکال دیا تو یہ ہرات پر قابض ہوگیا اور چند سال حکمرانی کی ۱۸۲۹ء میں وفات پائی اور اس کا پسر کامران جانشین ہوا -

محمود شاہ اول الملقب بہ بیگڑا - محمد شاہ کا بیٹا اور قطب شاہ کا بھائی تھا - جون ۱۴۵۹ء مطابق شعبان ۸۶۳ھ میں داؤد شاہ کو معزول کرنے کے بعد گجرات کے تخت پر بیٹھا ۱۴۸۷ء مطابق ۸۹۲ھ میں شہر احمد آباد کی چار دیواری تعمیر کرائی اور اُس کو محصور کردیا - اُس کے دروازے پر "من دخل کان آمنا" لکھکر نصب کرادیا جس کے یہ معنی ہیں کہ جو شخص اس شہر کے اندر آگیا وہ امن میں ہوگیا - اس کے بعد دو مرتبہ دکن پر چڑھائی

کی ۵۵ سال حکومت کی اور ۲۳ - نومبر ۱۵۱۱ء مطابق ۱۲ - رمضان ۹۱۷ھ کو انتقال کیا نواح احمد آباد مقام سرکھیج میں شیخ احمد کھتو کے مقبرہ کے پاس دفن ہے - مظفر شاہ ثانی اس کا بیٹا جانشین ہوا

محمود شاہ بہمنی اوّل - بہمنی شاہان دکن میں پانچواں حکمراں اور سلطان علاء الدین حسن کا سب سے بڑا بیٹا ہے - اپنے بھائی داؤد شاہ کے بعد مئی ۱۳۷۸ء مطابق محرم ۷۸۰ھ میں گلبرگہ کا حکمراں ہوا - ۱۹ سال ۹ ماہ ۲۴ یوم قمری حکومت کی بتاریخ ۲۰ - اپریل ۱۳۹۷ء مطابق ۲۱ - رجب ۷۹۹ھ فوت ہوا - سلطان غیاث الدین محمود اس کا جانشین ہوا - محمود شاہ علم دوست تھا - اس کے زمانہ میں عرب و عجم فارس سے شعراء ہندوستان آئے اور اس کے دربار سے انعام و اکرام پائے - میر فیض اللہ انجو نے شاعری ہی کے ذریعے سے دربار میں رسوخ پایا تھا - ایک مرتبہ قصیدہ کے صلہ میں ان کو ایک ہزار اشرفیاں انعام ملی تھیں اور بعد کو قاضی مقرر ہوئے تھے اس کے بعد اپنے وطن کو گئے - اور رخصت کے وقت بادشاہ نے بہت سا مال و دولت مرحمت کیا - خواجہ حافظ بھی دکن آنے کے بعد بہت آرزومند تھے مگر نہ آسکے -

محمود شاہ بہمنی ثانی - دکن کے خاندان بہمنی کا چودھواں بادشاہ تھا - اپنے باپ محمد شاہ ثانی کے تخت احمد آباد بیدر پر مارچ ۱۴۸۲ء مطابق صفر ۸۸۷ھ بارہ سال کی عمر میں جانشین ہوا - ۳۷ - سال قمری حکومت کی - بتاریخ ۱۸ - دسمبر ۱۵۱۸ء مطابق ۴ ذی الحجہ

سنہ ۹[illegible]ھ فوت ہوا۔ اس کی سی و ہفت سالہ حکومت میں خانہ جنگیاں اور مشکلات درپیش رہیں جن کا یہ نتیجہ ہوا کہ اس کے مرتے ہی بہمنی خاندان کا چراغ ٹمٹمانے لگا۔ ہر صوبے کا صوبیدار خود مختار ہو گیا۔ احمد شاہ ثانی اس کا بیٹا جانشین ہوا۔

محمود شاہ پوربی۔ سنہ ۱۴۹۰ء مطابق سنہ ۸۹۹ھ میں تخت بنگالہ پر اپنے باپ کا جانشین ہوا۔ قریب ایک سال حکومت کی۔ شیدی بدر نے قتل کیا جو مظفر شاہ کے لقب سے سنہ ۱۴۹۵ء مطابق سنہ ۹۰۰ھ میں بادشاہ ہوا۔

محمود شاہ تغلق سلطان۔ محمد شاہ کا چھوٹا بیٹا اور تغلق خاندان کا آخری بادشاہ تھا اپریل سنہ ۱۳۹۴ء مطابق جمادی الثانی سنہ ۷۹۶ھ میں اپنے بھائی ہمایوں کے بعد تخت دہلی پر متمکن ہوا۔ اس وقت اس کی عمر دس سال کی تھی۔ اُمرا اور سردار باغی ہو گئے۔ اس کے رقیب نصرت خاں نے جو اس کا چچا زاد بھائی تھا۔ جدید دہلی میں اپنی بادشاہی کا اعلان کر دیا اور یہ صرف قدیم دہلی کی شہر پناہ کے اندر قلعہ بند رہا۔ اس کے اصلی وزیر خواجہ جہاں نے موقع پا کر جونپور میں ایک نئی حکومت کی بنیاد ڈالی جو شرقی حکومت کے نام سے مشہور ہوئی اقبال خاں نامی ایک امیر اس کے نام سے اصلی حکمراں تھا۔ اور صرف پانچ پرگنے دہلی کے مضافات میں اس کے قبضہ میں تھے۔ اسی زمانے میں امیر تیمور نے سنہ ۱۳۹۸ء مطابق سنہ ۸۰۱ھ میں ہندوستان پر حملہ کیا اور دہلی کو خوب لوٹا یہ شکست کھا کر گجرات کو بھاگ گیا جب امیر تیمور دہلی سے ایران کو چلا گیا۔ نصرت خاں بادشاہ ہو گیا۔ ان کے بعد اقبال خاں سنہ ۱۴۰۰ء میں حکمراں ہوا۔ اقبال خاں کے مرنے پر محمود شاہ نے گجرات سے واپس آ کر سنہ ۱۴۰۵ء میں دوبارہ تخت دہلی پر قدم رکھا۔ تمام صوبے خود مختار ہو چکے تھے۔ صرف برائے نام بادشاہت رہ گئی تھی۔ ۴ مارچ سنہ ۱۴۱۳ء مطابق سنہ ۸۱۵ھ میں انتقال کیا۔ دولت خاں لودی اس کا جانشین ہوا۔

محمود شاہ ثالث۔ لطیف خاں برادر بہادر شاہ کا پسر تھا۔ بعد وفات میراں محمود شاہ اپریل سنہ ۱۵۳۷ء مطابق ذی قعدہ سنہ ۹۴۳ھ گجرات کے تخت پر بیٹھا۔ اس کے عہد میں تقریباً سنہ ۱۵۴۰ء مطابق سنہ ۹۴۷ھ میں سمندر کے کنارہ قلعۂ سورت کو خداوند خاں نے مکمل کیا اس سے پہلے ساحل غیر محفوظ تھا اور آئے دن حملے ہوتے تھے قلعے کی تعمیر سے بیرونی حملے رُک گئے اور حفاظت جان و مال کی ہو گئی۔ محمود شاہ نے قریب ۱۸ سال حکومت کی۔ ۱۶ فروری سنہ ۱۵۴۹ء مطابق ۱۳۔ ربیع الاول سنہ ۹۵۹ھ کو خواب کی حالت میں قتل کر دیا گیا۔ وجہ قتل یہ بیان کی جاتی ہے کہ ملا برہان کو جو بادشاہ کا پیش امام تھا۔ بادشاہ بننے کی آرزو پیدا ہو گئی تھی۔ اُسی کے اشارے سے یہ قتل واقع ہوا۔ اسی سال سلیم شاہ سور بادشاہ دہلی اور نظام شاہ بحری بادشاہ احمد نگر نے انتقال کیا۔ ان ہر سہ سلاطین کی ایک ساتھ وفات کا ایک شاعر نے "زوال خسروان" مادۂ تاریخ نکالا۔ جس سے ۹۵۹ھ نکلتے ہیں۔ محمود اپنے والد کے مقبرے کے پاس سرکھج

میں دفن ہوا۔ اور احمد شاہ ثانی اس کا جانشین ہوا۔

محمود شاہ ثانی۔ ناصر خاں نام مظفر شاہ ثانی کا دوسرا بیٹا تھا۔ اپنے بڑے بھائی سکندر شاہ کے قتل کے بعد مئی ۱۵۲۶ء مطابق شعبان ۹۳۲ھ میں گجرات کے تخت پر بیٹھا۔ تین ماہ حکومت کرنے پایا تھا کہ اس کے بھائی بہادر شاہ نے جونپور سے واپس آکر اُس کو تخت سے اُتار دیا اور اُسی سال بتاریخ ۲۰۔ اگست مطابق ۱۵۔ ذیقعدہ ۹۳۲ھ تخت نشین ہوا۔ محمود شاہ ۱۵۲۷ء مطابق ۹۳۳ھ میں فوت ہوا۔

محمود شاہ خلجی اوّل۔ خانجہاں۔ خلجی کا بیٹا تھا ہوشنگ شاہ کا وزیر اعظم تھا۔ ہوشنگ کے مرنے کے بعد محمد شاہ مالوہ کا بادشاہ ہوا اس کو محمود شاہ نے زہر دیکر مروا ڈالا اور خود تخت مالوہ پر ۱۵۔ مئی ۱۴۳۶ء مطابق ۲۹۔ شوال ۸۳۹ھ کو بیٹھ گیا۔ ۳۴۔ سال حکومت کی۔ ۸۷۳ھ مطابق ۱۴۶۹ء میں انتقال کیا۔ "نشینی جنت" تاریخ وفات ہے۔ اس کے بعد مالوہ میں حسب ذیل بادشاہ ہوئے۔

غیاث الدین خلجی پسر۔ مدت حکومت ۳۳ سال۔

سلطان محمود دوم۔ ۱۵۱۱ء لغایت ۱۵۳۱ء حکومت کی ۱۵۳۱ء میں بہادر شاہ بادشاہ گجرات نے قتل کرکے ۱۵۳۱ء میں مالوے کو اپنی حکومت میں شامل کرلیا۔ اور مالوے کی خود مختار حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

محمود شاہ شرقی سلطان۔ اپنے باپ سلطان ابراہیم شاہ شرقی کی وفات پر ۱۴۴۰ء مطابق ۸۴۴ھ میں جونپور کے تخت پر بیٹھا۔ سترہ سال حکومت کی۔ ۱۴۵۷ء مطابق ۸۶۲ھ میں فوت ہوا۔ اس کا بڑا بیٹا بھیکن خاں محمد شاہ شرقی کے لقب سے بادشاہ ہوا۔

محمود شوستری۔ حق الیقین جو اہل شیعہ کی مشہور مذہبی کتاب ہے۔ اور ایران میں جس کی بہت کچھ قدر کی جاتی ہے اون کی تصنیف سے ہے۔

محمود گاواں خواجہ۔ تاریخ میں خواجہ جہاں ملک التجار کے نام سے مشہور ہے۔ نظام شاہ بہمنی بادشاہ دکن کا وزیر تھا۔ محمد دوم کے وقت میں وکیل السلطنت کا عہدہ اس کو دیا گیا اس کے بہت سے مخالف پیدا ہوگئے تھے جنھوں نے بادشاہ کو اس سے ناراض کر دیا اور ایک جعلی خط بنا کر بادشاہ کے حضور میں پیش کیا۔ جس کی سزا میں بادشاہ نے ۵۔ اپریل ۱۴۸۱ء مطابق ۵ صفر ۸۸۶ھ کو قتل کرا دیا۔ بادشاہ کے کان اس درجہ بھر دیے تھے کہ اُس نے تحقیقات بھی نہ کی اور بلا تحقیقات قتل کا حکم دیدیا۔ محمود نظم و نثر میں کامل دستگاہ رکھتا تھا روضۃ الانشا کا مصنف ہے۔ مولنا جامی کا ہمعصر تھا۔ اور اُن سے خط و کتابت رکھتا تھا مولینا جامی کے بعض خطوط اس کی کتاب میں پائے جاتے ہیں۔

محمود ملا جونپوری بن محمد فاروق ۹۹۳ھ مطابق ۱۵۸۵ء میں پیدا ہوئے۔ اُستاد الملک ملا افضل کے شاگرد تھے۔ شیوخ فاروقی سے ہیں اپنے زمانہ کے عالم اجل تھے۔ شاہجہاں نے ان کی شہرت سُن کر دربار میں جگہ دی مگر یہہ دربار دہلی سے چلے آئے اور جونپور میں گوشہ نشینی اختیار کی مگر درس و تدریس کا

شغل جاری رکھا۔ شمس بازغہ اور حواشی قدیم فی شرح الہ انداں ان کی مشہور تصانیف ہیں جن کو ۱۰۴۳ھ مطابق ۱۶۳۳ء میں تصنیف کیا۔ ۱۰۷۵ھ مطابق ۱۶۶۲ء میں فوت ہوئے ان کی قبر جونپور میں کس مپرسی کی حالت میں ہے جس کے قریب ان کا سکنی مکان بھی کھنڈر پڑا ہوا ہے۔

محمود ملقب بہ برہان الشریعت ساتویں صدی ہجری کے عربی مصنف ہیں۔ وقایہ ان کی مشہور تصنیف ہے جو ہدایہ سے پہلے پڑھی جاتی ہے اور ابتک عربی درس میں داخل ہے۔

محی الدین۔ مصنف کتاب رزم معروف بہ تاریخ نجیب نامہ جو نجیب خاں کی تعریف میں ہے جن کا لقب نجیب الدولہ تھا یہ ایک افغانی سردار عہد عالمگیر ثانی شاہ دہلی میں گزرے ہیں

محی الدین عربی شیخ۔ ملاحظہ ہو ابن عربی۔

محی الدین طوسی شیخ۔ طوس کے رہنے والے تھے۔ کنز العاشقین ان کی تصنیف ہے جس میں کیمیائے سعادت کا خلاصہ ہے جو فن تصوف میں لکھی گئی ہے۔

محی الدین عبدالقادر بن ابی الوافہ۔ ملاحظہ ہو عبدالقادر بن ابی الوافہ مصری۔

محیط۔ ملاحظہ ہو رام جس منشی۔

مختار الدولہ ملاحظہ ہو مرتضیٰ خاں۔

مختار بن محمود بن محمد زاہدی ابوالرجا الغزمینی اصل نام نجم الدین تھا۔ کتاب قنیت المنیت کے مصنف ہیں۔ جس میں مستند فقہا کے فتوے درج ہیں۔ ۶۵۸ھ مطابق ۱۲۵۹ء میں فوت ہوئے۔

مختار خاں۔ یہ سید تھے۔ ان کا مزار اجین میں راجہ جے سنگھ کے جنتر منتر سے شمال کی جانب پختہ مقبرہ میں ہے جس پر یہ قطعہ لکھا ہوا ہے

معدن فضل و کرم مختار خاں
حامی دین مالک تیغ و نگیں
آسماں قدرے کہ مہر و نقش
کرد روشن سر بسر روئے زمیں
آں سہی سرو ریاض مرتضے
آں گل بستان خیر المرسلین
ریخت چوں فردوس رنگ روضہ
گلشن ہمیشہ بر روئے زمیں
ہر گلش رشک بہار جنت است
بلبلانش در ترنم بے قریں
در طراوت رنگ گلزار ارم
از صفا آرام گاہ حور عین
نے تراو داز زبان ہر گیاہ
ذکر طبتم فادخلوہا خالدین

مخدوم جہانیاں جہاں گشت۔ ملاحظہ ہو شیخ جلال۔

مخفی۔ شہزادی زیب النساء دختر بادشاہ عالمگیر کا تخلص ہے۔ ایک دیوان اور ایک تفسیر اُس کی تصنیف سے ہیں۔ نور جہاں بیگم بھی مخفی تخلص کرتی تھی۔

مخلص۔ مرزا بیدل کے شاگرد تھے۔ پچاس ہزار اشعار کا دیوان چھوڑا۔ احمد شاہ بادشاہ دہلی کے سنہ جلوس مطابق ۱۷۵۱ء مطابق ۱۱۶۴ھ میں فوت ہوئے۔ مخلص ہندی کے نام سے مشہور ہیں۔ مخلص کاشی دوسرے شاعر تھے جو ایران کے رہنے والے تھے۔

مداری مل - بدایعۃ العیون کا مصنف ہے۔ اس کتاب میں انشائے فارسی کے طریقے اور نمونے درج ہیں

مدحت پاشا - ۱۸۲۲ء میں قسطنطنیہ میں پیدا ہوئے ان کے والد کا نام علی آفندی تھا۔ ان کی تعلیم کا کوئی معقول انتظام نہ ہو سکا۔ ابتدائی تعلیم کے بعد ان کو خوشخطی سکھائی گئی جو اس زمانہ میں ایک ممتاز فن سمجھا جاتا تھا۔ ابتدا ًیہ صدارت عظمیٰ کے محکمہ معتمدی میں ملازم ہوئے۔ ۱۸۴۴ء میں ایک مجلس کے معتمد ہو کر قونیہ گئے ۱۸۴۹ء میں دوم معتمد اور پھر اول معتمد مقرر ہوئے ۱۸۵۴ء میں مسئلہ بلقان کے حل پر مقرر ہو کر مہم بلقان پر روانہ ہوئے۔ ۱۸۵۸ء میں مالی و ملکی محکموں کا تجربہ حاصل کرنے کی غرض سے یورپ بھیجے گئے۔ آپ نے اپنی ملک و قوم کو کافی نفع پہنچایا۔ بغداد و کاظمیہ کے درمیان ٹریموے کا اجرا کیا۔ کپڑا بننے کے کارخانے۔ ہر قصبہ میں مدارس، شفاخانے اور بنک قائم کیے۔ یہ دستوری حکومت کے موئدین میں سے تھے اور اس تحریک کو کامیاب بنانے میں خاص کوشش کرتے تھے۔ دستوری حکومت قائم ہو جانے کے بعد دولت عثمانیہ سے مدحت پاشا کا اخراج کیا گیا اور وہ اطالوی بندرگاہ "برنڈزی" میں رکھے گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد ان کی تقدیر نے یاوری کی اور مدحت پاشا شام کے گورنر بنا کر دمشق بھیجے گئے۔ ۱۸۸۰ء میں صوبہ "ازمیر" کے گورنر بنائے گئے۔ اسی زمانہ میں وہ سلطان عبدالعزیز کے قتل میں متہم ہوئے اور ان پہ باقاعدہ مقدمہ چلایا گیا اور عدالت نے ان کو پھانسی کا حکم دیا۔ مگر دول یورپ کی سعی اور کوشش سے یہ سزا جلا وطنی سے بدل گئی اور مدحت پاشا بحیثیت جلا وطن طایف میں رکھے گئے۔ ۲۶۔ اپریل ۱۸۸۳ء کو رات کے وقت چند اشخاص مدحت پاشا کے کمرہ میں گھس آئے اور ان کا گلا گھونٹ کر ان کی زیست کا خاتمہ کر دیا۔

مذاق میاں - دلدار علی (مولوی) ابن شیخ نثار علی صدیقی محمدی بدایونی ولادت ۱۲۔ ربیع الاول ۱۲۳۵ھ مطابق ۱۸۱۹ء بدایوں میں ہوئی خاقانی ہند ذوق دہلوی کے ارشد تلامذہ میں تھے۔ مذاق تخلص کرتے تھے۔ زانوئے شاگردی تہ کرتے وقت فی البدیہہ قطعہ کہہ کر استاد کو سنایا تھا۔

کیا کہوں غرض اشتیاق اپنا
شعر کہنا غرض تھا شاق اپنا
ذوق تھا یہ ترے تلمذ کا
کہ تخلص کیا مذاق اپنا

انتقال سے ۳۰ سال قبل عاشقانہ شعر کہنا چھوڑ دیا تھا۔ صرف نعت و منقبت لکھا کرتے تھے اور ذکر و شغل میں مشائخانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ کبھی اپنا دیوان مرتب کرنے کی طرف توجہ نہ فرمائی۔ زمانہ شباب کے عاشقانہ کلام کا بڑا حصہ ضائع ہو گیا۔ انتقال کے بعد بعض شاگردوں نے آپ کے کلام کا ایک مجموعہ مرتب کیا۔ جس میں ہر قسم کا کلام داخل ہے۔ آپ کا انتقال ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۱۲ھ مطابق ۱۸۹۴ء بدایوں میں ہوا۔ بدایوں سے بریلی جانے والی پختہ سڑک کے قریب قاضی محلہ سے ایک فرلانگ کے فاصلہ پر آپ کا مزار ہے۔ جہاں ہر سال عرس ہوتا ہے۔

مراد اوّل - تاریخ میں مراد خاں غازی کے نام سے

مشہور رہی عثمانی حکومت ترکی کا تیسرا بادشاہ تھا اپنے والد اُرخاں کے بعد ۱۳۵۹ء مطابق ۷۶۱ھ میں تخت پر بیٹھا۔ ایشیا سے اپنا پایہ تخت منتقل کرکے سب سے پہلے ایڈریانوپل کو ۱۳۶۶ء میں دارالخلافہ مقرر کیا۔ یہ ایک بہادر بادشاہ تھا۔ ۳۷ فتوحات حاصل کیں۔ آخری لڑائی میں ایک سپاہی نے اکہتر برس کی عمر میں ۱۳۸۹ء مطابق ۷۹۱ھ شہید کر دیا۔ اس کا بیٹا بایزید اول جانشین ہوا۔

مراد بخش سلطان۔ عالمگیر بادشاہ کا چھوٹا بھائی تھا۔ شاہجہاں کے عہد میں گجرات اور ٹھٹہ کا صوبہ دار تھا۔ اس کو عالمگیر نے آپس کی خانہ جنگی کے بعد قید کر لیا۔ اور ۱۶۶۲ء مطابق ۱۰۷۲ھ میں قلعۂ گوالیار میں قتل کرا دیا۔ وہیں دفن ہے۔

مراد ثالث۔ دسمبر ۱۵۷۴ء مطابق شعبان ۹۸۲ھ میں اپنے والد سلطان سلیم ثانی کا جانشین ہوا۔ اور ترکی حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ اُس نے اپنے مخالفین سے جنگ کی اور ایران آرمینیا میڈیا اور شہر ٹارس کو فتح کیا اور اہل ہنگری سے قلعہ گینو چھین لیا۔ بتاریخ ۱۸ر جنوری ۱۵۹۵ء مطابق جمادی الاول ۱۰۰۳ھ انتقال کیا۔ اس کا بیٹا سلطان محمد سوم جانشین ہوا۔
"فتوحات شام" اسی کی تصنیف ہے۔ جس دن مراد ثالث نے دُنیا سے کوچ کیا۔ اُس دن ایک آندھی کا ایسا سخت طوفان آیا جس کو دیکھ کر لوگ یہ کہنے لگے کہ آج قیامت آنے والی ہے۔

مراد ثانی سلطان۔ محمد اول کے بعد ۱۴۲۱ء مطابق ۸۲۵ھ ہجری میں ترکی کے تخت پر بیٹھا یہ پہلا ترک عثمانی بادشاہ ہوا تھا۔ جس نے میدان جنگ میں توپ کا استعمال کیا۔ اس نے اپنی ہی زندگی میں تخت اپنے بیٹے محمد دوم کے حق میں چھوڑ دیا تھا۔ مگر بیٹا ناقابل ثابت ہوا اس لیئے اس کو عنان حکومت پھر ہاتھ میں لینی پڑی اور مشہور سکندر بیگ کا مقابلہ کیا۔ اہل ہنگری کو شکست دی۔ ۲ر فروری ۱۴۵۱ء مطابق ۸۵۴ھ ہجری کو وفات پائی۔ محمد دوم جانشین ہوا۔

مراد رابع سلطان۔ احمد اول بادشاہ ٹرکی کا بیٹا تھا۔ اپنے چچا مصطفےٰ اول کی معزولی کے بعد ۱۶۲۳ء مطابق ۱۰۳۲ھ میں بادشاہ ہوا ۱۶۳۷ء میں بغداد کو فتح کیا۔ ۸ر فروری ۱۶۴۰ء مطابق ۱۰۴۹ھ کو شراب نوشی کی کثرت سے ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بھائی ابراہیم بادشاہ ہوا۔

مراد مرزا۔ اکبر کا دوسرا بیٹا سلیمہ بیگم کے بطن سے تھا۔ ۸ر جون ۱۵۷۰ء مطابق ۹۷۸ھ کو بمقام فتح پور سیکری پیدا ہوا۔ ۱۵۹۵ء مطابق ۱۰۰۴ھ میں اکبر نے اس کو دکن کی مہم پر بھیجا اور کثرت مے نوشی کی وجہ سے بتاریخ یکم مئی ۱۵۹۹ء عیسوی مطابق ۱۵۔ شوال ۱۰۰۷ھ وفات پائی شاہ پور میں سپرد خاک ہوا۔ بعد کو لاش دہلی لائی گئی اور ہمایوں کے مقبرہ میں دفن کی گئی۔

مرتضیٰ خاں۔ دوست علی نواب ارکاٹ کا داماد اور بھتیجا۔ اُس نے صفدر علی پسر دوست علی کو زہر دلوایا۔ اور اُس کے بعد ڈوپلے نے اُس کی دولتمندی کا شہرہ سُن کر اس کو ارکاٹ کی مسند پر بٹھایا مگر تھوڑے

دنوں کے بعد یہ گدی سے دست بردار ہو گیا اور ویلور کو چلا گیا۔

مرتضیٰ خاں انجو۔ شاہجہانی عہد کا سردار اور صوبہ دار ٹھٹھہ تھا۔ ۱۶۲۹ء عیسوی مطابق ۱۰۳۸ھ ہجری میں فوت ہوا۔

مرتضیٰ خاں سید۔ آصف الدولہ نے اس کو اپنے مسند نشین ہونے کے وقت نائب السلطنت مقرر کر کے مختار الدولہ کا خطاب عطا کیا۔ لیکن ایک خواجہ سرا کی عداوت سے بتاریخ ۱۲ رمارچ ۱۷۷۶ء مطابق صفر ۱۱۹۰ھ قتل ہوا اور قاتل کو بھی شاہی حکم سے یہی روز بد دیکھنا پڑا۔

مرتضیٰ نظام شاہ۔ اپنے والد حسین نظام شاہ والی احمد نگر کی وفات کے بعد ۱۵۶۵ء مطابق ۹۷۲ھ میں تخت احمد نگر کا مالک ہوا۔ اس وقت یہ نابالغ تھا۔ لہذا چھ سال تک اس کی والدہ کنیزہ سلطانہ اس کی اتالیق رہی ۲۴ سال حکومت کی۔ اس کے بعد فاتر العقل ہو گیا اِس کے بیٹے میراں حسین شاہ نے اس مجنون بادشاہ کو حمام میں بند کر کے مار ڈالا اور خود ۱۵۔ جنوری ۱۵۸۹ء مطابق ۸ ربیع الاول ۹۹۶ھ کو بادشاہ بن بیٹھا۔

مرتضیٰ نظام شاہ ثانی۔ نظام شاہیوں کے خاندان سے احمد نگر کا برائے نام بادشاہ تھا ملک عنبر کی مدد سے ۱۶۰۰ء مطابق ۱۰۰۹ھ میں بادشاہ ہوا۔ ۱۶۲۸ء مطابق ۱۰۳۸ھ میں فتح خاں پسر ملک عنبر کے ہاتھ سے قتل ہوا اس کے بعد اس کا ایک دہ سالہ بیٹا حسین بادشاہ ہوا جو بعد کو شاہجہاں کا قیدی ہو کر قلعۂ گوالیار میں رہا۔

مرزا جان۔ جانی تخلص۔ مرزا جان جاناں کے والد تھے۔

مرزا جاناں۔ وزارت کے عہدے پر مامور تھا۔ عہد عالمگیر میں ۱۶۸۳ء مطابق ۱۰۹۵ھ میں فوت ہوا۔ اس کی قبر وزیر غازی کی قبر کے پاس ٹھٹھے میں اب تک موجود ہے اور اس پر سال وفات مندرجۂ بالا کندہ ہے۔

مرزا خان۔ کتاب تحفۃ الہند۔ اس کی تصنیف ہے جو ہند و لٹریچر (ادب) پر لکھی گئی اور اعظم شاہ کے نام پر معنون کی گئی تھی۔

اس میں فن موسیقی کا حصہ "راگ ارنروا" اور "راگ درپن" سے لیا گیا ہے۔

مرزا رستم۔ قندھار کے ایک شہزادہ کا نام ہے مرزا سلطان حسین نبیرہ شاہ اسمٰعیل بادشاہ ایران کا بیٹا تھا۔ اپنے بھائیوں اور ازبکوں کے مظالم سے تنگ آ کر ہندوستان چلا آیا تھا۔ ۱۵۹۳ء مطابق ۱۰۰۱ھ میں اکبر کے دربار میں رسائی ہوئی۔ بادشاہ کو قندھار کا قلعہ نذر کیا جس کے عوض میں اکبر نے اس کو مالوہ کا صوبہ دار مقرر کر دیا۔ مقربین شاہی میں داخل تھا۔

مرزا شفیع۔ مرزا نجف خاں وزیر کا بھتیجا تھا مرزا کی وفات پر جانشینی کے متعلق افراسیاب سے لڑائی ہوئی اور ستمبر ۱۷۸۳ء مطابق ۱۱۹۸ھ میں محمد بیگ ہمدانی کے ہاتھ سے قلعۂ آگرہ کے سامنے قتل کر دیا گیا۔

مرزا علی خاں (لطف) اس کا والد نادر شاہ کے ساتھ ہندوستان آیا اور یہیں سکونت

اختیار کرلی۔ استر آباد کا رہنے والا تھا۔ رفتہ رفتہ دربار دہلی میں رسائی ہوگئی۔ مرزا علی خاں نے سب سے پہلا تذکرہ اردو زبان میں لکھا جو ۱۸۰۱ء میں شایع ہوا اور اس کا نام گلشن ہند رکھا گیا اس سے پہلے جس قدر تذکرے لکھے گئے تھے اُن میں شعرا کا حال فارسی زبان میں تھا اور کلام اردو ہوتا تھا۔ گلشن ہند میں حال اور کلام دونوں اردو میں ہیں۔ اس کا سلسلۂ شاعری مرزا سودا کے واسطے سے مرزا حاتم تک پہنچتا ہے۔ حیدر آباد میں فوت ہوا۔

مرزا محمد۔ بلبل تخلص تھا۔ فن بربط نوازی میں ماہر تھا۔ ایران میں ابتک یہ بات مشہور چلی آتی ہے کہ جس وقت وہ بربط بجاتا تھا بلبلیں درختوں پر خوشی سے وجد کرتی تھیں اور بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑتی تھیں۔

مرزا محسن۔ برادر نواب صفدر جنگ اس کا خطاب نواب عزت الدولہ تھا۔

مرزا مہر نصیر۔ کریم خاں شاہ ایران کی ملازمت میں ایک طبیب تھا۔ فن شعر سے بھی ذوق رکھتا تھا۔ اس کی بہت سی نظموں میں ایک مثنوی مشہور ہے۔ اس نے ۱۸۰۰ء مطابق ۱۲۱۵ھ کا زمانہ پایا تھا۔

مرزا نجف۔ ملاحظہ ہو نجف خاں۔

مرزا نصیر۔ ایک شاعر تھا۔ شاہ عالم کے عہد میں ماژندران سے ہندوستان آیا۔ اس کے بیٹے ملک خاں نے نواب صمصام الدولہ ملک محمد خاں دلیر جنگ کا خطاب حاصل کیا۔

مرزا فصیر۔ نواب شجاع الدولہ کے پرنانا کا نام ہے۔ بادشاہ بہادر شاہ بن عالمگیر کے ابتدائی زمانہ میں فارس سے ہندوستان آیا۔ ۱۷۰۸ء مطابق ۱۱۲۰ھ میں پٹنے میں ایک ذمہ داری کے عہدے پر ممتاز ہوا وہیں فوت ہوا۔ پٹنے میں ابتک اس کی قبر موجود ہے اس کے دو بیٹے تھے۔ جن میں ایک صاحبزادہ محمد امین نامی اپنے باپ کے انتقال کی خبر سن کر ۱۷۱۳ء میں فارس سے ہندوستان آکر فرخ سیر کے عہد میں آگرہ کی قلعہ داری پر مقرر ہوا اور رفتہ رفتہ برہان الملک سعادت خاں کے لقب سے وزارت اودھ پر فائز ہوا۔

مرشد قلی خاں۔ عہد شاہجہانی میں متھرا کا فوجدار تھا۔ ۱۶۳۸ء مطابق ۱۰۴۸ھ میں وہیں مارا گیا۔

مرشد قلی خاں رستم جنگ۔ شجاع الدین صوبیدار بنگال کا داماد تھا۔ رستم جنگ نام کٹک کا ناظم تھا۔ مہابت جنگ نواب بنگال سے شکست کھاکر ۱۷۳۹ء میں دکن چلا گیا۔ وہیں فوت ہوا۔ شاعر بھی تھا۔ سرشار تخلص تھا۔

مرشد قلی خاں نواب بنگال۔ ملاحظہ ہو جعفر خاں۔

مرصع رقم۔ کتاب نوطرز مرصع کے مصنف ہیں۔

مرغنانی۔ نام برہان الدین علی بن محمد تھا۔ اور اپنے وطن مرغنان کی وجہ سے مرغنانی تخلص اختیار کیا تھا۔ مرغنان نواح ماوراالنہر میں ایک شہر ہے۔ ہدایہ انھیں کی تصنیف سے ہے۔ ۱۱۹۷ء مطابق ۵۵۲ھ میں وفات پائی۔

مروان ابن الحکم۔ خاندان بنی اُمیہ کا چوتھا خلیفہ تھا۔ حضرت عثمانؓ کا حقیقی عمزاد بھائی

تھا۔ معاویہ ثانی کی وفات پر خالد پسر یزید کو اپنی چالاکیوں سے تخت سے محروم کردیا اور اس کی والدہ زینب سے نکاح کرلیا۔ کہا جاتا ہے کہ زینب نے یہ شرط کرلی تھی کہ مروان کے بعد اس کا بیٹا خالد خلیفہ ہو لیکن مروان نے اپنے بیٹے عبدالملک کو اپنا ولی عہد قرار دیدیا۔ اس پر مروان کو زینب نے زہر دے کر مار ڈالا ۶۸۴ء مطابق ۶۴ھ میں خالد خلیفہ ہوا۔ ۲۹۸ دن حکومت کی۔ دمشق پایہ تخت تھا۔ اس کے زمانہ میں عراقیوں نے شہدائے کربلا کا انتقام لینے کے لئے جنگ کی۔ خلیفہ نے ان کے حملے پسپا کیے۔ ۱۲۔ اپریل ۶۸۵ء مطابق ۲۔ رمضان ۶۵ھ کو زہر دے کر ہلاک کیا گیا۔

مروان ابن حفصہ۔ ایک مشہور عربی شاعر خلیفہ مہدی کے زمانہ میں گزرا ہے جس کی ایک نظم سے خوش ہو کر خلیفہ نے اس کو ستر ہزار درہم جو سولہ سو پونڈ کی برابر ہوئے عطا کیے تھے۔

مروان الحمار۔ خاندان بنی امیہ کا آخری خلیفہ محمد کا بیٹا تھا۔ اولاً یہ عراق کا حاکم رہا۔ اور عیسائیوں کے مقابلے میں بہت بہادری سے لڑا اور الحمار کا خطاب پایا۔ حمار عراق کے عمدہ خچروں کی اس نسل کو کہتے ہیں جو دشمن کے مقابلے سے منہ نہیں پھیرتی۔ ابراہیم بن ولید دوم کو معزول کرکے ۷۴۵ء مطابق ۲۶۔ ذی الحجہ ۱۳۲ھ کو دمشق میں خلیفہ ہوا۔ ۵۔ اگست ۷۵۰ء کو ابوالعباس السفاح کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ اور خاندان عباسیہ میں خلافت منتقل ہوگئی۔ جس کے پہلے خلیفہ ہی السفاح ہوئے۔

مریمؑ۔ حضرت مریم کہلاتی ہیں۔ قرآن شریف کی سورۂ مریم میں آپ کا ذکر ہے۔ حضرت عیسےؑ پیغمبر کی والدہ تھیں۔ اپنی عفت کے لئے ضرب المثل ہیں۔

مریم یا ماریہ۔ آپ کو مقوقس بادشاہ اسکندریہ نے حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بطور ہدیہ کے بھیجا تھا جو بعد کو امہات المومنین میں داخل ہوگئیں آپ مصری یا قبطی تھیں۔ آپ کے بطن سے ایک پسر ابراہیم پیدا ہوئے تھے جو بچپن میں انتقال کر گئے ۶۳۲ء مطابق ۱۶ھ میں وفات پائی۔

مریم زمانی۔ راجہ بہارامل کچھواہہ کی دختر اور اکبر بادشاہ کی بیگم تھی۔ اس کا اصل نام معلوم نہیں۔ جہانگیر اس کے بطن سے پیدا ہوا۔ ۱۶۲۳ء مطابق ۱۰۳۲ھ میں وفات پائی۔ سکندرہ ضلع آگرہ میں دفن ہے۔

مزدک۔ فارسی ادب میں زندیق کے نام سے مشہور ہے۔ قباد پدر نوشیرواں عادل کے زمانہ میں گزرا ہے۔ نوشیرواں نے اس کو قید کر کے مروا ڈالا۔

مست۔ ذوالفقار علی صاحب "تذکرہ ریاض الوفاق" ملاحظہ ہو ذوالفقار علی۔

مستجاب خاں۔ حافظ رحمت خاں کے بیٹے اور گلستان رحمت کے مصنف ہیں جس میں روہیلوں کا خاصکر حافظ رحمت خاں کا حال درج ہے۔ ۷۴ برس عمر پا کر فروری ۱۸۲۳ء مطابق ۲۔ شوال ۱۲۳۸ ہجری کو وفات پائی۔

مستعد خاں۔ محمد ساقی نام تھا۔ اور مستعد خاں لقب۔ عنایت اللہ خاں وزیر بہادر شاہ اول کا میر منشی تھا۔ اس نے بہادر شاہ سے پہلے بھی چالیس سال تک دربار عالمگیری کے حالات کو نظر غور سے مطالعہ کیا تھا اور اپنے چشم دید مشاہدات کو ایک تاریخ کی صورت میں قلمبند کیا جو معاصر عالمگیری کے نام سے مشہور ہی یہ کتاب ۱۷۱۰ء مطابق ۱۱۲۲ھ میں اتمام کو پہونچی۔

معتصم باللہ۔ ملاحظہ ہو المعتصم۔

مسرور۔ ولی محمد خاں کا تخلص ہی جو عہد طہماسپ ثانی شاہ فارس میں لاہور کا حاکم تھا۔

مسعود اول سلطان۔ سلطان محمود غزنوی کا بیٹا تھا۔ اپنے بڑے بھائی محمد کو اندھا کرکے تخت سے محروم کر دیا۔ اور خود ۴۲۱ھ ہجری مطابق ۱۰۳۰ء میں بادشاہ ہوا۔ اپنے والد کے ہندوستانی مفتوحہ صوبوں کو برقرار رکھنے کی غرض سے کئی مرتبہ فوج لیکر ہندوستان آنا پڑا لیکن وہ اپنی سلطنت کی توسیع نہ کر سکا کیونکہ سلجوقی تاتاریوں کے حملے سے ملک کی حفاظت کا اہم کام اُس کے ذمے آ پڑا تھا بہت سی لڑائیاں اس کو لڑنی پڑیں۔ آخر میں طغرل بیگ سلجوقی سے ۱۶ جون ۱۰۳۵ء مطابق ۹۔ رمضان ۴۲۶ھ کو شکست کھائی اور لاہور کی طرف چلا آیا اور اسی مقام کو اپنا پایۂ تخت بنانے کا ارادہ کیا مگر اس کی فوج نے اس کو قید کر لیا۔ اور اُس کے بھائی محمد کو تخت پر بٹھا دیا۔ مسعود قید کی حالت میں احمد بن محمد اپنے بھتیجے کے ہاتھ سے ۱۰۴۱ عیسوی مطابق ۴۳۳ھ میں قتل ہوا۔

مسعود ثالث سلطان۔ سلطان ابراہیم کا بیٹا۔ اپنے باپ کی وفات کے بعد ۱۰۹۸ء مطابق ۴۹۲ھ ہجری میں تخت غزنی پر بیٹھا غزنی اور لاہور پر ۱۶ سال حکومت کی سلطان سنجر سلجوقی کی دختر سے شادی کی سلطان مسعود ۱۱۱۴ء مطابق ۵۰۸ھ ہجری میں فوت ہوا۔ اس کا جانشین اس کا بیٹا شیرزاد ہوا۔

مسعود ثانی سلطان۔ سلطان مودود کا بیٹا اپنے والد کی وفات پر دسمبر ۱۰۴۹ء مطابق ۴۴۱ھ میں غزنی کے تخت پر بیٹھا صرف چھ روز حکومت کرنے کے بعد معزول کر دیا گیا اور ابو الحسن علی بن سلطان مسعود اول بادشاہ ہوا۔

مسعود حصاری مولینا۔ ہمایونی عہد کا ایک شاعر تھا۔ جس وقت ہمایوں ۱۲۔ ربیع الاول ۹۶۳ھ مطابق ۱۵۵۵ء کو بالا خانے سے اُترتے میں نیچے گر کر فوت ہوا۔ اُس نے تاریخ وفات لکھی تھی۔ اکبر کے ابتدائی زمانہ میں فوت ہوا۔

مسعود خواجہ۔ مقام باک جو بخارا کے قریب واقع ہی اُس کا وطن تھا۔ کچھ عرصے تک ماوراء النہر میں حکومت کی۔ اس میں ابتدا سے درویشی کے سب اوصاف پائے جاتے تھے آخر بادشاہی چھوڑ کر فقیری اختیار کی۔ اور تصنیف و تالیف میں اپنی زندگی گزار دی ام النصائح فن تصوف میں اس کی تصنیف ہی ایک فارسی دیوان موسومہ "نور العین" بھی یادگار ہی۔ جس میں تین ہزار سے زیادہ اشعار ہیں۔

مسعود خواجہ۔ ملاحظہ ہو خواجہ مسعود۔

مسعود رابغ سلطان۔ سلطان محمد سلجوقی کا بیٹا اور طغرل ثانی کا بھائی تھا۔ طغرل کے بعد ہمدان کا بادشاہ ہوا۔ اس کی حکومت تقریباً ۱۱۳۴ء مطابق ۵۲۹ھ سے شروع ہوتی ہے اتابک یلدگز اس کا مشہور وزیر گزرا ہے۔ ۱۱۵۲ء مطابق یکم رجب ۵۴۷ھ کو انتقال کیا۔

مسعود سعد سلمان۔ جرجان کا رہنے والا منوچہر کے زمانہ میں جو ۱۰۶۰ء مطابق ۴۵۲ھ کے قریب ہوا۔ مشہور شاعر تھا۔ عربی فارسی دونوں زبانوں میں اس کا دیوان موجود ہے۔

مسعود سعد سلمان۔ پیدائش بمقام لاہور تخمیناً پانچویں صدی کے آخر میں ہوئی۔ باپ کا نام سعد سلمان تھا جو شاہ غزنی کی طرف سے لاہور اور دوسرے مقامات میں بہت سی جائداد کا مالک تھا اس کے مرنے پر لوگوں نے ازراہ ظلم مسعود سے یہ جاگیر چھین لی جس کی دادخواہی کے واسطے وہ غزنی پہونچا وہاں اس کے دشمنوں نے غلط الزامات لگاکر اس کو قید کرادیا۔ اس نے سلطان ابراہیم شاہ غزنی کی مدح اور اپنی تکالیف کے اظہار میں قصیدہ لکھا اور قید سے رہائی پائی۔ مرثیے بھی بہت عمدہ لکھے ہیں۔ سیف الدولہ سلطان لاہور کی مدح میں بھی اس کے اکثر قصیدے ہیں ۵۱۵ھ مطابق ۱۱۲۱-۲۲ء یا ۱۱۲۵ء مطابق ۵۱۹ھ میں وفات پائی۔

مسعود غازی سالار۔ سید سالار مسعود بن سالار ساہو محمود غزنوی کے بھانجے تھے۔ انھوں نے ہندوستان میں اشاعت اسلام کے لئے مختلف لڑائیاں لڑیں ۴۲۳ھ مطابق ۱۰۳۳ء میں بہرائچ کی مشہور لڑائی میں شہید ہوئے وہیں ان کا مزار ہے۔ اور ہر سال جیٹھ کے پہلے اتوار کو ان کی یادگار میں ایک بڑا میلا ہوتا ہے۔

مسعودی۔ مصر کے ایک مشہور مورخ کا نام ہے اس نے ۹۱۵ء میں ہندوستان لنکا اور ساحل چین کا سفر کیا۔ اس کی ضخیم تاریخ اخبار الزمن بیس جلدوں میں مشہور ہے کتاب الاوسط تصنیف کی جس کو اخبار الزمن کا تتمہ کہا جاسکتا ہے۔ اس کی تیسری کتاب معدن الجواہر ہے جو پہلی دو کتابوں کا خلاصہ ہے۔ اس کتاب میں مصریوں کے ابتدائی انکشافات جو اس نے اہرام مصری کی امداد سے کیے تھے لکھے گئے ہیں۔ ۹۵۶ء مطابق ۳۴۵ھ میں انتقال ہوا۔ اس مورخ کی آخری تصنیف معدن الجواہر کا انگریزی ترجمہ ڈاکٹر اسپرنگر نے کیا ہے۔

مسکین شاہ۔ نواح کرنال (جنوبی ہند) میں ایک بزرگ گزرے ہیں۔ کرنال کے اکثر نواب ان کے مرید تھے۔ یہ شاعر بھی تھے۔ ایک دیوان یادگار چھوڑا ان کی قبر قصبہ کرنال سے ایک میل کے فاصلہ پر موجود ہے۔

مسلم ابن عقبہ۔ ۶۸۳ء مطابق ۶۳ھ میں یزید بن معاویہ اول کی طرف سے مدینہ کا حاکم مقرر ہوا۔ اہل مدینہ کی سرکوبی کے لئے جنھوں نے یزید سے بغاوت کی تھی شامی فوج لیکر اس طرف چلا مگر راہ میں بمقام حرا ایک سخت جنگ ہوئی۔ مدینے کی بے حرمتی کی گئی بہت سے لوگ شہید ہوئے جن میں جلیل القدر صحابہ اور اہل شہر شریک تھے۔ اس کو تاریخ

میں مسلم سفاک کے نام سے یاد کیا گیا ہو اس
واقعہ کے بعد اپنی فوج کو لیکر مکے پر چڑھائی کی
گمراہ میں ستمبر ۶۸۳ء مطابق محرم ۶۴ھ میں
موت نے کام تمام کردیا۔

مسلم ابن عقیل۔ حضرت امام حسینؑ کے چچا زاد بھائی
تھے جو کوفے کو امام حسینؑ کی طرف سے بیعت لینے
کے لیے قبل واقعہ کربلا تشریف لے گئے تھے مگر
کوفیوں نے ان کے ساتھ دغا کی۔ اور ان کو شہید
کرڈالا۔ ۸ ذی الحجہ ۶۰ھ کو شہادت
ہوئی۔

مسلم بن عمر۔ قطیبہ کے باپ تھے۔ مصعب ابن
زبیر کے ساتھ لڑائی میں ۶۹۰ء مطابق ۷۱ھ
میں قتل ہوئے۔

مسیح۔ حکیم رکن الدین کاشی کا تخلص ہو۔

مسیح۔ اصل نام حاتم تھا۔ نظم قصہ منوچہر کا مصنف ہو
جو اس نے ۱۶۶۰ء مطابق ۱۰۷۰ھ میں تصنیف
کرکے بادشاہ شاہجہاں کے نام پر معنون کیا۔

مسیحائے اخوند کاشانی۔ اس کا تخلص صاحب
تھا۔ آقا حسین خوانساری سے تلمذ تھا۔ اور اُس کا خویش
تھا۔ اس کو اوصاف حمیدہ نے معاصرین میں ہردلعزیز
بنا دیا تھا۔ نظم و نثر میں کامل دستگاہ تھی۔ بمقام
اصفہان اٹھارھویں صدی کے شروع میں فوت
ہوا۔

مسیحی۔ قسطنطنیہ میں ایک مشہور ترکی شاعر گزرا ہے
سلطان سلیمان ثانی کا عہد پایا تھا۔ ۱۵۱۲ء مطابق
۹۱۸ھ میں انتقال ہوا۔

مسیحی ملا۔ سعد اللہ مقرب خاں کے متبنّی کا تخلص تھا
پانی پت وطن تھا۔ عہد جہانگیر میں گزرا ہے
رامائن کا فارسی ترجمہ سب سے پہلے اس نے کیا

مسیر۔ شہزادہ مرزا ہمایوں قدر کا تخلص ہے یہ
مرزا خورشید قدر کے بیٹے تھے۔

مسیلمہ کذاب۔ جن تین شخصوں نے آں حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی بے نظیر کامیابی اور
فتوحات کو دیکھ کر ادعائے نبوت کیا تھا اُن میں
ایک مسیلمہ بھی تھا یہ ایک نامور شعبدہ باز
قبیلہ بنی حنیفہ کا سردار تھا۔ تقریر میں
مہارت رکھتا تھا۔ یمن میں ایک جماعت کثیر
اس کی پیرو ہوگئی تھی۔ اس نے دو سفیر
خط دے کر دربار نبوت میں بھیجے اور یہ لکھا کہ
میں بھی نبی ہوں اور آپ بھی نبی ہیں اس لیے
مَیں چاہتا ہوں کہ آپ مُلک عرب نصف مجھے
دیدیں اور نصف خود رکھیں۔ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اس کو جواب میں یہ لکھا بھیجا کہ
تیرا خط جو افترا سے پُر ہو پہونچا۔ ملک خدا
کا ہو وہ جس کو چاہتا ہو اُس کو اُس کا
وارث بنا دیتا ہو۔ سلامتی اُس پر ہو جو راہ
راست پر چلے۔ آنحضرتؐ نے یہ پیشینگوئی بھی
کی تھی کہ خدا مسیلمہ کذاب کو ہلاک کرے گا
چنانچہ خلیفہ اول کی خلافت کے زمانہ میں مسیلمہ
کذاب جنگ یمامہ میں ۱۲ھ مطابق ۶۳۳ء میں
قتل ہوا۔

مشتاق۔ میر سید علی اصفہانی کا تخلص ہو۔ ایک دیوان
یادگار رہی۔ بہادر شاہ بادشاہ دہلی کا عہد پایا۔

مشتاق۔ محمد قلی خاں ساکن پٹنہ کا تخلص
ہو۔ ہاشم قلی خاں کا بیٹا۔ اور محمد روشن جوشش کا
شاگرد تھا۔ نواب زین الدین احمد خاں
ہیبت جنگ کی سرکار میں ملازم رہا۔ ۱۸۰۱ء
مطابق ۱۲۱۶ھ میں فوت ہوا۔

مشفقی۔ بخارا کا رہنے والا شاعر تھا ۹۴۵ھ مطابق ۱۵۳۸ء میں بخارا میں پیدا ہوا ایک دیوان یادگار ہے جو ۱۵۷۵ء مطابق ۹۸۳ھ میں مکمل ہوا۔

مصاحب مرزا۔ ایران میں صائب کے بعد ایک شاعر گزرا ہے جو اس کی طرز کا تتبع کرتا تھا ۱۷۴۵ء مطابق ۱۱۵۸ھ میں زندہ تھا۔

مصحفی۔ اصل نام غلام ہمدانی اور وطن امروہہ ضلع مرادآباد روہیل کھنڈ ہے۔ اگرچہ ان کی شاعری کی نشو و نما لکھنؤ میں ہوئی مگر ہمیشہ دہلی کے مستقل رہے۔ اردو کے مشہور اساتذہ میں گزرے ہیں۔ فارسی بھی لکھتے تھے۔ اردو اور فارسی کے دو دیوان اور ایک تذکرہ شعرا ان سے یادگار ہیں۔ ۱۸۲۴ء مطابق ۱۲۴۰ھ میں فوت ہوئے خواجہ آتش اور اسیر لکھنوی ان کے مشہور تلامذہ میں تھے۔ انشا، و جرأت کے ہمعصر تھے۔

مصروف۔ نواب خان بہادر خاں بن ذوالفقار خاں بن حافظ رحمت خاں بریلوی کا تخلص ہے ایک دیوان کے مصنف ہیں۔ ۱۸۵۷ء میں جب کہ ان پر بغاوت کا الزام لگایا گیا تھا ہندوستان سے حجاز کو چلے گئے۔

مصطفےٰ اوّل سلطان۔ اپنے بھائی احمد اول سلطان ترکی کے ۱۶۱۷ء مطابق ۱۰۲۵ھ میں جانشین ہوئے۔ ان کی حکومت کا زمانہ اچھا نہیں گزرا لہٰذا ۱۶۱۸ء مطابق ۱۰۲۷ھ میں ان کو معزول کر دیا گیا اور ان کے بھتیجے عثمان ثانی بادشاہ ہوئے۔ مگر ۱۶۲۱ء مطابق ۱۰۳۰ھ میں عثمان کو قتل کیا گیا اور مصطفےٰ دوبارہ تخت نشین ہوئے ان کو بھی ۱۶۲۳ء مطابق ۱۰۳۲ھ میں فوج کے زبردست ہاتھ سے روز بد دیکھنا پڑا۔ مراد چہارم۔ ان کی جگہ سلطان ہوئے۔

مصطفےٰ بن محمد سعید۔ کلام مجید کی تفسیر فارسی معروف بہ اقسام آیات قرآن کے مصنف ہیں۔

مصطفےٰ ثالث سلطان بن احمد ثالث

۱۷۵۷ء مطابق ۱۱۷۱ھ میں اپنے بھتیجے عثمان ثالث کی جگہ ترکی کے سلطان ہوئے تمام وقت عیش و عشرت میں گزرتا تھا ارکین حکومت سلطنت کا کام کرتے تھے۔ بتاریخ ۲۱ جنوری ۱۷۷۴ء مطابق ۱۱۸۸ھ فوت ہوئے۔ احمد چہارم ان کے بھائی بادشاہ ہوئے ان کو عبدالحمید بھی کہتے ہیں۔

مصطفےٰ ثانی سلطان۔ محمد چہارم کے بیٹے تھے۔ ۱۶۹۵ء مطابق ۱۱۰۶ھ میں احمد ثانی کے جانشین ہوئے۔ ترکی کے نامور اور بہادر سلاطین میں ان کا شمار ہے انہوں نے تیمور کے مقام پر شاہ پرستوں کو شکست دی اور اور اہل وینس اہل پولینڈ اور روسیوں پر حملہ کیا اور کثیر نقصان کے ساتھ اُن کو پسپا کیا۔ اُس کے بعد سلطان ایڈریانوپل میں آکر عیش و عشرت میں مصروف ہو گئے اور اسی کی بدولت تخت جاتا رہا۔ ۱۷۰۳ء مطابق ۱۱۱۵ھ میں معزول ہوئے اور چھ ماہ کے بعد فوت ہو گئے۔ احمد ثالث ان کے بھائی سلطان ہوئے۔

مصطفےٰ خاں نواب۔ دیکھو شیفتہ

مصطفےٰ سلطان چہارم۔ بتاریخ ۲۹ مئی ۱۸۰۷ء مطابق ۱۲۲۲ہجری سلیم ثالث

سلطان ترکی کے جانشین ہوئے۔ ایک سال حکومت کرنے کے بعد ۱۸۰۸ء مطابق ۱۲۲۳ھ میں معزول اور قتل کیے گئے۔ محمود ثانی تخت نشین ہوئے۔

مصطفٰے کمال پاشا۔ ۱۸۸۰ء میں بمقام سالونیکا پیدا ہوئے۔ ۱۸۹۸ء میں مدرسۂ حربیہ میں داخل ہوئے۔ ۱۹۰۱ء میں فوج میں داخل ہوئے۔ دمشق میں فوجی خدمات انجام دینے کے بعد مقدونیہ بھیجدیے گئے انجمن اتحاد و ترقی کے سرگرم ممبر رہے ۱۹۱۱ء میں طرابلس پہنچکر عربوں کی ایک جرّار باقاعدہ فوج طیار کی۔ ترکی کے پے در پے انقلابات کے بعد کمال پاشا نے ۱۹۲۰ء سے انگورہ کو دارالسلطنت بنایا۔ کمال پاشا نے متعدد لڑائیوں میں بحیثیت کمانڈر انچیف خاصی کامیابی اور نیکنامی حاصل کی۔
کمال پاشا انگورہ کی قومی مجلس کے صدر ہیں اور صرف ۶۰ پونڈ ماہوار تنخواہ لیتے ہیں انگورہ کی حکومت ملیہ نے ۱۹۲۴ء میں خلافت کو سلب کرکے سلطان عبدالمجید خاں موجودہ خلیفہ کو جلاوطن کر دیا۔

مصعب۔ عبداللہ بن زبیر کے حقیقی بھائی تھے جب عبداللہ بن زبیر نے واقعۂ کربلا کے بعد مکّے میں اپنی خلافت کا اعلان کر دیا اور جس وقت مروان اور ان کے بیٹے عبدالملک عراق میں حکومت کر رہے تھے عبداللہ بن زبیر حجاز میں فرماں روا تھے۔ اُس وقت مصعب ان کی طرف سے بصرے کے حاکم تھے تقریباً ۶۹۰ء مطابق ۷۱ھ میں خلیفہ عبدالملک نے ایک بڑی فوج کے ساتھ مدینے پر چڑھائی کی تھی۔ مصعب اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر کی طرف سے لڑے اور کام آئے۔

مصعب بن عمیرہ۔ اُن اول المومنین سے ہیں جو ارقم کے گھر میں جو کعبے کے مشرق میں کوہ صفا کے ڈھلوان حصہ پر واقع ہے اور جو ابتک حاجیوں کی زیارتگاہ بنا ہوا ہے ایمان لائے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مدینہ بھیجا تھا تاکہ وہاں کے مسلمانوں کو اسلام کی تلقین کریں۔ سعد بن معاذ نے آپ ہی کی ہدایت سے اسلام قبول کیا اور غزوہ بدر میں [illegible] لشکر کے علم بردار بنے۔

مصلح الدین سعدی۔ شیخ سعدی شیرازی کا اصل نام ہے۔ ملاحظہ ہو سعدی۔

مصلح الدین لاری۔ لار واقع ایران کا ساکن اور کتاب مراۃ الادوار کا مصنف ہے

مضطر۔ افتخار حسین ابن حافظ سید احمد حسین رسوا سید رضوی۔ ان کے بھائی بسمل نواب صاحب بہادر ٹونک کے استاد تھے۔ اُن کی وفات کے بعد یہ فخر مضطر کو حاصل ہوا۔ موجودہ خطاب افتخار الشعراء اعتبار الملک خان بہادر افتخار جنگ بھی اسی دربار سے ملا۔ ان کی والدہ ماجدہ ایک فاضلہ اور شاعرہ مولانا فضل حق خیرآبادی کی دختر تھیں۔ عربی و فارسی کی تعلیم والدہ سے پائی اور اپنے کلام کی اصلاح انھیں سے لیتے تھے۔ پھر حضرت امیر مینائی سے اصلاح لی۔ پیدائش ۱۲۸۳ھ مطابق

مطابق ۱۹۶۵ء ہنوز زندہ ہیں۔ کبھی سال ہوئے ان کا ایک حمدیہ دیوان بنام "نذر خدا" اور نعتیہ دیوان "نذر مصطفےٰ" شائع ہوا ہے۔

مضمون۔ شیخ شرف الدین کا تخلص ہے جو بابا فرید گنج شکر کی اولاد میں تھے۔ چالیس سال کی عمر میں گوشہ نشینی اختیار کی۔ اور بقیہ تمام عمر زینت المساجد (دہلی) کے حجرہ میں یاد الٰہی میں گزار دی۔ نعت اور معرفت کے اشعار کہتے تھے۔ مظہر جانجاناں اور خان آرزو کے شاگرد تھے ۱۷۴۵ء مطابق ۱۱۵۸ھ میں فوت ہوئے۔ مضمون کے استاد خان آرزو ان کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ مضمون کے دانت قبل از وقت گر گئے تھے۔ جس کی وجہ سے آرزو ان کو پیار میں شاعر بیدانہ کہتے تھے۔

مطعم بن عدی۔ کفار عرب کا سردار تھا۔ آنحضرت صلعم کے چچا ابو طالب کفار قریش کے مظالم سے تنگ آکر ان کے اس اعلان کے بعد کہ کوئی شخص خاندان بنی ہاشم سے نہ خرید و فروخت کرے نہ قرابت کرے جب تک وہ محمد صلعم کو قتل کے لیے حوالہ نہ کر دیں۔ تمام خاندان ہاشمی کو ساتھ لیکر شعب ابو طالب (یہ پہاڑ کا ایک درہ ہے جو خاندان بنی ہاشم کی ملکیت میں تھا) میں پناہ گزیں ہوئے تھے تو تین برس گزرنے کے بعد بعض سرداران قریش میں یہ مشورہ ہوا کہ اب اس معاہدہ کو منسوخ کر دیا جائے۔ ابو جہل اس رائے کے خلاف تھا۔ لیکن مطعم ہی وہ شخص تھا کہ جس وقت یہ مشورہ ہو رہا تھا اس نے ہاتھ بڑھا کر دستاویز معاہدہ کو چاک کر ڈالا۔ اور بعض اور سرداروں کو ساتھ لیکر بنو ہاشم کو درہ سے نکال لایا۔

جب آں حضرت صلعم سنہ ۱۰ نبوی کے قریب طائف سے دعوت اسلام دیکر اور وادی نخلہ میں قیام فرما کر حرا میں تشریف لائے تو مطعم ہی نے آپ کو اپنی حمایت میں لیا تھا جس وقت حرا سے شہر مکہ میں آپ داخل ہوئے مطعم اونٹ پر سوار ساتھ تھا۔ حرم کے پاس پہنچکر اس نے بآواز بلند اعلان کیا کہ میں نے محمد صلعم کو پناہ دی ہے۔

مظفر الدین زنگی۔ ملاحظہ ہو سنقر۔

مظفر جنگ۔ ظفر حسین خاں بھی کہلاتے ہیں فرخ آباد کے نواب تھے۔ اصل نام دلیر ہمت خاں تھا۔ اپنے والد احمد خاں بنگش کی جگہہ نومبر ۱۷۷۱ء مطابق شعبان ۱۱۸۵ھ میں مسند نشین ہوئے اور شاہ عالم بادشاہ دہلی نے مظفر جنگ کا خطاب دیا۔ انھوں نے اپنی جاگیر ۴۔ جون ۱۸۰۲ء کو انگریزوں کے حوالہ کر دی جس کے معاوضہ میں ایک لاکھ آٹھ ہزار سالانہ پنشن پاتے تھے۔ اُن کی وفات پر یہ پنشن اُن کے پوتے تفضل حسین خان کو ملنے لگی۔

مظفر جنگ۔ نواب ہدایت محی الدین خاں نام۔ مظفر جنگ سعد اللہ خاں خطاب تھا۔ آصف جاہ اول کے نواسے۔ متوصل خاں کے بیٹے اور بیجاپور کے صوبیدار تھے۔ ان کو اپنے نانا کی وراثت کا دعوئ تھا اس لیے اُنھوں نے نظام کے ملک پر قبضہ کرنے کی نیت سے اپنے ماموں ناصر جنگ کے خلاف چڑھائی کر دی۔ چندا صاحب جو دوست علی نواب ارکاٹ کے داماد اور اُن کے رفیق تھے۔ ۲۳۔ جولائی ۱۷۴۹ء کو فرانسیسوں کی

مدد سے ارکاٹ پر حملہ آور ہوئے۔ نواب انور الدین کو قتل کیا۔ ناصر جنگ اس لڑائی کی خبر سنکر آگے بڑھے۔ مگر مظفر جنگ بھاگ گئے اور بالآخر قید ہوئے۔ ۱۷۵۰ء مطابق ۱۱۶۴ھ میں ناصر جنگ شہید ہوئے ان کے بعد مظفر جنگ مسند نشین ہوئے اور صرف دو ماہ حکومت کی۔ ۱۷ ربیع الاول ۱۱۶۴ھ مطابق ۱۷۵۱ء کو اسی ہمت خاں بندوقچی نے جس نے ناصر جنگ کو شہید کیا تھا ان کو بھی شہید کر دیا۔ صلابت جنگ ان کی جگہ مسند نشین ہوئے۔

مظفر حسین۔ بن سلطان حسین مرزا۔ اپنے والد کی وفات کے بعد ۱۵۰۶ء مطابق ذی الحجہ ۹۱۱ھ میں اپنے بھائی مرزا بدیع الزماں کی مدد سے ہرات کے تخت پر بیٹھا۔ لیکن زیادہ دنوں تک اس کو حکومت کرنا نصیب نہ ہوئی۔ کیونکہ ۱۵۰۷ء مطابق محرم ۹۱۳ھ میں شاہی بیگ خاں ازبک نے حملہ کر کے اس کا تخت و ملک چھین لیا۔ مظفر حسین بجاں مرزا استر آباد چلا گیا۔ اور وہیں اسی سال میں فوت ہو گیا۔

مظفر حسین مرزا۔ صفوی خاندان ایران کا بادشاہ تھا۔ سلطان حسین مرزا ابن بہرام مرزا ابن شاہ اسمٰعیل صفوی کا بیٹا تھا۔ قندھار اس کا پایہ تخت تھا۔ وہاں سے اکبر کے زمانہ میں ۱۵۹۵ء میں ہندوستان آیا۔ اور پنجہزاری منصب پر سرفراز ہوا۔ سرکار سنبھل جاگیر میں دی گئی۔ اس نے اپنی اصلی جاگیر قندھار اکبر کے حوالے کر دی۔ ۱۶۰۹ء میں اس کی بیٹی قندھاری بیگم کی شادی شہزادہ خرم (شاہجہاں) سے ہوئی۔

مظفر حسین مرزا۔ مرزا ابراہیم حسین مرزا کا بیٹا تھا۔ اس کی شادی اکبر بادشاہ کی لڑکی خانم سلطان سے ۱۵۹۳ء میں ہوئی۔ ۱۶۰۶ء میں زندہ تھا۔

مظفر خاں۔ جہانگیری عہد کا ایک سردار تھا۔ ۱۶۲۹ء مطابق ۱۰۳۸ھ میں آگرے کا ناظم مقرر ہوا۔ آگرے کی کالی مسجد اس نے بنوائی تھی جو ۱۶۳۱ء مطابق ۱۰۴۱ھ میں تعمیر ہوئی تھی۔ اب اس کے کھنڈر باقی ہیں۔

مظفر خاں تربتی۔ ۱۵۷۹ء مطابق ۹۸۷ھ میں اکبر بادشاہ نے اس کو بنگالے کا ناظم مقرر کیا۔ بابا خاں قاقشال سے لڑائی ہوئی۔ غور کو بابا خاں نے فتح کر لیا۔ اور بمقام ٹانڈا۔ اپریل ۱۵۸۰ء مطابق ربیع الاول ۹۸۸ھ میں مظفر خاں کو قتل کر دیا اور کچھ دنوں تک شاہ دہلی سے آزاد ہو کر حکومت کی۔

مظفر خاں نواب۔ امیر الامرا خاندوران عبدالصمد خاں کا چھوٹا بھائی۔ فرخ سیر کے زمانہ میں صوبیدار اجمیر تھا۔ اس کو مرہٹہ سردار ملہار راؤ کے مقابلے کو جب کہ مہاراجہ جے سنگھ والی جے پور پر حملہ کیا تھا جانا پڑا۔ نادر شاہ اور محمد شاہ کے درمیان فروری ۱۷۳۹ء مطابق ۱۱۵۱ھ میں جو لڑائی ہوئی تھی اس میں یہ مع اپنے بھائی کے کام آیا۔

مظفر شاہ۔ گجرات کا آخری بادشاہ تھا۔ محمود شاہ سوم کے بعد اعتماد خاں وزیر کی مدد سے ۱۵۶۱ء مطابق ۹۶۹ھ میں گجرات کا بادشاہ

ہوا۔ لیکن اسی وزیر نے نمکحرامی کی اور اکبری فوجوں کو ملک پر قابض کرا دیا۔ منظفر شاہ قید ہوا سنہ ۱۵۷۲ء مطابق سنہ ۹۸۰ھ میں اکبر نے گجرات فتح کر لیا۔ اس کے بعد مظفر شاہ نے قید سے رہائی پا کر اپنے ملک پر پھر تسلط کر لیا۔ اکبر نے دوبارہ سنہ ۱۵۸۳ء مطابق سنہ ۹۹۱ھ میں گجرات پر فوج کشی کی اور مظفر شاہ مارا گیا۔ گجرات ہمیشہ کے لیے دہلی کا مستقل صوبہ ہو گیا۔

مظفر شاہ اول - اصلی نام مظفر خاں تھا۔ ۳۰۔ جون سنہ ۱۳۴۲ء مطابق ۲۵۔ محرم سنہ ۷۴۳ھ کو بمقام دہلی پیدا ہوا۔ سلطان محمد تغلق دوم کے عہد میں فرحت الملک باغی کی جگہہ گجرات کا حاکم مقرر ہوا۔ فرحت الملک سے لڑائی ہوئی جس میں فرحت الملک کام آیا۔ اس کے بعد مظفر خاں نے سنہ ۱۳۹۵ء مطابق سنہ ۷۹۶ھ میں اپنے آپ کو مظفر شاہ کے لقب سے گجرات کا پہلا بادشاہ مشتہر کیا اور اپنا سکہ چلایا۔ بیس برس تک حکومت کی۔ اکھتر سال کی عمر میں بتاریخ ۲۷۔ جولائی سنہ ۱۴۱۱ء مطابق ۱۰۔ ربیع الثانی سنہ ۸۱۴ھ فوت ہوا۔ احمد شاہ پسر تاتار خاں اس کا پوتا جانشین ہوا۔ شاہان گجرات حسب ذیل گزرے ہیں۔

(۱) مظفر شاہ۔
(۲) احمد شاہ پسر تاتار خاں۔
(۳) محمد شاہ۔
(۴) قطب شاہ۔
(۵) داؤد شاہ۔
(۶) محمود شاہ اول بیقرا۔
(۷) مظفر شاہ ثانی
(۸) سکندر شاہ (قتل ہوا)
(۹) محمود شاہ ثانی جس کو بہادر شاہ نے معزول اور قید کیا۔
(۱۰) بہادر شاہ جس کو پرتگالیوں نے قتل کیا
(۱۱) میراں محمد شاہ فاروقی مالوی۔
(۱۲) محمود ثانی۔
(۱۳) احمد شاہ ثانی۔
(۱۴) مظفر شاہ ثالث (یہ اس سلسلہ کا آخری حکمران تھا اس کے عہد میں اکبر نے گجرات کو فتح کر لیا)

مظفر شاہ پوربی - ابتداءً ایک حبشی غلام تھا محمود شاہ بادشاہ کو قتل کرنے کے بعد سنہ ۱۴۹۵ء مطابق سنہ ۹۰۰ھ میں بنگال کا بادشاہ ہوا۔ تین سال حکومت کی اور ایک لڑائی میں سید شریف وزیر کے ہاتھوں مارا گیا۔ جو علاء الدین ثانی کے لقب سے سنہ ۱۴۹۸ء مطابق سنہ ۹۰۴ھ میں خود بادشاہ ہوا۔

مظفر شاہ ثانی - گجرات کا ساتواں بادشاہ تھا۔ ۱۰۔ اپریل سنہ ۱۴۷۵ء مطابق ۲۰۔ شعبان سنہ ۸۸۰ھ کو پیدا ہوا۔ اکتالیس سال کی عمر میں سنہ ۱۵۱۱ء مطابق سنہ ۹۱۷ھ میں اپنے باپ سلطان محمود شاہ اول کی جگہہ تخت نشین ہوا ۱۵ برس حکومت کی۔ ۱۷ فروری سنہ ۱۵۲۶ء مطابق ۳۔ جمادی الاول سنہ ۹۳۲ھ کو ۵۲ برس کی عمر پاکر فوت ہوا۔ سرکیج میں دفن ہے۔ سکندر شاہ اس کا پسر جانشین ہوا۔

مظفر علی - سید امتیاز علی کے چھوٹے بیٹے سادات سہسوان سے تھے۔ طبیب تھے کم سنی میں ایسی قوت تصنیف کمتر دیکھی گئی ہے مسائل اہم طبیہ میں کتب و رسائل

عربی اور اردو میں متعدد لکھے۔ بعض چھپ گئے ہیں۔ البرہان عربی۔ الضابطہ اردو پر زور تصانیف ہیں۔ سنہ ۱۳۳۳ھ مطابق سنہ ۱۹۱۴ء میں بعمر ۷۲ سال وطن میں انتقال کیا۔

مظفر مولینا - ہرات کا ایک مشہور شاعر تھا۔ غیاث الدین کرت اور شاہ شجاع بادشاہ شیراز کا عہد پایا تھا۔

مظہر - منظوم قصہ چندر بدن کا مصنف ہے جو سلطان اورنگ زیب کے زمانہ میں لکھا گیا تھا

مظہر - مشہور مرزا جانجاناں کا تخلص ہے۔ ملاحظہ ہو جانجاناں۔

مظہر الحق - ابو عبداللہ محمد فاضل مصنف مخبر الواصلین کا تخلص ہے۔ ملاحظہ ہو ابو عبداللہ محمد فاضل۔

مظہر مولینا کشمیری - کشمیر کا رہنے والا اکبری عہد کا ایک مشہور شاعر تھا

معاجز - محمد خاں افغان کا تخلص ہے۔ دہلی میں سنہ ۱۰۸۵ھ مطابق سنہ ۱۶۷۴ء میں فوت ہوا۔

معاویہ امیر - ابوسفیان بن حرب کے بیٹے اور خاندان بنو امیہ کے مشہور رکن تھے اپنے والد کے ساتھ سنہ ۸ھ مطابق سنہ ۶۳۰ء میں فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے۔ حضرت عمرؓ خلیفہ دوم کے عہد میں چار برس تک شام کے حاکم رہے۔ جب حضرت علی کرم اللہ وجہ کا زمانہ آیا تو اُنھوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہ کے مقابلہ میں جنگ کی۔ جنگ صفین میں حضرت معاویہ کو شکست ہوئی مگر اپنی حکمت عملی سے حضرت علی کو معزول کرلویا۔ اور خود خلیفہ بن گئے اس کے بعد بھی لڑائیاں ہوتی رہیں۔ حتیٰ کہ اسی دوران میں سنہ ۴۰ھ مطابق سنہ ۶۶۱ء میں حضرت علی شہید ہوئے اور اُن کی شہادت کے بعد معاویہ نے امام حسن کے خلیفہ ہونے کے وقت عراق پر حملہ کیا۔ بالآخر سنہ ۴۱ھ مطابق سنہ ۶۶۱ء میں حضرت امام حسن سے صلح ہو گئی۔ حضرت معاویہ نے سنہ ۴۱ھ مطابق سنہ ۶۶۱ء میں خلیفہ ہو کر پایہ تخت کوفہ سے دمشق کو منتقل کیا۔

ان کے زمانہ میں اسلامی فتوحات شمالی افریقہ تک پہنچ گئیں۔ یونان فتح ہوا۔ افغانستان اور سندھ بھی دائرہ فتح اسلامی میں شامل ہو گئے سنہ ۶۰ھ مطابق سنہ ۶۸۰ء میں وفات پائی اپنے بیٹے یزید کو اپنی زندگی میں ولیعہد مقرر کردیا تھا۔ وہی بعد کو جانشین ہوا۔

فہرست خلفائے بنی اُمیہ جنھوں نے دمشق میں حکومت کی حسب ذیل ہے :-

(۱) معاویہ اوّل۔
(۲) یزید۔
(۳) معاویہ ثانی۔
(۴) مروان اوّل۔
(۵) عبد الملک۔
(۶) ولید اول۔
(۷) سلیمان۔
(۸) عمر بن عبد العزیز۔
(۹) یزید دوم۔
(۱۰) ہاشم۔
(۱۱) ولید بن یزید ثانی۔
(۱۲) یزید ثالث۔
(۱۳) ابراہیم بن ولید۔
(۱۴) مروان ثانی۔ آخر خلیفہ بنی اُمیہ۔

معاویہ دوم بن یزید اول - خاندان

بنی امیہ کا تیسرا خلیفہ تھا یزید اول کے بعد تخت نشین ہوا
اپنے باپ کی بد عملیوں سے سخت متنفر تھا۔ ۶۴ھ ۶۸۳ء
میں خلیفہ ہوا چار سال حکومت کے بعد انتقال کر گیا
کوئی ولیعہد مقرر نہ کیا۔

معتزی۔ نصر بن عبدالسید در برہان الدین بن عبدالمکارم نام ہے
نہایت مشہور عربی صرف و نحو داں۔ ۱۲۱۳ء مطابق ۶۱۰ھ
میں فوت ہوا۔

معتمد الدولہ۔ مان خاں برادر اودھم بائی
کا خطاب تھا یہ بیگم دہلی کے بادشاہ احمد شاہ
کی ماں تھی۔ بادشاہ نے ۱۷۴۸ء مطابق
۱۱۶۱ھ میں اپنی تخت نشینی پر مان خان کو معتمد الدولہ
کا خطاب اور منصب ششہزاری سے سرفراز کیا

معتمد الدولہ بہادر سردار جنگ:
صلابت جنگ حیدرآبادی کا دیوان تھا۔
۱۷۶۰ء مطابق ۱۱۷۴ھ میں فوت ہوا۔

معتمد خاں۔ جہانگیری عہد کے امرا میں تھا
اقبال نامہ جہانگیری کا دوسرا حصہ اس کا لکھا
ہوا ہے۔ میر جملہ کی وفات کے بعد ۱۶۳۷ء مطابق
۱۰۴۷ھ میں شاہجہاں نے اس کو میر بخشی کے
عہدے پر مقرر کر دیا۔ دو سال کے بعد فوت
ہو گیا۔ معتمد خاں کی مسجد اب تک آگرہ میں
موجود ہے جو اس کی معمر کہی جاتی ہے۔

معتقد خاں بن افتخار خاں۔ شاہجہاں کے
عہد میں چار ہزاری منصب دار تھا۔ ۱۷۔ اکتوبر
۱۶۸۰ء مطابق ۱۲۔ ذیقعدہ ۱۰۹۱ھ کو
جونپور میں فوت ہوا۔ جہاں وہ صوبیدار تھا

معجزی۔ ایک شاعر تھا۔ رکن الدین قبائی کا ہمعصر
اور شاعر بدر الدین جاجرمی کا استاد تھا۔

معروف۔ معز الدولہ نواب احمد بخش خاں بن
مرزا عارف خاں کے بھائی کا تخلص ہے۔ الٰہی بخش
نام تھا۔ ۱۲۴۳ھ مطابق ۱۸۲۶ء میں فوت
ہوا اور اردو میں دو دیوان چھوڑے یہ
ریاست لوہارو (دہلی) کے نواب تھے۔

معروف کرخی رضہ۔ معروف نام تھا ابو محفوظ
کنیت تھی۔ والد کا نام فیروز تھا جو عیسائی مذہب
رکھتے تھے۔ حضرت معروف طفولیت ہی میں
حضرت امام علی موسیٰ بن موسیٰ کاظم کے ہاتھ
پر مسلمان ہو گئے تھے۔ حنفی المشرب تھے ان
کے اثر سے ان کے والدین بھی مسلمان ہو گئے
بڑے کامل ولی اللہ گزرے ہیں۔ داؤد
سری سقطی ان کے خاص مرید تھے۔ مامون بن
ہارون رشید کے زمانہ میں ۱۲۔ اگست
۸۱۵ء مطابق ۲۰۰ھ کو انتقال کیا اور کرخ
نواح بغداد میں دفن ہوئے۔ ابراہیم بن
ادھم اور داؤد طائی کے ہمعصر تھے۔

معز الدولہ۔ خاندان بویہ کے خلیفہ الراضی باللہ
کا وزیر تھا۔ جب الراضی باللہ کا انتقال ہو گیا
تو خلافت بغداد نہایت کمزور ہو گئی تھی۔ متقی
کے بعد جب اس کا بھائی مستکفی تخت نشین ہوا
تو وہ برائے نام خلیفہ تھا۔ فی الحقیقت معز الدولہ
سلطنت کرتا تھا۔ خلیفہ نے اس کو سلطان کا
لقب دیدیا تھا اور اس نے خلیفہ کے واسطے
پانچ ہزار دینار روزانہ مقرر کر دیے تھے
لیکن ۳۳۴ھ ۹۴۶ء میں معز الدولہ نے مستکفی کو اندھا
کر کے تخت سے اتار دیا اور اس کے بھائی
مطیع کو تخت نشین کیا۔ بائیس برس حکومت کی
اور اپریل ۹۶۷ء مطابق ۱۱۔ ربیع الثانی
۳۵۶ھ کو انتقال کیا۔ یہ مذہباً شیعہ تھا

اس لیے اس نے دسویں محرم کو حادثۂ کربلا کی یادگار تمام قلمرو میں منانے کی بنیاد ڈالی۔

معز الدین۔ جاندار شاہ کا لقب ہے۔

معز الدین۔ غیاث الدین بلبن کے پسر کیقباد کا لقب ہے

معز الدین اللہ ابی تمیم معاد۔ اسمٰعیل المعروف بہ المنصور خلیفہ کا بیٹا۔ خاندان فاطمیہ کا چوتھا خلیفہ تھا۔ سنہ ۹۷۰ء مطابق سنہ ۳۶۱ھ میں اس کے زمانہ میں قاہرہ آباد ہوا اور پایہ تخت بنا۔ افریقہ فتح ہوا۔ سنہ ۹۵۲ء مطابق سنہ ۳۴۱ھ میں تخت نشین ہوا۔ ۲۴ سال حکومت کرنے کے بعد سنہ ۹۷۶ء مطابق ۱۹ ربیع الثانی سنہ ۳۶۵ھ کو انتقال کیا۔ مصر کے خلفائے فاطمی کا شجرہ جنھوں نے معز الدین کے بعد حکومت کی مع تاریخ تخت نشینی حسب ذیل ہے

(۱) معز الدین اللہ ابی تمیم معاد۔ ۲۴ سال حکومت کی سنہ ۹۵۲ء مطابق سنہ ۳۴۱ھ

(۲) العزیز باللہ ابو نصر طرار ۲۱ سال حکومت کی سنہ ۹۷۶ء مطابق سنہ ۳۶۵ھ

(۳) حاکم لی امر اللہ ابو منصور ۲۵ سال سنہ ۹۹۶ء مطابق سنہ ۳۸۶ھ۔

(۴) ظاہر لی اعزاز دین اللہ ابو الحسن بن حاکم سنہ ۱۰۲۰ء مطابق سنہ ۴۱۱ھ۔

(۵) مستنصر باللہ ابو تمیم بن ظاہر سنہ ۱۰۳۶ء مطابق سنہ ۴۲۷ھ۔

(۶) مستعلی باللہ سنہ ۱۰۹۴ء مطابق سنہ ۴۸۷ھ

(۷) آمر احکام اللہ ابو علی منصور بن مستعلی سنہ ۱۱۰۱ء مطابق ۴۹۵ھ۔

(۸) حافظ لی دین اللہ عبد المجید بن محمد بن مستنصر سنہ ۱۱۳۰ء مطابق سنہ ۵۲۴ھ۔

الظافر بہ عبد اللہ اسمٰعیل بن حافظ سنہ ۱۱۴۷ء مطابق سنہ ۵۴۲ھ ہجری

فائز بہ نصر اللہ عیسیٰ بن ظافر سنہ ۱۱۵۲ء مطابق سنہ ۵۴۷ھ ہجری

(۱۱) عاضد لی دین اللہ بن یوسف بن حافظ (اس کے عہد میں صلاح الدین نے مصر فتح کیا عاضد سنہ ۱۱۷۳ء میں فوت ہوا) سنہ ۱۱۵۸ء مطابق سنہ ۵۵۳ھ ہجری۔

معز الدین امیر۔ ملک شاہ سلجوقی بادشاہ فارس کا ایک سردار تھا۔ صاحب دیوان گزرا ہے ملک شاہ کا انتقال سنہ ۱۰۹۲ء میں ہوا اس وقت معزی زندہ تھا۔

معز الدین حسین کرت ملک۔ کرد خاندان کا ساتواں بادشاہ تھا۔ سنہ ۱۳۲۲ء میں اپنے بھائی ملک حافظ کا جانشین ہوا۔ ہرات و غزنی وغیرہ پر ۳۸ سال حکومت کی۔ سربداراں کو بالکل مغلوب کیا۔ تقریباً سنہ ۱۳۷۰ء مطابق سنہ ۷۷۱ھ میں فوت ہوا۔ اُس کا پوتا غیاث الدین بن علی جانشین ہوا۔

معز الدین محمد غوری۔ ملاحظہ ہو شہاب الدین محمد غوری۔

معز الدین محمد میر۔ اعلیٰ درجہ کا خوش نویس تھا اس کے لکھے ہوئے ایک ہزار اشعار دس ہزار دینار میں فروخت ہوئے تھے۔ سنہ ۱۵۸۵ء مطابق سنہ ۹۹۳ھ میں بقید حیات تھا۔

معشوق علی مولینا محمد۔ جونپور کے دور آخر کے علماء میں مشہور تھے۔ اکثر کتابیں نظم و نثر میں ان کی تصنیف سے ہیں۔ سنہ ۱۵۵۲ء مطابق سنہ [illegible] میں انتقال ہوا۔

معصوم علی شاہ میر۔ ایک صوفی تھے جو طبقہ صوفیہ میں ایک نئے فرقہ کے بانی ہوئے۔ سید علی رضا دکنی کے مرید اور خلیفہ تھے۔ ہندوستان سے شیراز جاکر انھوں نے اپنی تعلیم پھیلائی۔ شیراز میں اس وقت شاہ کریم خاں حاکم تھے۔ تھوڑے دنوں میں ان کے مریدوں کی تعداد تیس ہزار تک پہنچ گئی۔ یہہ دیکھکر وہاں کے علماء کو ان سے اندیشہ پیدا ہوا اور انھوں نے ان کی مخالفت کی۔ کریم خاں نے جو نہایت نیکدل حکمراں تھے علماء کے مجبور کرنے سے اپنے دارالحکومت شیراز سے بدر کردیا اور وہ اصفہان کے قریب ایک گاؤں میں رہنے لگے کریم خاں کی وفات پر انھوں نے فیاض علی اپنے خلیفہ کو اپنی تعلیم کی اشاعت کے لیے خاص شہر اصفہان میں مامور کیا۔ لیکن فیاض علی کو پیام اجل آپہنچا۔ اس لیے پیر نے جو کام فیاض علی کے سپرد کیا تھا اس کو فیاض علی کے پسر نور علی شاہ نے جو اگرچہ عمر کے لحاظ سے چھوٹا تھا لیکن اتقاء میں بڑا تھا پورا کیا۔ اس کی کوششوں سے معصومیہ فرقے میں روز بروز ترقی ہونے لگی۔ علماء نے یہ حالت دیکھکر علی مراد خاں بادشاہ کے پاس ایک عرضداشت بھیجکر یہ درخواست کی کہ اس فرقے کا جو حقیقتاً مذہب اسلام کا دشمن اور شرع شریف کے خلاف عمل رکھتا ہے اگر جلد استیصال نہ کیا گیا تو مذہب اسلام اور سلطنت دونوں کے حق میں اس کا نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔ بادشاہ نے اس پر یہ حکم دیا کہ اس فرقے کے بڑے بڑے لوگوں کے ناک اور کان کاٹ ڈالے جائیں اور اس کے تمام پیروں کی داڑھیاں مونڈ دی جائیں اس حکم کے جاری ہونے پر معصوم علی شاہ اور ان کے جان نثار خلیفہ نور علی شاہ جان بچائے ہوئے کچھ دنوں تک آوارہ گرد پھرتے رہے۔ بالآخر کرمان شاہ پہنچے جہاں اس فرقہ کے ایک بڑے شخص مشتاق علی کو قتل کردیا گیا تھا۔ یہاں نور علی شاہ کو قید کرلیا گیا اور معصوم علی شاہ کو موت کے گھاٹ اُتار دیا گیا۔ اس کے کچھ دنوں بعد نور علی شاہ کو ۳ جون ۱۸۰۰ء مطابق ۱۰ محرم ۱۲۱۵ھ کو بمقام موصل زہر دیا گیا۔ اس وقت اس فرقے کے پیروؤں کی تعداد ۶۰ ہزار تک پہنچ گئی تھی

معظم خاں۔ خانخاناں۔ میر جملہ کا خطاب تھا۔

معظم خواجہ۔ ملاحظہ ہو خواجہ معظم۔

معظم محمد۔ ملاحظہ ہو بہادر شاہ اول۔

معنیٰ۔ نواب شجاع الدولہ کی فوج کا ایک سردار تھا۔ رائے نیجے مل نام تھا۔ شاعر بھی تھا۔ معنیٰ تخلص تھا۔ ۱۷۶۱ء مطابق ۱۱۷۵ھ میں زندہ تھا۔

معین الدین۔ بھمبو کے نام سے زیادہ مشہور ہے۔ ضابطہ خاں کا بیٹا تھا

معین الدین اسفرائنی مولینا۔ تاریخ مبارک شاہی اس کی تصنیف ہے۔

معین الدین جوینی مولینا۔ جوین وطن ہے نگارستان اس کی تصنیف ہے۔ یہ اخلاقی کتاب ہے جو گلستاں کے طرز پر لکھی گئی ہے یہ شیخ سعدالدین حمویہ کا ہمعصر تھا جو ۱۲۵۲ء

مطابق سنہ ۶۵ ہ میں فوت ہوا۔ اس کتاب کا ایک مجلد عمدہ نسخہ اکسفورڈ کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

معین الدین حسن سنجری خواجہ۔ آپ کے والد کا نام خواجہ سید غیاث الدین ہے۔ خواجہ عثمان ہارونی آپ کے مرشد تھے۔ نسباً سادات حسینی سے سلسلہ ہے۔ سنجرستان (سیستان) آپ کے اجداد کا وطن ہے۔ اسی وجہ سے معین الدین حسن سنجری کہلاتے ہیں۔ سنجری جو مشہور عوام ہے غلط ہے۔ سنہ ۱۱۴۲ء مطابق سنہ ۵۳۷ھ میں اصفہان میں پیدا ہوئے نشو ونما خراسان میں پائی اپنے پیر کے ارشاد کے بموجب ۵۲ برس کی عمر میں ہندوستان تشریف لائے۔ اور ۴۵ برس تک اجمیر میں قیام فرمایا۔ آپ اپنے کمالات ومجاہدات کے لیے مشہور ہیں۔ ہندوستان میں آپ کے اوصاف صوری ومعنوی اشاعت اسلام کا سبب ہوئے۔ آپ کو سلطان الہند غریب نواز بھی کہتے ہیں۔ ۶ رجب سنہ ۶۳۳ھ مطابق سنہ ۱۲۳۵ء کو وصال ہوا۔ اجمیر میں دفن ہوئے۔ جہاں ایک عالیشان مقبرہ بنا ہوا ہے۔ ہر سال ۶ رجب کو عرس ہوتا ہے جس میں دور دور کے آدمی آتے ہیں۔

معین الدین محمدی ہروی۔ بہت سی کتابوں کا مصنف ہے جن میں سے تاریخ موسوی روضۃ الجنت۔ معراج النبوت اور روضۃ الواعظین بہت مشہور ہیں۔ تاریخ موسوی یہودیوں کی ایک تاریخ ہے۔ روضۃ الجنت میں شہر ہرات کا حال درج ہے۔ یہ کتاب سلطان حسین ابوالغازی کے نام پر سنہ ۱۴۹۳ء مطابق سنہ ۹[illegible]ھ میں معنون کی گئی تھی۔ روضۃ النبوت میں معراج کا حال درج ہے۔ یہ کتاب سنہ ۱۴۸۶ء مطابق سنہ ۸۹۱ھ میں تصنیف ہوئی۔

معین الملک رستم ہند۔ عرف میر منو اعتماد الدولہ قمر الدین خان وزیر کا بیٹا تھا۔ احمد شاہ بادشاہ دہلی نے اس کو سرہند کی لڑائی کے بعد جو بمقابلہ احمد شاہ ابدالی ہوئی تھی اور جس میں اس کا باپ سنہ ۱۷۴۸ء مطابق سنہ ۱۱۶۱ھ میں مارا گیا تھا۔ لاہور کا صوبہ دار مقرر کیا یکایک سنہ ۱۷۵۴ء مطابق سنہ ۱۱۶۷ھ میں فوت ہوگیا۔

مغربی شیخ۔ کمال خجندی کے ہمعصر اور صوفیائے کرام میں سے تھے۔ محمد شیریں نام تھا۔ معرفت اور تصوف میں ان کا کلام بہت مشہور ہے۔ تبریز میں سنہ ۱۴۱۶ء مطابق سنہ ۸۱۹ھ میں فوت ہوئے قصائد مغربی مشہور ہیں۔ ان کی قبر سرخاب میں ہے۔

مغل بیگ۔ شہنشاہ اکبر کے زمانہ کا ایک امیر تھا ثمرۃ القدس کا مصنف ہے جو تذکرہ مشائخ کے نام سے زیادہ مشہور ہے۔

مغیث الدین قاضی۔ سلطان علاء الدین کے زمانہ میں عہدہ قضا پر مامور تھے۔

مغیث الدین (مولانا) خلیفہ حضرت نظام الدین دہلوی سنہ ۷۲۰ھ مطابق سنہ ۱۳۲۰ء میں اوجین میں آئے۔ سپرا ندی کے کنارے زہد وعبادت میں مصروف رہے۔ وہیں انتقال ہوا۔ ندی کے کنارہ پر مزار ہے ہر سال عرس کا میلہ ہوتا ہے۔

مغیرہ۔ دیکھو المغیرہ۔

مفید شیخ۔ دیکھو ابو عبداللہ محمد بن محمد

النعمانی۔

مقبول۔ مقبول احمد نام تھا۔ نورنامہ۔ قاف نامہ اور مثنوی دردِ الفت کے مصنف ہیں۔ ۱۸۵۳ء مطابق ۱۲۷۰ھ میں لکھنؤ میں رہتے تھے۔

مقریزی۔ مشہور عربی مورخ وجغرافیہ داں ہے اس کا نام تقی الدین احمد ہے۔ ۱۳۶۴ء مطابق ۷۶۶ھ میں بمقام مقریز نواح بعلبک میں پیدا ہوا۔ علم ہیئت وتاریخ وغیرہ شہر قاہرہ میں حاصل کیے اور وہیں امامت کے عہدے پر ملازم ہو گیا۔ اس کی تصانیف کا ترجمہ فرانسیسی اور لاطینی زبانوں میں ہو گیا ہے۔ ۱۴۴۲ء مطابق ۸۴۶ھ میں بعمر ۸۰ سال انتقال کیا۔

مقریزی۔ مصنف کتاب الصلاح ۱۲۲۹ء مطابق ۶۲۶ھ میں زندہ تھا۔

مقنع۔ ملاحظہ ہو المقنع۔

مقیم خاں۔ عہد اکبری کا ہفت صدی منصبدار تھا جہانگیر کے عہد میں عروج پایا۔ آگرے میں جمنا کے کنارے اس کا ایک مکان تھا جو ابتک مقیم خاں کا گھاٹ کہلاتا ہے۔

مکاتل بن سلیمان۔ قرآن شریف کی ایک تفسیر کے مصنف ہیں۔ ۷۶۳ء مطابق ۱۵۰ھ میں فوت ہوئے۔

مکتوب خاں۔ شاہجہاں کے عہد میں کتب خانہ شاہی کا منصرم تھا۔

مکتبی۔ نظم لیلیٰ مجنوں اس کی تصنیف ہے جو ۱۴۹۰ء مطابق ۸۹۵ھ میں لکھی گئی شیراز کا ایک مدرسہ تھا۔

مکرم خاں نواب۔ عالمگیر کے عہد میں ملتان کا صوبہ دار تھا۔

مکند ابرہم چاری۔ ایک ہندو برہمن تھا جو تپشیا (ریاضت) میں اپنی زندگی بسر کرتا تھا۔ اس کی یہ خواہش تھی کہ میں ہندوستان کا بادشاہ ہو جاؤں اس کی خواہش کی تکمیل صرف اس طرح ممکن تھی کہ وہ ایک دفعہ مر کر دوسرا جنم لے چنانچہ وہ سخت سے سخت ریاضت اس جنم میں کرتا تھا۔ اور خدا سے دعا مانگتا تھا کہ اس کی دوسرے جنم میں اُن کو موجودہ زندگی کے واقعات تفصیل کے ساتھ یاد رہیں۔ لیکن اُس کی یہ دعا پورے طور پر مقبول نہیں ہوئی بلکہ اُس کو یہ حکم ہوا کہ وہ پیتل کے پتر پر چند خاص باتیں جن کو وہ یاد رکھنا چاہتا ہے لکھ لے اور اُس پتر کو دفن کر دے۔ مکند نے پریاگ جا کر ایسا ہی کیا۔ اور خود بھی وہیں دفن ہو گیا اس واقعہ کے ۹ ماہ بعد اکبر کی پیدائش ہوئی۔ ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ اُسی فقیر نے اکبر کی جنم لیا تھا۔ یہ بھی مشہور ہے کہ اکبر نے تخت نشینی کے بعد الہ آباد جا کر اُس پتر کو نکالا تھا اور وہ جگہہ جہاں پتر دفن تھا اُس کو معلوم تھی۔ اس قصے کو مل نے اپنی تاریخ برٹش انڈیا کی جلد دوم میں صفحہ ۱۵۲ پر نقل کیا ہے اور پتر کے کتبے کا ترجمہ بھی دیا ہے۔

مکند داس نارنولی۔ (۱۷۸۵ء) ماتھر کایستھ نہایت تجربہ کار۔ لائق اور کارداں اہلکار تھا ابتداءً یمین الدولہ آصف خاں کی سرکار میں دو تین روپیہ ماہانہ کا ملازم ہو کر رفتہ رفتہ حسن کارگزاری سے دیوان ہو گیا اپنے اثر سے اپنی برادری کو بہت فائدہ پہنچایا۔ اس کی اثر سے جائزہ اٹھاکر لوگ جعلی

سفارش نامے بنا لیتے تھے اور وہ محض ہمدردی
سے اُن کو اپنی سفارش تسلیم کر لیتا تھا۔ یمین الدولہ
کی وفات کے بعد شاہجہاں نے ملازمت شاہی
میں لیکر منصب ہشت ہزاری پر سرفراز کیا۔
پھر خلعت دیوانی تن اور بعدہٗ دیوانی بیوتات
کا عہدہ عطا ہوا۔ اس نے اپنے وطن نارنول میں
لوگوں کے مکانات زبردستی چھین کر لاکھوں
روپیہ کے صرفہ سے عالیشان عمارتیں تعمیر کرائیں
مظلومین نے دربار شاہی میں فریاد کی اور بیان کیا
کہ ان محلات کی بنیادوں میں چالیس لاکھ سرکاری روپیہ
بھی دفن کیا ہے۔ بموجب حکم شاہی تمام عمارات
مسمار کرا دی گئیں۔ دعویٰ غلط ثابت ہونے پر
دروغگوئی کی وجہ دریافت کی گئی تو لوگوں نے
اصل واقعۂ تظلم بیان کر کے کہا کہ ہم نے اس طرح صرف
اپنا بدلہ لینا چاہا تھا۔ حضور سزا دینے یا نہ دینے کے
مختار ہیں۔ رحمدل بادشاہ نے اس معقول جواب
پر سب کا قصور معاف کر دیا۔

مکند رام۔ سترہویں صدی عیسوی میں بنگالی شاعری
کے درگائی عہد کا اولین اور بہترین شاعر گزرا ہے
اس کی نظمیں تاریخ تمدن کی حیثیت سے بڑی
وقعت رکھتی ہیں۔

مکند رائے۔ اس نے راجہ ہلکر کے سیاسی خطوط
کا فارسی میں ترجمہ کیا۔ ایک نسخہ کتب خانہ آصفیہ
میں موجود ہے۔ اس نسخے کا نام خط ہلکر ہے۔
۱۱۹۰ھ مطابق ۱۷۷۶ء میں تالیف ہوا۔

مکین۔ مرزا محمد فاخر دہلوی کا تخلص ہے ۱۷۵۹ء
مطابق ۱۱۷۳ھ میں لکھنؤ آئے۔ ایک دیوان
ان کی تصنیف سے ہے۔ ۱۸۰۶ء مطابق ۱۲۲۱ھ
میں فوت ہوئے۔

ملا جیون امیٹھوی۔ اصل نام شیخ احمد عرف
ملا جیون۔ ملا ابو سعید کے بیٹے تھے۔ پیدائش
۲۵ شعبان ۱۰۴۷ھ مطابق ۱۶۳۷ء بروز
سہ شنبہ بمقام قصبۂ امیٹھی (لکھنؤ) ہوئی۔
عالمگیر بادشاہ کے استاد اور تفسیر احمدی
کے مصنف تھے۔ نور الانوار اور مناقب
اولیا بھی اُن کی تصنیف سے ہیں۔ ۱۷۱۸ء
مطابق ۱۱۳۰ھ میں انتقال ہوا۔

ملا جامی لاہوری نامدار خانی۔ تخلص بیخود
ہے۔ تاریخ گوئی میں اُستاد تھا۔

ملا خسرو۔ غرر الاحکام نامی فقہ میں ایک
رسالہ لکھا اور اسی رسالہ کی شرح بھی لکھی جس کا
نام درر الاحکام رکھا۔ یہ ایک مشہور اور
مستند ترکی فقیہ ہیں۔ یہ کتاب ۱۴۲۸ء مطابق
۸۳۱ھ میں تصنیف ہوئی اور ۱۴۸۰ء مطابق
۸۸۵ھ میں انتقال کیا۔

ملا زادہ۔ پٹنے کا رہنے والا۔ ابوالفضل کی مشہور
فارسی کتاب بہار دانش کا اردو میں ترجمہ کیا
جو اظہار دانش کے نام سے مشہور ہے۔

ملا زادہ۔ یہ دوسرا مصنف ہے جس نے
مختصر معانی و بیان پر حاشیہ لکھا۔

ملا شاہ۔ بدخشاں کے رہنے والے درویش
تھے۔ عہد شاہجہانی میں کشمیر میں بود و باش
اختیار کر لی تھی۔ دارا شکوہ ان کا معتقد تھا
عالمگیر کے شروع عہد میں ۱۶۶۱ء مطابق ۱۰۷۲ھ
کے قریب انتقال کیا۔

ملا شکیبی۔ عبدالرحیم خان خانخاناں کی ملازمت
میں تھا۔ شاعری سے ذوق رکھتا تھا۔ ۱۵۹۳ء
مطابق ۱۰۰۲ھ کے بعد فوت ہوا۔

ملا فیروز۔ پارسیوں کی قوم کا ایک بڑا مجتہد تھا۔ بمبئی میں قیام تھا۔ اس کا باپ کنس نامی دولتمند تاجر تھا۔ اس نے اپنے صرف سے ایران کو ایک وفد اس غرض سے بھیجا تھا کہ وہاں جا کر یہ تحقیقات کرے کہ قدیم پارسی قوم جو زردشت کی پیرو تھی اب اُس کے کچھ آثار اور اس مذہب کے ماننے والے فارس میں پائے جاتے ہیں یا نہیں۔ اس وفد کی رپورٹ اخبار دساتیر میں بزبان پہلوی ۱۸۱۸ء میں شائع ہوئی۔ یہ اخبار ملا فیروز کی ادارت میں نکلتا تھا۔

ملا علی الحافظ القستمونی۔ شیخ اسمٰعیل حقی کی کتاب حدیث الاربعین کی تفسیر کے مصنف ہیں

ملا علی قوشجی۔ حاشیہ تفتازانی کے سوا تفسیر کشاف کا بھی ایک حاشیہ لکھا۔ تقریباً ۱۴۷۵ء مطابق ۸۸۰ھ میں انتقال کیا۔

ملا مفید بلخی۔ ایک شاعر تھا۔ عالمگیر کے عہد میں بلخ سے ہندوستان آیا۔ ملتان میں ۱۶۷۰ء مطابق ۱۰۸۱ھ میں وفات پائی ایک دیوان یادگار چھوڑا۔

ملک الاشتر۔ ایک سارسینی سردار تھے پہلے ابو عبیدہ کی ملازمت میں رہے بعد کو حضرت علی کی ملازمت قبول کر لی۔ ۶۵۷ء مطابق ۳۷ھ میں معاویہ نے مصر جاتے میں زہر دلوا دیا۔

ملک الافضل۔ ملاحظہ ہو نور الدین علی۔

ملک العزیز عثمان۔ ملاحظہ ہو ابو الفتح عثمان۔

ملک دینار۔ قوم کا ترک تھا۔ ۱۱۸۰ء مطابق ۵۷۶ھ میں بہرام شاہ آخر حکمران کرمان کو معزول کر کے بادشاہ ہوا۔ بہرام شاہ کے معزول ہونے سے قاورد کا سلجوقی خاندان ختم ہو گیا۔

ملک راجہ فاروقی۔ خاندیس کا پہلا خود مختار حکمران ہے۔ اس کے آباؤ اجداد علاء الدین خلجی اور محمد تغلق بادشاہان دہلی کے زمانہ میں مقربین میں داخل تھے۔ اس کے والد خانجہاں نے اس کی کمسنی میں انتقال کیا اور بہت قلیل موروثی ترکہ چھوڑا۔ جوان ہونے پر قوت بازو سے اس نے عزت اور اقتدار حاصل کیا۔ ۱۳۷۰ء مطابق ۷۷۲ھ میں فیروز شاہ تغلق نے اس کو خاندیس کا صوبیدار مقرر کیا اور جاگیر دی۔ فیروز شاہ تغلق کے انتقال پر دلاور خاں غوری مالوے میں خود مختار حکمران ہوا تو ملک راجہ سے اس کا ارتباط اس قدر بڑھا کہ دلاور خاں نے اپنی لڑکی ملک ناصر پسر ملک راجہ کو بیاہ دی۔ ۲۹ سال ملک راجہ نے خاندیس میں حکومت کی۔ ۲۰ - اپریل ۱۳۹۹ء مطابق ۲۲ - شعبان ۸۰۱ھ کو انتقال کیا۔ ملک ناصر خاں جانشین ہوا۔ دیگر شاہان خاندیس کی بالترتیب فہرست حسب ذیل ہے

(۱) ملک راجہ۔

(۲) ملک ناصر خاں۔

(۳) میراں عادل خاں۔

(۴) میراں مبارک۔

(۵) عادل خاں اوّل یا علی شاہ

(۶) داود خاں۔

(۷) عادل خاں ثانی (اعظم ہمایوں عالم خاں)۔

(۸) میراں محمد شاہ

(۹) میراں مبارک ثانی۔

(۱۰) میراں محمد۔

(۱۱) راجہ علی خاں۔

(۱۲) بہادر شاہ۔

ملک سرور۔ ملاحظہ ہو خواجہ جہاں

ملک شاہ جلال الدین۔ خاندان سلجوقی اول کا تیسرا بادشاہ تھا۔ دسمبر ۱۰۷۲ء مطابق ۴۶۵ھ میں اپنے باپ الپ ارسلان کا جانشین ہوا۔ بیس سال حکومت کی اس کے بھائی قادر وبیگ نے ان کی بادشاہت کو تسلیم نہیں کیا۔ لڑائی ہوئی۔ ملک شاہ فتحیاب ہوا۔ قادر وبیگ قتل ہوا۔ سارے شام و مصر پر اس کا قبضہ ہو گیا۔ ملک بخارا، سمرقند اور خوارزم بھی فتح کیے۔ اس کی سلطنت باپ کی سلطنت سے کہیں زیادہ وسیع تھی۔ آخری عمر میں اصفہان سے بغداد آگیا تھا یہ خلیفہ المقتفی کا زمانہ تھا۔ ملک شاہ نے خلیفہ کو بغداد سے خارج کر کے اُس کو اپنا پایہ تخت بنانا چاہا لیکن سلطان کی یہ خواہش پوری نہ ہوئی اور نومبر ۱۰۹۲ء مطابق شوال ۴۸۵ھ میں انتقال کیا۔ اس کے بعد ہی خاندان سلجوقیہ کا زوال اور اُس کے بیٹوں میں خانہ جنگی شروع ہو گئی۔ حسن بن صباح اُس کے زمانہ میں تھا جو نبی الہلاکت کہلاتا تھا اس نے ایران۔ عراق اور شام میں خونریزی شروع کر دی تھی۔ ملک شاہ کا مشہور وزیر نظام الملک طوسی اسی کے فدائی کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ ملک شاہ نے ایک نیا سنہ ایجاد کیا تھا جو تاریخ میں تاریخ جلالی کے نام مشہور ہے۔ یہ سنہ ۱۵ مارچ ۱۰۷۹ء مطابق ۱۱۔ رمضان ۴۷۱ھ سے شروع ہوتا ہے۔

ملک عماد۔ امام محمد غزالی کے ہمعصر تھے شعر سے ذوق رکھتے تھے۔

ملک عنبر حبشی۔ سنہ ۱۶۰۰ء مطابق سنہ ۱۰۰۹ھ میں شہزادہ دانیال کے دکنی حملوں کی وجہ سے احمدنگر فتح ہو چکا تھا۔ لیکن نظام شاہی حکومت کا خاتمہ بالکل نہیں ہوا تھا۔ ملک عنبر ایک حبشی غلام اپنی قابلیت۔ دانائی اور مستعدی کی بدولت سپہ سالاری کے درجہ تک پہنچ گیا تھا۔ مرتضیٰ شاہ ثانی کے وقت میں یہ حکمرانی کرتا تھا اور اورنگ آباد اس کا پایہ تخت تھا۔ مغلوں کے مسلسل حملوں سے سلطنت کو بچانے کے لیے اُس نے یہ تدبیر نکالی کہ کھلے میدان میں لڑنا ترک کر دیا اور خود اُن پر قزاقانہ چھاپے مارنا شروع کیے۔ مغلیہ فوج اس قسم کے حملوں کی تاب نہ لاسکی۔ اور پیچھے ہٹ گئی۔ خانخاناں احمدنگر چھوڑ کر برہان پور چلا گیا۔ ۱۰۱۸ھ مطابق ۱۶۰۹ء میں احمدنگر ملک عنبر کے قبضے میں آگیا۔ اس سے دکنیوں کی ہمت بڑھ گئی ملک عنبر نے مالی و ملکی انتظام کیا اور مغلیہ اضلاع پر حملے شروع کر دیے۔ آخر میں شہزادہ شاہجہاں نے بہ نفس نفیس ۱۰۲۵ھ مطابق ۱۶۱۶ء میں سخت شکست دی اور ملک عنبر نے احمدنگر و دیگر مقامات دیگر مغلوں سے صلح کر لی اور شاہجہاں کا وفادار بن گیا ۱۰۳۵ھ مطابق ۱۶۲۶ء میں وفات پائی

یعقوب حبشی اُس کا بیٹا اُس کی جگہ حکمراں ہوا۔ ملک عنبر نے ۸۰ برس کی عمر پائی وہ دولت آباد میں مدفون ہے۔

ملک فخر الدین بنگال کا بادشاہ تھا جو ملک فخر الدین پوربی کے نام سے مشہور رہے یہ قدر خاں حاکم بنگال کا ایک سپاہی تھا۔ تغلق شاہ کے عہد میں اُس نے قدر خاں کو ۱۳۳۶ء مطابق ۷۳۷ھ میں قتل کر دیا اور خود حاکم بن گیا۔ اس وقت تک بنگال میں سلطنت دہلی کی طرف سے حاکم رہتا تھا۔ یہ پہلا شخص تھا جس نے اپنے کو خود مختار بادشاہ مشتہر کیا۔ دو برس یا پانچ ماہ حکومت کی۔ ملک علی مبارک کے ہاتھ سے ۱۳۳۸ء میں لڑائی میں شکست کھائی اور قتل ہوا۔ علی مبارک علاء الدین کے لقب سے بنگال کا بادشاہ ہوا۔

ملک قمی ملا۔ شہر قم (ایران) کا رہنے والا شاعر تھا۔ ۱۵۸۰ء مطابق ۹۸۷ھ میں دکن آیا اور مرتضیٰ نظام شاہ کا ملازم ہوا۔ بعد کو برہان نظام شاہ نے اپنے یہاں نوکر رکھ لیا۔ رفتہ رفتہ ابراہیم عادل شاہ بادشاہ بیجاپور کے دربار میں رسائی ہو گئی۔ جہاں اس کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا گیا اور بہت اعزاز پایا۔ ملا ظہوری شاعر جو اس وقت بیجاپور کے دربار میں خاص مرتبہ رکھتا تھا اس کا داماد تھا۔ ۱۶۱۶ء مطابق ۱۰۲۵ھ میں انتقال کیا۔ ملک الکلام کے نام سے مشہور رہے۔ ایک دیوان یادگار چھوڑا

ملک محمد جائسی۔ جہانگیر کے وقت میں ہندی کا شاعر گزرا ہے۔ جائس ملک اودھ کا رہنے والا تھا۔ ہندی نظم میں قصہ پدماوت لکھا ہے جو بہت مشہور رہی۔

ملک معز الدین ایبک۔ خاندان ایوبیہ کا ایک ترکمان غلام تھا۔ ملکہ شجرۃ الدر سے شادی کی تھی جو خاندان ایوبیہ کی آخری مصری حکمراں تھی اُس نے مصر میں مملوکیہ خاندان کی حکومت کی بنا ڈالی اور ۱۲۵۰ء مطابق ۶۴۸ھ سے حکومت شروع کی۔ ۱۲۵۷ء مطابق ۶۵۵ھ میں قتل ہوا۔ اُس کی اولاد سو برس تک حکمراں رہی۔ اس خاندان کے بادشاہ حسب ذیل ہوئے: جنھوں نے مصر اور شام پر حکومت کی۔

(۱) ملک معز الدین ایبک ترکمانی بانی حکومت مملوکیہ ۱۲۵۰ء م ۶۴۸ھ

(۲) ملک منصور نور الدین علی بن معز کو مظفر نے قید کیا۔ ۶۵۵ھ

(۳) ملک مظفر قطز المعزی (۱۱ ماہ) ۶۵۷ھ

(۴) ملک ظاہر رکن الدین ۶۵۸ھ

(۵) ملک سعید محمد ناصر الدین ۶۷۶ھ

(۶) ملک عادل بدر الدین (۴ ماہ) ۶۷۸ھ

(۷) ملک منصور ابو المعالی قلادون صالحی ۶۷۸ھ

(۸) ملک اشرف صلاح الدین خلیل ۶۸۹ھ

(۹) ناصر محمد بن قلادون ۴۴ سال حکومت کی ۶۹۳ھ

(۱۰) ملک عادل قطبغا منصوری۔

(۱۱) ملک منصور حسام الدین۔ دو سال حکومت کی۔ ۶۹۸ھ میں فوت ہوا۔

(۱۲) ملک مظفر رکن الدین۔ دس ماہ حکومت کی۔ ۷۰۹ھ میں فوت ہوا۔

(۱۳) ملک منصور ابوبکر (۲ ماہ)

(۱۴) ملک اشرف کوچک (۸ ماہ)
(۱۵) ملک ناصر احمد ۔ ۷۴۵ھ میں فوت ہوا
(۱۶) ملک صالح اسمٰعیل ابو الفدا مصنف مشہور تاریخ ابو الفدا ۔ اپنے بھائی ناصر احمد کا ۱۳۴۲ء مطابق ۷۴۵ھ میں جانشین ہوا اس خاندان کے بعد حکومت مصر و شام دوسرے خاندان غلامان میں منتقل ہو گئی ۔ اور ۱۳۸۲ء سے ان کا تسلط ہو گیا ۔ یہ خاندان بھی مملوکوں کی طرح دلیر اور بہادر تھا اس خاندان کی حکومت ۱۵۱۷ء تک رہی ۔ سلطان سلیم اول شہنشاہ ترکی نے شکست دی اور تومان لے آخری حکمراں کو قید کر کے ملک پر قبضہ کر لیا ۔

ملک منصور ۔ ملاحظہ ہو نور الدین علی ۔

ملک منصور محمد بن عثمان ۔ ایوبیہ خاندان کا تیسرا حکمراں تھا ۔ نومبر ۱۱۹۸ء میں اپنے باپ کا جانشین ہوا ۔ ۱۲۲۰ء میں فوت ہوا ۔ ملک عادل سیف الدین اس کا بیٹا جانشین ہوا ۔ ۱۸ سال حکومت کی ۔

ملک نصیر خاں فاروقی ۔ بن ملک راجہ ملک راجہ کی وفات کے بعد اپریل ۱۳۹۹ء مطابق ۸۰۱ھ میں خاندیس کا حکمراں ہوا اور شہر برہان پور کی بنا ڈالی ۔ یہ حکمراں علم دوست اور علماء کا قدرداں تھا ۔ اس کے وقت میں علم و ہنر کی ترقی ہوئی ۔ اسیر کا مشہور قلعہ آسا اہیر سے چھین لیا ۔ چالیس سال حکومت کی ۔ ۲۱ ستمبر ۱۴۳۷ء مطابق ۲۰ ربیع الاول ۸۴۱ھ کو انتقال کیا اس کا بیٹا میراں عادل فاروقی جانشین ہوا ۔

ملکہ بانو ۔ آصف خاں وزیر کی دختر ۔ ممتاز محل کی بہن اور سیف خاں المعروف بہ مرزا سیفی پنجہزاری منصبدار کی بیگم تھی ۔ مرزا سیفی امانت خاں کا بیٹا تھا اس نے ۱۶۳۹ء میں بنگال میں انتقال کیا ۔ بیگم نے ۱۶۴۲ء میں وفات پائی ۔

ملکۂ جہاں ۔ دہلی کی ایک شہزادی تھی اس کی شادی حسین شاہ شرقی بادشاہ جونپور سے ہوئی تھی ۔

ملکہ جہاں ۔ جہانگیر کی بیگم اور راجہ بھیم جیسلمیر کے راجہ کی بیٹی تھی ۔

ملکۂ زمانہ فرخ سیر شہنشاہ دہلی کی بیٹی اور محمد شاہ شہنشاہ دہلی کی بیگم تھی ۔ اس کی شادی ۱۷۲۲ء مطابق ۱۱۳۵ھ میں ہوئی اس کی تاریخ وفات نہیں معلوم قبر کابلی دروازہ کے باہر دہلی میں ہے ۔

ملو خاں الملقب بہ قادر شاہ ۔ مالوے کا حکمراں تھا ۔ اس کے زمانہ میں ۱۵۴۲ء مطابق ۹۴۹ھ میں شیر شاہ نے مالوے کو فتح کیا اور شجاعت خاں کو جو شیر شاہی سرداروں میں تھا ۔ یہاں کا حاکم بنایا ۔

ملو عادل شاہ بیجاپوری ۔ اگست ۱۵۳۴ء مطابق صفر ۹۴۱ھ میں اپنے باپ اسمٰعیل عادل شاہ کا جانشین ہوا فسق و فجور میں مبتلا رہنے کی وجہ سے اپنی دادی کے حکم سے چھ ماہ کے بعد معزول کر دیا گیا ۔ اس کی جگہ اس کا بھائی اسمعیل ۱۵۳۵ء مطابق ۹۴۲ھ میں بیجاپور کا بادشاہ ہوا

ملوک شاہ ۔ ملا عبد القادر مورخ ۔ ایونی کے

والد تھے سنہ ۱۵۶۱ء مطابق سنہ ۹۶۹ھ میں فوت ہوئے۔ کتاب جلاء الخواطر کے مصنف ہیں۔

ہول شاہ سرف الدین کا تخلص ہے۔ مراد آباد کے ایک درویش تھے۔ شعر کہتے تھے الہام بھی تخلص تھا۔ دو فارسی دیوان ایک مسدس ہفت ۶ خانہ ان کی یادگار ہیں مسدس سنہ ۱۷۷۷ء مطابق سنہ ۱۱۹۱ھ میں لکھا تھا۔

ملہار راؤ گیکواڑ راجہ بڑودہ۔ اپنے بھائی کھانڈے راؤ کی وفات پر بتاریخ ۲۹۔ نومبر سنہ ۱۸۷۰ء ۴۲ سال کی عمر میں بڑودے کا راجہ ہوا۔ اس کے بھائی کھانڈے راؤ کو جی۔ سی۔ ایس آئی کا خطاب تھا۔ ملہار راؤ راجہ ہونے سے پہلے قید میں تھا۔ سنہ ۱۸۷۵ء میں اس پر ریذیڈنٹ کو زہر کھلانے کا مقدمہ چلایا گیا۔ جرم ثابت نہیں ہوا مگر بد انتظامی کے الزام میں معزول کر کے مدراس میں نظر بند کر دیا گیا۔

ملہار راؤ ہلکر اوّل۔ خاندان ہلکر سے ہے لفظ ہلکر کے معنی ہل کر یعنی ہل چلانے والے کے ہیں۔ یہ اس خاندان کا پہلا راجہ تھا جو پیشوا باجے راؤ اول کا ایک سردار تھا۔ مرہٹوں کی شمالی مہمات میں حصہ لینے والوں میں اس کا بھی شمار ہے۔ سنہ ۱۷۲۸ء مطابق سنہ ۱۱۳۹ھ میں گردھر بہادر صوبہ دار مالوہ کو اُس نے قتل کیا اور سنہ ۱۷۲۸ء میں با اختیار ہو گیا۔ سنہ ۱۷۳۳ء میں پیشوا نے ضلع اندور اس کو جاگیر میں دیا۔ سنہ ۱۷۶۱ء میں پانی پت کی مشہور لڑائی میں شریک تھا۔ سنہ ۱۷۶۶ء میں وہ فوت ہوا۔ اہلیہ بائی کھانڈے راؤ کی بیوہ نے ٹکاجی ہلکر کو جو ملہار راؤ کا بھتیجا تھا گدی نشین کر دیا جس کے چار لڑکے ہوئے ان میں سے کاشی راؤ اور ملہار راؤ بی بی سے تھے۔ جسونت راؤ اور ایٹوجی مدخولہ عورت سے تھے۔ خاندان ہلکر کے راجہ حسب ذیل گزرے ہیں۔

(۱) ملہار راؤ ہلکر اول۔
(۲) ملہار راؤ نبیرہ ملہار راؤ ہلکر اوّل جو بولایت اپنی ماں اہلیہ بائی کے جانشین ہوا اور سنہ ۱۷۶۷ء میں فوت ہوا۔
(۳) ٹکاجی ہلکر۔
(۴) کاشی راؤ
(۵) جسونت راؤ۔
(۶) ملہار راؤ ثانی۔
(۷) ہری راؤ ہلکر

ملہار راؤ ہلکر ثانی جسونت راؤ ہلکر بن ٹکوجی کا جانشین ہوا اور پسر تبنی تھا۔ سنہ ۱۸۱۱ء میں اندور کا راجہ ہوا۔ مہدپور کی لڑائی کے بعد ۶ جنوری سنہ ۱۸۱۸ء کو سرکار انگریزی سے صلح کر لی۔ سنہ ۱۸۳۳ء میں وفات پائی۔ اس کا پسر متبنیٰ مرتند راؤ راجہ ہوا جس کو کھانڈے راؤ نے راج سے محروم کر دیا۔ جب کھانڈے راؤ بھی لاولد فوت ہوا تو ایسٹ انڈیا کمپنی نے ہلکر جی راؤ کو راجہ نامزد کیا۔

ملہی راؤ ہلکر۔ راجہ اندور۔ ملہار راؤ اول کا پوتا اور کھانڈے راؤ کا بیٹا تھا۔ سنہ ۱۷۶۶ء میں دادا کا جانشین ہوا۔ نو ماہ حکومت کرنے کے بعد فوت ہو گیا۔ اس کی وفات کے بعد اصل خاندان معدوم ہو گیا۔ اہلیہ بائی بیوہ کھانڈے راؤ نے ٹکاجی کو

راج کے واسطے منتخب کیا

ممتاز الدین حکیم - بدایوں (صوبہ متحدہ) کے مشہور حکیم تھے۔ طب یونانی میں حکیم صادق علی خاں دہلوی کے شاگرد تھے۔ فن شعر میں شاہ نصیر دہلوی سے تلمذ تھا۔ ۳۔ رمضان سنہ ۱۳۱۳ھ مطابق سنہ ۱۸۹۶ء میں انتقال ہوا۔

ممتاز محل - ملاحظہ ہو ارجمند بانو بیگم۔

ممنون - نظام الدین بن قمر الدین خاں منت کا تخلص ہے۔ اکبر شاہ ثانی کا عہد پایا تھا۔ ان کے دیوان میں بادشاہ موصوف کی مدح میں قصائد موجود ہیں۔ اپنے والد منت کے شاگرد تھے۔ ان کے آبا و اجداد سون پت میں رہتے تھے مگر انھوں نے دہلی میں نشو و نما پائی اور انگریزی عہد میں اجمیر کے صدر الصدور مقرر ہوئے ان کا اردو دیوان خود ان کے قلم کا لکھا ہوا کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن میں موجود ہے۔ سنہ ۱۸۴۴ء مطابق سنہ ۱۲۶۰ھ میں انتقال کیا

منا لال - ولد بہادر سنگھ۔ اس نے شاہ عالم کے دور حکومت کی تاریخ لکھی ہے کتاب کا آغاز سنہ ۱۱۸۵ھ سے ہوتا ہے جب شاہ عالم نے الہ آباد سے دہلی کا رخ کیا تھا۔

من بھاوتی بیگم - بادشاہ اکبر کے حرم میں داخل تھی۔ آگرے میں قلعہ کی اراضی پر اس کا لگایا ہوا باغ تھا جس کا اب کوئی نشان باقی نہیں ہے

منت - میر قمر الدین منت ساکن دہلی کا تخلص ہے وارن ہیسٹنگز گورنر جنرل نے اس کو ملک الشعراء کا خطاب نواب مرشد آباد کی سفارش پر عطا کیا تھا۔ دکن بھی پہنچا تھا۔ اور وہاں نواب نظام علی خاں بہادر آصف جاہ ثانی کے دربار میں رسائی حاصل ہوگئی تھی بادشاہ دکن نے ایک قصیدے کے صلے میں پانچ ہزار روپیہ انعام دیے تھے۔ بمقام کلکتہ سنہ ۱۷۹۳ء مطابق سنہ ۱۲۰۵ھ میں انتقال کیا۔ اردو اور فارسی کے دو دیوان جن میں ڈیڑھ لاکھ اشعار کا تخمینہ کیا جاتا ہے ان سے یادگار رہیں۔ چمنستان اور شکرستان بھی ان کی تصانیف ہیں۔ گنا بیگم مشہور شاعرہ اور شہزادی اودھ کے استاد تھے۔

منتجب الدین - شیخ زرزری بخش۔ ناصر ملقب بہ غریب ہانسوی کے بیٹے اور شیخ برہان الدین غریب کے بھائی حضرت نظام الدین اولیا اور بقول بعض شیخ فرید الدین گنج شکر کے مرید تھے۔ یہ دکن کے ایک مشہور ولی گزرے ہیں۔ زرزری بخش کے نام سے زیادہ مشہور رہیں۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جب آپ کی ریاضت درجۂ کمال کو پہنچی اور محبوبیت کا مرتبہ حاصل ہوا تو آپ کو غیب سے دو زرین خلعت صبح و شام ملتے اور بعض کہتے ہیں کہ ہر شب نماز تہجد کے وقت غیب سے ایک زر کا ڈلا گرتا تھا۔ بالجملہ اس عطیہ کبریٰ کو فقرا پر تقسیم فرما دیتے۔ ۷۔ اپریل سنہ ۷۰۹ھ مطابق سنہ ۱۳۰۹ء کو انتقال کیا۔ آپ کا مرقد پاک خلد آباد متصل دولت آباد دکن میں واقع ہے۔ جہاں عرس کے زمانے میں کثیر مجمع خلائق ہوتا ہے۔

منسا رام - راجہ چیت سنگھ راجہ بنارس کا باپ کا تھا۔ ریاست بنارس کا بانی سنہ ۱۷۳۸ء

میں فوت ہوا۔ اس کا بیٹا بلونت سنگھ جانشین ہوا

منشی - منشی مولچند کایستھ ساکن دہلی کا تخلص ہے شاہ نصیر دہلوی کا شاگرد تھا۔ شاہ نامے کا کچھ حصہ اردو میں نظم کیا جو شاہنامۂ اردو کے نام سے مشہور ہے۔ ۱۸۲۲ء مطابق ۱۲۳۸ھ میں فوت ہوا۔

منشی منا لال - ولد منشی بہادر سنگھ دفتر خالصہ شاہی کا منشی۔ شاہ عالم کا روزنامچہ لکھنے پر مامور تھا۔ یہ روزنامچہ شاہی کتب خانہ بانکی پور میں موجود ہے۔ اس سے منشی موصوف کی لیاقت تحریر اور قوت مشاہدہ معلوم ہوتی ہے۔ روزنامچہ کا آخری ورق شاہ عالم کے صحیفۂ حیات کے اختتام ۱۲۲۱ھ پر تمام ہوتا ہے۔

منشی مہتاب سنگھ - قوم کایستھ۔ متوطن کانپور۔ مولف تاریخ ہزارہ۔ جس کا قلمی نسخہ ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ میں ہے۔

منصور - ایرانی شاعر تھا جس نے ایک دیوان چھوڑا جس میں کچھ قصائد شاہ عباس ثانی کی مدح میں ہیں اور کچھ عباس قلی بیگ کی مدح میں ہیں۔ شاہ عباس ۱۶۶۶ء مطابق ۱۰۷۷ھ میں فوت ہوا۔ یہی زمانہ اس شاعر کا تھا۔

منصور ابن القائم ابن المہدی - افریقہ کا ایک شہزادہ تھا۔ بروز جمعہ بتاریخ ۱۹ مارچ ۹۵۳ء مطابق ۲۹ شوال ۳۴۱ھ فوت ہوا

منصور اول سامانی امیر - امیر نوح اول کا فرزند اور امیر عبدالملک کا بھائی تھا۔ ۹۶۱ء مطابق ۳۵۰ھ میں تخت نشین ہوا۔ دیلمی حاکم فرس و عراق اس کو ایک لاکھ پچاس ہزار دینار سالانہ خراج ادا کرتے تھے اور دیلمی حاکم نے اس کے ساتھ اپنی لڑکی کی شادی کر دی جس سے تعلقات باہمی زیادہ مضبوط ہو گئے۔ پندرہ سال حکومت کی بتاریخ ۱۵۔ مارچ ۹۷۶ء مطابق ۱۱ رجب ۳۶۵ھ فوت ہوا اس کا بیٹا امیر نوح ثانی جانشین ہوا اس کے وزیر ابو علی بن محمد نے تاریخ طبری کا ترجمہ فارسی میں کیا۔

منصور بن بیقرا - مرزا سلطان حسین مرزا بادشاہ ہرات کا باپ تھا۔

منصور بن حلاج - اصل نام حسین بن حلاج ہے لیکن وہ اپنے باپ منصور کے نام سے مشہور ہیں۔ فارس کے شہر بیضا میں پیدا ہوئے سن ولادت معلوم نہیں حضرت جنید بغدادی کے مرید تھے۔ ان کا آبائی پیشہ ندافی تھا۔ زہد و تصوف کے مدعی مگر بعض سے مورخ ان کو شعبدہ باز کہتے ہیں۔ ان کا ہندوستان آنا بھی ثابت ہے۔ عالم جذب میں الوہیت کے مدعی اور حلول کے قائل تھے۔ صوفیہ کہتے ہیں کہ وہ مسئلہ وحدت الوجود کو مانتے تھے۔ یعنی کہ انا الحق کہتے تھے۔ اسی بنا پر بغداد کے خلیفہ مقتدر نے ان کے قتل کا حکم دیا۔ اگرچہ ان کی گرفتاری ۳۰۱ھ میں اسی بنا پر ہوئی تھی لیکن قتل ۳۰۹ھ مطابق ۹۲۲ء میں واقع ہوا۔ ان کے قتل کا فتویٰ اُن کی تصنیف پر حاصل کیا گیا تھا جس میں اُنھوں نے نحر و بن حج کے لیے گھر بیٹھے حج کا ثواب حاصل کرنے کا عجیب و غریب نسخہ بتایا تھا۔ اکثر مورخین

کی رائے ہی کہ حلاج نے جو گروہ پیدا کیا تھا وہ مذہبی نہ تھا بلکہ سیاسی تھا اور اسی بنا پر اُن کو قتل ہوا۔

منصور ثانی سامانی امیر - اپنے باپ امیر نوح ثانی بادشاہ خراسان کا سنہ ۹۹۷ء مطابق سنہ ۳۸۷ھ میں جانشین ہوا۔ صرف ایک سال حکومت کرنا نصیب ہوئی - اس کے سرداروں نے اس سے بغاوت کی اور معزول کر کے اس کے چھوٹے بھائی عبد الملک ثانی کو سنہ ۹۹۹ء مطابق سنہ ۳۸۹ھ میں تخت پر بٹھایا۔

منصور خلیفہ بغداد - ملاحظہ ہو المنصور۔

منصور خواجہ - ملاحظہ ہو خواجہ منصور۔

منصور علی خاں - نواب اودھ - ملاحظہ ہو صفدر جنگ۔

منصور علی خاں سید۔ نواب مرشد آباد سنہ ۱۸۸۴ء مطابق سنہ ۱۳۰۲ھ میں فوت ہوئے۔

منظری سمرقندی - بیرم خاں خانخاناں کا مصاحب ایک شاعر تھا۔ شاہنامہ خیال اس کی تصنیف ہے جس میں سکندر شاہ سور وغیرہ کی لڑائیوں کا حال درج ہے۔

منعم - قاضی نور الحق بریلوی کا تخلص ہے انہوں نے قرآن شریعت کی نظم میں تفسیر لکھی اور تین فارسی دیوان - کئی مثنویاں اور رقعات یادگار ہیں سنہ ۱۷۸۶ء مطابق سنہ ۱۲۰۰ھ میں زندہ تھے۔

منعم خاں - سلطان بیگ برلاس کا بیٹا - بہادر شاہ اول کے امرا میں تھا - راجپوت راجاؤں نے جب سرکشی اختیار کی تو بادشاہ نے شہزادہ عظیم الشان کے ساتھ اس کو اُن کی سرکوبی کے لیے مامور کیا - کابل کا صوبیدار مقرر ہوا اور خانخاناں کا خطاب پایا۔ عہدۂ وزارت پر سرفراز کیا گیا۔ لیکن سکھوں کی بغاوت کے موقعہ پر بادشاہ اُس سے ناراض ہو گیا۔ اور اُس کا عروج ختم ہو گیا۔ سنہ ۱۷۱۱ء مطابق سنہ ۱۱۲۳ھ میں فوت ہوا۔ کتاب الہامات منعمی اس کی تصنیف ہے۔

منعم خاں خانخاناں۔ اکبری عہد کا سردار تھا۔ بیرم خاں خانخاناں کے بعد سنہ ۱۵۶۰ء مطابق سنہ ۹۶۸ھ میں خانخاناں مقرر ہوا اور خان زماں کی وفات کے بعد جونپور کا صوبہ دار مقرر ہوا۔ سنہ ۱۵۶۴ء مطابق سنہ ۹۷۲ھ میں جب اکبر جونپور سے گزرا تو اُس کی یادگار میں گومتی کا مشہور پل سنہ ۱۵۶۷ء مطابق سنہ ۹۷۵ھ میں تعمیر کرایا جو آج تک اکبری پل کے نام سے مشہور ہی اور اس قدر مضبوط ہے کہ آج تک اُس کی مرمت کی بھی ضرورت نہیں پڑی۔ اکبر نے جب بنگال فتح کر لیا تو خانخاناں کو سنہ ۱۵۷۵ء مطابق سنہ ۹۸۳ھ میں بنگال کا صوبیدار بنایا۔ اُس نے ٹانڈا پایہ تخت منتخب کر کے اُس کو از سر نو تعمیر کیا۔ مگر اس شہر کی آب و ہوا ناموافق آئی۔ ۱۱-۱۲ اکتوبر سنہ ۱۵۷۵ء مطابق ۹ رجب سنہ ۹۸۳ھ کو انتقال کیا۔

منکۃ الہندی - ابن ابو اصیبعہ اپنی کتاب موسوم بہ عیون الانباء جو اطبا کے حال میں ہے بیان کرتے ہیں کہ منکۃ الہندی علوم ہندی میں نہایت مشہور حکما میں تھا اور ہندی و ایرانی دونوں زبانوں سے خوب واقف تھا اس نے کتاب شاناک ہندی کا ترجمہ جو سمیات کے بیان میں ہے ہندی زبان سے فارسی

میں کیا۔ خلیفہ ہاروں رشید کی قدردانی کی شہرت سنکر ہندوستان سے بغداد گیا۔

منگو قاآن۔ یا منگو خاں۔ بادشاہ تاتار تولی خاں بن چنگیز خاں کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔ اپنے چچازاد بھائی کیوک قاآن بن اوقتائی خاں کی جگہ ۱۲۵۱ء مطابق ۶۴۹ھ میں تاتار اور ایران کا مالک ہوا سولہ سال حکومت کرنے کے بعد ۱۲۵۸ء مطابق ۶۵۶ھ میں فوت ہوا۔ تاتار کی سلطنت پر اس کا بیٹا قبلائی خاں تخت نشین ہوا۔ فارس کی سلطنت ہلاکو خاں کے حصے میں آئی جو منگو خاں کا بھائی تھا۔

منو۔ اہل ہنود کے نزدیک یہ پہلے انسان ہیں۔ ان کے پوتے کا نام کیلا ہے جو شنک شاستر کے مصنف کہے جاتے ہیں۔ منو شاستر جو منو کے نام سے منسوب ہے۔ ہندوؤں کی مشہور مذہبی کتاب ہے جس پر آج تک عملدرآمد ہے۔

منوچہر۔ خاندان پیشدادین حکمران فارس سے بادشاہ گزرا ہے اس کا زمانہ ملک کی بحالی کا باعث ہوا۔ اس کے وزیر کا نام سام تھا جو بہت عقلمند تھا۔ ۱۲۰ سال حکومت کی اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا نوذر تخت نشین ہوا۔

منوچہر۔ ملاحظہ ہو قبوس۔

منوچہر شہزادہ۔ شیخ ابراہیم حاکم شیروان کا بیٹا تھا جو ۱۰۳۱ء مطابق ۴۲۲ھ میں فوت ہوا۔ مشہور شاعر کافی اس کے عہد میں گزرا ہے جو اس کا مداح تھا۔ اپنے باپ سے پانچ سال پہلے فوت ہو گیا۔

منوچہر ملک یا خاقان۔ شیروان کے حاکم کا نام ہے مشہور شاعر خاقانی اس کا مدح خوان تھا جس نے اسی نسبت سے اپنا تخلص خاقانی رکھا۔ بادشاہ بہرام چوبیں کی اولاد میں تھا۔ ۱۱۶۰ء مطابق ۵۵۶ھ میں برسر حکومت تھا۔

منوچہری۔ اس کا نام حکیم نجم الدین احمد بن یعقوب بن منوچہر تھا۔ سلطان محمود غزنوی کے دربار میں رسائی حاصل تھی۔ محمود کے بعد اس کے بیٹے مسعود و محمد کے زمانہ میں بھی عزت و دولت حاصل کی ۱۰۴۰ء مطابق ۴۳۲ھ میں انتقال کیا۔ ایک دیوان چھوڑا لوگوں نے اس کی دولت کی وجہ سے اس کی چڑ "شصت گلہ" ڈال لی تھی اور اسی نام سے زیادہ مشہور ہے۔ اس زمانہ میں بھیڑوں کے گلے کا مالک ہونا دولتمندی کا نشان سمجھا جاتا تھا۔

منہاج السراج جرجانی۔ جارجیہ کے رہنے والے تھے۔ اسی وجہ سے جرجانی کہلاتے ہیں۔ طبقات ناصری انھیں کی تصنیف ہے ۱۲۵۹ء میں ناصرالدین محمود بادشاہ دہلی کو معنون کی گئی۔ اس بادشاہ کا عہد ۱۲۴۶ء سے ۱۲۶۶ء مطابق ۶۶۵ھ تک رہا ان کا پورا نام قاضی صدر جہاں منہاج الدین جرجانی ہے اور کنیت ابو عمر ہے۔ ملاحظہ ہو ابو عمر منہاج

منیر۔ اسمعیل حسین نام۔ سید احمد حسین شاد کے بیٹے۔ ناسخ کے شاگرد رشید۔ ناسخ کے بعد رشک سے بھی اصلاح لی۔ اصلی وطن شکوہ آباد۔ قیام زیادہ تر لکھنؤ میں رہا۔ عربی و فارسی میں کافی استعداد تھی پہلے کانپور میں نواب نظام الدولہ بہادر

کی مصاحبت میں رہے۔ پھر مظفر الدولہ علی اصغر خاں بہادر کی ملازمت کی کچھ روز بعدہ معین الدولہ سید باقر علی خاں بہادر ظفر جنگ ثالث کے ساتھ رہے۔ بعد چندے رئیس باندہ کے یہاں تعلق ہوگیا تھا آخری ملازمت نواب یوسف علی خاں والی رامپور کے دربار میں کی امیر۔ امیر۔ داغ وغیرہ ان کے ہمعصر تھے یہ نہایت پر گو شاعر تھے۔ ان کا کچھ کلام تلف بھی ہوگیا۔ دیوان ان کی زندگی میں چھپ گیا تھا۔ ۱۲۹۸ھ مطابق ۱۸۸۱ء میں بمقام رامپور وفات پائی۔

منیر لاہوری۔ لاہور کا ایک شاعر ملا عبدالمجید ملتانی کا بیٹا تھا۔ اس کا نام ابوالبرکات تھا۔ آگرہ میں بتاریخ ۳۱۔ اگست ۱۶۴۴ء مطابق ۷۔ رجب ۱۰۵۵ھ وفات پائی۔ ایک انشا جو انشاء منیر کے نام سے مشہور ہے اور ایک دیوان یادگار ہیں۔

مواسی۔ گیارہویں صدی عیسوی میں ایران کا مشہور شاعر گزرا ہے۔ ملک شاہ سلجوقی کا عہد پایا اور اُسی دربار سے ملک الشعرائی کا خطاب پاکر امراء میں داخل ہوا۔ اور مسلم الثبوت شاعر خاقانی نے اس کے قصیدوں کو اپنے لیے نمونہ بنایا اور دیگر شعراء نے بھی اس کے طرز کلام کی تقلید کی

مؤید۔ زندہ رام کشمیری کا تخلص ہے۔ مرزا عبدالغنی بیگ قبول کا شاگرد تھا۔ ایک دیوان اس کی تصنیف ہے ۱۷۵۹ء مطابق ۱۱۷۲ھ میں فوت ہوا۔

مؤید شاہ۔ ابتداً آتش پرست تھا۔ بعد کو مسلمان ہوگیا۔ اکبر کا زمانہ پایا۔ اکبری عہد کے مذہبی آدمیوں کی تاریخ لکھی جس کا نام دبستان ہے۔ یہ تاریخ اکبر کے جدید مذہب کی تائید میں لکھی گئی تھی۔ ۱۸۰۹ء میں مشرقی مجلس ترجمہ نے اس کو شائع کیا۔

موتی بیگم۔ بیگمات شاہجہانی میں اس کا شمار ہے۔ آگرہ میں جمنا کنارے اس کا بنایا ہوا ایک باغ تھا جو موتی باغ کے نام سے مشہور تھا۔ اگرچہ وہ باغ اب باقی نہیں مگر باغ کی جگہ اُسی نام سے مشہور ہے۔

موجی بدخشانی۔ مولانا جامی کی یوسف و زلیخا کے طرز پر ایک دوسری مثنوی لکھی جس میں یوسف و زلیخا کے قصے کو نظم کیا۔ اس مثنوی میں ساٹھ ہزار ابیات ہیں۔ بمقام آگرہ ۱۵۷۱ء مطابق ۹۷۹ھ میں فوت ہوا۔

مودود چشتی خواجہ۔ بن خواجہ یوسف بن سامان خانوادہ مودودیہ آپ ہی سے منسوب ہے ایک کامل ولی اور عارف باللہ گزرے ہیں ۸۔ مئی ۱۱۳۳ء مطابق یکم رجب ۵۲۷ھ کو انتقال کیا۔ سادات مارہرہ شریف و سہسوان آپ کی اولاد میں ہیں مودودی کہلاتے ہیں آپ کے والد کا انتقال ۱۰۶۶ء میں ہوا۔

مودود سلطان بن سلطان مسعود اول غزنوی۔ جس وقت احمد نے اس کے باپ کو قتل کیا یہ بلخ میں تھا۔ اس نے اپنے آپ کو فوراً بادشاہ مشتہر کر دیا اور باپ کا بدلہ لینے کے لیے دریائے سندھ کے کنارے پہنچکر ۱۰۴۱ء مطابق [illegible] میں [illegible] کو فوج قید کیکے قتل

کر ڈالا اس کے زمانہ میں غزنوی خاندان کے تمام ایرانی مقبوضات نکل گئے۔ نو سال حکومت کی لاہور پایہ تخت تھا۔ وہیں ۲۳ دسمبر ۱۰۴۹ء مطابق ۲۰ رجب ۴۴۱ھ کو انتقال کیا۔

موزوں۔ راجہ رام نرائن ساکن پٹنہ کا تخلص ہے۔

موسیٰ ابن نصیر۔ مذہباً عیسائی تھا ۶۴۰ء میں پیدا ہوا۔ شمالی افریقہ کو ۷۰۹ء میں فتح کیا۔ اور تین برس کے بعد اسپین فتح کر لیا شہر مین تمرد عراق عرب کے محاصرہ میں قید ہوا اور اسی حالت میں ۷۱۶ء میں مر گیا۔

موسیٰ ابن عقبہ۔ کتاب مغازی کا مصنف تھا ۷۵۸ء مطابق ۱۴۱ھ میں فوت ہوا

موسیٰ شہید۔ ان کا مقبرہ گھرگون علاقہ اندور میں ہے شاہجہانی عہد میں تعمیر ہوا اب منہدم ہو گیا ہے قبر پر کتبہ باقی ہے

در جہان داوری شاہجہاں
کہ جہاں یافت از وزینت و زین
از محمد شاہ اورنگ آرائے
چوں وطن یافت دریں ملک حسین
ساختن ایں روضہ زبیش اندیشی
چو کاخش ہر شد منصب عین
بو کہ اینجا ہر سد اہل دلے
لحظہ دارد از کلفت و غین
بدعا یاد کند از رہ لطف
خیر بنیاد و رب الثقلین
زد رقم پیر خرد تاریخش
ایزدی گلشن درویش حسین
۱۰۶۵ھ

۱۱۷۷ھ میں قبر کا چبوترہ ملہار راؤ ہلکر نے بنوا دیا

جو نیا صوبہ ریاست اندور کا گھرگون میں مقرر ہو کر آتا ہے پہلے مع جلوس کے اس مزار پر جاتا ہے۔

موسیٰ کاظم امام علیہ السلام۔ خاندان حضرت علی علیہ السلام میں ساتویں امام اور آپ اپنے والد ماجد امام جعفر صادق علیہ السلام امام ششم کے جانشین ہوئے۔ ۷۴۵ء مطابق ۱۲۸ھ میں ولادت ہے اور خلیفہ ہارون الرشید کے عہد میں بتاریخ یکم ستمبر ۷۹۹ء مطابق ۲۵ رجب ۱۸۳ھ کو وصال ہوا۔ بغداد میں دریائے دجلہ کے کنارے امام ابو حنیفہ کے مقبرہ کے سامنے آپ کا مزار ہے۔

مولا بخش گویا۔ (مغنی) بھوانی کے ایک زمیندار کے یہاں ۱۸۳۳ء میں پیدا ہوا۔ بالغ ہو کر ورزش کا شوق ہو گیا۔ پھر ایک سیاح فقیر کی نصیحت اور دعا سے مغنی بننے کی کوشش کی۔ اسی تلاش میں گھسیٹے خاں نامی ماہر فن موسیقی کے یہاں پہنچا مگر وہ کسی کو یہ فن نہ سکھاتا تھا۔ بالآخر اس کے افیونی دربان سے راہ و رسم پیدا کی اور نصف شب کو جب گھسیٹے خاں گایا کرتا تھا یہ دروازے پر بیٹھ کر اس کا گانا سنتا اور دن میں گھر آ کر اس کی مشق کرتا۔ رفتہ رفتہ بہت مشاق ہو گیا۔ حتیٰ کہ گھسیٹے خاں اس کی شہرت سنکر ملاقات کو آیا۔ اور اپنی شاگردی میں قبول کر کے اصول فن سکھا دیے۔ مولا بخش اپنے استاد کی وفات کے بعد بھی اس فن کا جویا رہا اور اس فن میں اعلیٰ درجہ

کی ترقی پا کر میسور گیا۔ وہاں کے دربار میں عزت کے ساتھ لیا گیا۔ لیکن بہت جلد مزید تعلیم فن موسیقی کے لیے ایک برہمن کے پاس تنجور آ گیا اور اپنی خدمتگزاری کے ذریعہ سے جملہ رموز موسیقی کا محرم بن گیا۔ جہاں اس کو چتر چنور۔ کلغی اور سرپیچ عنایت ہوا انہیں اس نے قدیم شاہی خاندان کی ایک لڑکی سے شادی بھی کی۔ کھانڈے راؤ مہاراجہ بڑودہ کی طلب پر بڑودہ گیا اور اپنے اکثر شاگرد بنائے۔ یہ دہلی دربار میں بھی شریک ہوا اور واپس آ کر رام سنگھ مہاراجہ جے پور کے یہاں مقیم رہا۔ نظام حیدرآباد نے بھی بہت کچھ انعام عطا فرمایا۔ مہاراج سیاجی گیکواڑ نے اس کی درخواست پر ایک موسیقی کالج کھولا۔ جو آج تک جاری ہے ۱۸۹۶ء مطابق ۱۳۱۴ھ میں فوت ہوا۔ اس کے دو لڑکے مرتضیٰ خاں ماسٹر بڑودہ کالج موسیقی اور اے۔ ایم پٹھان پروفیسر فن موسیقی دربار نیپال اپنے فن کے ماہرین میں ہیں۔

مولٰنا حسن۔ سلطان سلیم بادشاہ دہلی کے عہد میں علما سے گزرے ہیں ۹۵۶ھ م ۱۵۴۹ء میں فوت ہوئے۔ آگرہ میں دفن ہیں۔ اتفاق سے اُن کی قبر اُس احاطے میں آ گئی ہے جو رومن کیتھولک عیسائیوں کا قبرستان ہے۔ ان کی قبر پر ایک فارسی منظوم کتبہ لگا ہوا ہے۔

مولٰنا حسین۔ خواجہ ابوالوفا کے مرید تھے خواجہ موصوف ۱۴۳۲ء مطابق ۸۳۶ھ میں فوت ہوئے۔ مولٰنا حسین کتاب عقیدہ اتقی اور شرح قصیدہ بردہ کے مصنف ہیں

مولٰنا علی بن محمود کرمانی عرف شہاب۔ ایک تاریخ موسوم بہ مآثر محمودی اُس کی تصنیف ہے جو سلطان محمود شاہ اول خلجی شاہ مالوہ کے نام پر معنون کی گئی تھی۔ محمود خلجی نے ۱۴۳۶ء سے ۱۴۶۹ء تک حکومت کی۔

مولود محمد۔ بحر المنافع جو فارسی زبان میں علم طبیعیات کی ایک کتاب ہے تصنیف کی اور سلطان ٹیپو کے نام پر معنون کی گئی۔

مومن۔ حکیم محمد مومن خاں نام۔ والد کا نام حکیم غلام نبی خاں۔ کشمیری الاصل۔ دہلی وطن خاندانی طبیب تھے۔ شاہ عالم کے عہد میں پرگنہ نارنول (پنجاب) میں جاگیر عطا ہوئی تھی۔ ۱۸۱۷ء مطابق ۱۲۳۳ھ میں پیدا ہوئے۔ ۱۸۵۲ء مطابق ۱۲۶۹ھ میں کوٹھے سے گر کر جوان فوت ہوئے۔ ابتدا اُز شاہ نصیر کے شاگرد ہوئے۔ اُس کے بعد خود اُستاد ہو گئے۔ اردو کے سوا فارسی شعر بھی کہتے تھے۔ ان کی مثنویات خاص طور پر مشہور ہیں۔ صاحب دیوان ہیں

موہن داس کرم چند گاندھی۔ ۲۰۔ اکتوبر ۱۸۶۹ء مطابق ۱۲۸۶ھ کو کاٹھیاواڑ گجرات کے شہر پوربندر میں ویش خاندان میں پیدا ہوئے ان کے دادا پوربندر کی ریاست کے دیوان تھے سترہ برس کی عمر میں میٹریکولیشن پاس کرنے کے بعد ولایت گئے اور وہاں سے بیرسٹری پاس کر کے راجکوٹ واپس آئے۔ جہاں ان کے

والدین رہتے تھے۔ ۱۸۹۳ء مطابق ۱۳۱۱ھ میں ایک مقدمے کی پیروی کے لیے ان کو جنوبی افریقہ جانا پڑا اور اس طرح ان کی افریقہ کی زندگی کا آغاز ہوا اور نٹال کی عدالت میں اپنا نام صرف اس وجہ سے درج کرایا کہ وہاں رہ کر وہ ہندوستانیوں کے حقوق کی حفاظت کرینگے جن کو افریقہ کی حکومت پامال کر رہی تھی۔ یہاں اُنھوں نے جلسوں اور کانفرنسوں کے ذریعہ سے عوام میں ایک پیدا کی ۱۸۹۵ء میں مسٹر گاندھی ہندوستان واپس آئے۔ تھوڑے دنوں کے بعد مع اہل و عیال کے پھر افریقہ واپس گئے۔ ۱۸۹۹ء میں جب بوئروں اور انگریزوں کی لڑائی شروع ہوئی تو اُنھوں نے یہ خیال کر کے کہ گورنمنٹ برطانیہ کی مدد سے ہندوستانیوں کے آیندہ فوائد کی امید ہے گورنمنٹ کی امداد اور ہندوستانی والنیٹروں کا ایک دستہ زخمیوں کی خدمت کے لیے مرتب کیا اسی طرح ۱۹۰۶ء میں قوم زولو کی بغاوت کے موقع پر بھی زخمیوں اور بیماروں کے اُٹھانے کی جماعت طیار کی اور بغاوت کے آخر تک سرکار کی خدمت کرتے رہے۔ ان دونوں موقعوں پر انگلستان سے تمغے ملے اور ہندوستان میں قیصر ہند کا طلائی تمغہ عطا ہوا۔ ۱۹۱۴ء مطابق ۱۳۳۲ھ میں جب انگلستان اور جرمن میں جنگ شروع ہوئی اُس وقت اُنھوں نے لندن میں طالب علموں کی جماعت جنگی خدمات کے لیے ترتیب دی اور گورنمنٹ نے اِن کی خدمات کا اعتراف کیا اور ۱۹۱۷ء

میں جبکہ گورنمنٹ ہند کو رنگروٹوں کی انتہا سے زیادہ ضرورت تھی بڑی جانفشانی اور محنت سے رنگروٹ بھرتی کیے مگر لڑائی ختم ہوگئی اس لیے بھرتی شدہ رنگروٹ علیحدہ کر دیے گئے۔ اُنھوں نے یہ سب خدمات اس خیال سے انجام دی تھیں کہ ہندوستان کو سلطنت انگریزی میں کامل مساوات کا رتبہ حاصل ہوگا۔ لیکن اُن کے خلاف اُمید جب رولٹ ایجکٹ پاس کر کے ہندوستانیوں کی آزادی میں مزید رکاوٹ پیدا کی گئی تو اُنھوں نے ۱۹۱۹ء میں ستیا گرہ (خاموش مقابلہ) شروع کیا جس کا تجربہ ۱۹۰۶ء میں وہ جنوبی افریقہ میں کر چکے تھے۔ اس پر اپریل ۱۹۱۹ء میں ان کی گرفتاری ہوگئی اور پنجاب میں فساد ہوا۔ جس پر فوج کی طرف سے جلیان والہ باغ (امرتسر) میں گولیاں چلائی گئیں اور بہت کشت و خون ہوا اور جنگی قانون جاری ہوا جس میں ہندوستانیوں کے ساتھ نہایت ذلت آمیز برتاؤ کیے گئے ان کو پیٹ کے بل چلنے کا حکم دیا گیا۔ سر بازار کوڑے لگائے گئے وغیرہ اس سے ہندوستان میں بےچینی پیدا ہوگئی۔ اس دوران میں گورنمنٹ کی طرف سے اصلاحات کے ذریعہ سے انتظام حکومت میں ہندوستانیوں کو مزید حقوق دینے کا وعدہ کیا گیا۔ مسٹر گاندھی نے دسمبر ۱۹۱۹ء کی کانگریس میں اصلاحات کی باوجود ان کو ناکافی سمجھنے کے تائید کی اور یہ کہا کہ وہ ہندوستان کی زندگی میں ایک نئے دور کا آغاز

کرینگے۔ لیکن مظالم پنجاب کی کافی تلافی نہ ہونے کی وجہ سے نیز مسلمانوں سے مسئلہ خلافت اور مقامات مقدسہ کے متعلق دوران جنگ میں جو وعدے کیے گئے تھے اُن کا ایفا نہ ہونے کے سبب سے وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ ہندوستان کو جب تک سیاسی اور اقتصادی آزادی حاصل نہ ہو وہ کوئی کامیابی حاصل نہیں کرسکتا اور اس مقصد کے حصول کے لیے اُنھوں نے غیراشتدادی عدم تعاون کے طریقے کا اجرا شروع کیا۔ ہزاروں تعلیم یافتہ آدمی ان کے شریک کار ہو گئے اور وہ ہندوستان کے ایک بڑے لیڈر مان لیے گئے۔ ہر موقع اور ہر جلسے میں گاندھی جی کی جے پکارے جانے لگی۔ اُنھوں نے ہندو مسلم اتحاد اور اچھوت ذاتوں سے چھوت چھات چھوڑنے کا سختی کے ساتھ حکم دیا چرخہ کاتنے کھدر پہننے پر بہت زور دیا۔ اس قسم کی اقتصادی اور اخلاقی اصلاحات کیں اور لوگوں کو ان پر عامل ہونے کے لیے نصیحت کی۔ بعض جہلاء ہند نے ان کی طرف مافوق العادت قوت کو منسوب کیا۔ گورنمنٹ نے اس تحریک کو خلاف قانون سمجھکر اُس کی مخالفت کی اور ان کے بڑے بڑے پیرو گرفتار کرکے جیل بھیجے گئے۔ آخر میں ماہ مارچ سنہ ۱۹۲۲ء مطابق سنہ ۱۳۴۰ھ کو مسٹر گاندھی کو بجرم دفعہ ۱۲۴ الف تعزیرات ہند چھ برس کے لیے جیل بھیجدیا گیا۔ اس وقت وہ جیل میں ہیں۔[1]

موہن سنگھ ۔ موہن رائے ہلکر کے سرکار میں ملازم تھا۔ عربی فارسی علوم میں بہرۂ وافر رکھتا تھا۔ آقا کی فرمائش سے وقائع ہلکر کے نام سے ملہار راؤ ہلکر و ریاست اندور کے حالات لکھے سنہ ۱۲۲۳ھ میں کتاب ختم ہوئی۔

موہن لال انیس ۔ ولد رائے تولارام قانون گو۔ قوم کایستھ باشندۂ لکھنؤ فارسی شاعری میں مرزا فاخر مکیں کا شاگرد تھا۔ انیس الاخبار کے نام سے سنہ ۱۱۹۳ھ میں اُس مرزا مکین اور اُن کے تلامذہ کا ایک دلچسپ تذکرہ لکھا۔ اس تذکرہ میں مرزا مکیں کے چھ ہندو شاگردوں کے بھی حالات ہیں۔

موہن لال منشی ۔ راجہ منی رام کشمیری کے پوتے تھے۔ ان کے والد مرزا احمد شکوہ تھے جو حضرت مولانا فخر رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ موہن لال نے دہلی کالج میں فارسی اور انگریزی کی اچھی تعلیم پائی تھی۔ وہ مذہباً مسلمان تھے ان کا اسلامی نام آغا حسن خاں تھا۔ لفٹنٹ برنس اور ڈاکٹر جے۔ جی جیراڈ کی معیت میں "منشی فارسی" کے عہدہ پر ممتاز ہو کر جنوری سنہ ۱۸۳۲ء میں ایران بھیجے گئے۔ اسی سلسلہ میں اُنھوں نے۔ افغانستان۔ ترکستان اور خراسان کا بھی سفر کیا۔ واپس آکر اپنا سفرنامہ سنہ ۱۸۳۴ء میں کلکتہ سے شائع کیا۔ اس کے بعد جب انگریزوں اور افغانیوں سے پہلی لڑائی چھڑی تب وہ انگریزی ایجنٹ کے اتاچی (سفیر) کی حیثیت سے افغانستان گئے۔ اُنھوں نے جنگ افغانستان کی تاریخ بھی لکھی۔ جس میں سنہ ۱۸۴۲ء کی لڑائی کی وجہ اُنھوں نے انگریزی افسروں کی بدعنوانیوں کو

[1] سنہ ۱۹۲۶ء میں جبکہ یہ کتاب پریس کو جارہی ہے گاندھی جی رہا ہو چکے ہیں۔

گردانا ہے۔ اُنھوں نے اپنی زندگی کے آخری سال دہلی میں گزارے۔ وہیں ۱۸۸۰ء میں انتقال ہوا۔ ان کا شمار گورنمنٹ انگلیشیہ کے خیر خواہوں میں تھا۔ آرڈر آف دی امپائر اینڈ نایٹ آف دی آرڈر آف پرشین لائن اینڈ سن کا اعزاز حاصل تھا۔ ان کا خاندان ابتک دہلی میں موجود ہے۔ ان کی بیوی کا نام حیدری بیگم تھا جنھوں نے ایک روزنامچہ غدر ۱۸۵۷ء لکھا تھا جو چھپنے سے قبل بحکم کمشنر دہلی ۱۸۵۸ء میں ضبط ہوگیا۔ بعدہ اس روزنامچہ کا خلاصہ اپنی یادداشت سے ان بیوی نے پھر لکھ لیا تھا۔

مویدالدولہ - بن رکن الدولہ بن علی بویہ خاندان بویہ کا ایرانی بادشاہ تھا۔ اپنے باپ کے مرنے کے بعد ۹۷۶ء مطابق ۳۶۶ھ میں بادشاہ ہوا۔ مگر ۹۸۰ء مطابق ۳۷۰ھ میں حسام الدولہ نے اس کو جرجان میں قید کرکے خود اُس کے ملک پر قبضہ کرلیا۔

مویدالدولہ بن نظام الملک - الپ ارسلان اور ملک شاہ کے مشہور وزیر نظام الملک طوسی کا بیٹا تھا۔ یہ برقیارق کے زمانہ میں وزارت کی خدمت پر مامور تھا۔ جب بادشاہ نے اُس کو معزول کردیا تو یہ اُس کے بھائی محمد سے جاملا۔ لیکن برقیارق نے اُس کو قید کرکے قتل کرا دیا۔

مہابت جنگ - ملاحظہ ہو الہ وردی خاں

مہابت خاں - اصل نام زماں بیگ وطن کابل۔ اکبری عہد کا ایک منصبدار تھا۔ جہانگیر کے زمانہ میں عروج حاصل ہوا۔ شاہجہاں نے بحالت شہزادگی جب جہانگیر سے سرکشی کی تو نورجہاں کے مشورہ سے بادشاہ نے اُس کو شاہجہاں کے مقابلہ کے لیے بھیجا تھا پھر حاکم بنگال رہا۔ یہاں اس نے لوگوں پر ظلم کیا اور غبن کیا۔ دربار میں جب شکایت پہنچی تو طلبی ہوئی اس پر بغاوت اختیار کی اور دھوکے سے جہانگیر کو ۱۶۲۶ء میں قید کرلیا مگر نورجہاں کی ہوشیاری سے بادشاہ رہا ہوگیا۔ اور مہابت خاں کو ذلت وخواری نصیب ہوئی۔ مہابت خاں شاہجہاں سے جاملا۔ جب شاہجہاں بادشاہ ہوا تو اُس کو صوبۂ دہلی کا حاکم مقرر کیا۔ ۱۶۳۴ء مطابق ۱۰۴۴ھ میں بمقام دکن انتقال کیا نعش دہلی میں لاکر دفن کی گئی۔ دو بیٹے مرزا امان اللہ اور لہراسپ چھوڑے مرزا کو خان زماں کا خطاب ملا اور لہراسپ کو مہابت خاں کا۔ مہابت خاں نے آگرہ میں جمنا کنارے ایک عالیشان محل تعمیر کرایا تھا جو اب کھنڈر کی صورت میں موجود ہے۔

مہابت خاں ثانی - اصل نام لہراسپ ہے جہانگیری عہد کے مشہور مہابت خاں کا بیٹا تھا۔ باپ کے مرنے پر ۱۶۳۴ء میں مہابت خاں کا خطاب پایا۔ دو مرتبہ کابل کا حاکم اور دکن کا سپہ سالار مقرر ہوا۔ ۱۶۷۴ء مطابق ۱۰۸۵ھ میں کابل سے واپس آتے ہوئے انتقال کیا۔

مہابیر - ترہٹ کا ایک چھتری تھا جس نے تقریباً تیسری صدی قبل مسیح میں جین مذہب کی بنا ڈالی۔

مہاراجہ سر کشن پرشاد۔ شاد صوفی ہز اکسلنسی راجہ راجایان۔ یمین السلطنت۔ کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ پیشکار و سابق مدار المہام سرکار آصفیہ (حیدر آباد دکن) آپ مہاراجہ چندو لال آنجہانی کے نواسے اور حقیقی جانشین ہیں۔ ۱۰ جمادی الثانی ۱۲۷۹ھ مطابق ۱۸۶۲ء کو بمقام حیدر آباد پیدا ہوئے۔ اردو و فارسی میں شعر کہتے ہیں اصناف سخن پر قادر ہیں۔ حضرت آصف غفران مکان سے تلمذ ہے۔ اردو فارسی عربی انگریزی کے علاوہ اور بھی چند زبانوں کے ماہر ہیں۔ ان کی تصنیفات نظم و نثر سے اکیاون۔ باون کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ جن میں۔ سفرنامہ شاد نگر۔ سیر پنجاب۔ سیر و سفر روزنامچہ گلبرگہ۔ بزم خیال۔ رباعیات شاد کلام شاد۔ مخزن القوالی۔ اقوال حضرت علی تفریح شاد وغیرہ مشہور ہیں۔ مذہبی نقطہ نظر سے یہ ایک صوفی مشرب اور موحد ہیں۔ مہاراجہ بہادر مشرقی امرا کا ایک اعلیٰ نمونہ ہیں اہل علم و اہل کمال کے قدر داں ہیں۔

مہا سنگھ ۔ پنجاب کے راجہ رنجیت سنگھ کا باپ تھا۔ اس نے پنجاب کی حکومت قائم کی اور ۱۲۰۷ھ ۱۷۹۲ء میں فوت ہوا۔

مہا سنگھ۔ امبر (جے پور) کے راجہ مان سنگھ بکوراہا کا پوتا اور پرتاب سنگھ کا بیٹا تھا جہانگیر کے عہد میں ملازمت شاہی میں داخل ہوا۔ ۱۰۲۶ھ ۱۶۱۷ء میں فوت ہوا۔ مرزا راجہ جے سنگھ اس کا بیٹا تھا۔

مہتدی باللہ۔ ملاحظہ ہو المہتدی۔

مہدی۔ عباسی خاندان کا خلیفہ تھا اس کے والد منصور نے ۱۵۸ھ مطابق ۷۷۵ء میں اپنی زندگی میں اس کو اپنا جانشین بنا دیا تھا۔ اس نے اپنے عہد میں بہت سے کار نمایاں کیے۔ مسجد نبوی کی از سر نو تعمیر کی۔ سڑکوں اور نہروں کو ترقی دی۔ دو مدعیان نبوت کو جو بیضی اور محمری کے نام سے مشہور ہیں زیر کیا۔ رومیوں نے اس کے زمانہ میں اسلامی ملک پر حملہ کیا۔ مگر سخت شکست کھائی اور خراج ادا کرنے پر صلح ہوئی۔ ۲۱۔ محرم ۱۶۹ھ مطابق [illegible]ء کو انتقال کیا۔ ہادی اس کا بیٹا جانشین ہوا۔ ملاحظہ ہو المہدی۔

مہدی خاں مرزا۔ خطاب منشی الممالک نادر شاہ کا میر منشی اور تاریخ نادری کا مصنف ہے۔ سر ولیم جونس نے اس کتاب کا فرانسیسی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔

مہدی علی خاں حکیم۔ ناصر الدین حیدر نواب اودھ کا وزیر رہا۔ فرخ آباد میں کالی ندی کا پل اس کے صرف سے تعمیر ہوا۔ ۱۸۳۲ء میں عہدہ وزارت سے علیحدہ کر دیا گیا۔ ۱۸۳۷ء میں محمد علی شاہ کی تخت نشینی پر پھر وزیر بنایا گیا۔ اس کے چند ماہ بعد انتقال کیا۔

مہدی مرزا۔ خاندان تیمور کی ایک تاریخ کا مصنف ہے جو مجموعہ مرزا مہدی کے نام سے مشہور ہے۔ اس کتاب میں تاریخ وار واقعات کا خلاصہ ایک جدول میں دیا گیا ہے جو ابوسعید مرزا (سنہ ۱۴۲۳ء) سے شروع ہو کر عہد بہادر شاہ (سنہ ۱۷۰۷ء) پر ختم ہوتا ہے۔

مہر - نواب امین الدین سید آغا علی خاں بن معتمد الدولہ آغا میر مشہور وزیر اودھ کا تخلص ہے - آخر میں لکھنؤ سے کانپور چلے گئے تھے اور ۱۸۵۷ء میں بزمانۂ غدر وہیں سکونت پذیر تھے - ایک اردو دیوان چھوڑا -

مہر - مرزا حاتم علی بیگ ساکن آگرہ کا تخلص ہے - سرکاری ملازمت میں عہدۂ منصفی پر مامور اور اپنے وقت کے مشہور شعراء میں تھے - ایک دیوان اور ایک دوسری کتاب پنجۂ مہر یادگار چھوڑی ۱۸۸۰ء کے قریب انتقال ہوا -

مہرالنساء بیگم - اورنگ زیب کی پانچویں دختر اورنگ آبادی محل کے بطن سے تھی اگست ۱۶۶۱ء مطابق صفر ۱۰۷۲ھ میں پیدا ہوئی - شہزادہ ایزد بخش بن سلطان مراد بخش سے منسوب تھی - ۱۷۰۶ء مطابق ۱۱۱۶ھ میں فوت ہوئی -

مہندر پرتاب سنگھ کنور - بندرا بن ضلع متھرا کا بڑا زمیندار ہے - جو شروع ۱۹۱۴ء میں گورنمنٹ انگریزی سے باغی ہو کر یورپ کو چلا گیا - اور اب تک سوئیزرلینڈ میں قیام پذیر ہے - قیصر جرمنی نے اس کو برلن بلا کر ۱۹۱۵ء میں ملاقات کی اس کے بعد وہ قسطنطنیہ گیا جہاں سلطان ترکی سے ملا اور دونوں جگہوں سے امیر کابل اور ہندوستانی رؤسا کے نام خط حاصل کیے - ایک سال کی مدت میں افغانستان پہنچا - لیکن امیر افغانستان پر ان خطوط کا کچھ اثر نہ ہوا وہ بدستور برٹش گورنمنٹ کے وفادار رہے پھر یہاں سے روس ہوتا ہوا ۲۳ مارچ ۱۹۱۸ء کو برلن پہنچا - گورنمنٹ انگریزی نے اس کی تمام جائداد جو ضلع متھرا میں واقع ہے بجرم بغاوت ضبط کر لی -

مہیش داس راٹھور مہابت خانی

دلپت سنگھ (برادر سورج سنگھ) کا بیٹا - اول مہابت خاں خانخاناں کی سرکار میں ملازم تھا - شاہجہاں نے ۱ جلوس میں منصب پانصدی ذات - چار ہزار سوار پر سرفراز کر کے ملازمت شاہی عطا کی - حسن خدمات کے صلہ میں بتدریج ترقی کر کے منصب سہ ہزاری ذات دو ہزار پانصد سوار تک پہنچ گیا - یہ نہایت شجاع جوان اور جان نثار شخص تھا - دربار شاہجہانی میں خاص بادشاہ کے تخت کے پیچھے کھڑا ہوتا اور عالت سواری میں بادشاہ کے ساتھ رہتا تھا - سنہ ۲ جلوس شاہجہانی مطابق ۹ صفر ۱۰۳۹ھ کو انتقال کیا -

میاں میر - ملاحظہ ہو شیخ میر لاہوری و شاہ میر

میر - ہندوستان کے مشہور شاعر ہیں - محمد تقی نام - اکبر آباد میں ولادت دہلی میں نشو و نما ہوئی - اردو شاعری کے مسلم الثبوت استاد مانے جاتے ہیں - آخر عمر میں لکھنؤ آگئے تھے وہیں ۱۸۱۰ء میں سو برس کی عمر پا کر انتقال کیا پانچ دیوان اردو اور ایک تذکرۂ شعرا ان کی تصنیف ہیں -

میرا بائی - میواڑ کی ایک شہزادی ہے جو بھاشا کی نہایت فصیح اور ممتاز شاعرہ تھی - اس کا عہد پندرھویں صدی کے قریب گزرا ہے - اور بہار کی مشہور ودیاپتی شاعر کی ہمعصر تھی -

میراں - اورنگ زیب کے امراء میں تھے - میراں کی سرائے - جس کا نام محمد آباد کیرہ ہے

سنہ ۱۰۹۴ھ مطابق سنہ ۱۶۸۲ء میں بنائی۔ سرائے کی عمارت عالیشان ہے۔ اس سرائے کی وجہ سے مقام کا نام "سرائے میراں" ہو گیا۔ سنہ ۱۰۹۴ھ میں یہ سرائے تعمیر ہوئی تھی اور اس کے دروازہ پر یہ کتبہ تھا۔ یہ مقام ضلع فرخ آباد میں واقع ہے

در دولت اورنگ شہ عالمگیر
تعمیر شد ایں بقعۂ فردوس نظیر
اندر سنہ ہزار و نسیمین و چہار
شد بے ہمتا محمد آباد کبیر

میراں حسین نظام شاہ۔ اپنے باپ مرتضیٰ نظام شاہ کے بعد جون سنہ ۱۵۸۸ء مطابق رجب سنہ ۹۹۶ھ میں تخت احمد نگر واقع دکن کا مالک ہوا فطرتاً ظالم اور بیرحم تھا۔ اس وجہ سے بادشاہ ہونے پر مظالم شروع کر دیئے۔ صرف دس ماہ تین یوم حکومت کر پایا تھا کہ بتاریخ ۱۸۔ مارچ سنہ ۱۵۸۹ء مطابق ۱۱۔ جمادی الاول سنہ ۹۹۷ھ قتل کر دیا گیا۔ اور اس کا چچازاد بھائی اسمٰعیل نظام شاہ بن برہان شاہ جو اس وقت دربار اکبری میں بمقام آگرہ حاضر تھا بادشاہ ہوا

میراں شاہ مرزا۔ امیر تیمور کی وفات پر اُس کے جو لڑکے زندہ تھے اُن میں یہ سب سے بڑا تھا سنہ ۱۳۶۷ء مطابق سنہ ۷۶۹ھ میں پیدا ہوا۔ امیر تیمور کی زندگی میں عراق۔ آذربائیجان۔ دیار بکر اور شام کی حکومت اس کے سپرد تھی۔ امیر کے مرنے کے بعد ۳ سال ۳ ماہ ۷ دن زندہ رہا۔ قرا یوسف ترکمان نے ۲۰۔ اپریل سنہ ۱۴۰۸ء مطابق ۲۴ ذیقعدہ سنہ ۸۱۰ھ کو قتل کر دیا۔ کئی بیٹے۔ ابوبکر مرزا۔ علی مرزا۔ عمر مرزا وغیرہ چھوڑے جو یکے بعد دیگرے اس کے بعد حکومت کرتے رہے۔

میراں عادل خاں فاروقی۔ خاندیس کا تیسرا بادشاہ تھا۔ اپنے باپ ملک ناصر خاں کا ستمبر سنہ ۱۴۳۷ء میں جانشین ہوا۔ تین سال سے زیادہ حکومت کی۔ دکنیوں کو سنہ ۱۴۴۰ء میں خاندیس سے نکال دیا اور شہر برہانپور میں بروز جمعہ بتاریخ ۲۸ اپریل سنہ ۱۴۴۱ء مطابق ۸ ذی الحجہ سنہ ۸۴۴ھ قتل ہوا۔ تالنیر میں اپنے باپ کی قبر کے پاس دفن ہوا۔ اس کا بیٹا میراں مبارک خاں اول جانشین ہوا۔

میراں غنی۔ میراں فاروقی اول کے نام سے زیادہ مشہور ہیں۔ اپنے باپ میراں مبارک کی وفات پر مئی سنہ ۱۴۵۷ء مطابق رجب سنہ ۸۶۱ھ میں خاندیس کے تخت کا مالک ہوا۔ اس کے زمانہ میں صوبہ خاندیس نہایت امن۔ اور خوشحالی کی حالت میں رہا۔ اس کو تعمیر کا شوق تھا۔ اسیر کے قلعہ میں اضافہ کیا بیرونی دیوار جس کو ملائی گڑھ کہتے ہیں۔ اسی کی بنائی ہوئی ہے اور برہانپور کا قلعہ بنوایا اور شہر کے اندر بہت سے محل تعمیر کرائے۔ ۴۸ سال حکومت کی۔ بروز جمعہ بتاریخ ۸ ستمبر سنہ ۱۵۰۱ء مطابق ۱۴۔ ربیع الاول سنہ ۹۰۷ھ فوت ہوا۔ اور برہانپور میں اپنی وصیت کے مطابق دفن ہوا۔ اس کا بھائی داؤد خاں فاروقی جانشین ہوا

میراں مبارک خاں فاروقی خاندیس کی حکومت پر سنہ ۱۵۳۷ء میں اپنے باپ میراں عادل خاں فاروقی کا جانشین ہوا اس کا زمانہ نہایت خاموشی اور امن سے گزرا ستره سال حکومت کی بتاریخ [illegible] سنہ ۱۵۶۶ء مطابق ۱۲ رجب سنہ ۹۷۴ھ فوت ہوا تالنیر میں دفن کیا گیا اس کا بیٹا میراں غنی عرف عادل خاں فاروقی حکمراں ہوا۔

میراں مبارک خاں فاروقی ثانی ۱۵۳۶ء
مطابق ۹۴۳ھ میں خاندیس میں اپنے بھائی
میراں محمد خاں کا جانشین ہوا۔ ۳۲ سال حکومت
کی اور چہارشنبہ کی شب میں بتاریخ ۲۴ دسمبر
۱۵۶۶ء مطابق ۶ جمادی الثانی ۹۷۴ھ
فوت ہوا۔ اس کا جانشین میراں محمد خاں فاروقی
ثانی ہوا۔

میراں محمد خاں فاروقی اول۔ بعد وفات
اپنے باپ عادل خاں ثانی کے ۱۵۲۰ء مطابق
۹۲۶ھ میں خاندیس کا بادشاہ ہوا اور بہادر شاہ
بادشاہ گجرات کو جب پرتگالیوں نے بمقام
ڈیو فروری ۱۵۳۷ء میں قتل کر دیا تو مالوے
اور گجرات میں بہادر شاہ کی جگہ اس کا بھانجہ
ہونے کی وجہ سے میراں محمد خاں کو دونوں نے
بادشاہ بنا دیا اور بمقام مانڈو میراں محمد شاہ
کے لقب سے تخت نشینی عمل میں آئی۔
لیکن گجرات کی بادشاہی کا لطف بہت ہی
تھوڑے دنوں اٹھایا کیونکہ ۲۴۔ اپریل ۱۵۳۷ء
مطابق ۱۳ ذی قعدہ ۹۴۳ھ کو جب کہ اس کی
تخت نشینی کو صرف تین ماہ گزرے تھے پیام
اجل آ پہنچا۔ برہان پور میں اپنے پدری قبرستان
میں دفن ہوا۔ اس کا بھائی میراں مبارک خاں
دوم خاندیس میں اور اس کا بھتیجا محمود شاہ
بن لطیف خاں گجرات میں بادشاہ ہوا۔

میراں محمد خاں فاروقی ثانی۔ دسمبر ۱۵۶۶ء
میں میراں مبارک خاں ثانی کا جانشین ہوا۔ دس
سال حکومت کرنے کے بعد ۱۵۷۶ء مطابق ۹۸۴ھ
میں فوت ہوا۔ راجہ علی خاں اس کا بھائی جانشین ہوا

میر باقر داماد۔ شاہ عباس اول بادشاہ ایران کا
داماد ہونے کی وجہ سے داماد کہلاتا تھا۔ کتاب
افق المبین اور حاشیہ شرح مختصر الاصول کا
مصنف ہے۔ ۱۶۳۱ء مطابق ۱۰۴۰ھ میں فوت
ہوا۔

میر بزرگ۔ کتاب تصوف۔ معروف بہ المعرفۃ
اس کی تصنیف ہے۔

میر جعفر۔ نواب بنگال۔ ملاحظہ ہو جعفر علی خاں

میر جملہ۔ خطاب۔ میر محمد امین۔ شہرستان
واقع ایران سے ۱۶۱۸ء مطابق ۱۰۲۷ھ
میں جہانگیر کے زمانہ میں ہندوستان آیا
اور دربار جہانگیری میں عرصے تک ملازمت
کی۔ شاہجہاں کے عہد میں پنجہزاری منصب
اور میر جملہ کا خطاب پایا۔ بتاریخ ۲۲۔ اگست
۱۶۳۷ء مطابق ۱۰۴۷ھ فوت ہوا۔

میر جملہ۔ خطاب میر محمد سعید۔ عبداللہ شاہ گولکنڈہ
کا وزیر تھا۔ ابتدا میں جوہری تھا۔ اپنی لیاقت
اور دولت کی وجہ سے وزارت کے عہدہ
پر پہنچ گیا۔ وزیر ہونے سے پہلے بھی دکن
میں بہت با اثر تھا۔ جب گولکنڈہ عالمگیر کے
قبضہ میں آیا تو میر جملہ مغلوں کا طرفدار ہو گیا
اور بعد کو عالمگیر کا قابل مددگار بنا۔ اس نے
شاہجہاں کے بعد شہزادوں کی لڑائی میں
عالمگیر کا ساتھ دیا۔ اور عالمگیری عہد کا مشہور
سپہ سالار اور بنگال کا صوبیدار مقرر ہوا
۱۶۶۲ء میں کوچ بہار اور آسام کے ملک
فتح کیے۔ دربار عالمگیری سے معظم خان خانخاناں
سپہ سالار کا خطاب اور ہفت ہزاری
منصب ملا۔ آسام سے واپس آنے پر تندرستی
خراب ہو گئی اور مارچ ۱۶۶۳ء مطابق

۲- رمضان ۱۰۷۳ھ کو انتقال کیا۔ اسی سال شہاب الدین احمد تالش نے مہم آسام کی تاریخ لکھی۔

میر جملہ - فرخ سیر بادشاہ دہلی کا معتمد سردار تھا بہار کا صوبیدار بھی رہا۔ محمد شاہ بادشاہ دہلی کے زمانہ میں صدر الصدور مقرر ہوا ۱۷۳۱ء مطابق ۱۱۴۳ھ میں انتقال کیا

میر رضی - ایک غزل کے عوض ایک لاکھ روپیہ بادشاہ دہلی سے پایا۔ شعر خوب کہتا تھا

میر سیار جامہ باف - اکبری عہد کا مشہور شاعر ہے۔ ۱۵۶۲ء مطابق ۹۶۹ھ میں ایران سے ہندوستان آیا۔ اس کا آبائی پیشہ پارچہ بافی تھا۔ رباعی زیادہ کہتا تھا۔ اسی وجہ سے میر رباعی کے نام سے مشہور ہے۔ ۱۵۶۵ء مطابق ۹۷۳ھ میں انتقال کیا۔

میر سید علی - ملاحظہ ہو صابر۔

میر شریف علامہ - ملاحظہ ہو شریف جرجانی

میر صادق - عرف میرن۔ میر جعفر علی خاں نواب بنگال کا بیٹا تھا۔ ۲- جولائی ۱۷۶۰ء مطابق ۱۵ ذی قعدہ ۱۱۷۳ھ کو اپنے خیمہ میں سو رہا تھا کہ یکایک بجلی نے ہلاک کر دیا۔ اس نے سراج الدولہ نواب بنگال اور اس کی بیگمات کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا تھا۔

میر عالم - ابو القاسم وزیر اعظم نظام حیدرآباد کا خطاب ہے اس نے ۳۰ سال سے زیادہ معاملات دکن کا انتظام کیا۔ آصف جاہ ثانی اور ثالث کے عہد میں وزیر تھا۔ اور بہت سی لڑائیوں میں شریک رہا۔ نومبر ۱۸۰۸ء میں فوت ہوا اور منیر الملک اس کا جانشین ہوا۔ حیدرآباد میں میر عالم کا تالاب اس کی یادگار ہے اور میر مومن کے دائرے میں قبر ہے۔

میر علی - اس کی شادی عباس اعظم شاہ فارس کی بہن سے ہوئی تھی۔ فلسفے میں جدید انکشافات کیے جو اس وقت تک نامعلوم تھے۔ اس کے شاگرد صدرو کی تصنیفات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس (صدرو) نے ارسطو کے فلسفے پر پانی پھیر دیا۔ میر علی داماد کے نام سے مشہور ہے کیونکہ اس کو شاہی داماد ہونے کا فخر حاصل تھا۔

میر معصوم بھکری - اکبر و جہانگیر کے عہد میں یک ہزاری منصبدار رہا۔ شاعر تھا۔ ایک دیوان، ایک مثنوی معدن الافکار جو کتاب مخزن الاسرار کی طرز پر ہے اور تاریخ سندھ کا مصنف ہے۔ بھکر میں ۱۶۰۶ء مطابق ۱۰۱۵ھ میں فوت ہوا۔

میرن - ملاحظہ ہو میر صادق۔

میسنہ - خلیفہ معاویہ اول کی بدوی زوجہ اور یزید کی ماں تھی۔ اس کا خاندان بنی کلاب سے تعلق رکھتا ہے جو اس وقت فصاحت میں مشہور تھا۔ خود شاعرہ تھی۔ اس کو شاہی تکلفات اپنی مادری وطن کی سادگی کے مقابلے میں پسند نہ تھے۔ اس نے چند اشعار اپنے وطن کی محبت میں تصنیف کیے اور امیر معاویہ کی خدمت میں پیش کیے۔ جن کو سن کر امیر کے دل پر اتنا گہرا اثر پڑا کہ انھوں نے اپنی زوجہ کو اجازت دیدی کہ وہ یزید کو لیکر اپنے وطن کو واپس جائیں۔ یزید کے لے جانے کی خواہش اس لیے تھی کہ عرب کی فصاحت و بلاغت اور تربیت یزید میں آجائے چنانچہ اس خیال میں میسنہ کو کامیابی

ہوئی اور امیر معاویہ کے انتقال کے بعد دمشق واپس آئے۔ لیکن افسوس کہ یزید کی اس قابلیت پر اس کی بیہوشی اور بدکاری غالب آئی اور اس نے عرب کے ایک فصیح یا ادیب کی حیثیت سے تاریخ میں کوئی شہرت نہیں پائی ملاحظہ ہو یزید۔

میلی ہروی۔ مرزا محمد قلی ساکن ہرات کا تخلص ہے جو ۱۵۷۱ء مطابق ۹۷۹ھ میں ہندوستان آیا۔ ایک دیوان یادگار ہے۔

میمونہ۔ حارث و ہند کی بیٹی تھیں ۷ھ میں ۵۱ سال کی عمر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں آپکی آخری بی بی تھیں۔ ان کے عقد میں آنے سے خالد بن ولید ان کے بھتیجے اور عمر ابن عاص جو خالد کے دوست و حلیف اسلام کے سخت دشمن اور مخالف تھے مسلمان ہوگئے اور اُن کے ہاتھوں سے اسلام کی بڑی بڑی خدمات انجام پائیں۔ بمقام سرف عقد ہوا اور وہیں ۵۱ھ میں انتقال کیا۔

ردیف ن

ناجی۔ محمد شاکر علی کا تخلص ہے۔ محمد شاہ بادشاہ دہلی کے عہد میں گزرا ہے۔ ولی۔ حاتم اور آبرو کا ہمعصر تھا۔

نادر جنگ۔ سید رضا علی خاں نام منیر الملک منیر الدولہ نادر جنگ خطاب تھا۔ تاریخ میں نادر جنگ کے نام سے زیادہ مشہور ہیں وطن خراسان پیدائش ۱۷۰۱ء نسلاً ترکمان نسباً ان کا سلسلہ عبدالفتاح ابن محمد حنیفہ ابن امیر المومنین حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام تک پہنچتا ہے۔ ان کا خاندان بادشاہان صفویہ کے یہاں ایران میں برسراقتدار رہا۔ یہ خود شاہ طہماسپ ثانی صفوی کے دربار میں معزز عہدہ پر ممتاز تھے جب نادرشاہ نے طہماسپ ثانی کو شکست دیکر عنانِ سلطنت اپنے ہاتھ میں لی تو انھیں سفیر بناکر ہندوستان بھیجا۔ ہندوستان میں اُس وقت محمد شاہ ثانی کا عہد تھا۔ جس وقت نادرشاہ نے ہندوستان پر حملہ کیا اور دہلی میں قتل عام کا حکم دیا۔ نادر جنگ دہلی میں موجود تھے نادرشاہ کے ہمراہی ترکمانوں نے جب سراپردہ سلطانی کے اندر جانے کا قصد کیا۔ اُس وقت نادر جنگ نے اپنے تعلقات جتا کر اپنے ہم نسل ترکمانوں کو اس حرکت سے باز رکھا وہ محمد شاہ ثانی کے دربار میں معزز تھے۔ شاہزادہ علی گوہر کے (جو شاہ عالم ثانی کے لقب سے تخت نشین ہوا) آتالیق رہے کچھ دنوں الہ آباد کی صوبیداری کی۔ آخر میں عہدۂ وزارت پر ممتاز ہوئے۔

اُسی زمانہ میں اُنھیں انگریزی دورِ دورہ اور لارڈ کلایو کی حکمت عملیوں کا زمانہ دیکھنا پڑا یہ چاہتے تھے کہ انگریزوں کی مدد سے مغلیہ سلطنت کی گئی ہوئی عظمت کو پھر قائم کریں جس کا پتہ اُن خطوط سے چلتا ہے جو اُنھوں نے وقتاً فوقتاً لارڈ کلایو اور شاہ عالم ثانی کو لکھے تھے چند سال ہوئے ان تمام خطوط کا انتخاب تین جلدوں میں گورنمنٹ آف انڈیا کے حکم سے انگریزی میں چھاپا گیا ہے۔ لارڈ کلایو نے دیوانی بنگال۔ بہار اور اُڑیسہ کے اختیارات کی سند دربارِ شاہی سے انھیں کی مدد سے حاصل کی تھی۔ بنارس کے دربار سنہ ۱۷۷۳ء میں جب ان پر یہ ظاہر ہوا کہ ان سے ایک چال چلی گئی تھی تو اُنھوں نے آہ کا ایک نعرہ مارا اور اپنے کلیجے پر ایک ہاتھ مار کر بر سرِ دربار جاں بحق تسلیم ہو گئے۔ اکہتر برس کی عمر پائی۔ نعش عظیم آباد میں لاکر دفن کی گئی۔ اب تک مقبرہ موجود ہے جو ڈسٹرکٹ بورڈ پٹنہ کی نگرانی میں ہے۔ ان کے خاندان کے لوگ پٹنے میں آباد ہیں۔

نادر شاہ۔ نادر قلی نام تھا۔ خدا کی قدرت ہے کہ ایک گڈریے کے گھر میں پیدا ہوا اور تختِ سلطنت پر فوت ہوا۔ سنہ ۱۶۸۸ء سالِ پیدائش ہے۔ خراسان مولد ہے۔ جس زمانہ میں اس کی جوانی کا عالم تھا۔ یہ ڈاکوؤں کی سرداری کی حیثیت سے اپنا ایک گروہ بنائے ہوئے لوٹ مار کیا کرتا تھا اور رفتہ رفتہ اس کے ساتھیوں کی تعداد بڑھ رہی تھی۔ ایران کی حکومت صفوی زوال کی طرف مائل اور غلزئی اور ابدالی قبائلِ افغانستان کے حملوں کا نشانہ بنی ہوئی تھی۔ سنہ ۱۷۳۰ء میں طہماسپ دوم شاہ ایران نے اپنے دشمن کی سرکوبی کے لیے اس کی مدد چاہی اس نے بادشاہ کو دشمن سے نجات دلائی۔ اور قندھار تک افغانیوں کا پیچھا کیا۔ اس اثنا میں شاہ ایران نے نادر شاہ کی مرضی کے خلاف ترکوں سے معاہدہ کر لیا۔ اس پر نادر شاہ نے بادشاہ کو معزول کر دیا اور شیر خوار شہزادہ کو بتاریخ ۱۶۔ اگست ۱۷۳۲ء عباس سوم کے لقب سے تخت نشین کیا۔ اور انصرام حکومت اپنے ہاتھ میں لیا اور ۱۷۳۶ء میں خود مختار ہو کر خود بادشاہ ہو گیا بعض افغانی سرداران شکست کھا کر ہندوستان بھاگ آئے تھے نادر شاہ نے محمد شاہ بادشاہ ہندوستان سے اس کا مطالبہ کیا۔ اس پر توجہ نہ ہوئی۔ نادر شاہ نے کابل کو جو مغلیہ حکومت کا صوبہ تھا حملہ کر کے فتح کر لیا۔ پھر ۱۷۳۹ء میں سندھ اُتر کر لاہور پر قبضہ کرتا ہوا دہلی پہنچا اور یہاں قتلِ عام کیا۔ شہر کو خوب لوٹا۔ تخمیناً پندرہ کرور روپیہ نقد۔ تخت طاؤس اور کوہ نور وغیرہ اپنے ہمراہ لے گیا۔ دہلی کی بادشاہت اس حملہ سے بہت کمزور ہو گئی۔ دور و دراز کے صوبجات خود مختار ہو گئے۔ دہلی سے ایران واپس ہونے کے بعد نادر شاہ کے مزاج میں نخوت تکبر اور ظلم بڑھ گیا تھا۔ خاصکر دہلی کے قتلِ عام کا واقعہ ایسا تھا جس نے نادری دربار کے اراکین کو بھی متاثر کیے بغیر نہ چھوڑا۔ ان لوگوں نے نادر شاہ کے خلاف سازش کی۔ اور ۱۰۔ مئی ۱۷۴۷ء مطابق ۱۰۔ جمادی الاول سنہ ۱۱۶۰ھ کو قتل کر دیا۔ اس کی قبر مشہد میں ہے۔

نادری حکومت ۲۰ سال رہی۔ اس کے بعد
اس کا بھتیجا علی قلی خاں عادل شاہ کے لقب
سے بادشاہ ایران ہوا۔ نادرشاہ کے تیرہ
لڑکے تھے وہ سب کے سب قتل ہوئے
صرف ایک چاردہ سالہ پوتا بچ گیا تھا۔

نادرہ بیگم - جہانگیر کی پوتی۔ پرویز کی بیٹی۔ اور
دارا شکوہ پسر شاہجہاں کی بیگم تھی۔ ۲۳۔
جنوری ۱۶۲۳ء کو پیدا ہوئی۔ اس کے بطن سے
دو شہزادے سلیمان شکوہ اور سپہر شکوہ
پیدا ہوئے۔ مئی ۱۶۵۹ء مطابق رمضان ۱۰۶۹ھ
میں مرگئی۔ اور لاہور میں میاں میر کی خانقاہ
میں دفن ہوئی۔

نارائن راؤ پیشوا - بالاجی راؤ پیشوا کا تیسرا
بیٹا تھا۔ نومبر ۱۷۷۲ء میں اپنے بھائی مادھو راؤ
کا جانشین ہوا۔ اُس کا چچا رگھوناتھ راؤ عرف
رگھوبا نے ماہ اگست ۱۷۷۳ء میں اس کو
قتل کیا۔ اور اُس کا شیرخوار بچہ سیواجی مادھو راؤ
جانشین ہوا۔ رگھوناتھ کو جب اپنی تدبیروں میں
ناکامیابی ہوئی تو سورت میں انگریزوں سے
مل گیا۔

ناسخ - شیخ امام بخش نام ناسخ تخلص تھا۔ فی زمانہ
اردو شاعری میں ان کی تحقیق اور اُستادی
مسلم سمجھی جاتی ہے۔ کلیات ناسخ ۱۲۳۵ھ مطابق
۱۸۱۹ء میں چھپ گیا تھا۔ ۱۲۵۴ھ مطابق
۱۸۳۸ء ۶۵ برس کی عمر میں بمقام لکھنؤ
انتقال کیا۔

ناصر - سعادت خان بن رسالت خاں کا تخلص ہے۔
پانچ دیوان اور ایک تذکرے کا مصنف ہے

ناصر - نواب ناصر جنگ بن مظفر جنگ نبگش کا تخلص ہے

۱۸۱۳ء مطابق ۱۲۲۸ھ میں انتقال ہوا۔

ناصر الدولہ - ملاحظہ ہو آصف جاہ رابع۔

ناصر الدین خلجی سلطان - غیاث الدین
خلجی شاہ مالوہ کا بیٹا تھا جس کا انتقال بتاریخ
۱۵۔ اکتوبر ۱۵۰۰ء مطابق ۲۷ ربیع الثانی
۹۰۶ھ ہوا۔ یہ انتقال سے چند روز پہلے
تخت نشین ہو چکا تھا۔ گیارہ سال چار ماہ
حکومت کی اس نے اپنے تیسرے بیٹے محمود
کو اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا۔ ۱۵۱۱ء مطابق
۹۱۷ھ میں فوت ہوا۔

ناصر الدین شاہ قاچار - ایران کا بادشاہ
تھا ۱۸۳۱ء میں پیدا ہوا۔ محمد شاہ کا
سب سے بڑا بیٹا۔ عباس مرزا کا پوتا اور
فتح علی شاہ کا پرپوتا تھا۔ اپنے والد کی
وفات کے بعد بتاریخ ۴ ستمبر ۱۸۴۸ء ۱۷
سال کی عمر میں تخت نشین ہوا۔ ۱۸۷۳ء
میں یورپ کا سفر کیا۔ "سفرنامہ شاہ ایران"
اُس سفر کی مشہور یادگار ہے۔ اس کے
زمانہ میں انگریزوں نے بوشہر لے لیا اور
صلحنامہ پیرس کی توثیق ہوئی۔ اس کے بعد
سے انگریزوں کا اثر ایران میں بہ نسبت روسی
اثر کے زیادہ ہو گیا۔ ۱۸۹۶ء مطابق ۱۳۱۴ھ
میں قتل ہوا اور اس کا بیٹا مظفر الدین قاچار
بادشاہ ہوا۔

ناصر الدین قاضی بیضاوی - بن امام
بدر الدین عمر بن فخر الدین علی بیضاوی (ملاحظہ
ہو بیضاوی)

ناصر الدین قباچہ یا قتلغ - شہاب الدین
محمد غوری کا غلام تھا۔ قباچہ اس کی طرف

سے اوچھ صوبہ ملتان کا ۱۲۰۶ء مطابق ۶۰۲ھ میں حاکم مقرر ہوا۔ سلطان قطب الدین ایبک نے جو اس وقت سلطنت دہلی کا نائب تھا۔ اپنی لڑکی کی شادی اس کے ساتھ کر دی۔ جب قطب الدین کا انتقال ہوا تو قباچہ نے قرب و جوار کے اضلاع دبا لیے اور سندھ میں اپنی حکومت قائم کر لی تاج الدین یلدز نے سندھ پر دو بار حملہ کیا۔ مگر دونوں بار شکست کھا کر اسکو پسپا ہونا پڑا اس کے بعد شمس الدین التمش بادشاہ دہلی نے ۱۲۲۵ء میں یہ کوشش کی کہ قباچہ کو سندھ سے نکال دے اور اس مقصد کے لیے اوچھ تک کوچ بھی کیا۔ قباچہ یہ خبر سن کر اپنے خاندان سمیت ایک کشتی میں بیٹھکر فرار ہو گیا۔ راستہ میں آندھی اور طوفان نے گھیر لیا۔ کشتی مع قباچہ اور اس کے خاندان کے غرق ہو گئی۔ اور سندھ سلطنت دہلی کا صوبہ ہو گیا۔ سندھ میں سب سے پہلے مسلمان محمد بن قاسم کے زمانہ میں ۹۳ھ مطابق ۷۱۱ء میں آئے۔ اس کے بعد برابر سلسلہ جاری رہا۔ قاسم بن محمد کی وفات کے بعد انصاریوں کی حکومت قائم ہو گئی تھی اُن کے بعد ہندو زمیندار جو مسلمان ہو گئے تھے اور سومارا کے نام سے مشہور تھے پانچسو برس تک حکمران رہے۔ ۱۳۳۷ء کے قریب سومارا کے خاندان کو دوسرے خاندان نے جو راجپوتوں کا نو مسلم خاندان تھا مغلوب کر لیا۔ قباچہ کے بعد اس خاندان نے پھر زور پکڑا۔ ۱۵۲۰ء میں شاہ بیگ ارغوں حاکم قندھار نے سندھ فتح کر لیا اور اس کا خاندان اس وقت تک جبکہ اکبر نے سندھ کا اپنی سلطنت میں پورے طور سے الحاق نہ کر لیا۔ حکمراں رہا۔ راجپوت خاندان کے بادشاہوں کی فہرست حسب ذیل ہے اس خاندان نے جام کا لقب اختیار کیا تھا

جام افرا۔ ۱۳۳۶ء میں تخت نشین ہوا تین سال چھ ماہ حکومت کرنے کے بعد ۱۳۳۹ء میں فوت ہوا۔

جام چوبین برادر جام افرا۔ چودہ سال حکومت کی۔ ۱۳۵۳ء میں وفات پائی۔

جام بنی بن جام افرا۔ ۱۵ سال حکومت کی۔ وفات ۱۳۶۷ء۔

جام تماچی بن جام افرا۔ ۱۳ سال حکومت کی وفات ۱۳۸۰ء۔

جام صلاح الدین۔ یہ بادشاہ مسلمان ہو گیا تھا۔ اور اس کے زمانہ سے یہ راجپوت سلطنت اسلامی سلطنت سے بدل گئی۔ صلاح الدین نے ۱۳۹۱ء میں وفات پائی۔

جام نظام الدین بن جام صلاح الدین۔ وفات ۱۳۹۳ء۔

جام علی شیر بن جام نظام الدین وفات ۱۴۰۹ء۔

جام گیرن بن تماچی۔ تخت نشینی کے دوسرے دن فوت ہوا۔

جام فتح خاں بن اسکندر خاں۔ وفات ۱۴۲۳ء۔

جام تغلق برادر جام فتح خاں۔ اس نے گجرات پر حملہ کیا۔ ۲۷ سال حکومت کی۔ اسکا

۔ بجُدّی تراپنی جام مبارک جانشین ہوا اور تین دن حکومت کرنے کے بعد معزول کر دیا گیا۔ وفات سنہ ۸۵۶ھ مطابق سنہ ۱۴۵۲ء۔

جام سنجر۔ سابقہ شاہان سندھ کی اولاد میں تھا۔ سنہ ۱۴۵۲ء میں بادشاہ ہوا۔ ۸ سال حکومت کی۔ وفات سنہ ۱۴۶۱ء۔

جام نظام الدین عرف جام نندا۔ حسن لنگا شاہ ملتان کا ہم عصر تھا۔ ۴۰ سال حکومت کی وفات ۱۵۰۸ء

جام فیروز بن جام نظام الدین۔ ۳۳ سال حکومت کی۔ اس کے زمانہ میں شاہ بیگ ارغون حاکم قندھار نے سنہ ۱۵۲۰ء میں سندھ پر حملہ کیا۔ اور اُس کو فتح کر لیا اور ٹھٹھ پر بھی قبضہ کر لیا۔ جام فیروز کی حکومت ختم ہوئی۔ سنہ ۱۵۲۰ء

شاہ بیگ ارغون۔ تین سال حکومت کی وفات سنہ ۱۵۲۲ء۔

شاہ حسین ارغون وفات سنہ ۱۵۵۶ء

محمود بکر سنہ ۱۵۷۴ء حکومت کی اور اس کے بعد سندھ حکومت اکبری کا صوبہ ہو گیا۔

ناصر الدین محتشم۔ خواجہ ناصر الدین طوسی نے کتاب اخلاق ناصری اس کے نام سے منسوب کی تھی۔

ناصر الدین محمد سلطان۔ بن سلطان شمس الدین التمش۔ اپنے چچا سلطان علاءالدین مسعود شاہ کے بعد جون سنہ ۱۲۴۶ء میں دہلی کا بادشاہ ہوا۔ ۲۰ سال حکومت کی یہ بادشاہ نہایت متقی اور پرہیز گار تھا۔ اس کا وزیر اُلغ جو بعد کو غیاث الدین بلبن کے نام سے بادشاہ ہوا۔ نہایت مدبّر ہوشیار اور بہادری میں بھی شہرۂ آفاق تھا۔ اس کے زمانہ میں ہلاکو خاں کا سفیر دہلی آیا۔ ۱۰ فروری سنہ ۱۲۶۶ء کو انتقال کیا۔ الغ خاں وزیر غیاث الدین بلبن کے لقب سے بادشاہ ہوا

ناصر الدین محمود۔ دیکھو بغرا خاں۔

ناصر الدین مرتضیٰ۔ بہت سی کتابوں کا مصنف ہے۔ عربی زبان میں علم نحو کا رسالہ "مصباح" اس کی مشہور تصنیف ہے۔

ناصر حسین شاہ پوربی۔ شمس الدین بھنگا کی اولاد میں تھا۔ سنہ ۱۴۲۶ء مطابق سنہ ۸۳۰ھ میں ناصر الدین غلام بادشاہ بنگال کا جانشین ہوا۔ ۳۲ سال حکومت کی۔ سنہ ۱۴۵۸ء مطابق سنہ ۸۶۳ھ میں انتقال کیا۔ اس کا بیٹا باربک شاہ جانشین ہوا۔

ناصر خسرو۔ اصفہان کا مشہور طبیب اور شاعر تھا۔ حجت تخلص تھا۔ اس کی مصنفہ بہت سی کتابیں ہیں۔ روشنائی نامہ نظم میں اور کنز الحقایق نثر میں مشہور ہیں۔ ایک دیوان بھی یادگار ہے۔ عربی میں ایک کتاب اس کی مصنفہ ہے جس میں بیت المقدس کی عمارات اور شہروں کا حال درج ہے خواجہ ابو الحسین جرجانی اور ابو سینا اس کے ہمعصر تھے۔ اس کا سفرنامہ "سفرنامہ خسرو" کے نام سے بہت مشہور ہے جو سنہ ۱۰۵۲ء مطابق سنہ ۴۴۴ھ میں لکھا گیا تھا۔

ناصر شیخ اکبر آبادی۔ آگرہ کے رہنے والے ایک درویش تھے۔ شاہجہاں کے زمانہ میں گزرے ہیں۔ بادشاہ ان کا معتقد تھا۔ ۷ جنوری سنہ ۱۶۶۱ء مطابق ۱۳ جمادی الاول

سنہ ۱۰۵۰ھ کو فوت ہوئے۔

ناصر علی ملا۔ عالمگیری عہد کا ایک مشہور شاعر تھا علی تخلص کرتا تھا۔ سرہند میں پیدا ہوا اور سنہ ۱۶۹۷ء مطابق سنہ ۱۱۰۸ھ میں بمقام دہلی فوت ہوا اس کی قبر نظام الدین اولیا کے مقبرہ کے پاس دہلی میں موجود ہے۔ ایک دیوان اور ایک مثنوی یادگار رہیں۔

ناطق۔ گل محمد خاں دہلوی کا تخلص ہی۔ کتاب جواہر المعظم کا مصنف ہی۔ سنہ ۱۸۴۶ء مطابق سنہ ۱۲۶۲ھ میں فوت ہوا۔

ناطق نیشاپوری۔ نیشاپور کا ایک شاعر تھا۔ ہندوستان میں آنے پر اس کی خاصی شہرت ہوئی۔ جواہر سنگھ شاعر کا استاد تھا

ناظر بختیار خاں۔ اس کو بختاور خاں بھی کہتے ہیں۔ دیکھو بختاور خاں۔

ناظم الملک۔ ناظم الملک اس کا خطاب تھا۔ اپنے والد مبارک الدولہ کی جگہہ ۲۸۔ستمبر سنہ ۱۷۹۳ء کو بنگال کا نواب ہوا۔ سنہ ۱۸۱۰ء میں انتقال ہوا۔ اس کا خطاب وزیر الدولہ بھی تھا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے زین الدین علی خاں نواب ہوئے۔

ناظم ہروری۔ ہرات کا ایک شاعر تھا۔ مثنوی یوسف و زلیخا اسی کی تصنیف سے ہے جو سنہ ۱۶۴۰ء مطابق سنہ ۱۰۵۰ھ میں تصنیف ہوئی۔

نامی النامی۔ ابو العباس بن محمد الدارمی المصیصی معروف بہ نامی۔ متنبی کا ہمعصر تھا۔ عربی میں عجیب و غریب مضمون کے اشعار اس کے مروی ہیں۔ عالم و فاضل اور ادیب تھا۔

لغت میں کامل دستگاہ تھی۔ سنہ ۱۰۰۸ء مطابق سنہ ۳۹۹ھ میں ۹۰ سال کی عمر میں فوت ہوا۔ حلب مدفن ہی۔

نانا صاحب۔ اس کا نام دھوندو پنتھ تھا۔ باجے راؤ ثانی پیشوا کا جو پونا کا راجہ تھا۔ پسر متبنیٰ تھا۔ انگریزوں نے باجے راؤ کے بعد سنہ ۱۸۵۳ء سے اس کی پنشن جو ۸ لاکھ سالانہ تھی بند کردی تھی۔ یہ ناراض ہوگیا۔ بھٹور ضلع کانپور میں قیام رکھتا تھا جو اس کی ریاست کا صدر مقام تھا۔ اس کو ۵۰۰ سپاہیوں کی فوج جس میں پیدل اور سوار دونوں شامل تھے اور تین توپیں رکھنے کی اجازت تھی۔ سنہ ۱۸۵۷ء میں جب بنگالے کی فوج باغی ہوئی تو اس نے کانپور میں توپ خانہ پر حملہ کیا اور اس کو برباد کردیا لیکن فوراً ہی جانی کے خوف سے بھاگ گیا جنرل ہیولاک نے پیچھا کیا۔ لیکن پتہ نہ لگا۔ نانا صاحب نے سنہ ۱۸۵۷ء میں بہت سے انگریزوں کو ہلاک کرکے ایک کنوئیں میں ڈالدیا تھا۔ کانپور میں یہ کنواں "میموریل ویل" کے نام سے آج تک مشہور ہی۔ نانا صاحب کا سنہ ۱۸۵۹ء کے بعد سے پھر پتہ نہ چلا۔ خیال ہے کہ وہ نیپال کے جنگلوں میں ہلاک ہوگیا۔

نانا فرنویس۔ مادھو راؤ پیشوا کا وزیر اور کارکن تھا۔ اس کا نام جناردھن تھا۔ اپنی لیاقت اور علم کی وجہ سے اس اعلیٰ رتبہ پر پہنچا تھا۔ مادھو جی سیندھیا سے چشمک رہتی تھی۔ سنہ ۱۸۰۰ء میں فوت ہوگیا۔

نانک شاہ گرو۔ بانی سکھ مذہب پیدائش سنہ ۱۴۶۹ء۔ کھتری خاندان میں پیدا ہوئے

سید حسن درویش سے بعض کہتے ہیں کہ کبیر داس سے تعلیم پائی۔ ان کا مذہب یہ تھا کہ عبادت خدا کے لیے ہی خواہ وہ کسی طریقے پر ہو، برس کی عمر میں اگست ۱۵۳۹ء میں فوت ہوئے۔ امرت سر میں ان کا مشہور مندر ہے یہ فرقہ ایک سو برس تک نہایت خاموشی کے ساتھ مذہبی حیثیت سے ترقی کرتا رہا۔ سنہ ۱۶۰۰ء سے وہ ایک پولیٹکل اور جنگجو فرقہ میں تبدیل ہو گیا۔ اب تک اس فرقے کے لوگ فوجی ملازمت میں شوق سے داخل ہوتے ہیں۔

نبی آفندی۔ ایک ترکی شاعر تھا۔ روم اور یونان کے مستند مصنفوں کے کلام پر عبور تھا سترہویں صدی عیسوی میں گزرا ہی۔

نثاری۔ کتاب چہار گلزار اس کی تصنیف ہے

نجابت خاں خانخاناں۔ عہد عالمگیر کا ایک مشہور سردار تھا۔ اس کا نام مرزا شجاع تھا۔ مرزا شاہرخ کا بیٹا اور مرزا سلیمان بدخشانی کا پوتا تھا۔ ۲۵۔ نومبر ۱۶۱۶ء کو پیدا ہوا اور ۱۳ دسمبر ۱۶۶۴ء کو انتقال کیا آخری وقت میں پنج ہزاری منصبدار تھا۔

نجابت میر۔ مشہور کتاب گل کشتی کا مصنف ہے یہ کتاب فن کشتی میں لکھی گئی ہے اس کی شرح سراج الدین علی خاں آرزو اور منشی رتن سنگھ لکھنوی نے لکھی ہے۔ اس کو نجابت میر بھی کہتے ہیں وطن اصفہان تھا۔ ملا طاہر وحید کا ہمعصر تھا۔ پورا نام عبد العلی ہے۔ صاحب دیوان ہے

نجاشی۔ ملاحظہ ہو ابو الحسین احمد۔

نجف خاں۔ امیر الامرا ذو الفقار الدولہ خطاب تھا۔ فارس میں خاندان صفوی سے رشتہ داری کا واسطہ تھا۔ وہیں پیدا ہوا اور بچپن میں اپنے رشتہ داروں کے ساتھ نادر شاہ کی قید میں آگیا تھا جب مرزا محسن برادر نواب صفدر جنگ بطور سفیر محمد شاہ بادشاہ دہلی ۱۷۳۹ء کے بعد ایران گیا تو اس نے نادر شاہ سے اس کی رہائی کی سفارش کی۔ نادر شاہ نے سفارش کو منظور کیا اور نجف خاں اور اس کی بڑی بہن کو رہا کر دیا۔ بہن کی شادی نواب مرزا محسن سے ہو گئی اور وہ اس کے ساتھ ہندوستان آیا۔ نجف خاں نے ہندوستان میں کارنمایاں کیے۔ میر قاسم علی نے نواب بنگال کا ساتھ دیا اور انگریزوں کی مدد سے الہ آباد کا صوبیدار ہوا۔ بعد کو دو لاکھ روپیہ پنشن ملنے لگی اور صوبیداری سے دست بردار ہو گیا شاہ عالم کے زمانہ میں اس نے آگرہ کو جاٹوں سے چھین لیا اور اس کے صلہ میں امیر الامرا کا خطاب پایا۔ ۲۲۔ اپریل ۱۷۸۲ء کو انتقال کیا۔ کوئی اولاد نہ چھوڑی

نجم الدولہ۔ اس کا نام میر پھلواری تھا۔ میر جعفر علی نواب بنگال کا بڑا بیٹا تھا۔ فروری ۱۷۶۵ء مطابق ۱۱۷۸ھ میں اپنے والد کی جگہ نواب بنگال ہوا۔ اسی سال شاہ عالم بادشاہ دہلی نے بنگال انگریزوں کے حوالہ کر دیا۔ اور اس کی پنشن ہو گئی۔ ۸ مئی ۱۷۶۶ء مطابق ۲۲۔ ذی قعدہ ۱۱۷۹ھ کو بعارضہ چیچک انتقال ہوا۔ اور اس کا

بھائی سیف الدولہ جانشین ہوا۔

نجم الدین آبرو شاہ۔ محمد شاہ کے عہد میں دہلی میں ایک شاعر گزرا ہے اس کا نسبی سلسلہ محمد غوث گوالیری سے ملتا ہے۔ مسلم الثبوت استاد۔ خان آرزو کا شاگرد اور مرزا جانجاناں کا ہمعصر تھا۔

نجم الدین ابو الحسن علی بن داؤد۔ بصرہ کے قریب قہقر کے رہنے والے تھے ۱۲۱۱ء مطابق ۶۰۵ھ میں پیدا ہوئے حنفی مذہب کے ایک مستند فقیہہ تھے۔ دار العلم رکنیہ واقع دمشق میں پروفیسر تھے وہیں ۱۲۷۷ء مطابق ۶۷۵ھ میں ۷۰ برس کی عمر میں انتقال کیا۔

نجم الدین امیر حسن بن علائی سنجری الدہلوی مولد دہلی ہے۔ سلطان المشائخ نظام الدین اولیا کے خاص مرید تھے۔ اہل ہند ان کو سعدی ہندوستان کہتے تھے۔

سلطان المشائخ ان کی غزلیات اکثر قوالی سے سنتے۔ ان کے اکثر قصائد سلطان غیاث الدین بلبن کی مدح میں ہیں۔ امیر خسرو نے ان کے کلام پر رشک کیا ہے۔ دہلی کے ہنگام تخریب میں دولت آباد گئے۔ اور آخری عمر عزیز کو وہیں بسر کیا۔ ۲۹۔ صفر ۷۳۷ھ مطابق ۱۳۳۶ء تاریخ وفات ہے۔ سالانہ عرس ماہ رجب کے ہر پنجشنبہ کو ان کے مزار پہ جو دولت آباد کے قریب خلد آباد میں ہے زائرین کا ہجوم ہوتا ہے ایک روایت مشہور ہے کہ ہر شب ان کے مزار پر ایک شیر ایک زیارت کے لیے آتا ہے اسی لیے لوگ ان کو حسن شیر بھی کہتے ہیں۔

نجم الدین کبری شیخ۔ خوارزم کے اولیاء اللہ میں تھے۔ چنگیز خان کے زمانہ میں گزرے ہیں خوارزم کے چنگیزی حملے میں ۱۲۲۱ء مطابق ۶۱۸ھ میں شہید ہوئے۔

نجم الدین محمد عمر السمرقندی۔ عربی میں طبی تصنیف معروف بہ "اسباب و علامات" کا مصنف ہے۔

نجم ثانی۔ شاہ اسمٰعیل صفوی اول کا مشہور وزیر تھا۔ اس کا نام مرزا یار احمد تھا عبد اللہ خان اوزبک شاہ توران نے ایک لڑائی میں قید کرلیا۔ اور ۱۲۔ نومبر ۱۵۱۲ء مطابق ۳۔ رمضان ۹۱۸ھ کو قتل کیا۔

نجیب الدولہ۔ نجیب خان نام تھا۔ علی محمد خان روہیلہ کی ملازمت میں تھا۔ دوندے خان نواب بسولی کی لڑکی سے شادی کی۔ غازی الدین خان وزیر اس کی عزت کرتا تھا۔ ۱۷۵۳ء مطابق ۱۱۶۶ھ میں اس نے صفدر جنگ کو شکست دی احمد شاہ بادشاہ دہلی نے اس کامیابی پر نجیب الدولہ کا خطاب عطا کیا۔ ۱۷۵۷ء مطابق ۱۱۷۰ھ میں احمد شاہ ابدالی نے جب قندھار کو مراجعت کی تو اس کو عالمگیر ثانی بادشاہ دہلی کا امیر الامرا بنایا مگر وزیر غازی الدین خان نے برطرف کردیا۔ ۱۷۶۱ء میں پانی پت کی مشہور لڑائی میں شریک تھا۔ اس لڑائی کے بعد احمد شاہ ابدالی عہدہ امیر الامرائی

پر پھر سرفراز کیا اور شہر دہلی اور شاہی خاندان کی حفاظت اس کے سپرد ہوئی۔ سنہ ۱۷۷۰ء مطابق سنہ ۱۱۸۴ھ میں وفات پائی۔ اس کا بیٹا ضابطہ خاں اس کی وفات پر امیر الامراء ہوا۔

نجیب الدین ۔ ایران کا ایک شاعر تھا۔ تقریباً سنہ ۱۲۳۱ء مطابق سنہ ۶۲۸ھ میں فوت ہوا۔ ایک دیوان یادگار چھوڑا۔

نجیب النساء بیگم ۔ اکبر بادشاہ کی بہن اور خواجہ حسن نقشبندی کی بیگم تھی۔

نتھن شاہ مجذوب ۔ گوالیار میں نوگزے پیر کی قبر کے متصل رہتے تھے۔ ان کی کرامتیں زبان زد خاص و عام ہیں سنہ ۱۲۶۷ھ مطابق سنہ ۱۸۵۱ء میں زندہ تھے۔

نذیر احمد مولوی شمس العلماء ۔ وطن ضلع بجنور۔ پیدائش سنہ ۱۸۳۴ء۔ پرانی وضع کے ایک زندہ دل اور با مذاق شخص تھے۔ علیگڑھ کالج کے قیام کے وقت سید احمد خاں کے دست و بازو رہے۔ مسلمانوں کی تعلیم کے لیے وعظ اور لکچر کے ذریعہ سے ہزاروں روپیہ کا چندہ جمع کیا۔ خود بھی چندہ سے مدد کی۔ طلبہ کو خود علم پڑھاتے اور ان کی تعلیم میں صدہا روپیہ صرف کرتے۔ آخر عمر میں حواس مختل ہو جانے کے باعث خانہ نشین ہو گئے تھے بہت سی تصانیف چھوڑیں جن میں مراۃ العروس بنات النعش۔ رویائے صادقہ۔ توبتہ النصوح نصائح چند پند مشہور ہیں اور اردو زبان میں لڑکے اور لڑکیوں کی تعلیم میں متداول ہیں قرآن مجید کا ترجمہ بھی لکھا جو مقبول عام ہوا۔ آخر زمانہ میں ایک کتاب امہات الامہ کی بدولت اُن پر کفر کا فتویٰ دیا گیا۔ اور پھر اس کتاب کی اشاعت بند ہو گئی ان کے لٹریچر کا ایک خاص رنگ تھا۔ الحقوق و الفرائض کا مل۔ موعظہ حسنہ فقہ کے متعلق کتابیں تصنیف کیں۔ علمی اور ادبی خدمات کے صلہ میں سرکار سے شمس العلما اور ایڈنبرا یونیورسٹی سے ایل ایل ڈی کا خطاب پایا۔ ۳ مئی سنہ ۱۹۱۲ء بروز جمعہ شب کے آٹھ بجے بعارضہ فالج انتقال کیا

نذر محمد خاں ۔ بلخ کا حاکم تھا۔ شاہجہاں سے شکست کھائی اور سنہ ۱۶۴۶ء مطابق سنہ ۱۰۵۶ھ میں ملک بھی جاتا رہا۔

نذر محمد خاں ۔ بھوپال کے نواب اپنے والد وزیر محمد خاں کی جگہ سنہ ۱۸۱۶ء مسند نشین ہوا

نرائن کول عاجز ۔ کشمیر کا باشندہ تھا۔ اس نے سنہ ۱۱۲۲ھ میں تاریخ کشمیر تصنیف کی جس کے دیباچہ میں لکھتا ہے کہ ایک مدت سے شرفائے کشمیر کا تقاضا تھا کہ اُن کے وطن کی ایک تاریخ لکھوں۔ بالآخر برادران وطن کے اصرار سے مجبور ہو کر میں نے یہ بار امانت اُٹھا لیا۔ اسی زمانہ میں عارف خاں کشمیر کے دیوان اور نائب صوبہ دار کے حکم سے ملک حیدر نے سنسکرت سے کچھ مواد اکٹھا کیا تھا وہ میرے حوالہ کیا گیا میں نے اس کو تو قابل اصلاح نظر آیا۔ بالآخر اصل سنسکرت سے مقابلہ کر کے اُس کو بھی اپنی کتاب میں شامل کر لیا۔

نرسنگھ دیو بندیلہ راجہ ۔ راجہ مدھکر شاہ بندیلہ کا بیٹا تھا۔ شہنشاہ اکبر کے عہد میں

سنہ ۱۵۹۲ء مطابق سنہ ۱۰۰۰ھ میں فوت ہوا
عرصہ تک شہزادہ سلیم کی ملازمت میں رہا
اور اسی کے حکم سے سنہ ۱۶۰۲ء مطابق سنہ ۱۰۱۱ھ
میں ابوالفضل کو قتل کیا۔ جہانگیری عہد کے
پہلے سال میں سہ ہزاری منصبدار مقرر ہوا
بعد کو چار ہزاری کا منصب عطا ہوا۔ متھرا
میں تین لاکھ روپیہ کی لاگت سے ایک
عالیشان مندر تعمیر کرایا۔ سنہ ۱۶۲۶ء مطابق
سنہ ۱۰۳۶ھ میں فوت ہوا۔

نرسی - خاندان ساسانی دایران، کا بادشاہ
تھا۔ اپنے بھائی بہرام ثالث کے بعد
سنہ ۲۹۳ء میں ایران کا بادشاہ ہوا۔
۹ سال حکومت کی اور اپنے پسر ہرمز کے لیے
تخت چھوڑ دیا۔

نرگسی ایک شاعر تھا قندھار میں سنہ ۱۵۳۲ء
مطابق سنہ ۹۳۷ھ میں فوت ہوا۔ فارسی
دیوان اس کی یادگار ہے

نزاری حکیم قہستانی۔ اکثر ملکوں کا سفر کیا
شیخ سعدی) اور دیگر فضلاء عصر سے ملاقات
کی اپنے زمانہ کا فاضل تھا۔ عیش و عشرت
اور مینوشی میں محو رہتا۔ آخر عمر میں تارک الدنیا
ہو کر زراعت کرنے لگا تھا۔ سنہ ۱۳۲۰ء مطابق
سنہ ۷۲۰ھ میں انتقال کیا۔ ایک دیوان
اور دو مثنویاں یادگار ہیں۔

نزہت - محمد عظیم دمعانی کا تخلص ہے ایک
صاحب دیوان شاعر تھا۔ سنہ ۱۷۲۳ء
مطابق سنہ ۱۱۳۶ھ میں وفات پائی۔

نسائی - ابو عبدالرحمن نسائی نام تھا۔ خراسان
کے قصبے نسا کے ساکن تھے۔ امام المحدثین
کہلاتے ہیں۔ سنن نسائی ان کی حدیث کی
مشہور کتاب ہے جو صحاح ستہ میں داخل ہے
سنہ ۳۰۳ھ مطابق سنہ ۹۱۵ء میں انتقال ہوا

نسفی - ابوالبرکات نسفیت عبداللہ بن احمد نام ہے
حافظ الدین النسفی کے نام سے زیادہ مشہور
ہیں۔ فقہ میں کتاب وافی کے مصنف ہیں
شرح کافی اور کنز الدقائق انھیں کی تصنیف
ہیں۔ آخر الذکر کتاب میں ابوحنیفہ۔ ابویوسف
امام محمد۔ ظفر الشافعی اور مالک کے فتاوی
درج ہیں۔ اس کتاب کی بہت سی تفسیریں
لکھی گئی ہیں مگر سب سے زیادہ مشہور شرح
بحر الرائق ہے جو زین العابدین بن نجیم المصری
کی تصنیف ہے۔ سنہ ۱۳۱۰ء مطابق سنہ ۷۱۰ھ
میں انتقال کیا۔

نسفی - ان کا نام نجم الدین کنیت ابوحفص عمر
بن محمد ہے۔ ایک مشہور فقیہ گزرے ہیں۔
ان کی کتاب عقائد النسفی عربی زبان میں بڑے
پایہ کی کتاب سمجھی جاتی ہے۔ اس میں اسلام
کے بنیادی اصول نہایت شرح اور بسط
کے ساتھ لکھے گئے ہیں۔ اس فن کی دوسری
کتابوں سے ممتاز ہے۔ اس کی شرح تفتازانی نے
لکھی ہے۔ سنہ ۱۱۴۲ء مطابق سنہ ۵۳۷ھ میں انتقال پایا

نسیم - پنڈت دیا شنکر ولد گنگا پرشاد کشمیری کا
تخلص ہے۔ مثنوی گلزار نسیم ان کی تصنیف
اردو میں مشہور ہے۔ خواجہ آتش کے شاگرد
تھے سنہ ۱۸۴۳ء میں فوت ہوئے۔ مثنوی کا
سال تصنیف سنہ ۱۸۳۸ء ہے۔

نسیم - اصغر علی خاں نام - نواب آغا علی خاں دہلوی
کے بیٹے۔ مومن خاں دہلوی کے شاگرد تھے

عربی فارسی میں کافی استعداد تھی فن خوشنویسی میں بھی ماہر تھے۔ الف لیلہ کو اردو میں نظم کیا ایک دیوان یادگار چھوڑا۔ ۱۸۶۵ء میں وفات پائی۔

نشاط۔ رائے بھکنی بل کا تخلص ہے۔ عالمگیر کے وزیر کا دیوان باخزانچی تھا۔

نشاطی۔ ایک شاعر تھا ۱۵۰۹ء مطابق ۹۱۴ھ میں فوت ہوا۔

نشوان بن سعید حمیری الیمنی۔ کتاب شمس العلوم کا مصنف ہے ۱۱۷۷ء مطابق ۵۷۳ھ میں فوت ہوا۔

نصر۔ عرف نصر بدخشی۔ مرزا ابو نصر بدخشانی کا تخلص ہے ۱۶۶۶ء مطابق ۱۰۷۷ھ میں فوت ہوا۔

نصرابادی۔ محمد طاہر نام ہے۔ نصرآباد میں جو مضافات اصفہان سے ہے ۱۶۱۶ء مطابق ۱۰۲۵ھ میں پیدا ہوا۔ ایک کتاب تذکرہ نصرابادی اس کی تصنیف ہے۔ یہ کتاب ۱۶۷۲ء مطابق ۱۰۸۳ھ میں لکھی گئی تھی اس کے بعد اس نے نو تذکرے دس سال کی مدت میں اور لکھے۔

نصر احمد۔ سامان کا پوتا تھا۔ خلیفہ معتمد باللہ نے ۸۷۵ء میں بخارا کا حاکم مقرر کیا۔ (ملاحظہ ہو اسمٰعیل سامانی)

نصر اللہ۔ بخارا کا بادشاہ تھا۔ ۱۸۶۰ء میں فوت ہوا۔ تاریخ میں بیرحم اور ظالم کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس کا بیٹا مظفر الدین اس کا جانشین ہوا۔

نصر اللہ بن عبد الحمید۔ بن ابی المعالی کلیلہ دمنہ کا مشہور مصنف ہے۔ اس نے اس کتاب کو عربی سے فارسی میں ترجمہ کیا۔ بہرام شاہ بادشاہ غزنی کے عہد میں گزرا ہے شاعر بھی تھا۔

نصرت۔ دلاور خاں کا تخلص ہے۔ ایک دیوان چھوڑا۔ ۱۷۲۶ء مطابق ۱۱۳۹ھ میں فوت ہوا۔

نصرت جنگ۔ ملاحظہ ہو خان دوران نصرت جنگ۔

نصرت شاہ۔ بن فتح خاں بن فیروز شاہ تغلق ۸۰۱ھ مطابق ۱۳۹۸ء میں امیر تیمور کے مشہور حملہ کے بعد جب خاندان تغلق کا خاتمہ ہو گیا اور جگہہ جگہہ مختلف امرا خود مختار ہو گئے۔ نصرت شاہ بھی دہلی کا تخت دبا بیٹھا اور گیارہ ماہ حکومت کرنے پایا تھا کہ اُس کے چچا زاد بھائی اقبال خاں بن ظفر خاں نے شکست دیکر معزول کر دیا۔ دوسرے صوبوں نے سلطنت کا شیرازہ منتشر ہو جانے سے فائدہ اُٹھایا۔ ظفر خاں گجرات۔ دلاور خاں مالوہ سلطان الشرق خواجہ جہاں جونپور قنوج وغیرہ۔ خضر خاں پنجاب۔ خلیل خاں سمانا۔ شمس خاں بیانہ میں بادشاہ ہوا

نصرتی۔ دکن کا ایک مشہور شاعر تھا۔ دکنی زبان میں ایک نظم علی نامہ کے نام سے لکھی ہے اس میں سلطان علی عادل شاہ بیجاپوری کی فتوحات کو جمع کیا گیا ہے اور مصنف نے اس نظم کو شہزادہ موصوف کے نام پر معنون کیا تھا۔ یہ نظم ۱۵۸۰ء

مطابق سنہ ۹۳۵ھ سے کچھ قبل لکھی تھی کیونکہ
اس سال میں عادل شاہ قتل ہو گئے تھے
گلشن عشق اور گلدستۂ عشق بھی اس
کی تصانیف ہیں جو دکنی زبان کی مشہور
نظمیں ہیں۔ گلشن عشق میں راجہ منوہر
اور رانی چنتاونی کے عشق کا قصہ نظم
کیا گیا ہے۔

نصر سامانی امیر۔ سامانی نسل کا تیسرا
بادشاہ تھا۔ اپنے والد امیر احمد کی
جگہ آٹھ برس کی عمر میں تخت بخارا اور
خراسان پر سنہ ۹۱۴ء مطابق سنہ ۳۰۱ھ میں
تخت نشین ہوا۔ سنہ ۹۴۳ء مطابق سنہ ۳۳۱ھ
میں ایک طویل اور کامیاب حکومت کے بعد
ملک میں امن و امان چھوڑ کر دنیا سے
رخصت ہو گیا۔ اُس کا بیٹا امیر نوح اول
جانشین ہوا۔ فارسی کا مشہور شاعر رودکی
اسی کے عہد میں گزرا ہے۔

نصر عاصم۔ حضرت عثمان خلیفہ سوم کے
عہد میں گزرے ہیں۔ اُنھوں نے
حضرت عثمان کے حکم سے کلام اللہ میں املائی
اشارات لگائے۔ یعنی لازم وقف
وغیرہ کی نشانیاں قائم رکیں۔

نصیبی باباگیلانی۔ سلطان یعقوب کا درباری
شاعر تھا۔ تبریز میں سنہ ۱۴۸۷ء مطابق سنہ ۸۹۲ھ
میں فوت ہوا۔ ایک دیوان جس میں پانچ ہزار
بیت ہیں تصنیف کیا۔

نصیبی مرزا محمد خاں۔ نصیر الدین حیدر
کے عہد میں ایران سے لکھنو آیا۔ امجد علی شاہ
کے عہد میں سنہ ۱۸۴۵ء مطابق سنہ ۱۲۶۱ھ میں
فوت ہوا۔ مختلف نظمیں اس کی تصنیف
سے ہیں۔

نصیر۔ نصیر الدین عرف میاں کلو دہلوی کا
تخلص ہے شاہ نصیر کے نام سے زیادہ
مشہور رہیں۔ ان کے والد شاہ غریب
بڑے بزرگ تھے۔ شاعری میں شاہ نصیر کو
شاہ محمدی مائل سے تلمذ تھا۔ انھوں آخری
زمانہ میں حیدرآباد جا کر دیوان چندولال
کی ملازمت میں داخل ہو گئے تھے وہیں
سنہ ۱۸۳۸ء مطابق سنہ ۱۲۵۴ھ میں انتقال
کیا۔ "شاہ دیار سخن اے ۱-۵-۱-۵"
سے ان کی تاریخ وفات (سنہ ۱۲۵۴ھ) برآمد
ہوتی ہے ان کا دیوان پہلی مرتبہ
۱۳۱۴ھ مطابق سنہ ۱۸۹۶ء میں حیدرآباد
کے مطبع نامی میں طبع ہوا تھا جس کو ان کے
ایک حیدرآبادی شاگرد مہاراج سنگھ
نامی نے ترتیب دیا تھا۔ ان کے مصنفہ
اشعار کی تعداد ایک لاکھ کے قریب ہے

نصیر الدین۔ نصیر ہمدانی تخلص ہے سنہ ۱۶۰۱ء
مطابق سنہ ۱۰۱۰ھ میں شیراز کا سفر کیا اور
چند سال بعد فوت ہو گیا۔ صاحب دیوان ہے

نصیر الدین۔ عربی کتاب موسوم بہ فتاوے
ابراہیمی کا مصنف ہے۔

نصیر الدین حیدر شاہ اودھ۔ غازی الدین حیدر
نواب اودھ کا بیٹا تھا۔ ۲۰۔ اکتوبر سنہ ۱۸۲۷ء
مطابق ۲۸۔ ربیع الاول سنہ ۱۲۴۳ھ کو لکھنو
کے تخت پر بیٹھا۔ "اب ہوا مرزا نصیر الدین حیدر
بادشاہ" سے تاریخ جلوس نکلتی ہے۔
دس سال حکومت کی۔ سنہ ۱۸۳۷ء مطابق سنہ ۱۲۵۳ھ

میں فوت ہوا۔ اس کا چچا نصیر الدولہ بادشاہ ہوا۔ نصیر الدین حیدر کا بیٹا قید کر لیا گیا جو بتاریخ ۱۵۔ جنوری سنہ۱۸۴۶ء مطابق ۱۶ محرم سنہ۱۲۶۲ھ بحالت اسیری فوت ہوا۔

نصیر الدین طوسی خواجہ۔ مذہباً شیعہ تھے۔ امام فخر الدین رازی کے بیٹے تھے ۳۔ مارچ سنہ۱۲۰۱ء مطابق ۱۱۔ جمادی الاول سنہ۵۹۷ھ کو خراسان میں پیدا ہوئے۔ اپنے زمانہ کے فاضل اجل اور نجوم و فلسفہ میں یکتائے دہر تھے۔ مختلف علوم پر حاوی تھے۔ ان کی تصانیف آج تک درس میں داخل ہیں۔ ان کے زمانہ تک اقلیدس یونانی زبان میں تھی۔ انھوں نے اس کا عربی میں ترجمہ کیا۔ المجسطی کو بھی عربی زبان کا جامہ پہنایا اور اس پر حاشیہ لکھا۔ مغلوں کے تاخت و تاراج کے زمانہ میں یہ خراسان کے پہاڑوں میں جان بچاتے پھرتے تھے کہ حسن بن صباح کی قید میں آ گئے اور اس نے ان کو اپنا وزیر بنایا۔ علاء الدین محمد نے جو حسن بن صباح کی اولاد میں تھا ان کو قید کر لیا اور چند سال تک ان سے وزارت کا کام لیا۔ اسی زمانہ میں انھوں نے ایک عربی کتاب الطہارت فی الحکمت عملی کا فارسی ترجمہ کیا جو اخلاق ناصری کے نام سے اب تک مشہور ہے۔ نومبر سنہ۱۲۵۶ء مطابق سنہ۶۵۴ھ میں ہلاکو خاں نے ان کو چھڑا لیا اور اس کے وزیر ہو گئے۔ علم نجوم کے متعلق رصد وغیرہ کے نقشے تیار کیے جو ایلخانی کے نام سے مشہور ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ سنہ۱۲۵۸ء میں بغداد پر ہلاکو خاں نے ان ہی کے اشارہ سے حملہ کیا تھا۔ اوصاف الاشراف۔ بحر المعانی۔ خلافت نامہ الہی۔ آثار الشعراء ان کی تصانیف ہیں۔ ابقا قاآن ہلاکو خاں کے بیٹے کے عہد میں ۲۴۔ جون سنہ۱۲۷۴ء مطابق ۱۸۔ ذی الحجہ سنہ۶۷۲ھ کو بمقام بغداد انتقال ہوا اور وہیں دفن ہیں۔

نصیر الدین محمود چراغ دہلوی۔ نصیر الدین حضرت محبوب الہی سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیا بدایوں کے مرید اور خلیفہ تھے۔ ۱۸۔ رمضان سنہ۷۵۷ھ مطابق ۱۶ ستمبر سنہ۱۳۵۶ء کو وصال ہوا۔ فیروز شاہ باربک ان کے مرید تھے بادشاہ نے دہلی میں ان کا مقبرہ ان کی زندگی ہی میں بنوا دیا تھا۔ اسی میں دفن ہیں۔ اس مقبرہ کے قریب بعد کو بہلول لودی کی قبر بنی ان کے پیر نے چراغ دہلی کا لقب عطا کیا تھا۔ اسی نام سے زیادہ مشہور ہیں صاحب تصانیف بھی تھے۔ خیر المجالس ان کی مشہور کتاب ہے

نصیر بخاری مولانا۔ علمائے بخارا میں سے تھا۔ درویشانہ زندگی بسر کرتا تھا۔ شعر و شاعری سے شوق تھا۔ سلمان ساوجی کا ہمعصر تھا۔ سنہ۱۳۷۷ء مطابق سنہ۷۷۹ھ میں فوت ہوا۔

نصیر خاں۔ سنہ۱۸۳۲ء میں اپنے بھائی میر نور محمد خاں حاکم حیدر آباد سندھ کا جانشین ہوا۔ سنہ۱۸۴۳ء مطابق سنہ۱۲۵۹ھ میں انگریزوں کی قید میں آ گیا۔ اور کلکتہ بھیج دیا گیا۔ جہاں ۱۲۔ اپریل سنہ۱۸۴۵ء

فوت ہوا۔

نضر بن حارث۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ایک شاعر گزرا ہے جو رستم و اسفندیار کے قصے اور فاحشہ عورتوں کے راگ سنا کر لوگوں کی توجہ قرآن مجید سے پھیرتا تھا جنگ بدر میں گرفتار ہوا اور قتل کیا گیا۔

نضر بن شمائل۔ اصل نام ابوالحسن نضر تھا۔ بہت سی کتابوں کا مصنف ہے۔ بمقام مرو ۸۲۰ء مطابق ۲۰۴ھ میں فوت ہوا۔

نظام ابن الحسین الساوی جامع عباسی کے آخری تین حصوں کا مصنف۔ ملاحظہ ہو بہاء الدین محمد شیخ۔

نظام احمد۔ کتاب راحت القلوب کا مصنف۔ اس کتاب میں حضرت بابا فرید گنج شکر رحمت اللہ علیہ کے ملفوظات درج ہیں۔

نظام استر آبادی۔ ایک شاعر تھا اپنے زہد و اتقا کے لیے مشہور ہے۔ دیوان کے علاوہ مثنوی بلقیس و سلیمان اس کی مشہور تصنیف ہے جس میں حضرت سلیمان اور بلقیس ملکہ سبا کا قصہ نظم کیا گیا ہے۔ ۱۵۱۵ء مطابق ۹۲۱ھ میں فوت ہوا۔

نظام الدولہ۔ نجم الدولہ کا دوسرا نام ہے میر جعفر نواب بنگال کا سب سے بڑا بیٹا اور جانشین تھا۔

نظام الدین احمد بن محمد صالح۔ کتاب مجموعۃ الصنائع جس میں علم عروض کے متعلق نکات بیان کیے گئے ہیں اور جو ۱۶۵۰ء مطابق ۱۰۶۰ھ میں لکھی گئی تھی اس کی تصنیف ہے کتاب شہر لکھنؤ میں ۱۸۴۵ء مطابق ۱۲۶۱ھ میں شائع ہوئی تھی اس کی دوسری تصنیف کرامت الاولیا ہے جس میں ائمہ کرام اور دیگر اہل اللہ کی کرامات بیان کی گئی ہیں۔ اس کتاب کا سال تصنیف ۱۶۵۶ء م ۱۰۶۷ھ ہے۔

نظام الدین احمد خواجہ۔ اس کا باپ خواجہ مقیم ہروی بابر کے سرداروں میں داخل تھا بعد کو مرزا عسکری کا وزیر ہو گیا۔ جب ہمایوں شیر شاہ کے مقابلہ میں شکست کھا کر آگرے آیا تو خواجہ مقیم ہمایوں کے ہمرکاب تھا۔ اسی سفر میں ۲۸۔ اکتوبر ۱۵۹۴ء مطابق ۲۳۔ صفر ۱۰۰۳ھ کو دریائے راوی کے کنارے انتقال کیا۔ لاہور میں دفن ہوا ۲۹ جلوس اکبری میں نظام الدین گجرات کا بخشی مقرر ہوا۔ طبقات اکبری جس کا دوسرا نام تاریخ نظامی ہے۔ اس کی مشہور تاریخ ہندوستان ہے۔

نظام الدین اولیا شیخ۔ آپ کا لقب سلطان المشائخ ہے آپ کے والد کا نام سید احمد صاحب تھا جن کا مزار شہر بدایوں سے بجانب شمال دو فرلانگ کے فاصلہ پر ہے دا٘ن کے والد اور نانا بخارا سے تشریف لائے تھے۔ والد کا نام محمد بن احمد بن علی بخاری اور والدہ کا نام بی بی زلیخا تھا۔ آپ اکتوبر ۱۲۳۶ء مطابق صفر ۶۳۴ھ میں بمقام بدایوں پیدا ہوئے۔ پانچ برس کی عمر میں یتیم ہو گئے۔ زیادہ تر آپ

تربیت و تعلیم آپ کی والدہ نے کی۔ تحصیل علوم ظاہری دہلی میں ہوئی۔ علوم باطنی کے حاصل کرنے کے لیے حضرت بابا گنج شکر کی خدمت میں اجودھن (پاک پٹن واقع ملتان) میں حاضر ہوئے اپنے زمانہ کے درویش کامل تھے۔ مشہور شاعر امیر خسرو دہلوی آپ کے مرید تھے۔ ۳۔ اپریل ۱۳۲۵ء مطابق ۱۸۔ ربیع الاوّل ۷۲۵ھ کو بمقام دہلی انتقال ہوا اور وہیں دفن ہوئے۔ غیاث پور (متصل دہلی) میں مزار ہے جو زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

نظام الدین بلگرامی سید۔ بھاشا کے شاعر تھے۔ فارسی اور سنسکرت میں کامل تھے۔ مدھنایک تخلص تھا۔ فن موسیقی کے ماہر تھے۔ اس فن میں اُن کی دو کتابیں "نادچندر" اور "مدھنایک سنگار" بھاشا زبان میں یادگار ہیں۔ اب تک بعض بعض گانوں کے لوگ اُن کا نام تعظیماً لیتے ہیں۔ یکم رمضان المبارک ۱۰۹۹ھ مطابق ۱۶۸۷ء میں وفات پائی۔

نظام الدین سخن امیر۔ ایک شاعر تھا۔ امیر شبیر علی کا ہمعصر اور مرزا سلطان احمد سمرقندی کا مداح تھا۔

نظام الدین سہالی مولانا۔ قطب الدین کا بیٹا تھا۔ کتاب شرح صدرہ و شمس بازغہ وغیرہ کا مصنف ہی۔ ۱۷۴۸ء مطابق ۱۱۶۱ھ میں فوت ہوا۔

نظام الدین میر۔ ملاحظہ ہو ممنون۔

نظام الملک دوم۔ یہ پہلے سلطان الپ ارسلان ایران کا بادشاہ خاندان سلجوقی کا وزیر تھا اس کے بعد ملک شاہ وزیر ہوا۔ اس نے ۳۰ سال تک بڑی ہوشیاری قابلیت اور عمدگی کے ساتھ خدمت وزارت کو انجام دیا جس کی وجہ سے اس کی شہرت اور نیکنامی اس درجہ بڑھ گئی کہ لوگ حسد کرنے لگے۔ بادشاہ بھی خائف ہو گیا۔ چنانچہ ۹۸ سال کی عمر میں اس عہدہ سے برطرف کر دیا گیا۔ دشمنوں کو یہ اچھا موقع ہاتھ آیا اور اپنا بدلا لیلیا۔ ایک شخص نے ۱۵۔ اکتوبر ۱۰۹۲ء مطابق رمضان ۴۸۵ھ کی شب میں کام تمام کر دیا۔ لاش اصفہان میں بڑی شان و شوکت سے ساتھ دفن ہوئی۔ سیر الملوک اس کی مشہور تصنیف ہے۔ عمر خیام اور حسن صباح اس کے ہم مکتب تھے

نظام الملک بحری۔ ابتدا میں ہندو تھا سلطان احمد شاہ بہمنی والی دکن کی قید میں آکر مسلمان ہوا۔ شاہی غلاموں کے زمرے میں داخل ہو کر شاہزادہ محمد کے ساتھ جو احمد شاہ کا بڑا بیٹا تھا ایک ہی اُستاد سے تعلیم پائی۔ عربی و فارسی میں مہارت کلی حاصل کی۔ جب شہزادہ محمد سلطان محمد ثانی کے لقب سے ۱۴۶۳ء میں دکن کا بادشاہ ہوا۔ اس نے رفاقت کا پورا حق عطا کیا اور نظام الملک کو یک ہزاری منصب عطا کیا۔ شاہی باز خانے کی داروغگی کی خدمت ملی۔ اسی وجہ سے نظام الملک بحری مشہور ہوا۔ رفتہ رفتہ اعزاز میں اضافہ ہوتا گیا اور تلنگانہ کا صوبہ دار ہو گیا ۱۴۸۲ء میں سلطان محمد کی وفات پر سلطان محمود ثانی

اس کا بیٹا بادشاہ ہوا۔ محمد شاہ کی وصیت کے مطابق یہ سلطان محمود کا وزیر ہوا۔ نئے بادشاہ نے اس کو بیڑ اور چند اضلاع جاگیر میں دیئے اس جاگیر کا انتظام ملک احمد پسر نظام الملک کے سپرد ہوا۔ ملک احمد نے خیبر میں سکونت اختیار کی اور جاگیر کے انتظام کو نہایت تندہی سے انجام دیا اور اپنے والد کے بعد احمد نگر کے نظام شاہی خاندان کا بانی اور پہلا بادشاہ ہوا۔ نظام الملک آخر میں اس قدر خود سر ہوگیا تھا کہ شاہی اختیارات کی بھی کچھ پرواہ نہ کرتا تھا اس لیے سلطان نے اس کو ۱۴۸۶ء مطابق ۸۹۱ھ میں قتل کرا دیا۔

نظام الملک خواجہ عابد خاں ۔ (ملاحظہ ہو آصف جاہ اول)۔

نظام الملک محمد ابی سعید جنیدی کا بیٹا اور شمس الدین التمش بادشاہ دہلی کا سپہ سالار اور وزیر تھا۔ سلطان رضیہ کے عہد میں اس کو کوہ سرمور پر پیام اجل پہنچا جہاں وہ اپنے دشمنوں کے خوف سے ۱۲۳۶ء میں پناہ گزیں ہوگیا تھا۔

نظام الملک محمد ۔ علی سعید جنیدی کا بیٹا تھا نور الدین محمد عوفی نے اپنی کتاب جامع الحکایات اسی کے نام پر معنون کی تھی۔ شمس الدین التمش بادشاہ دہلی کے عہد میں سپہ سالار رہا تھا۔ ۱۲۲۵ء مطابق ۶۲۲ھ میں زندہ تھا۔

نظام بائی ۔ جہاندار شاہ کی ماں اور بہادر شاہ بادشاہ دہلی کی بیگم تھی۔

نظام حاجی یمنی ۔ کتاب لطائف اشرفی اس کی تصنیف ہے۔ جس میں صوفیوں کے عادات و اخلاق اور رسوم وغیرہ درج ہیں۔ ۱۴۲۶ء مطابق ۸۳۰ھ میں یہ کتاب سید اشرف جہانگیر سامانی کے نام پر معنون کی گئی تھی۔

نظام خاں معجز ۔ ایک شاعر تھا۔ ۱۶۲۹ء مطابق ۱۰۳۹ھ میں فوت ہوا۔ ایک فارسی دیوان کا مصنف ہے۔

نظام خاں (میر) بیانے کا حاکم تھا جب شہنشاہ بابر کی اطاعت قبول نہیں کی تو بابر نے بابا قلی بیگ کو قلعہ بیانہ کے محاصرہ کے لیے بھیجا اور نظام خاں کو فی البدیہہ قطعہ اپنے قلم سے لکھکر بھیجا ؎

بازرک ستیزہ مکن اے میر بیانہ
چالاکی و مردانگی ترک عیان است
گر زود نیائی و نصیحت نہ کنی گوش
آں راکہ عیان است چہ حاجت بیان است

نظام خاں پر اس قطعہ کا یہ اثر ہوا کہ فوراً بابر کے حلقہ بگوشوں میں داخل ہوگیا۔

نظام سقہ ۔ ہمایوں بادشاہ کی فوج جب شیر شاہ کے مقابلہ میں پٹنہ اور بنارس کے درمیان قصبہ بکسر سے گزر کر چونسر پہنچی تو شیر شاہ پر حملہ آور ہونے کی ضرورت درپیش آئی۔ جو دریائے گنگا کے دوسری جانب خیمہ زن تھا کشتیوں کا پل تیار کرنے کا حکم دیا گیا۔ لیکن شیر شاہ نے صلح کی بات چیت میں وقت گزار دیا اور رات میں اچانک حملہ کر دیا۔ ہمایوں کی فوج منتشر ہوگئی۔ ہمایوں نے اپنا گھوڑا گنگا میں ڈال دیا۔ گھوڑے کا دم

ٹوٹ گیا۔ استنے میں نظام سقہ نے جو اتفاق
سے کنارہ پر موجود تھا اپنی مشک کے
ذریعہ سے ہمایوں کو دریا سے نکال لیا
جس کے صلہ میں بادشاہ نے آگرہ واپس
آنے پر نظام کو ڈھائی گھڑی کی بادشاہت
عطا کی اس قلیل وقت میں اس سقہ نے
چرسہ کا سکہ چلایا جس میں سونے کی ایک
کیل لگا دی گئی تھی۔ ہمایوں نے اپنے محسن
(نظام سقہ) کو ہمیشہ کے لیے امرای شاہی
میں داخل کر لیا۔

نظام شاہ بہمنی۔ ہمایوں شاہ بادشاہ
دکن کا بیٹا تھا اپنے باپ کی وفات پر ۱۴۶۱ء
مطابق ۸۶۵ھ میں ۸ سال کی عمر میں جانشین
ہوا اور اپنی ماں کی ولایت اور سربراہی
میں سلطنت کا کام کرنے لگا۔ محمود گاواں
صوبہ دار برار ونہ پر مقرر ہوا۔ خواجہ جہاں کو
عہدہ وکیل السلطنت دیا گیا۔ ان تینوں کی
لیاقت اور ہوشیاری سے سلطنت کو فائدہ
پہنچا اور جس قدر مظالم ہمایوں نے کیے تھے
اُن سب کی تلافی ہو گئی۔ نظام شاہ دو
سال ایک ماہ حکومت کرنے کے بعد
۲۹ جولائی ۱۴۶۳ء مطابق ۱۳ ذی قعدہ
۸۶۷ھ کو فوت ہو گیا اور محمد شاہ ثانی
اس کا بھائی بادشاہ ہوا۔

نظام شیخ۔ مشہور کتاب فتاوائے عالمگیری
کا مولف ہے۔ اس کتاب میں وہ فتوے ہیں
جو عالمگیر کے حکم سے ایک کتاب کی صورت
میں جمع کیے گئے تھے۔ اس کی ترتیب ۱۶۶۵ء
مطابق ۱۰۷۶ھ میں شروع ہوئی تھی اس
بیش بہا خدمت کے انجام دینے میں نظام
شیخ کے ساتھ دیگر اہل علم بھی شریک تھے
ہندوستان میں یہ کتاب نہایت مستند
سمجھی جاتی ہے۔ زیب النساء بیگم کے حکم سے
اس کتاب کا فارسی میں ترجمہ کیا گیا۔

نظام شیخ۔ ضمیری تخلص تھا۔ (ملاحظہ ہو ضمیری)

نظام علی خاں نواب (دیکھو آصف جاہ
ثانی) ردیف الف۔

نظام مرزا۔ ایک شاعر تھا جو ۱۶۲۹ء
مطابق ۱۰۳۹ھ میں فوت ہوا اس سے ایک
فارسی دیوان یادگار ہے۔

نظامی۔ ابو مجد بن یوسف المرتضی نام ہے ایران
کا مشہور شاعر ہے۔ نظامی گنجوی کے بعد
گزرا ہے۔

نظامی عروضی سمرقندی۔ امیر معزی کا
شاگرد تھا ملک شاہ کے زمانے میں
گزرا ہے اس کی ایک نظم جس کا نام "ویسا و رامین"
ہے بہت مشہور ہے۔ دوسری مشہور تصنیف
"کتاب چہار مقالہ" ہے۔

نظامی گنجوی شیخ۔ نظام الدین نام شہر گنجہ
ملک ایران کا رہنے والا۔ فارسی شاعری کا
مسلم الثبوت اُستاد ہے۔ اس کی کتاب
سکندر نامہ جس میں سکندر بادشاہ کی
تاریخ نظم کی گئی ہے بہت مقبول و مشہور ہے
اس کا ایک خمسہ یعنی پانچ کتابوں کا مجموعہ
فارسی میں بہت وقعت کی نگاہ سے دیکھا
جاتا ہے۔ جس میں مخزن الاسرار۔ لیلی و مجنوں
خسرو شیریں۔ ہفت پیکر۔ سکندر نامہ شامل
ہیں۔ اس کی سب سے آخری کتاب

سکندر نامہ ہی جس کو ۱۲۰۰ء مطابق ۵۹۷ھ میں ختم کیا اور اُسی سال ۶۳ برس کی عمر پاکر فوت ہوا۔ بعض مورخین کا قول ہی کہ ۱۲۰۹ء مطابق ۶۰۶ھ میں اس کی وفات ہوئی۔ ایک دیوان بھی یادگار رہے۔ جس میں ۲۰ ہزار اشعار ہیں

نظیر۔ آگرہ کے مشہور شاعر۔ ولی محمد نام تھا۔ فارسی اردو ہندی تینوں زبانوں میں خوب شعر کہتے۔ مدرّسی کا پیشہ تھا طبیعت میں استغنا تھا۔ بادشاہ اودھ نے بلایا مگر آگرہ نہیں چھوڑا۔ کلام عام لوگوں میں نہایت مقبول ہی۔ روزمرہ کی باتیں اور قدرت کے مناظر پر بہت سی نظمیں لکھیں ان کی کلیات مطبوعہ ملتی ہی۔ ۱۶۔ اگست ۱۸۳۰ء کو انتقال کیا۔ آگرہ میں تاج گنج کے قریب دفن ہوئے۔

نظیری نیشاپوری۔ محمد حسین نیشاپوری کا تخلص ہے۔ فارسی کا مسلم الثبوت شاعر تھا۔ نیشاپور سے ہندوستان چلا آیا تھا۔ عبدالرحیم خانخاناں اس پر مہربانی کرتا تھا۔ ۱۶۰۳ء مطابق ۱۰۱۲ھ میں حج کو گیا اور واپس ہونے پر۔ پھر خانخاناں کی سرکار سے منسلک ہوکر احمد آباد (گجرات) میں رہنے لگا۔ وہیں ۱۶۱۳ء مطابق ۱۰۲۲ھ میں انتقال ہوا اس کا فارسی دیوان یادگار ہے۔

نعمان میر۔ ایک شاعر تھا۔ آگرے میں بتاریخ ۴۔ مارچ ۱۸۶۵ء مطابق

۱۸ صفر ۱۰۵۰ھ فوت ہوا اور وہیں دفن ہے

نعمت اللہ خواجہ۔ تاریخ افاغنہ اس کی تصنیف ہی۔

نعمت اللہ سید۔ نارنول کے سید تھے شجاع پسر شاہجہاں کی صوبہ داری بنگال کے زمانہ میں بنگال گئے۔ شہزادہ بجمال حسن عقیدت پیش آیا۔ اور جاگیر عطا کی ۱۶۶۶ء مطابق ۱۰۷۷ھ میں فیروزپور میں وفات پائی

نعمت اللہ ولی سید۔ شاہ نورالدین۔ حضرت امام موسی کاظم کی اولاد میں ہیں۔ مشہور شاعر اور مصنف گزرے ہیں۔ شافعی مذہب تھا۔ شیخ عبداللہ شافعی کے مرید تھے۔ پانچسو کتابیں تصنیف کیں۔ ایک قصیدہ ان کا مشہور عام ہے جس میں پیشینگوئیاں کی گئی ہیں۔ شاہرخ مرزا بن امیر تیمور کے زمانہ میں ۱۴۲۴ء مطابق ۸۲۷ھ میں بمقام کرمان (فارس) وفات پائی

نعمت خان عالی۔ عالی تخلص تھا مرزا محمد نام تھا۔ شیراز وطن تھا۔ عالمگیر کے عہد میں داروغہ مطبخ تھا۔ اور نعمت خاں خطاب تھا۔ صرف خاص کا دیوان بھی تھا۔ عالمگیر کی وفات کے بعد بہادر شاہ نے نواب دانشمند خاں کا خطاب عطا کیا۔ "وقائع نعمت خان عالی"۔ مثنوی حسن وعشق لورخوان نعمت اس کی مشہور تصانیف ہیں۔ ۱۷۰۸ء مطابق ۱۱۲۰ھ میں انتقال کیا۔

نعمت علی خاں۔ کتاب شاہنامہ کا مصنف ہے جس میں مسلمان بادشاہان ہند کا حال درج ہے

نفطویہ واسطی۔ اس کے بدن سے مٹی کے

قبل کی بدبو نکلتی تھی اس وجہ سے نفطویہ مشہور ہو
اس کا اصل نام ابوعبداللہ ابراہیم تھا اپنے زمانہ کا بہت بڑا نجومی تھا۔ ادب میں اچھی اچھی کتابیں لکھیں۔ ۲۴۴ھ مطابق ۸۵۸ء میں پیدا ہوا۔ ۳۲۳ھ مطابق ۹۳۴ء میں وفات پائی۔ بغداد میں قبر ہے۔

نفیس بن عیوض۔ کتاب عربی "حل معجز القانون" کا مصنف تھا۔ مرزا الغ بیگ کا ہمعصر تھا۔

نفیسہ سیدہ۔ بنت حسن انور بن زید بن حسن بن حضرت علی کرم اللہ وجہ پیدائش ۱۴۵ھ م ۷۶۲ء بمقام مکہ معظمہ۔ تربیت مدینہ منورہ میں پائی۔ نہایت عالمہ وفاضلہ تھیں۔ امام قریش شافعی آپ کے بڑے معتقد تھے آپ نے پیادہ پا ۳۰ حج کیے ایک مرتبہ مصر میں تشریف لےگئیں جہاں سری بن حکم والی مصر نے نہایت تعظیم وتکریم سے آپ کی بود وباش کا انتظام کر دیا۔ ہزاروں آدمی آپ کے نصائح سے مستفید ہوئے اکثر خرق عادات آپ سے ظہور میں آئے مصر میں سات سال مقیم رہ کر رمضان ۲۰۸ھ مطابق ۸۲۳ء میں وفات پائی اور جمعہ کے دن مقبرہ درب السباع (مصر) میں مدفون ہوئیں۔ اب تک عامہ خلائق کے علاوہ بڑے بڑے اکابر اولیا و علماء آپ کے مزار کی زیارت سے مشرف و فیضیاب ہوتے ہیں۔

نقشائی۔ طوطی نامے کا مصنف ہے نقشائی تخلص تھا۔

نقی امام۔ ملاحظہ ہو علی نقی علیہ السلام۔

نقیب خاں۔ یحییٰ بن عبداللطیف کا پوتا تھا۔ ملاحظہ ہو یحییٰ بن عبداللطیف۔

نقی کمرہ۔ ایک شاعر تھا۔ ۱۶۲۲ء مطابق ۱۰۳۱ھ میں فوت ہوا۔ ایک دیوان یادگار ہے

نگاہی۔ از مضافات کاشان وطن ہے ایک مثنوی موسوم بہ "مختار نامہ" شاہنامہ فردوسی کی بحر میں اور ایک مثنوی "مہر و مشتری" یادگار رہی۔

نندکمار برہمن ۱۷۰۲ء میں ضلع بیر بھوم میں پیدا ہوا۔ ۱۷۵۶ء میں ہگلی کا فوجدار تھا۔ نواب جعفر علی خاں کے زمانہ میں تمام اختیارات اس کو تفویض ہوئے۔ انگریزوں سے اس کو سخت عداوت تھی۔ جس کی پاداش میں بتاریخ ۵۔ اگست ۱۷۷۵ء پھانسی پائی اس کی جائداد اور دولت اس کے بیٹے گرو داس کو ملی۔ وارن ہیسٹنگز گورنر جنرل پر یہ الزام لگایا گیا تھا کہ اس نے نندکمار کی کثیر دولت کی طمع کی وجہ سے اس پر جعلی مقدمہ چلایا۔ لیکن جج ایف اسٹیفن نے اپنی مبسوط تصنیف میں اس پر سے اس الزام کو ہٹانے کی پوری کوشش کی ہے۔

نوا۔ ظہور اللہ خاں (نواب) نام نوا تخلص بدایوں کے خاندان شیوخ صدیقی سے تھے۔ بدایوں سے لکھنؤ چلے گئے۔ اور سرکار اودھ کے متوسلین میں داخل ہوئے خان کا خطاب پایا۔ میاں جرأت سے مجادلہ (مناظرہ) واقع ہونے پر لکھنؤ سے

الہ آباد چلے آئے۔ وہاں چندے قیام کرکے ولایتِ عجم کی سیر کو روانہ ہوئے۔ ایک مدت دراز تک وہاں کے شعرا سے زبان فارسی سیکھی۔ مرزا ذکی نبیرہ منشی مہدی خاں (منشیٔ نادر شاہ بادشاہ) نے ان کے ایران پہنچنے پر بطور خیر مقدم کے یہ قطعہ لکھا تھا ؎

بلبل رنگیں نوا شیریں غزلخواں آمدہ
طوطی ہندوستاں از شکرستاں آمدہ
خان عالی شان ظہور اللہ خان یا ذکی
بعد عمر ثانی صیبدے بہ جلوہ ایراں آمدہ

خان مرحوم نے جواباً اُسی مجلس میں فی البدیہہ غزل پڑھی

تنگدل بیمار جاں برلب بہ ایراں آمدم
اندریں دار الشفا محتاجِ درماں آمدم
در مسیحا خصلتاں مشتاقِ جانِ تازہ
باتنِ فرسودہ جویائے احساں آمدم
بے نوا یا نہ نوا در مجمع مرزا ذکی
طالب جمعیتِ خاطر پریشاں آمدم

بعہد غازی الدین حیدر ۱۲۴۱ھ میں ایران سے لکھنؤ کو واپسی ہوئی اور اُسی سال انتقال ہوا۔

نوازش خاں۔ مصنف گلزار دانش ہے۔

نواوی بن شرف۔ اصل نام ابو زکریا یحییٰ تھا۔ مختلف مضامین پر بہت سی کتابیں لکھیں۔ کتاب تہذیب الاسما اس کی مشہور تصنیف ہے جس میں مشاہیر کے حالات درج ہیں۔ دوسری کتاب فتووں کا مجموعہ ہے جو فتاوی النواوی کے نام سے موسوم ہے ۱۲۷۷ء مطابق ۶۷۶ھ میں فوت ہوا۔

نوائیؔ۔ امیر علی شیر کا تخلص ہے۔

نوائیؔ ملا خراسانی۔ اکبر کے عہد میں خراسان سے ہندوستان آیا۔ شہزادہ دانیال کی سرکار میں ملازم ہوگیا۔ برہان پور میں ۱۶۱۱ء مطابق ۱۰۱۹ھ میں فوت ہوا۔ صاحب دیوان ہے۔

نوبت خاں نواب۔ اکبری عہد کا ایک سردار تھا۔ جس کا مقبرہ شاہجہاں کے محل کے قریب پرانی دِلّی میں ہی ۱۵۶۵ء مطابق ۹۷۳ھ میں تعمیر ہوا۔ جو نیلی چھتری کہلاتا ہے اور شکستہ حالت میں ہے۔

نوح سامانی امیر۔ خاندان سامانی کا چوتھا بادشاہ تھا۔ اپنے والد امیر نصر کے بعد ۹۴۳ء مطابق ۳۳۱ھ میں حکومت خراسان و بخارا کا مالک ہوا۔ ۹۵۴ء مطابق ۳۴۳ھ میں فوت ہوگیا۔ اس کا بیٹا عبد الملک جانشین ہوا۔

نوح سامانی امیر ثانی۔ خاندان سامانی کا ساتواں بادشاہ تھا۔ ابو القاسم لقب تھا اپنے والد امیر منصور اول والی خراسان و بخارا کا ۹۷۶ء مطابق ۳۶۵ھ میں جانشین ہوا۔ اس کے زمانہ میں عجیب عجیب انقلابات پیش آئے سلطان سبکتگین بادشاہ غزنی کا ہمعصر تھا ۹۹۷ء مطابق ۳۸۷ھ میں انتقال کیا اور اس کے بیٹا منصور ثانی کے لقب سے بادشاہ ہوا۔

نودر۔ پیشدادین خاندان سے ایران کا ایک قدیم بادشاہ ہے۔ دیکھو منوچہر۔

نور الحق قاضی بریلی۔ بریلی کے قاضی تھے۔ دیکھو منعم۔

نور الحق شاہ المشرقی۔ المشرقی الدہلوی البخاری عرف تھا۔ شیخ عبد الحق بن سیف الدین

دہلوی کا بیٹا تھا۔ زبدۃ التواریخ کو جس کو شیخ
عبدالحق نے تصنیف کیا تھا۔ صحت کے ساتھ
ترتیب دیا اور اپنے مربی شیخ فرید الدین
بخاری کی خدمت میں پیش کیا۔ اس نے صحیح
بخاری اور مسلم کی شرح لکھیں۔ عہد عالمگیر
میں ۱۶۶۲ء مطابق ۱۰۷۳ھ میں فوت ہوا۔

نور الدین احمد شیخ ۔ عرف قطب الدین
ملاحظہ ہو قطب الدین۔

نور الدین ارسلان شاہ اتابک
خاندان زنگی سے موصل و عراق کا ایک
بادشاہ تھا۔ مشہور سلطان نور الدین بادشاہ
حلب اور دمشق کا قریبی رشتہ دار تھا۔
۱۱۹۳ء مطابق ۵۸۹ھ میں اپنے والد
اعز الدین مسعود کا جانشین ہوا۔ ۱۸ سال حکومت
کی۔ اس حکومت کی مدت میں رعیت
خوش حال رہی۔ سرکش امراء دبے رہے
۱۲۱۰ء مطابق ۶۰۷ھ میں انتقال کیا۔
رعایا اس بادشاہ سے بہت خوش تھی اس
کی وفات پر ملک میں عام رنج والم کا اظہار
کیا گیا۔ اس کا بیٹا اعز الدین تخت نشین ہوا
جو آٹھ سال تک حکمراں رہا۔ اس کے بعد ایک
شیر خوار بچہ تخت نشین ہوا اور نور الدین ثانی
کے لقب سے حکمرانی کرنے لگا۔ اور چند ماہ کے
بعد فوت ہوگیا۔

نور الدین بن لطف اللہ ۔ حافظ ابرو کے
نام سے زیادہ مشہور رہے۔ دیکھو حافظ ابرو

نور الدین سفید دونی ملا ۔ نواب تار خاں
کہلاتا تھا۔ جام مضافات ہرات کا رہنے والا
تھا۔ مشہد میں پرورش پائی۔ ہمایوں بادشاہ
کی ملازمت میں رہا۔ پرگنہ سفید دونی اس
کی جاگیر میں تھا۔ اسی وجہ سے سفید دونی
مشہور رہی۔ جمنا سے کرنال تک ۱۵۶۹ء
مطابق ۹۷۷ھ میں ایک نہر نکالی اور اس کا
نام شیخو نہر رکھا۔ یہ نام شہزادہ سلیم کی
نسبت سے رکھا گیا تھا۔ کیونکہ شہزادہ سلیم
کو اکبر پیار میں شیخو بابا کہتا تھا۔ شعر و شاعری سے
شوق تھا۔ نوری تخلص تھا۔ ایک دیوان
یادگار ہے۔

نور الدین شیخ ۔ تاریخ کشمیر کا مصنف ہے جو
فارسی زبان میں ہے۔

نور الدین شیرازی ۔ دیکھو حکیم نور الدین
شیرازی۔

نور الدین علی ملک الافضل ۔ سلطان
صلاح الدین کے سترہ بیٹوں میں سب سے
بڑا بیٹا تھا۔ ۱۱۷۰ء مطابق ۵۶۵ھ میں پیدا
ہوا۔ ۱۱۹۳ء میں سلطان کی وفات کے بعد
دمشق ملک شام کا جنوبی حصہ اور فلسطین
نور الدین کے حصہ میں آیا۔ لیکن اس کے
چچا سیف الدین ابوبکر نے اس پر قبضہ کرلیا۔
اور اس کے بھائی عثمان کو ۱۱۹۶ء میں
مصر کا بادشاہ بنا دیا۔

نور الدین علی ملک منصور ۔ مصر کے
تاتاری خاندان کا دوسرا بادشاہ تھا۔
اعیان سلطنت نے اس کے باپ معز اعز الدین
کو قتل کرکے پندرہ سال کی عمر میں نور الدین
کو بادشاہ بنایا وہ دو سال کی بادشاہ رہا۔
اس عرصہ میں سرداران مملوک اور ایوبیہ
خاندان شام کے سردار حکومت مصر کے لیے

لڑتے رہے۔ ہلاکو خاں کے آنے والے خطرہ نے آپس کی آتش فساد و جنگ کو ٹھنڈا کردیا کیونکہ تاتاری فاتح نے بغداد فتح کرلیا تھا اور قصر خلافت کو تنزلزل کرکے آگے بڑھنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اس پرآشوب زمانہ میں ایک تجربہ کار بادشاہ کی مصر میں ضرورت تھی چنانچہ امیر قطز سنہ ۱۲۵۹ء مطابق سنہ ۶۵۸ھ میں بادشاہ ہوا۔

نورالدین محمد عوفی ۔ ایک تاریخی کتاب جامع الحکایات اس کی تصنیف ہے۔ یہ کتاب نظام الملک محمد کو جو سلطان شمس الدین التمش شاہ دہلی کا سپہ سالار تھا۔ سنہ ۱۲۳۰ء میں معنون کی گئی تھی۔

نورالدین محمد مرزا ۔ علاءالدین محمد کا بیٹا اور خواجہ حسین کا پوتا تھا۔ شہنشاہ بابر کی لڑکی گلرخ بیگم اس کو منسوب ہوئی تھی جس کے بطن سے سلیمہ سلطانہ بیگم زوجہ بیرم خاں پیدا ہوئی۔

نورالدین محمود ملک العادل۔ جس زمانہ میں ملک شام میں صلیبی لڑائیاں ہو رہی تھیں۔ یہ بہادر بادشاہ آتابک زنگی کے گھر سنہ ۱۱۱۷ء مطابق سنہ ۵۱۱ھ میں پیدا ہوا۔ سنہ ۱۱۴۶ء میں عیسائیوں نے اس کی فوج کے مملوکوں کو رشوت دیکر اس کے باپ عمادالدین زنگی کو قتل کرادیا۔ اُس وقت اُس کے بڑے بھائی سیف الدین کو عراق کی حکومت ملی جس کا پایہ تخت موصل تھا اور نورالدین خود حلب کا بادشاہ ہوگیا اس کے تخت نشین ہوتے ہی ایڈیسا کے عیسائیوں نے یورپ کے عیسائیوں کی مدد سے تمام مسلمانوں کو جو شہر میں موجود تھے دھوکے سے قتل کرڈالا۔ اس لیے یہ بہادر بادشاہ اپنی فوج لیکر اس شہر پر حملہ آور ہوا۔ تمام غداروں کو تہ تیغ کیا۔ اور اُن آرمینیوں کو شہر سے نکالدیا جو دوسرے ملکوں کے عیسائیوں کو اشتعال دیکر لڑائی کے واسطے بلاتے تھے۔ سنہ ۱۱۴۸ء میں بھی صلیبی جنگ واقع ہوئی جس میں بادشاہ جرمنی کونارڈ سوم اور شاہ فرانس لوئی ہفتم نو لاکھ فوج لیکر شامل ہوئے تھے اور انطاکیہ سے گزر کر دمشق کا محاصرہ کرلیا تھا۔ اُس وقت نورالدین ہی بادشاہ تھا جس نے اپنی فوج سے دمشق کو بچایا تھا اور محاصرین کو شکست دیکر بھگا دیا تھا۔ اس موقع پر آری میاں کا قلعہ فتح ہوا۔ انطاکیہ کے قریب فغرا پر عیسائیوں کو شکست ہوئی انامیا کا عظیم الشان قلعہ مسلمانوں نے فتح کیا لیکن سنہ ۱۱۵۰ء میں جاسلین دوم نے پھر چڑھائی کی جس میں نورالدین کو شکست ہوئی مگر تھوڑے دنوں کے بعد جاسلین گرفتار ہوگیا اور نورالدین نے بہت سے شہر اور قلعے فتح کرلیے۔ مقام رولوک پر یورپ کے عیسائیوں کو بڑی شکست ملی اور بہت سا انطاکیہ کا بہت بڑا حصہ مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا۔ سنہ ۱۱۴۹ء میں سیف الدین کا انتقال ہوگیا۔ اُس وقت دمشقیوں نے نورالدین کو اپنی امداد کے واسطے بلایا اور سنہ ۱۱۵۴ء میں اس کو اپنا بادشاہ بنالیا۔ سنہ ۱۲۶۱ء میں فرنگیوں اور

یونانیوں نے ملکر نور الدین پر حملہ کیا مگر شکست کھائی۔ اس لڑائی میں نور الدین نے حارم بیناس اور بانتیر افتح کیے اس وقت فاطمی خاندان کا آخری خلیفہ عاضد فوت ہو چکا تھا اور صلاح الدین جو خلیفہ کا سپہ سالار اور وزیر تھا۔ عملی طور پر کاروبار سلطنت کرتا تھا۔ سنہ ۱۱۷۳ء میں نور الدین کا انتقال ہو گیا اور اس کا بیٹا ملک شاہ جانشین ہوا۔ نئے بادشاہ کی عمر بارہ سال کی تھی زمانہ پُر آشوب تھا۔ صلاح الدین کی نیکی اور بہادری نے اس کی برتری سب کو تسلیم کرا دی اور کچھ عرصہ کے بعد صلیبی لڑائیوں میں نور الدین کی طرح اس کو بھی شریک ہونا پڑا اور عیسائیوں کو شکستیں دیکر ناموری اور شہرت حاصل کی

نور النساء بیگم - ابراہیم حسین مرزا اور گلرخ بیگم کی صاحبزادی کا نام ہے۔ یہ شاہزادہ سلیم سے منسوب ہوئی تھی۔

نور اللہ شوستری میر - پورا نام نور اللہ بن شریف الحسینی شوستری ہے۔ شیعہ مذہب کے ایک جید عالم و فاضل تھے۔ دربار اکبری کے ایک امیر تھے۔ مجالس المومنین ان کی تصنیف ہے۔ اس کتاب میں شیعہ مذہب کے فقہا اور مجتہدین کی سوانح عمریاں اور تصانیف لکھی گئی ہیں۔ سنہ ۱۶۱۰ء مطابق سنہ ۱۰۱۹ھ میں عہد جہانگیری میں اپنے خیالات مذہبی کی وجہ سے قتل ہوئے۔ آگرہ میں مقبرہ ہے۔

"نور اللہ سید شد شہید"

سے سال وفات برآمد ہوتا ہے۔

نور جہاں بیگم - غیاث بیگ ولد خواجہ محمد طہرانی طہماسپ صفوی شاہ ایران کے عہد میں حاکم خراسان تھا۔ گردش زمانہ سے پریشان ہو کر ایک قافلہ کے ساتھ مع اپنی بی بی کے عازم ہندوستان ہوا۔ قندھار کے قریب راستہ میں اس کے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ والدین کئی روز سے فاقے کی مصیبت برداشت کر رہے تھے۔ کلیجہ پر پتھر رکھکر ناچار لڑکی کو راستہ میں چھوڑ دیا ملک مسعود نامی ایک سوداگر نے جو اُسی قافلہ میں تھا اس لڑکی کو لے لیا اور اُسی قافلے میں ایک عورت کی جو اُس لڑکی کو دودھ پلا سکے تلاش کی۔ اتفاق سے اس خدمت کے لیے غیاث کی بی بی جس کی وہ لڑکی جگر کا ٹکڑا تھی منتخب ہوئی۔ لڑکی کا نام مہر النسا رکھا گیا۔ اسی سوداگر نے مرزا غیاث کو اکبر کے حضور میں پیش کیا۔ مرزا غیاث اکبر کا ملازم ہو گیا۔ بی بی اور لڑکی محل میں داخل ہو گئیں۔ جب مہر النسا جوان ہوئی شاہزادہ سلیم کی نظر اُس پر پڑی اکبر نے اس مصیبت کو اس طرح ٹالا کہ مہر النسا کی شادی علی قلی استاجلو کے ساتھ کر دی جو بعد کو شیر افگن کے نام سے حاکم بردوان ہوا جب سلیم تخت نشین ہوا۔ شیر افگن نے بغاوت کی اور قتل ہوا۔ مہر النساء نے چھ سال حالت بیوگی میں گزارے اس کے بعد سنہ ۱۶۱۱ء میں جہانگیر کے محل میں داخل ہوئی اور نور جہاں کا خطاب پایا۔ اس بیگم نے ملکۂ جہانگیر بن کر وہ ہوشیاری اور قابلیت دکھائی کہ جس کی نظیر ہندوستان

ہیں بہت کم ملتی ہی۔ شاعرہ بھی تھی۔ علم و ہنر دانائی۔ حاضر جوابی سلیقہ مندی میں لاثانی تھی۔ اس نے بہت سی رسمیں اور عمدہ معاشرت کے طریقے ایجاد کیے۔ ہندوستان کی شریف عورتوں میں جو زنانہ لباس رائج ہیں اُن میں سے اکثر اس ہنر مند بیگم کی جدت طبع کی یادگار ہیں۔ چاندنی کا فرش گلاب کا عطر۔ نورمحلی بادلہ وغیرہ اس کی یادگار ہیں۔ اُس نے بادشاہ جہانگیر کی خودسری۔ شراب نوشی اور سختی کم کرادی تھی۔ جہانگیر امور سلطنت میں بیگم سے مشورہ لیتا تھا۔ اکثر شاہی کاغذات پر بیگم ہی کے دستخط ہوتے تھے جہانگیری سکّے پر جو شعر کندہ تھا اُس میں نورجہاں کا نام شامل تھا ؎

بحکم شاہ جہانگیر یافت صد زیور
بنام نورجہاں بادشاہ بیگم زر

آخری وقت میں جہانگیر کے بیٹوں نے جب بغاوت کی تو نورجہاں نے جہانگیر کو دوبارہ قید سے چھڑایا۔ جہانگیر کے مرنے کے بعد ۱۸ سال تک زندہ رہی اور ۷۲ سال کی عمر میں بمقام لاہور ۱۶۴۵ء مطابق ۱۰۵۵ھ میں وفات پائی۔ جہانگیری عہد میں مرزا غیاث وزیر ہوئے اور دونوں بھائیوں نے اعتقاد خاں اور آصف خاں کے لقب سے امرائے شاہی میں جگہ پائی۔

نورس بانو بیگم۔ شہنواز خاں وزیر کی بیگم تھی۔ ستمبر ۱۶۶۵ء مطابق محرم ۱۰۰۰ھ میں زندہ تھی۔

نورعلی شاہ۔ صوفیائے کرام سے ہیں معصوم علی شاہ کے مرید تھے۔ ۳۔ جون ۱۸۰۰ء مطابق ۱۰ محرم ۱۲۱۵ھ کو انتقال کیا۔ حضرت یونس علیہ السلام کی قبر کے نزدیک موصل میں دفن ہیں۔

نورمحمد سید۔ بدایونی۔ نسباً سید عالم باعمل نقشبندی سلسلہ میں خلیفہ اور مرید تھے۔ مرزا مظہر جان جاناں ان کے خلفا میں سے تھے۔ بتاریخ ۳۔ اگست ۱۷۲۳ء مطابق ۱۱۔ ذی قعدہ ۱۱۳۵ھ فوت ہوئے۔ آپکا مزار بمقام کوٹلا متصل دہلی ہے۔

نوری۔ ملاحظہ ہو نورالدین سفیدونی۔

نوری۔ ایک شاعر تھا۔ مولود نوریہ منظوم اس کی تصنیف ہی۔ یہ کتاب مولود سلطان ابوالمظفر یعقوب بہادر خاں عرف یعقوب بیگ کے نام پر معنون کی گئی تھی ۱۴۸۲ء مطابق ۸۸۷ھ میں فوت ہوا۔

نوری قاضی نورالدین اصفہانی۔ نوری تخلص تھا۔ اصفہان کا رہنے والا تھا۔ ۱۵۹۲ء مطابق ۱۰۰۰ھ میں فوت ہوا ایک دیوان یادگار ہی۔

نوشیروان عادل۔ کیقباد شاہ فارس کا بیٹا تھا۔ ۵۳۱ء میں مالک تخت ہوا۔ شہنشاہ روم پر فتح پائی۔ بغداد پایہ تخت مقرر کیا۔ نہایت عادل و منصف بادشاہ تھا اس بادشاہ کا انصاف ابھی تک ضرب المثل ہے اور وہ تاریخ میں نوشیروان عادل کے نام سے مشہور رہے۔ ۴۸ سال حکومت کرنے کے بعد ۵۷۹ء میں فوت ہوا۔ ہرمز اس کا بیٹا جانشین ہوا۔

نوشیروان کرمانی۔ ایک ایرانی مصنف تھا

اردئی ورافت نامہ کا ترندی زبان سے
حال کی فارسی میں ترجمہ کیا۔ بعد کو زرتشت
بیرام نے اس کو نظم میں لکھا۔ اور جگہ جگہ
نثر سے بھی کام لیا۔ اس کا انگریزی ترجمہ ۱۸۱۶ء
میں مسٹر پوپ نے لندن میں شائع کیا۔

نول رائے راجہ کایستہ۔ نواب
صفدر جنگ کے یہاں ملازم تھا۔ بتدریج
ترقی پاکر نواب کا نائب مقرر ہوکر فرخ آباد
کے جدید مفتوحہ علاقہ کے انتظام کی غرض سے
بھیجا گیا۔ راجہ کا خطاب پایا۔ فرخ آباد میں
نواب قائم جنگ سابق نواب فرخ آباد کے
بھائی احمد خاں سے جنگ ہوئی اور اُسی میں
۳۔ اگست ۱۷۵۰ء مطابق ۱۰۔ رمضان
۱۱۶۳ھ کو کام آیا۔

نول سنگھ راجہ۔ بھرت پور کا راجہ تھا اپنے
بھائی رام رتن کی جگہہ ۱۷۶۹ء میں مسند نشین
ہوا۔ ۱۷۷۵ء میں جس وقت نواب نجف خاں
نے قلعہ ڈیگ کا محاصرہ کیا تھا اس کا انتقال ہوا
اُس کے بعد رنجیت سنگھ پسر کیہری سنگھ
اس کا بھتیجہ راجہ ہوا۔

نول کشور۔ (منشی) سی۔ آئی۔ ای۔ ان کے
والد کا نام جمنا پرشاد بھارگو تھا۔ موضع
ساسنی ضلع علیگڑھ کے رہنے والے تھے۔
۱۸۳۵ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم
مکان پر حاصل کرکے آگرہ کالج میں انگریزی
تعلیم پائی۔ مضمون نگاری اور اخبار کا ابتدا
سے شوق تھا۔ مطبع کوہ نور لاہور میں ایڈیٹری
کی ملازمت اختیار کی۔ ۱۸۵۸ء میں لکھنؤ اپنا
مطبع قائم کیا اور اودھ اخبار نکالنا شروع کیا
جو آج تک جاری ہے۔ علم دوست اور
مخیر آدمی تھے۔ عربی و فارسی کے قدیم
قلمی کتب خانوں کو ہزاروں روپیہ خرچ
کرکے نہایت جستجو اور تلاش سے حاصل
کیا۔ ان کے اردو ترجمے کرائے۔ اور
اصل کتب نیز تراجم کو چھاپ کر دنیا میں اُن کا
وجود قائم کر دیا۔ ورنہ بہت سی کتابیں
کیڑوں کی خوراک بن کر اب تک صفحہ ہستی
سے ناپید ہوچکی ہوتیں۔ ۱۸۹۵ء میں ۵۹
برس کی عمر پاکر اس دنیا سے کوچ کیا۔

نونہال سنگھ۔ ملاحظہ ہو کھڑگ سنگھ
حاکم پنجاب۔

نوبدی۔ ایک شاعر صاحب دیوان گزرا ہے
۱۶۴۵ء مطابق ۱۰۵۵ھ میں زندہ تھا
خواجہ زین العابدین المتخلص بہ نوبدی دوسرا
شخص ہے۔

نویری۔ ایک مورخ تھا۔ اس نے سلطان
نبی برس بادشاہ مصر کی تاریخ لکھی ۱۳۳۲ء
مطابق ۷۳۲ھ میں فوت ہوا۔

نہال سنگھ۔ غدر سے پہلے کپورتھلہ کا
راجہ تھا۔ ۱۸۵۲ء میں فوت ہوا اس نے
ایک وصیت نامے کے ذریعہ سے راج کا
مالک اپنے بڑے بیٹے رندھیر سنگھ
کو قرار دیا تھا۔ نہال سنگھ کے دو بیٹے
بکرم سنگھ اور سچیت سنگھ اور بھی تھے
ان کے متعلق یہ وصیت کی کہ اگر وہ
ذی اختیار بھائی کے ساتھ نہ رہیں
تو ان کو ایک لاکھ روپیہ کی جاگیر دی جاوے
چنانچہ رندھیر سنگھ راجہ ہوا اور چھوٹے

بھائی بچیت سنگھ سے جھگڑا ہوا جس نے انگریزی گورنمنٹ کی مدد چاہی۔ لارڈ ڈلہوزی کا زمانہ تھا اُن کے حکم سے ریاست سے ایک لاکھ روپیہ کی جاگیر بچیت سنگھ کو دیدی گئی۔ دوسرے بھائی بکرم سنگھ نے رندھیر سنگھ سے اتفاق رکھا اور انگریزوں کی غدر میں مدد کی جس کے صلے میں گورنمنٹ ہند نے ان کو اودھ میں جاگیر عطا فرمائی اور خطاب بھی دیا۔ ۱۸۶۲ء میں ریاست سے ان کو ایک لاکھ روپیہ کی جاگیر مطابق وصیت نامہ کے علٰحدہ کردی گئی۔

نیاز۔ حضرت شاہ نیاز احمد صاحب بریلوی کا تخلص ہے۔ ان کا شمار اپنے وقت کے اولیا کرام میں تھا۔ ان کا فارسی اور اُردو کلام تصوف کے نکات سے بھرا ہوا ہے۔ دیوان نیاز ہر جگہ دستیاب ہوتا ہے۔ ان کے مریدین کا حلقہ بہت وسیع تھا۔ ادہیل کھنڈ سے لیکر پشاور تک سلسلہ پھیلا تھا۔ سنہ ۱۲۵۰ھ (۱۸۳۴ء) میں انتقال ہوا مزار بریلی محلہ خواجہ قطب میں ہے۔ ان کے صاحبزادہ حضرت شاہ نصیر الدین حسین رحمۃ اللہ علیہ بریلی سے ترک سکونت کرکے ۱۲۸۲ھ مطابق ۱۸۶۵ء میں بدایوں آگئے تھے۔ بدایوں ہی میں ۱۳۰۵ھ مطابق ۱۸۸۸ء وفات پائی۔ ان سے بھی سلسلہ بیعت جاری رہا۔

نیر۔ نواب ضیاالدین احمد خاں خلف محی الدولہ احمد بخش خاں دہلوی کا تخلص ہے، مرزا غالب کے تلامذہ میں تھے۔ کچھ قرابت بھی تھی۔ فن تاریخ میں خوب دخل تھا۔ اچھے شاعر تھے۔ ۱۸۹۳ء مطابق ۱۳۱۲ھ میں انتقال کیا۔ خواجہ قطب کی درگاہ میں بمقام قدیم دہلی (مہرولی) دفن ہوئے رخشاں بھی انھیں کا تخلص تھا۔

نیشاپوری۔ ایک عربی مصنف تھا نیشاپور مولد تھا۔ اسی نسبت سے نیشاپوری تخلص رکھا۔ اس کی ایک تصنیف ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور صحابہ کرام کے اقوال اور چند شاہان ایران کے مقولے درج ہیں۔

نیکودار۔ عرف احمد خاں شاہ ایران ملاحظہ ہو احمد خاں۔ ردیف الف۔

ردیف و

واجد علی - اردو زبان کی قواعد گلدستۂ انجمن کا مصنف ہی۔ کتاب ۱۸۴۹ء میں بمقام آگرہ طبع ہوئی تھی۔ اس کی دوسری تصنیف کا نام مطلع العلوم ہی۔

واجد علی شاہ - اودھ کے آخری بادشاہ اپنے باپ امجد علی شاہ کی وفات کے بعد فروری ۱۸۴۷ء مطابق ۲۶۔ صفر ۱۲۶۳ھ میں تخت لکھنؤ پر متمکن ہوئے تاریخ تخت نشینی اس مصرعہ سے نکلتی ہی۔

"مبارک مبارک ہو شاہانہ تاج"
۱۲۶۳ھ

عیش و عشرت کی طرف زیادہ مائل تھے۔ کئی مرتبہ سرکار انگلشیہ کی ہدایت کرنے کے باوجود انتظام ملک داری کی طرف توجہ نہ کی۔ بالآخر، فروری ۱۸۵۶ء کو اودھ کا الحاق ہو گیا۔ واجد علی شاہ کو ٹیابرج کلکتہ میں بتاریخ ۱۳ مئی ۱۸۵۶ء نظربند کر دیا گیا۔ اودھ کے محاصل دو کروڑ روپیہ سالانہ کے قریب تھے۔ لیکن معزول بادشاہ کو صرف پندرہ لاکھ روپیہ سالانہ کا وظیفہ دیا گیا۔ واجد علی شاہ کا تخلص اختر تھا۔ اسیر اور فتح الدولہ برق سے مشورہ سخن رکھتے تھے۔ اُن کی جملہ تصانیف کی تعداد چالیس جلدوں کے قریب پہنچتی ہے جس میں سے چھ دیوان اور کئی مثنویاں چند رسالہ جات زیادہ مشہور رہیں۔ مراثی اور سلام بھی تصنیف کیے۔ ۲۱۔ ستمبر ۱۸۸۷ء مطابق ۳۔ محرم ۱۳۰۵ھ کو خفیف علالت کے بعد انتقال کیا۔ امام باڑہ سبطین آباد کلکتے میں قبر ہے۔ ان کے سکہ کا ٹھپہ یہ تھا۔

سکہ زد بر سیم و زر از فضل و تائید اِلٰہ
ظلِ حق واجد علی سلطانِ عالم بادشاہ

وارث علی شاہ - (حاجی۔ حافظ۔ سید) ہندوستان کے مشہور مشائخین میں آپ کا شمار تھا۔ آپ حسنی الحسینی تھے۔ آپ کے مورث نیشاپور سے آکر قصبہ رسول آباد ضلع بارہ بنکی میں آباد ہوئے۔ آپ کے والد کا نام سید قربان علی شاہ تھا۔ آپ کی پیدائش ۱۲۳۲ھ مطابق ۱۸۱۶ء بمقام دیوہ ضلع بارہ بنکی ہوئی۔ سلسلہ قادریہ و چشتیہ میں بیعت لیتے تھے۔ ۱۲۵۳ھ مطابق ۱۸۳۷ء میں حج کے لیے آپ نے احرام باندھا اُس وقت سے پھر دنیاوی لباس نہیں پہنا۔ جوتے کا استعمال اس سے پہلے ترک کر دیا تھا ان کے مرید بھی اکثر اسی وضع میں رہتے ہیں۔

۳۰۔ محرم الحرام یوم پنجشنبہ ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۹۰۵ء کو ۷ سال کی عمر میں انتقال دیوہ ضلع بارہ بنکی میں آپ کا مزار زیارتگاہ خاص و عام ہے۔ آپ کی سوانحعمری مرزا محمد منعم بیگ وارثی فتحپوری نے لکھکر شائع کی جو "حیات وارث" کے

نام سے موسوم ہی۔

واحدی۔ علی بن احمد کا تخلص ہی۔ ملاحظہ ہو علی بن احمد۔

وارستہ لاہوری۔ لاہور کا ایک شاعر تھا "جنگ بہ نگارنگ" اسی کی تصنیف ہے اس کتاب میں مختلف شعرا کے کلام کا جنھوں نے مختلف مضامین پر خامہ فرسائی کی ہو انتخاب ہے سنہ ۱۷۶۶ء مطابق سنہ ۱۱۸۰ھ میں زندہ تھا۔

واسطی۔ ملاحظہ ہو عبد الجلیل (سید) و دیگر۔

واصل۔ دیکھو علاء الدین سید۔

واصل خان۔ کشمیری۔ مہاراج نامہ اس کی تصنیف ہے جس کے دیباچہ میں نواب آصف الدولہ۔ مہاراجہ نول داس اور لالہ ہولاس رائے کی مدح لکھی ہی۔

واصلی۔ میر امام وردی بیگ کا تخلص ہے صاحب دیوان تھا اور سنہ ۱۷۸۰ء مطابق سنہ ۱۱۹۴ھ میں زندہ تھا۔

واضح۔ آقا اصغر علی کا جو طلائی تار کشی کا پیشہ کرتا تھا تخلص ہے۔ صاحب دیوان تھا۔ سنہ ۱۸۲۰ء مطابق سنہ ۱۲۳۳ھ میں زندہ تھا

واضح۔ مرزا مبارک المخاطب بہ ارادت خاں کا تخلص ہی۔ عہد جہانگیری کے نواب اعظم خاں کا پوتا تھا۔ شاعری میں میر محمد راسخ کا شاگرد تھا۔ آخری عمر میں گوشہ نشین ہوگیا تھا۔ قلندریہ خاندان میں بیعت تھا سنہ ۱۷۱۶ء مطابق سنہ ۱۱۲۸ھ میں انتقال کیا

واعظ۔ دیکھو حسین واعظ۔ اور محمد رفیع واعظ

واقدی۔ دیکھو عبد اللہ محمد بن عمر الواقدی

واقف۔ نور العین کا تخلص ہی۔ پٹیالہ کا رہنے والا تھا۔ پٹیالہ سے آکر لاہور میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ اس کی شاعری نے وہیں نشو و نما پائی۔ اسی وجہ سے واقف لاہوری مشہور ہوا۔ اس کا دیوان ملتا ہی جس میں ۔۔۔ غزل فارسی کی درج ہیں سنہ ۱۷۷۶ء مطابق سنہ ۱۱۹۰ھ میں وفات پائی۔ لاہور میں دفن ہوا۔

والاجاہ شہزادہ۔ اعظم شاہ کا بیٹا تھا۔ بہادر شاہ اور اعظم شاہ کے درمیان سنہ ۱۷۰۷ء میں جو جنگ ہوئی اُس میں والاجاہ اور اُس کا بھائی بیدار بخت دونوں کام آئے۔

والہ۔ سید محمد مصنف نظم دستور النظم کا تخلص ہی۔

والہ۔ علی قلی خاں داغستانی کا تخلص ہی تذکرہ ریاض الشعرا اس کی تصنیف ہے فارسی شعرا کی سوانح عمریاں اس کتاب میں درج ہیں۔ سنہ ۱۷۱۲ء مطابق سنہ ۱۱۲۴ھ میں ہندوستان آیا اور یہاں آکر سنہ ۱۷۴۸ء مطابق سنہ ۱۱۶۱ھ میں اس نے یہ تذکرہ لکھا اس کے ۹ سال بعد سنہ ۱۷۵۶ء مطابق سنہ ۱۱۷۰ھ میں فوت ہوا۔ گنا بیگم اس کی لڑکی تھی۔

وامق۔ عذرا کا مشہور عاشق تھا۔ اس کی محبت کی جانبازیوں کے متعلق شاعر فرخاری نے نظم لکھی ہے۔ فارسی اور اردو شاعری میں لیلیٰ مجنوں کے علاوہ وامق و عذرا کا نام بھی اکثر آتا ہی۔

واہمی - حاجی طہماسپ قلی کا تخلص ہے سنہ ۱۶۳۷ء اور سنہ ۱۶۴۷ء مطابق سنہ ۱۰۴۷ھ اور سنہ ۱۰۵۷ھ کے درمیان ہندوستان میں گزرا ہے۔

وائل خزاعی - ہارون رشید اور المامون کے زمانہ کا ایک عربی شاعر امام علی موسیٰ رضا کے زمانہ میں تھا۔ جس کا عربی زبان میں ایک دیوان ہے۔

وجیہہ الدین احمد مغربی - دیکھو شیخ احمد کھٹو۔

وجیہہ الدین شیخ - گجرات کا رہنے والا شیخ محمد غوث گوالیاری کا مرید اور عالم تھا۔ چند کتب اس کی تصنیف سے ہیں۔ علوی تخلص تھا۔ ۳۰ نومبر سنہ ۱۵۸۹ء مطابق یکم صفر سنہ ۹۹۸ھ کو وفات پائی اور احمد آباد گجرات میں دفن ہوا۔

وجیہہ الدین مبارک کرمانی - سید حسین مخدوم کے نام سے مشہور رہے۔ سید خورد بھی کہلاتے ہیں۔ حضرت محبوب الٰہی صاحب دہلوی کے مرید و خلیفہ تھے۔ سیرۃ الاولیا ان کی تصنیف ہے۔

وحدت - شیخ جمال الدین علی حزیں کے پردادا کا تخلص ہے۔ اس کی چند تصانیف ہیں۔ شرح معجزہ معراج، شرح کلیات قانون اس شرح کو اس مصنف نے خان احمد خان بادشاہ گیلان کی درخواست پر لکھا تھا۔ شرح فصوص فارابی اور بیس ہزار بیت کا دیوان بھی اس سے یادگار ہے۔

وحدت - عبدالاحد کا تخلص ہے شاہ گل بھی کہلاتا ہے۔ شیخ محمد سعید کا بیٹا اور شیخ احمد سرہندی کا پوتا تھا۔ دہلی کے قریب کوٹلہ میں بود و باش تھی۔ صاحب دیوان ہے۔ سنہ ۱۷۱۱ء مطابق سنہ ۱۱۲۳ھ میں وفات پائی۔

وحشت - شیخ عبدالاحد کا تخلص ہے امام محمد غزالی کی اولاد میں ہے۔ عالمگیری عہد کا مشہور شاعر تھا۔ قصبہ تھانیسر میں پیدا ہوا اور وہیں پرورش پائی۔ صاحب دیوان ہے۔

وحشی یزدی مولانا - مثنوی ناظر و منظور اس کی تصنیف ہے جو سنہ ۱۵۵۹ء مطابق سنہ ۹۶۶ھ میں تصنیف ہوئی۔ اس کے علاوہ اس نے نظامی کی مثنوی خسرو شیریں کے ہموزن ایک دوسری مثنوی فرہاد و شیریں لکھی۔ اور بھی چند کتابیں اس کی یادگار ہیں۔ سنہ ۱۵۸۳ء مطابق سنہ ۹۹۲ھ میں وفات پائی۔

وحید - دیکھو طاہر وحید۔

وحید الدین تبریزی - ایران کا ایک شاعر تھا۔ وحیدی تخلص تھا۔ شعر و شاعری کے متعلق ایک رسالہ تصنیف کیا۔

ودیاپتی - بہار میں پندرھویں صدی میں مشہور شاعر گزرا ہے۔ چنڈی داس اس کا ہمعصر تھا۔

ورقہ بن نوفل - اُم المومنین حضرت خدیجہ کے چچا زاد بھائی تھے۔ مذہب عیسویت کے عالم تھے۔ ان کی نظر اُن تمام پیشینگوئیوں پر تھی جو توریت اور انجیل

میں نبی آخر الزماں کی نسبت مذکور تھیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے اُن واقعات کا ذکر کیا جو غار حرا میں نزول وحی کے متعلق آپ کو پیش آئے تھے تو وہ سمجھ گئے کہ یہ نبی ہیں ۶۲۱ء میں مسلمان ہوئے۔

ورہامہر۔ چھٹی صدی عیسوی میں تھا۔ آریہ بھٹ کے بعد اس کا شمار بھی نامی منجموں میں ہوتا ہے اوجین کے قریب کسی گاؤں میں رہتا تھا۔ ۵۸۷ء میں فوت ہوا۔ علم نجوم میں چار تصانیف یادگار چھوڑیں۔

وزارت خاں۔ اس کا اصل نام میر عبدالرحمن ہے۔ امانت خاں میرک کا دوسرا بیٹا۔ عہد عالمگیری کا شاعر تھا۔ یکرمی تخلص تھا۔ صاحب دیوان ہے۔

وزیر۔ خواجہ محمد وزیر لکھنوی کا تخلص ہے اس کے والد کا نام خواجہ محمد فقیر تھا۔ خواجہ بہار الدین نقشبندی کی نسل سے ہے۔ ناسخ کا شاگرد لکھنؤ کا مشہور شاعر تھا۔ اس کا دیوان ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۸۵۵ء میں سب سے پہلے مطبع مصطفائی لکھنؤ میں چھپا تھا۔ اب عام طور پر ملتا ہے ذی قعدہ ۱۲۷۰ھ مطابق ۱۸۵۳ء میں وفات پائی۔

وزیر الدولہ۔ دیکھو ناظر الممالک وزیر الدولہ

وزیر الدولہ۔ وزیر محمد خاں نواب ٹونک کا خطاب ہے۔ نواب امیر خاں پنڈاری سردار کا بیٹا تھا۔ جون ۱۸۶۴ء میں انتقال کیا

وزیر خاں۔ اصلی نام حکیم علیم الدین تھا۔ شاہجہاں کے درباریوں میں داخل تھا۔ اسی عہد میں پنجہزاری منصبدار رہا۔ پنجاب کی صوبیداری اور وزیر خاں کا خطاب ملا۔ اس نے لاہور میں ایک عالیشان مسجد ۱۶۴۲ء میں تعمیر کی جو آج بھی مسجد وزیر خاں کے نام سے مشہور ہے۔

وزیر خاں۔ محمد طاہر ملک کا نام ہے۔ عالمگیر کے زمانہ کا پنجہزاری منصبدار تھا۔ آخر عمر میں مالوہ کا گورنر مقرر ہوا۔ وہیں ۱۶۷۲ء میں فوت ہوا۔ اس کا بھتیجا "رافع خاں" "حملہ حیدری" کا مصنف ہے۔

وزیر علی خاں۔ نواب آصف الدولہ بادشاہ اودھ کا متبنیٰ تھا۔ ستمبر ۱۷۹۷ء میں بادشاہ کی وفات پر مسند نشین ہوا۔ لیکن تھوڑے دنوں کے بعد حقوق کے متعلق جھگڑے ہوئے اور سر جان شور گورنر جنرل نے ۲۱۔ جنوری ۱۷۹۸ء کو اسے معزول کردیا اور سعادت علی خاں کو بادشاہ بنایا۔ وزیر علی کو بنارس بھیجا گیا۔ اس نے مسٹر شیری پولیٹکل ایجنٹ کو ۱۷۹۹ء میں قتل کیا اور جے پور میں پناہ لی۔ بالآخر گرفتار ہوا۔ اور کلکتے میں قید کر دیا گیا۔ اس کے بعد ویلور کو منتقل ہوا۔ وہیں ۱۸۱۷ء میں ۳۶۔ سال کی عمر میں انتقال کیا۔

وزیر محمد۔ بھوپال کے حکمراں تھے۔ ۱۸۱۶ء میں وفات پائی۔ ہمیشہ سرکار انگریزی کے دوست رہے۔ اور ان کے بیٹے نذر محمد خاں جانشین ہوئے۔

وصال۔ مرزا کوچک شیرازی مصنف فرہاد و شیریں کا تخلص ہے۔

وصابی - دیکھو علاؤالدین سید

وصفی - دیکھو عبداللہ ترمذی -

وصلی - آقا طاہر پسر صادق خاں کا تخلص ہے۔

وفا - دیکھو عین الملک حکیم۔

وفا - مرزا شرف الدین علی حسنی قمی کا تخلص ہے ہندوستان میں ۱۶۴۹ء مطابق ۱۰۶۲ھ میں آئے ایک مختصر دیوان ان کی تصنیف ہے

وفا - دیانا تھ کا تخلص ہے۔ کشمیر کے رہنے والے بریلی میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ نظم گل و بلبل ان کی تصنیف ہے۔ جس کو انھوں نے ۱۸۴۷ء مطابق ۱۲۶۳ھ میں تصنیف کیا۔

وقار الامرا - شمس الامرا نواب حیدرآباد دکن کے بیٹے تھے۔

وقار الملک - ۱۸۴۱ء میں پیدا ہوئے مشتاق حسین نام تھا۔ امروہہ ضلع مرادآباد کے رہنے والے عربی و فارسی کی ضروری تعلیم حاصل کرنے کے بعد محرری کے عہدہ پر ملازمت انگریزی میں داخل ہوئے۔ رفتہ رفتہ ترقی کر کے حیدرآباد میں پہنچے اور وہاں نائب مدار المہامی کا عہدہ پایا۔ انتصار جنگ اور وقار الملک کے خطاب پائے۔ حیدرآباد سے وظیفہ یاب ہو کر علیگڑھ میں رہنے لگے۔ چونکہ سر سید احمد خاں مرحوم کے قومی کاموں سے ان کو ابتدا سے تعلق رہا تھا۔ اس لیے نواب محسن الملک کے انتقال پر اکتوبر ۱۹۰۷ء میں علیگڑھ کالج کے سکرٹری ہوئے۔ دس برس تک باوجود پیرانہ سالی اور [illegible] کے اس قومی کام کو نہایت دلچسپی سے کرتے رہے۔ مسلمانوں کی سیاسی انجمن "مسلم لیگ" کی بنیاد ڈالی اور ڈھاکہ کے سب سے پہلے اجلاس لیگ کے صدر ہوئے۔ ۸۰ برس کی عمر پائی۔ ۲۷- جنوری ۱۹۱۷ء کو انتقال کیا۔ ان کی ایک مبسوط سوانح عمری "حیات وقار" کے نام سے ۱۹۲۵ء میں آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس نے علیگڑھ سے شائع کی ہے۔

وکٹر دلیپ سنگھ - پرنس دلیپ سنگھ کے بیٹے اور رنجیت سنگھ کے پوتے تھے۔ ان کے باپ دلیپ سنگھ صغر سنی میں انگلستان چلے گئے تھے۔ اس لیے وہاں کی تربیت کے اثر سے انھوں نے اپنا آبائی مذہب بدل دیا تھا۔ اور ان کی بی بی (وکٹر دلیپ سنگھ کی ماں) ولایت کے ایک معزز خاندان کی بیٹی تھیں ان کے بطن سے وکٹر دلیپ سنگھ کے علاوہ دو لڑکیاں پرنسیس صوفیا اور پرنسیس بمبا بھی پیدا ہوئیں۔ یہ لڑکیاں پنجاب میں آ گئیں۔ ایک کی شادی سررشتۂ تعلیم کے ایک انگریز افسر کے ساتھ ہوئی اور ایک نے کنوارپن میں اپنی عمر گزارنے کا ارادہ کیا ہے۔ پرنس وکٹر موصوف کا انتقال جون ۱۹۱۸ء میں بمقام جزیرہ مانٹی کارلو ہوا۔

وکٹوریا گورامّا - کورگ کے راجہ ویر راجندر کی بیٹی تھیں ۱۸۴۱ء میں پیدا ہوئیں پیدائش کے دو دن کے بعد ماں مر گئیں باپ نے پرورش کی۔ باپ عیسائی مذہب کی طرف مائل تھے۔ لہٰذا لندن جا کر ۳- جون ۱۸۵۲ء کو ملکہ وکٹوریہ کی موجودگی میں لڑکی کو عیسائی

کیا گیا اور اُن کی شادی ایک فوجی افسر کے ساتھ کر دی گئی۔ اور اصل نام کے پہلے وکٹوریہ مستزاد کیا گیا۔ علم کا شوق تھا۔ اور اُن کا مجسمہ بکنگھم محل لندن میں موجود ہے نہایت موزوں صورت پائی تھی۔

وکرما دتیا۔ عام طور سے بکرما جیت کہا جاتا ہے ملاحظہ ہو بکرما جیت۔

ولی۔ ولی محمد یا ولی اللہ نام تھا۔ بعض تذکرہ نویسوں نے غلطی سے ان کا نام شمس الدین لکھ دیا ہے۔ ان کی ولادت سنہ ۱۰۵۳ھ مطابق سنہ ۱۶۴۳ء میں ہوئی۔ ولی کا مولد اورنگ آباد دکن ہے۔ اسی وجہ سے دکنی مشہور ہیں دکن سے گجرات چلے آئے تھے وہیں سنہ ۱۱۵۵ھ مطابق سنہ ۱۷۴۲ء میں وفات پائی۔ ان کا دیوان دکن سے سنہ ۱۷۲۰ء مطابق سنہ ۱۱۳۲ھ میں دہلی آیا جو اُس وقت میں سب سے پہلا دیوان اردو ادب کا خیال کیا گیا۔ اور اُس کے نمونہ پر دوسرے شعرا نے بھی اپنے دیوان مرتب کیے۔ کیونکہ اس سے پہلے اردو زبان میں ترتیب حروف تہجی کے ساتھ کوئی دیوان نہ تھا۔ اسی وجہ سے آجتک ولی کا نام اردو شاعری میں بابا آدم کے نام سے مشہور ہے لیکن دکن میں ولی سے پہلے بھی اردو زبان میں ردیف و قافیہ کے انتظام کے ساتھ غزل سرائی کرنے والے شاعر گزرے تھے

ولی۔ تخلص۔ میرزا محمد ولی باشندہ شاہجہان آباد۔ شاہ اسرار اللہ صاحب ارشاد کے بھتیجے تھے۔ خوش اخلاق۔ دوست پرست آزاد مزاج تھے۔ سنہ ۱۱۹۴ھ مطابق سنہ [illegible] میں مرشد آباد میں قیام رکھتے تھے۔

ولی الدین ابو عبد اللہ شیخ مشکوٰۃ المصابیح ان کی تصنیف ہے۔ حدیث میں یہ کتاب بہت مستند ہے۔ اس میں احادیث صحاح ستہ سے منتخب کی گئی ہیں اور مصابیح البغوی کی نظر ثانی کر کر اضافہ احادیث کے ساتھ اُس کو سنہ ۱۳۳۶ء مطابق سنہ ۷۳۷ھ میں مرتب کیا گیا ہے۔ اور سنہ ۱۸۰۹ء میں اس کا انگریزی میں ترجمہ ہوا۔

ولی اللہ حسینی مولوی محمد۔ سنہ ۱۲۳۶ھ مطابق سنہ ۱۸۲۱ء میں قرآن شریف کی تفسیر لکھی۔ جس کا نام "نظم الجواہر" ہے۔

ولی اللہ شاہ محدث دہلوی۔ بن عبد الرحیم العمری الحنفی پیدائش ۴ شوال سنہ ۱۱۱۴ھ مطابق سنہ ۱۷۰۳ء بروز چہار شنبہ بمقام دہلی ہوئی۔ تاریخی نام عظیم الدین تھا سات سال کی عمر میں قرآن شریف ختم کیا پندرہ سال کی عمر میں سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت کی اور فارغ العلوم ہوئے مشائخی کا رنگ غالب نہ آیا زمرہ محدثین میں مشہور ہوئے سنہ ۱۱۴۳ھ مطابق سنہ ۱۷۳۰ء میں زیارت حرمین شریف سے مشرف ہو کر شیخ ابو طاہر مدنی وغیرہ سے فیضیاب ہوئے۔ سنہ ۱۱۴۵ھ مطابق سنہ ۱۷۳۲ء میں بعد ادائے مناسک حج ہندوستان واپس آئے اور ہدایت و ارشاد خلائق میں مصروف ہوئے عربی فارسی اور اردو کے اچھے شاعر تھے ان کا عربی کا ایک مختصر دیوان بھی ہے ان کے

تمام اشعار تصوف سے مملو ہیں۔ منجملہ نیس سے زیادہ مفید تصانیف کے "حجۃ اللہ البالغہ فتح الرحمن (تفسیر قرآن مجید فارسی) فیوض الحرمین، القول الجمیل۔ لمعات۔ سطعات۔ وصیت نامہ رسالہ دانشمندی۔ شفاء القلوب۔ انفاس العارفین وغیرہ زیادہ مشہور ہیں۔ مولینا شاہ عبد العزیز مولانا رفیع الدین۔ مولینا عبد القادر۔ مولینا عبد الغنی۔ آپ کے فرزندان سے تھے۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے ۱۱۷۶ھ مطابق ۱۷۶۲ء اور بہ قول بعض ۱۱۷۴ھ مطابق ۱۷۶۰ء میں انتقال کیا۔

ولید بن عبد الملک۔ بنی امیہ کا ساتواں خلیفہ تھا۔ اپنے والد عبد الملک کی جگہ ملک شام میں ۷۰۵ء مطابق ۸۶ھ میں خلیفہ ہوا نو سال کی حکومت کے بعد ۷۱۴ء میں مر گیا اس کے زمانہ میں ملک اسپین فتح ہوا۔ اس کے بعد اس کا بھائی سلیمان خلیفہ ہوا۔

ولید بن عتبہ۔ عتبہ کے لڑکے تھے۔ معاویہ اول نے ان کو مدینہ کا حاکم مقرر کیا۔ مگر یزید اول نے ان کی جگہ عمرو بن سعد کو مدینہ کا حاکم مقرر کیا

ولید بن یزید۔ یزید ثانی کا بیٹا تھا۔ اپنے چچا ہشام کی جگہ ملک شام کے خاندان امیہ کا ۷۴۳ء مطابق ۱۲۶ھ میں گیارہواں خلیفہ ہوا۔ تقریباً ایک سال حکومت کی ۷۴۴ء میں قتل ہوا اور اس کا بیٹا یزید ثالث جانشین ہوا۔

ولی رام (ولی) قوم کایستھ ساکن شاہ جہان آباد صوفی مشرب تھا۔ شاہزادہ دارا شکوہ کا مشیر خاص تھا۔ عربی فارسی ہندی میں ماہر تھا اس کے شعر ہر زبان میں ملتے ہیں اس کا دوسرا نام بنواری داس بھی تھا

ولی محمد حضرت نارنولی۔ نارنول کے رہنے والے ایک کامل درویش تھے ۱۳۔ نومبر ۱۶۴۷ء مطابق شوال ۱۰۵۷ھ کو فوت ہوئے۔

ولی محمد خاں ازبک۔ توران کا بادشاہ تھا۔ جانی بیگ خان کا لڑکا اور عبد اللہ خاں ازبک کا نواسہ تھا۔ اپنے بھائی باقی بیگ خاں کی وفات کے بعد توران کا بادشاہ ہوا اور شاہ عباس حکمران ایران سے ۱۶۱۱ء مطابق ۱۰۲۰ھ میں ملاقات کی چھ سال حکومت کرنے کے بعد ایک جنگ میں ۱۶۱۲ء میں مارا گیا۔

ولی مولانا دشت بیاضی۔ دشت بیاض ملک خراسان کا مشہور شاعر تھا مولانا ضمیری کا ہمعصر تھا۔ تیمور سلطان ازبک والی خراسان کے حکم سے قتل ہوا۔ اس وقت ایران میں سلطان خدابندہ کی حکومت تھی۔ جن کا زمانہ حکومت ۱۵۷۸ء سے ۱۵۸۶ء تک ہے ولی کا فارسی میں ایک دیوان بھی ہے۔

ومانا۔ یہ قوم درا وڑ سے کاپو فرقہ کے ایک عالم باعمل اور شاعر بے بدل تھے عہد شاہجہاں و عالمگیر میں موضع کرالی ضلع کڈاپا (مدراس) میں پیدا ہوئے ان کے باپ ایک معمولی کاشتکار تھے۔ ابتدا گاؤں کے ایک برہمن سے تعلیم پائی۔ پھر ایک فقیر کی صحبت سے

فیضیاب ہو کر ایک آزاد خیال واعظ بن گئے
اُنھوں نے عقائد ہنود سے منحرف ہو کر
بدھ کی طرح ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالی
رفتہ رفتہ وہ اپنی کوشش سے ایک بڑے
گرو بن گئے۔ اور ان کی حیات ہی میں ان
کے اکثر چیلے ہو گئے۔ بہت کافی عمر پا کر
مرے۔ اور ان کی راکھ الٰہ آباد میں دفن
کی گئی وہیں ان کے مٹھ یا مقبرہ کے مقابل
ایک مندر میں ودھاتا کی مورت بنی ہے۔ اور
اُن کے مذہب کے پیرو نہایت خلوص کے
ساتھ ان کی پرستش کرتے اور اُن کو خدا
مانتے ہیں۔

وہب بن منبہ یمن کے عجمی خاندان سے
تھے۔ حضرت ابوہریرہ سے کچھ حدیثیں سنی
تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
متعلق کتب عہد قدیمہ کی بشارت۔ اور
پیشین گوئیاں کثرت سے انھی سے مروی
ہیں۔ سنہ ۱۱۴ھ مطابق سنہ ۷۳۲ء میں وفات
پائی۔

ویس قرنی۔ دیکھو اویس قرنی۔

ردیف ہ

ہاتفی۔ اصلی نام عبداللہ تھا۔ مولانا عبدالرحمٰن
جامی کے خواہرزادہ تھے۔ ہرات کے شہر
جام میں پیدا ہوئے۔ سنہ ۹۲۷ھ مطابق سنہ ۱۵۲۱ء
میں وفات پائی۔ فارسی کے اچھے شاعر تھے۔
ان کی تصنیف سے لیلیٰ و مجنوں، خسرو شیریں،
ہفت منظر، تیمور نامہ مشہور ہیں۔ سکندر نامہ
کے طرز پر ایک کتاب فتوحات شاہی
بھی۔ اُنھوں نے تصنیف کرنا شروع کی لیکن
اس کے ختم ہونے سے پہلے خود ختم ہو گئے۔

ہادی۔ دیکھو الہادی۔

ہادی۔ میر محمد جواد علی خاں کا تخلص ہے سنہ ۱۲۸۰ھ
مطابق سنہ ۲۱۵ء میں فوت ہوئے۔ ایک اردو
دیوان یادگار ہے۔

ہارشا۔ انبالہ کے قریب تھانیسر کے حکمراں تھے
سنہ ۶۰۶ء میں تخت نشین ہوئے۔ تقریباً ۶ سال
متواتر مصروف پیکار رہ کر انھوں نے اپنا تسلط
سارے شمالی ہندوستان پر جما لیا۔ اپنے
سال جلوس سے ایک نئے سمت کی بنا ڈالی۔
دکن پر بھی کئی بار یورش کی۔ آخر زمانہ میں بدھ
مذہب اختیار کر لیا اور علوم و فنون کی طرف
متوجہ ہو گئے۔ ہیون سوانگ چین کا مشہور سیاح
ان ہی کے عہد میں ہندوستان آیا۔ ہارشا
نے بہت سے شفاخانے۔ سرائیں وغیرہ تعمیر
کرائیں۔

ہارون الرشید۔ دیکھو الرشید۔

ہاشم۔ جہانگیر کے زمانہ میں شہر بیجاپور میں

ایک شاعر گزرا ہے۔ شیخ احمد فاروقی عرف شیخ احمد سرہندی کا مرید تھا۔ ایک دیوان اور کئی کتابوں کا مصنف ہی۔ ۱۰۶۶ھ مطابق ۱۶۵۵ء میں زندہ تھا۔

ہاشم۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پردادا تھے خانۂ کعبہ کی کلید برداری عرصہ سے ان کے خاندان میں چلی آتی تھی۔ اور یہ خاندان عرب میں آنحضرت کے زمانہ سے قبل سے معزز تھا۔ ان کی اولاد ہاشمی کہلاتی ہی۔ غازہ ملک سام میں فوت ہوئے ان کے بعد عبد المطلب خانہ کعبہ کے کلید بردار ہوئے

ہاشمی کرمانی۔ مثنوی مظہر الآثار اس کی تصنیف ہے ۹۴۰ھ مطابق ۱۵۳۳ء میں وفات پائی۔

ہدایت۔ ہدایت خاں کا تخلص ہی۔ شاہ اللہ خاں فراق کے چچا تھے۔ ۱۲۱۵ھ مطابق ۱۸۰۰ء میں انتقال کیا۔ ایک دیوان یادگار ہی۔

ہدایت اللہ۔ مختلف علوم و فنون پر ایک کتاب مسمیٰ بہ ہدایت الرمل لکھی ۱۶۰۰ء میں یہ کتاب تصنیف ہوئی۔

ہدایت اللہ خاں۔ خان اعظم مرزا کوکا کا نواسہ تھا تاریخ ہدایت اللہ خاں جو ۱۶۵۶ء میں لکھی گئی۔ اس کی مصنفہ ہی۔

ہرپال دیو۔ راجہ دیوگڈھ کا داماد تھا۔ جس نے دکن کے دوسرے راجاؤں کی مدد سے مسلمانوں سے اپنا ملک واپس لیا تھا۔ مگر مبارک شاہ بن علاء الدین خلجی ۱۳۱۸ء مطابق ۷۱۸ھ (اپنے دوسرے سال حکومت میں) دکن پر چڑھ آئے اور ہرپال دیو کو گرفتار کرلیا اُس کی کھال کھچواکر اور دیوگڈھ کے دروازہ پر

جواب دولت آباد کہلاتا ہے اسکی نعش لٹکادی

ہرسکھ رائے۔ جیون داس کا بیٹا اور بسنت سنگھ کا پوتا تھا۔ قوم کا کھتری۔ وطن لاہور تھا۔ اس نے اپنے ماموں سری نارائن کے مشورہ سے ۱۲۱۴ھ مطابق ۱۷۹۹ء میں کتاب مجمع الاخبار لکھنا شروع کی اور ۱۲۲۰ھ مطابق ۱۸۰۵ء میں اس کو ختم کیا۔ ۱۲۱۱ھ مطابق ۱۷۹۶ء میں "زبدۃ القوانین" ایک نہایت کارآمد اور پراز معلومات کتاب تصنیف کی۔

ہرکرن۔ ذات کا کمبوہ ملتان کا رہنے والا متھرا داس کا بیٹا تھا۔ نواب اعتبار خاں کی سرکار میں منشی تھا۔ انشائے ہرکرن اس کی تصنیف ہے۔ اس کا ترجمہ انگریزی زبان میں ڈی فرانسس بالفور۔ ایم۔ اے نے کیا ہی جو ۱۸۰۴ء میں بار دیگر طبع ہوا۔

ہرمز اول۔ خاندان ساسانی سے فارس کے تیسرے بادشاہ شاہ پور اول کا بیٹا تھا ۲۷۲ء میں اپنے باپ کا جانشین ہوا۔ اپنے دادا بابکان سے صورت و سیرت میں بہت مشابہ تھا۔ نہایت نیکنامی کے ساتھ ایک سال حکومت کی ۲۷۳ء میں اس جہان سے کوچ کیا۔ اور اس کا بیٹا بہرام اول جانشین ہوا۔

ہرمز ثانی۔ ساسانی خاندان کے ایران کا آٹھواں بادشاہ تھا۔ ۳۰۳ء میں اپنے والد نرسی کا جانشین ہوا۔ سات سال اور پانچ ماہ حکومت کی۔ ۳۱۰ء میں فوت ہوا۔ شاپور اس کا بیٹا جانشین ہوا۔

ہرمز ثالث۔ یزدجرد ثانی بادشاہ ایران کا بیٹا تھا۔ ۴۵۶ء میں تخت نشین ہوا اس کے

بڑے بھائی فیروز نے تخت نشینی پر جھگڑا کیا اور ہرمز کو شکست دیکر قتل کیا۔ اور ۴۵۹ء میں خود بادشاہ ہوگیا۔

ہرمز رابع۔ اپنے والد نوشیروان عادل کے بعد ۵۷۹ء میں ایران کا بادشاہ ہوا۔ اس کا سپہ سالار بہرام چوبین جب رومیوں سے شکست کھا کر واپس آیا تو بادشاہ نے اس کو عورتوں کا لباس بطور اظہار ناراضی بھیجا تا کہ غیرت آوے اور یہ لکھا کہ "جامۂ زناں بپوشید" سپہ سالار کو یہ بات ناگوار گزری اور اپنے اثر سے رعایا کو بادشاہ کی طرف سے برانگیختہ کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک میں بغاوت ہوگئی۔ ہرمز کو قید کرلیا گیا۔ اور آنکھیں نکلوائی گئیں بالآخر ۵۹۰ء میں قتل کر دیا گیا۔ اس کے بیٹے خسرو پرویز نے ایک بڑی فوج کے ساتھ بہرام کا مقابلہ کیا اور شکست کھائی۔ سپہ سالار نے آٹھ ماہ حکومت کی۔ خسرو پرویز نے رومیوں کی مدد سے پھر حملہ کیا۔ اور سپہ سالار کو تاتار کی طرف بھگا دیا۔ اور پھر خود بادشاہ ہوا۔

ہرنام سنگھ۔ گورداس کا بیٹا۔ ملانوہ ضلع ہردوئی (اودھ) کا ساکن۔ قوم کا سرستی برہمن تھا۔ بچپن سے عین الدین خاں حاکم بریلی کے زیر سایہ رہا۔ تاریخ سعادت جاوید اس کی بہترین یادگار رہی۔ عین الدین خاں کا زمانۂ حکومتِ بریلی ۱۱۹۵ھ مطابق ۱۷۸۱ء سے ۱۱۹۹ھ مطابق ۱۷۸۴ء تک رہا ہی۔

ہرنارائن بھوپ مہاراجہ۔ کچھ بہار کا راجہ تھا۔ ۳۰۔ مئی ۱۸۳۹ء کو ۷۰ برس کی عمر میں بنارس میں مرا۔ راج بنسی خاندان سے تھا اور شیو کا پیرو تھا۔ مگر اس کا طرزِ زندگی بالکل ہندوؤں کے خلاف تھا۔ شادی کے معاملہ میں ذات پات کا لحاظ نہ کرتا تھا۔ یہاں تک کہ شادی شدہ عورتوں کو بھی زوجیت میں لے لیتا تھا اس کی بارہ سو رانیاں تھیں۔

ہری راؤ ہلکر۔ اندور کا راجہ تھا۔ ملہار راؤ سوم کا چچازاد بھائی اور جانشین تھا۔ ۲۴۔ اکتوبر ۱۸۴۳ء کو فوت ہوا۔

ہری ہر۔ بکا کا بھائی تھا۔ ان دونوں بھائیوں نے شہر بیجانگر کو آباد کیا تھا۔

ہشام بن عبدالملک۔ عبدالملک کا بیٹا اور خاندان بنی امیہ کا دسواں خلیفہ تھا۔ اپنے بھائی یزید ثانی کا ۷۲۴ء مطابق ۱۰۵ھ میں جانشین ہوا۔ اس کو یزید کے وقت کی بغاوتوں اور شورشوں کو دفع کرنا پڑا۔ ۱۹ برس ۷ مہینہ ۱۱ دن کامیابی کے ساتھ حکومت کی اس کے وقت میں جارجیہ فتح ہوا۔ افریقہ اور ہسپانیہ پر از سر نو تسلط ہوا۔ جزائر سارڈینیہ اور سرافوسہ ہاتھ آئے۔ فرانس میں بھی فتوحات حاصل ہوئیں۔ بربری اور خارجی لوگوں نے بغاوت کی۔ ان کے عہد حکومت جنگ تبوخ عربوں سے ہوئی۔ عربوں کو شکست ہوئی اور بہت سے عربی سردار مارے گئے۔ ۷۴۳ء مطابق ۱۲۵ھ میں انتقال کیا۔ ولید دوم بن یزید ثانی جانشین ہوا۔

ہشام بن عروۃ بن زبیر۔ زیادہ تر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ زہری کے

بھی شاگرد ہیں۔ علمائے مدینہ میں ان کا شمار ہو۔ ان سے جو روایات مروی ہیں ان میں سے اکثر کی متعلق محدثین کا بیان ہو کہ ان میں پوری تحقیقات سے کام نہیں لیا گیا۔ سیرت کے ذخیرہ روایات میں ان کا بہت بڑا حصہ شامل ہو۔ جن کو وہ اپنے باپ کے واسطے سے حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں۔ فن سیرت میں ان کے متعدد نامور تلامذہ ہیں ۱۴۳ھ یا ۱۴۴ھ میں وفات پائی۔

ہلاکو قاآن۔ ایلخاں بھی کہلاتا ہی۔ تولی خاں کا بیٹا چنگیز تاتاری کا پوتا اور جو تھا جانشین تھا ۱۲۵۳ء مطابق ۶۵۱ھ میں ایران کی سلطنت میں جو اس کے باپ تولی خاں کے حصہ میں آئی تھی ایشیائے کوچک کا حصہ ملحق کر کر اس کو وسعت دی اور خاندان ایلخانی کی بنا ڈالی۔ ۱۲۵۶ء مطابق ۶۵۴ھ میں ایران کے مشہور فرقہ اسمعیلیہ کی بیخ کنی کی اور اس کی طاقت کو تباہ کر دیا اور ان کے قلعوں کو مسمار کر دیا۔ اس کے بعد قسطنطنیہ کی طرف رخ کرنا چاہا مگر نصیر الدین طوسی وزیر نے اس کو بغداد پایہ تخت خلافت کی طرف جانے کی صلاح دی۔ ہلاکو خاں نے ۱۲۵۸ء مطابق ۶۵۶ھ میں بغداد کا محاصرہ کر لیا۔ اور چالیس دن کے محاصرہ کے بعد خلیفہ مستعصم باللہ جس کی طاقت بہت کمزور ہو چکی تھی خود ہلاکو خاں کی ملاقات کو قلعہ سے باہر نکل آیا۔ ہلاکو نے خلیفہ کو صلح کا یقین دلایا اور وعدہ کیا کہ فوج اور رعیت کی جان بخشی کی جاویگی بشرطیکہ سب لوگ غیر مسلح ہو کر میرے سامنے آینگے۔ خلیفہ نے ایسا ہی حکم دیدیا۔ اکثر شہری بغیر ہتیاروں کے باہر آگئے کچھ فرار ہو گئے کچھ

آخر تک شہر کے اندر رہی۔ ہلاکو خاں نے آٹھ لاکھ باشندوں کو پکڑ کر تہ تیغ کر دیا۔ شہر کو خوب لوٹا سخت وحشیانہ حرکات کیں۔ کتبخانہ کو جلا دیا۔ اور مسجدوں کی بے حرمتی کی۔ اس دوران میں منگو قاآن جو اس کا بھائی اور تاتار کا بادشاہ تھا فوت ہو گیا۔ ہلاکو خاں تاتار پر قبضہ کرنے کے لیے جاتا تھا۔ لیکن ملک شام میں اس کے سپہ سالار کو فیروز الدین فیروز کے مقابلہ میں شکست ہو چکی تھی اس لیے اس کو شام کی طرف رخ کرنا پڑا وہاں مراغہ (آذربائیجان) میں ۸۔ فروری ۱۲۶۵ء مطابق ۱۹ ربیع الثانی ۶۶۳ھ کو ۱۲۔ برس کی حکومت کے بعد فوت ہوا۔ سعدی شیرازی ہلاکو خاں کے زمانہ میں زندہ تھے انہوں نے تباہی بغداد کا مرثیہ لکھا جس کا پہلا شعر یہ ہی ؎

آسماں را حق بود گر خوں ببارد بر زمیں
بر زوال ملک مستعصم امیر المومنیں

ایلخانی خاندان کے بادشاہ حسب ذیل گذرے ہیں:-

ابا قاآن بن ہلاکو۔
نیکودر یا احمد خاں برادر اباقاآن۔
ارغوں خاں بن اباقاآن۔
کیخنو خاں بن اباقاآن۔
بیدو نبیرہ ہلاکو
غازان خاں بن ارغوں خاں۔
الجائتو بن ارغوں خاں۔
ابو سعید بہادر خاں بن الجائتو۔ یہ اس خاندان کا آخری بادشاہ تھا۔

ہلاکی ہمدانی۔ ایک ایرانی شاعر تھا۔ لکھ پڑھ نہ سکتا تھا۔ لیکن شعر گوئی میں خداداد ملکہ تھا اسمٰعیل صفوی ثانی شاہ ایران کی تخت نشینی پر ۱۵۷۶ء مطابق ۹۸۴ھ میں ایک قصیدہ لکھا جس کے صلہ میں بادشاہ نے معقول انعام دیا۔ دوسرے شعرانے بھی اس موقعہ پر قصائد لکھے تھے مگر اُن کو کچھ نہ ملا۔

ہلال استرآبادی۔ شہر استرآباد کا رہنے والا تھا۔ تاتاریوں کے چغتائی فرقہ کی اولاد میں تھا نوعمری میں خراسان کا سفر کیا۔ ہرات میں سکونت اختیار کی۔ علی شیر امیر ہرات اس پر بہت مہربان تھا۔ ہلال چونکہ مذہباً سُنی تھا۔ اس لیے شیعہ فرقے نے اس کی مخالفت کی اور ایک ازبک سردار کے حکم سے ۱۵۲۹ء مطابق ۹۳۶ھ میں قتل کردیا گیا۔

ہلال قزوینی۔ ایک مشہور مصنف تھا۔ ۱۵۲۷ء مطابق ۹۳۴ھ میں وفات پائی۔

ہما۔ سید امتیاز خاں بن معتمد خاں کا تخلص ہے سید احمد المتخلص بہ ضمیر کا بھائی تھا۔ صاحب دیوان ہی۔

ہمادری۔ یادو النسل کے مہادیو راجہ دیوگری کے یہاں ایک اعلیٰ عہدہ پر ممتاز تھا۔ اس نے راجہ مہادیو کے زمانہ کی ایک تاریخ لکھی ہی۔ نصف تیرھویں صدی عیسوی کے قریب اس کا زمانہ گزرا ہی۔

ہمام۔ عرب شاہ السواسی کا تخلص ہی کمال الدین محمد ابن عبدالوہاب نام تھا۔ سید تھے۔ امیر تیمور کے زمانہ میں عالم متبحر گزرے ہیں۔ ۱۴۰۵ء مطابق ۸۰۶ھ میں انتقال کیا۔ شرح ہدایہ ان کی تصنیف ہی۔

ہمام تبریزی۔ تبریز کے ایک مشہور ایرانی شاعر تھے۔ خواجہ ہمام الدین تبریزی بھی کہلاتے ہیں۔ "رباعیات میر ہمام" ان کی تصنیف ہے شیخ سعدی کے ہمعصر تھے اور شاعری میں اُن سے نوک جھونک رہتی تھی۔ الجایتو تاتاری کے عہد میں ۱۳۱۴ء مطابق ۷۱۴ھ میں انتقال کیا۔ تبریز میں دفن ہوئے۔

ہمام۔ دربار اکبری کا مشہور طبیب اور عالم تھا ۱۵۸۹ء مطابق ۹۹۷ھ میں سید صدر جہاں کی معیت میں سفارت خراسان پر گیا۔ ۱۵۹۵ء مطابق ۱۰۰۴ھ میں فوت ہوا۔ دو بیٹے۔ حکیم صادق اور حکیم خوشحال چھوڑے۔

ہمائی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام سے چار سو برس قبل ایران کی ملکہ گزری ہی۔ بہمن کی بیٹی تھی داراب اس کا بیٹا تھا۔ جو اپنی ماں کی زندگی ہی میں بادشاہ ہوگیا تھا۔

ہمایوں امیر۔ اسفرائن کا رہنے والا ایک شاعر تھا۔ اوائل عمر میں تبریز آیا۔ وہاں قاضی عیسیٰ اور یعقوب کی سرپرستی میں تھا۔ آخر عمر میں کاشان چلا گیا۔ وہیں ۱۴۹۶ء مطابق ۹۰۲ھ میں انتقال کیا۔ ایک دیوان یادگار ہی۔

ہمایوں شاہ بہمنی سلطان۔ بہمنی خاندان کا گیارہواں بادشاہ تھا۔ اپنے والد علاءالدین دوم کے انتقال کے بعد ۱۴۵۸ء مطابق ۸۶۲ھ میں دکن آیا۔ اور بادشاہ ہوا۔ اس نے بادشاہ ہوتے ہی پہلا کام یہ کیا کہ اپنے بھائی حسن خاں مدعی سلطنت کو آنکھوں سے محروم کردیا۔ خواجہ محمود گاواں کو ملک التجار کا خطاب دیا اور وکیل

سلطنت کے عہدہ پر سرفراز کیا۔ نہایت بیرحمی
اور ظلم کے ساتھ ۳ ½ سال حکومت کی تاریخ
میں ظالم کے نام سے مشہور ہیں۔ یکم ستمبر سنہ [illegible]ء
کو خدام نے جو اُن کے ظلم سے تنگ آگئے تھے
حالت نشہ میں قتل کردیا۔ اس کا بیٹا نظام شاہ
آٹھ سال کی عمر میں جانشین ہوا۔

ہمایوں نصیر الدین محمد۔ بابر بادشاہ کا سب سے
بڑا اور عزیز بیٹا تھا۔ اُس کو سلطنت کا ولیعہد
مقرر کیا تھا۔ اس کا بھائی کامران مرزا پہلے سے
قندھار اور کابل کا حاکم تھا۔ بابر کے مرنے کے
بعد جب سنہ ۱۵۳۰ء مطابق سنہ ۹۳۷ھ میں ہمایوں
تخت نشین ہوا۔ تو پنجاب کی حکومت کامران کو
دیکر بھائی کے علاقہ حکومت کو وسیع کردیا اور
چھوٹے بھائیوں ہندال مرزا اور عسکری مرزا
کو ہندوستان میں سنبھل اور الور پر مامور کیا
ان بھائیوں نے ہمایوں کا احسان فراموش
کردیا۔ اور سلطنت کے دشمن پٹھانوں سے جو
اپنی حکومت جمانے کی فکر میں تھے مل گئے شیر خاں
نے ہمایوں پر غلبہ پالیا اور خود شیر شاہ کے لقب
سے بادشاہ ہوگیا۔ ہمایوں کو آوارہ گردی نصیب
ہوئی۔ بھائیوں تک نے پناہ نہ دی۔ مجبوراً ایران
کا رُخ کرنا پڑا۔ طہماسپ شاہ ایران نے ان کے
شایان شان سلوک کیا۔ پندرہ برس ایران میں
رہے اس اثناء میں شیر شاہ کا انتقال ہوگیا اور
اُس کے جانشین یکے بعد دیگرے ہندوستان
پر حکومت کرتے رہے۔ ہمایوں کا استقلال
اور عزم بالجزم باوجود سخت مصائب برداشت
کرنے کے پست نہ ہوا تھا۔ موقع پاکر کابل پر
قبضہ کرلیا۔ اور اپنے بھائی کو شکست دی۔
قندھار بھی فتح کرلیا۔ اور سنہ ۱۵۵۵ء میں ملک
ہندوستان کا رُخ کیا۔ راستہ میں پنجاب
کو فتح کرتے ہوئے سکندر شاہ کو جو اُس
وقت دہلی کا بادشاہ تھا۔ سرہند کی مشہور
لڑائی میں شکست دی اور فاتح کی حیثیت
سے نہایت شان و شوکت کے ساتھ دوبارہ
دہلی میں داخل ہوئے بیرم خاں وزیر کو جس کے
حُسنِ تدبیر کا یہ سب کچھ نتیجہ تھا۔ خانخاناں کا
خطاب دیا اور سلطنت کے اعلیٰ ترین اعزاز
بخشے۔ ۱۱ ربیع الاول سنہ ۹۶۳ھ مطابق ۲۵۔
جنوری سنہ ۱۵۵۶ء کو کتب خانہ دہلی کی چھت سے
گر کر مر گیا۔ "ہمایوں بادشاہ از بام افتاد"
مادہ تاریخ ہے جس سے سنہ وفات برآمد
ہوتے ہیں۔ اکبر جانشین ہوا۔ دہلی میں اُسی
مقام پر جہاں ہمایوں گر کر فوت ہوا تھا چند
سال کے بعد اکبر نے ایک عالیشان سنگ مرمر
کا مقبرہ تعمیر کرادیا۔ جس کا شمار ہندوستان
کی بہترین عمارات میں ہوتا ہے۔ دیگر شہزادگان
اور شاہانِ مغلیہ بھی اسی مقبرہ میں دفن ہیں

ہمت بہادر گوسائیں۔ غنی بہادر نواب
باندہ کا دیوان اور پیشوا باجی راؤ کے خاص
افسروں میں تھا۔ ستمبر سنہ ۱۸۰۳ء میں لفٹننٹ
کرنل پوٹل کے ساتھ انگریزی فوج میں جاملا۔
اور شمشیر بہادر نواب باندہ سے جنگ کی جن کو
شکست ہوئی۔ ہمت بہادر کی ماتحتی میں ناگہ
سپاہی تھے۔ ناگہ ایک فرقہ ہے جو گداگری
پیشہ کرتا ہے۔ اور فن جنگ سے بھی واقف ہوتا
ہے اور ہمیشہ مسلح رہتا ہے۔ ہمت بہادر اس
فرقہ کا صرف فوجی سردار نہ تھا بلکہ یہ فرقہ اُس کو

اپنا مرشد بھی سمجھتا تھا۔ ۱۸۴۰ء میں فوت ہوا۔ اس کے خاندان کو انگریزوں سے وظیفہ ملتا تھا۔

ہمت خاں۔ ہمت خاں خان جہاں شایستہ خاں کا بیٹا۔ اور وزیر آصف خاں کا پوتا تھا۔ اس کا اصلی نام سید مظفر تھا۔ ہمت خاں کا خطاب شاہجہاں سے ملا تھا۔ عالمگیر کے زمانہ میں الہ آباد کا صوبہ دار رہا۔ آگرہ میں جمنا کے کنارے بہت سی عمارتیں تعمیر کرائیں جن میں سے ایک باؤلی اور حمام اب تک یادگار ہیں۔

ہندال مرزا۔ بابر کا اور ہمایوں کا بھائی تھا ۱۵۱۸ء مطابق ۹۲۴ھ میں پیدا ہوا۔ کامران مرزا نے جب ہمایوں پر خیبر کے قریب حملہ کیا تھا تو ہمایوں کی جان بچانے میں اس نے ۱۹۔ نومبر ۱۵۵۱ء مطابق ۹۵۸ھ کو اپنی جان خطرہ میں ڈالدی اور کام آیا۔ ہمایوں نے اس صلہ میں اُس کی وفات کے بعد اُس کی لڑکی رقیہ سلطانہ کی شادی اکبر کے ساتھ کردی۔ اس کی قبر کابل میں بابر کے مقبرہ میں ہے

ہندہ۔ عتبہ کی بیٹی اور ابوسفیان کی بی بی تھی اس نے جنگ احد میں حضرت امیر حمزہ کا دل وجگر نکال کر دانتوں سے چبایا۔ اور کان ناک اور ناخن وغیرہ تاگوں میں پرو کر زیور کے طور پر پہنے اور اپنے جذبات جاہلیت کا پورا اظہار کیا۔

ہوس۔ نواب مرزا تقی بن نواب مرزا علی خاں کا تخلص ہے۔ اردو میں لیلیٰ ومجنوں کا قصہ اور ایک دیوان جس کی ہر غزل میں لیلیٰ و مجنوں کا نام ہے اِن سے یادگار ہیں۔

ہوشدار خاں۔ ارادت خاں "واضح" کے پسر ہدایت اللہ خاں کا خطاب تھا جو فرخ سیر بادشاہ دہلی کی سرکار سے عطا ہوا تھا۔ صوبہ مالوہ میں ڈوہیریا کا فوجدار تھا۔ ۱۷۲۴ء مطابق ۱۱۳۶ھ میں نظام الملک آصفجاہ دکن کی خدمت میں گیا۔ اور مبارز خاں پر فتح پانے کے بعد چار ہزاری منصب کے ساتھ دکن کا دیوان مقرر ہوا۔ بعد کو گلبرگہ کی نظامت تفویض ہوئی ۱۷۴۲ء مطابق ۱۱۵۵ھ میں وفات پائی۔ اُس کے کئی لڑکے تھے۔ سب سے بڑا بیٹا نظامت گلبرگہ کا جانشین ہوا۔ دوسرے بیٹے شاہ نواز خاں نے کتاب "مآثرالامرا" تصنیف کی۔

ہوشمند بیگم۔ سلطان خسرو کی بیٹی شہزادہ ہوشنگ بن شہزادہ دانیال بن اکبر کی بیگم تھی۔ اس کی شادی ۱۰۳۵ھ مطابق ۱۶۲۵ء میں ہوئی

ہوشنگ۔ ایران کے پیشدادین خاندان کا دوسرے بادشاہ سیامک کا بیٹا اور کیومرث کا پوتا تھا۔ چالیس سال حکومت کی اس کا بیٹا طہمورث اس کا جانشین ہوا۔

ہوشنگ شاہ۔ الپ خاں بھی کہلاتا تھا۔ مالوہ کا پہلا مسلمان بادشاہ تھا۔ دلاور خاں غوری کا بیٹا تھا۔ ۱۴۰۱ء سے محمد شاہ بن فیروز شاہ تغلق بادشاہ دہلی کے زمانہ سے حاکم تھا۔ ۱۴۰۵ء مطابق ۸۰۸ھ میں وقت سے فائدہ اُٹھا کر اپنے والد کی وفات کے بعد وہ بالکل خود مختار ہو گیا اور سلطان ہوشنگ شاہ کا لقب اختیار کیا۔ تیس سال حکومت کی۔ ۱۷۔ جولائی ۱۴۳۴ء مطابق ۹۔ ذی الحجہ ۸۳۷ھ کو وفات پائی۔ مانڈو میں اس کا

مقبرہ ہے۔ ہوشنگ کے بعد اس کا بیٹا سلطان محمد شاہ بادشاہ ہوا جس کو محمود خاں پسر وزیر نے ایک سال کے بعد زہر دیدیا۔ اور خود محمود شاہ کے لقب سے تخت مالوہ پر بتاریخ ۱۵۔ مئی ۱۴۳۶ء مطابق ۲۹۔ شوال ۸۳۹ھ متمکن ہوا۔ مالوہ کے بادشاہوں کی فہرست جن کا پایۂ تخت دھار مانڈو۔ یا شادی آباد رہا حسب ذیل ہے۔

دلاور خاں غوری ناظم۔

ہوشنگ شاہ غوری۔

محمد شاہ غوری یا غزنی خاں۔

محمود شاہ خلجی

سلطان غیاث الدین خلجی۔

سلطان ناصر الدین خلجی۔

سلطان محمود ثانی۔ جو آخری خلجی بادشاہ تھا ۱۵۳۲ء میں بہادر شاہ نے گجرات کی بادشاہت میں مالوہ کا الحاق کر لیا۔

ہیبت جنگ۔ زین الدین احمد خاں کا خطاب تھا حاجی احمد کا چھوٹا بیٹا اور الہ وردی خاں مہابت جنگ ناظم بنگال کا بھتیجا اور داماد تھا نواب سراج الدولہ اُس کا بیٹا تھا۔

ہیرالال خوشدل۔ دکن کے قطب شاہی خاندان کی منظوم تاریخ لکھی ہے۔ اس کا زمانہ دسویں صدی ہجری کے آخر یا گیارہویں صدی کے اوّل میں گزرا ہے۔ کیونکہ قطب شاہی خاندان کا زمانۂ حکومت یہی ہے۔ یہ کتاب بنگال ایشیاٹک سوسائٹی کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

ہیرامن گوردھرداس (منشی) معتمد خاں کا منشی تھا۔ معتمد خاں نے عالمگیر کے بھائیوں کی لڑائی میں عالمگیر کا ساتھ دیا تھا۔ امن و امان کے بعد ۱۰۷۷ھ مطابق ۱۶۶۶ء میں معتمد خاں گوالیار کا حاکم مقرر ہوا۔ منشی ہیرامن نے اسی زمانہ میں گوالیار نامہ کتاب تصنیف کی جس میں راجہ بکرماجیت کے ۳۳۲ برس بعد سے لیکر معتمد خاں کی حکومت کے زمانہ تک گوالیار کے تاریخی حالات درج ہیں۔

ہیموں۔ دھوسر قوم سے ہیوات کا بنیا تھا۔ سلیم شاہ سلطان دہلی نے اس کو بازاروں کا نگراں بنا دیا تھا۔ محمد شاہ عادل کے زمانہ میں وزیر مقرر ہوا۔ کل انتظام مملکت اس کے ہاتھ میں آگیا۔ اکبر کے ابتدائی عہد میں آگرہ کا محاصرہ کیا اور اُس کو فتح کر کے دہلی کی طرف رُخ کیا۔ اور اُس کو بھی فتح کر لیا۔ تردی بیگ جو اکبر کے حکم سے اُس وقت دہلی کا حاکم تھا اکبر کے پاس سرہند کو چلا گیا۔ ۵۔ نومبر ۱۵۵۶ء مطابق ۲۔ محرم ۹۶۴ھ کو اکبر نے پانی پت کی مشہور لڑائی میں ہیموں کو شکست دی اور بیرم خاں نے اکبر کے سامنے ہیموں کا کام تمام کر دیا۔

ردیف ی

یادگار محمد مرزا۔ مرزا محمد بن مرزا بایسنغر بن مرزا شاہ رخ بن امیر تیمور کا بیٹا تھا۔ اپنے دادا مرزا بایسنغر کی وفات کے بعد ۸۶۲ھ میں اس کی جگہ خراسان کا حاکم ہوا اور سلطان ابوسعید مرزا کی وفات تک اس عہدہ پر مامور رہا جس کو ۱۴۶۹ء مطابق ۸۷۳ھ میں ایک دشمن نے گرفتار کر کے یادگار محمد کے حوالہ کر دیا اور قتل کیا گیا۔ اس کے بعد سلطان حسین بیقرا ہرات پر قابض ہو گیا۔ یادگار محمد نے اس سے کئی لڑائیاں لڑیں مگر آخر ایک شبخون میں ۲۵۔ اگست ۱۴۷۰ء مطابق ۲۷۔ صفر ۸۷۵ھ کو ہلاک ہوا۔ یہ شاہ رخ مرزا کی آخری اولاد تھا۔ شعر گوئی کا شوق تھا اور اچھا شعر کہتا تھا۔

یادگار ناصر مرزا۔ بابر بادشاہ کا بھائی تھا جب شہنشاہ ہمایوں ایران سے واپسی پر ۱۵۴۶ء مطابق ۹۵۳ھ میں بدخشاں کی تسخیر کو جا رہا تھا۔ یادگار ناصر نے شاہی فوج میں بغاوت پھیلانے کی کوشش کی اور اس جرم کی سزا میں قتل ہوا۔

یار محمد خاں میر۔ میر مراد علی سابق حکمران حیدرآباد سندھ کا بیٹا اور محمد خاں کا بھائی تھا جس کو سندھ کے الحاق کے بعد سر چارلس نیپیر کی نگرانی میں قید رکھا گیا تھا۔ بعد کو حیدرآباد میں بطور پنشن خوار گورنمنٹ رہنے لگا۔

یافعی امام۔ ایک فقیہ گزرے ہیں عبداللہ بن اسعد نام تھا۔ یافع ملک شام کے رہنے والے تھے۔ اسی وجہ سے یافعی کہلاتے تھے۔ قطب مکہ اور یافعی نزیل الحرمین بھی کہلاتے ہیں۔ شاہ نعمت اللہ ان کے شاگردوں میں تھے عربی زبان میں ان کی اکثر تصانیف ہیں جن میں کہ در النظم فی منافع القرآن روضۃ الریاحین فی حکایات الصالحین۔ خلاصۃ المفاخر فی مناقب الشیخ عبدالقادر اور مرآۃ الجنان فی حوادث الزمان مشہور ہیں۔ آخر الذکر کتاب میں ابتداء ۱ سنہ ہجری مطابق ۶۲۲ء سے لے کر ۱۳۳۰ء تک اسلامی مشاہیر اور سرداران فوج کے حالات درج ہیں۔ یہ کتاب نہایت دلچسپ ہے۔ اکثر مورخین ۱۳۶۶ء مطابق ۷۶۸ھ میں ان کا فوت ہونا بیان کرتے ہیں

یحییٰ ابن ابو المنصور۔ خلیفۃ المنصور کے زمانہ کے بہت بڑے عالم علم ہیئت تھے۔

یحییٰ بن احمد الحلّی۔ فرقہ امامیہ کے مشہور محدث اور فقیہ ہیں "جامع الشرع" اور مدخل در اصول فقہ" ان کی مشہور اور مستند تصانیف ہیں ۱۲۸۰ء مطابق ۶۷۹ھ میں انتقال کیا

یحییٰ بن اکثم۔ خلیفہ المامون کے زمانہ خلافت میں قاضی القضات تھے۔ ۸۵۶ء مطابق ۲۴۲ھ عہد خلیفہ المتوکل میں فوت ہوئے

یحییٰ بن خالد۔ ہارون الرشید کا وزیر اعظم تھا جس کا بیٹا جعفر البرمکی خلیفہ کے حکم سے ۸۰۳ء مطابق ۱۸۷ھ میں مارا گیا۔

یحییٰ بن عبدالرحمٰن۔ علم الٰہی کی ایک عربی کتاب "عین العلم" اور کتاب حدیث "افضل الصلوٰۃ" کا مصنف ہے۔

یحییٰ بن عبداللطیف - لبنۃ التواریخ کا مصنف ہے یہ کتاب ۱۵۴۱ء مطابق ۹۴۸ھ کی تصنیف ہے، حاجی خلیفہ نے اس کا نام اسمٰعیل بن عبداللطیف لکھا ہے - مصنف مآثر الامرا اس کو میر یحییٰ حسینی سیفی کے نام سے یاد کرتے ہیں شاہ طہماسپ صفوی کا زمانہ پایا تھا - ایران کا باشندہ تھا - بادشاہ کی نظروں میں معزز تھا - اور وہ اس پر خاص مہربانی کرتا تھا - اس شاہی رسوخ کی وجہ سے اکثر امرا حسد کرتے تھے اور وقتاً فوقتاً اُس کے خلاف بادشاہ کے کان بھرتے رہتے تھے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یحییٰ اور اُس کے بیٹے عبداللطیف کو بادشاہ نے قید کر دیا میر عبداللطیف نے فرار ہو کر اپنی جان بچائی یحییٰ نے ایک سال ۹ ماہ قید میں رہ کر ۱۵۵۵ء مطابق ۹۶۲ھ میں ۷۷ سال کی عمر میں انتقال کیا - عبداللطیف قید خانہ سے جان چھڑانے کے بعد گیلان وغیرہ ہوتا ہوا ہندوستان آگیا تھا۔ یہاں آکر شہنشاہ اکبر کا اوستاد مقرر ہوا - قصبہ سیکری میں ۱۵۶۹ء مطابق ۹۷۷ھ میں انتقال ہوا لیکن مصنف مآثر الامرا نے اُن کے انتقال کا سال ۱۵۸۳ء مطابق ۹۹۱ھ لکھا ہے - لیکن قاسم ارسلانی نے اُسی زمانہ میں اس کے انتقال کا مادہ تاریخ "فخر الناس" نکالا تھا - اس لیے اُن کے انتقال کا صحیح سنہ ہجری ۹۸۲ھ معلوم ہوتا ہے - اُس کا بڑا لڑکا غیاث الدین ان کے مرنے کے بعد عرصہ تک اکبر کے ملازمت میں رہا - ۲۶ جلوس اکبری مطابق ۱۵۸۱ء میں اس کو "نقیب خان" کا خطاب ملا - جہانگیر کے عہد میں اعزاز اور مناصب میں ترقی حاصل ہوئی۔ نقیب خان نے ۱۶۱۴ء مطابق ۱۰۲۳ھ میں بمقام اجمیر وفات پائی - اُس کی قبر درگاہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رح کے احاطہ کے اندر ہے تاریخ الفی کی تصنیف میں جو اکبر کے زمانہ میں لکھی گئی شریک رہا۔ مہابھارت کے ترجمہ میں فیضی کی مدد کی -

یحییٰ بن معاذ رازی - ایک عالم تھے ۹ اگست ۸۷۱ء مطابق ۱۸ - رمضان ۲۵۷ھ کو انتقال کیا - اور نیشاپور میں دفن ہوئے -

یحییٰ کاشی میر - شاہجہاں کے عہد کا مشہور شاعر تھا - شاہجہاں آباد کی محل اور شہر کی تکمیل کی تاریخ لکھی اس پر بادشاہ نے پانچ ہزار روپیہ انعام دیا ۱۶۵۴ء مطابق ۱۰۶۴ھ میں وفات پائی -

یحییٰ ملا نیشاپوری - اس کا تخلص فتاحی ہے صاحب دیوان اور فارسی میں شبستانِ خیال کا مصنف ہے - شاہ رُخ مرزا کا زمانہ پایا تھا ۱۴۴۸ء مطابق ۸۵۲ھ میں وفات پائی

یحییٰ منیری - ایک مشہور ولی تھے جو منیر میں دفن ہیں - دیکھو شرف الدین احمد احیا منیری

یزدجرد اوّل - بقول بعض مورخین بہرام چہارم کا بیٹا تھا - بعض بھائی بتاتے ہیں ۳۹۹ء میں تخت ایران پر بہرام کا جانشین ہوا - اس نے ظلم وستم کو روا رکھا - اس وجہ سے لعا صم کہلاتا تھا - ۲۱ سال کی حکومت کے بعد ایک گھوڑے کی ٹھوکر سے مرگیا اس کا بیٹا بہرام پنجم بادشاہ ہوا -

یزدجرد ثانی - اپنے والد بہرام پنجم کی جگہ ۴۳۸ء میں ایران کا بادشاہ ہوا - ۱۸ سال کی کامیاب اور بہادرانہ حکومت کے بعد فوت ہوگیا -

یزدجرد ثالث شہریار کا لڑکا اور خسرو پرویز کا پوتا تھا - ملکہ آذرمی دخت کی معزولی کے بعد ۶۳۲ء میں بادشاہ ہوا - یہ زمانہ حضرت عمر خلیفہ دوم کا تھا - ۹ سال حکومت کی مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے کے لیے مسلسل مسلمانوں سے لڑائی جاری رکھی بالآخر ۶۴۱ء م ۲۱ھ میں مسلمانوں نے جنگ نہاوند (جو تاریخ میں فتح الفتوح کے نام سے مشہور ہے) کے بعد ایران فتح کرلیا - یزدجرد نے ہر لڑائی میں مسلمانوں سے شکست پائی اور ہر شکست کے بعد ایک مقام کو چھوڑ کر دوسرے مقام پر پناہ گزیں ہوتا رہا - خود کبھی شریک جنگ ہونے کی جرات نہ کی - ۶۵۱ء میں قتل ہوا - اس کے بعد خاندان ساسانی ختم ہوگیا جس نے ایران میں ۴۱۵ سال حکومت کی تھی اس ہی کے زمانہ حکومت سے سال یزدجرد شروع ہوتا ہے - جس کی ابتدا ۱۶ - جون ۶۳۲ء مطابق ۲۰ - ربیع الاول ۱۱ھ سے ہوتی ہے - ایران میں سنہ یزدجردی کا اب بھی رواج ہے -

یزدی - عشق الہی کے متعلق ایک رسالہ موسوم بہ رسالہ فی بیان محبت کا مصنف ہے -

یزید بن ابوسفیان - ابوسفیان کا بیٹا تھا - ۶۳۹ء کے طاعون سے ملک شام میں فوت ہوا - اس سال طاعون آدمیوں اور جانوروں میں اس کثرت سے تھا کہ اہل عرب اس کو ام الرمادہ کہتے ہیں مسلمانوں کے ۲۵ ہزار آدمی طاعون سے ضائع ہوئے تھے اور مسلمانوں کے سپہ سالار ابو عبیدہ شرحبیل ابن حسنہ جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے کاتب تھے - اسی زمانہ میں طاعون سے فوت ہوئے -

یزید بن عبدالملک ثانی - بنی امیہ کا نواں خلیفہ تھا - خلیفہ عبدالملک کا لڑکا تھا ۷۲۰ء میں مطابق ۱۰۱ھ میں ملک شام میں عمر بن عبدالعزیز کا جانشین ہوا اور چار سال حکومت کرکے ۷۲۴ء مطابق ۱۰۵ھ میں فوت ہوا اس کا بھائی ہشام تخت نشین ہوا

یزید بن معاویہ اول - امیر معاویہ کا بیٹا اور بنی امیہ کا دوسرا خلیفہ تھا - زیاد کی ترغیب سے امیر معاویہ نے یزید کو باوجود اس کے کہ وہ انتہا درجہ کا بدچلن ظالم شرابی اور بدکار تھا اپنا ولیعہد مقرر کردیا - اور لوگوں سے اس کے حق میں بیعت لی - شامیوں نے بیعت آسانی سے کرلی - عراقیوں سے خوشامد اور دھمکی کے ساتھ اور بعض موقعہ پر رشوت سے کام لیکر زیاد نے بیعت کرائی ۵۱ھ مطابق ۶۷۱ء میں مدینہ اور مکہ کے مشاہیر سے بیعت لینے کی غرض سے امیر معاویہ کو بہ نفس نفیس تکلیف کرنی پڑی مگر حضرت امام حسین بن علیؑ اور حضرت عبداللہ بن عمر - حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر اور حضرت عبداللہ بن زبیر نے بیعت کرنے سے قطعاً انکار کردیا - اس واقعہ کے بعد امیر معاویہ نو برس تک زندہ

رہے جب سنہ ۶۰ھ مطابق سنہ ۶۸۰ع میں وہ وفات پا گئے تو پہلی رجب سنہ ۶۰ھ مطابق ۷ - اپریل ۶۸۰ع کو یزید کی تخت نشینی کی رسم دمشق میں نہایت دھوم دھام سے اس کے باپ کی وصیت کے مطابق ادا کی گئی۔ حضرت علی کے خاندان سے اور خاندان بنی اُمیہ سے خلافت کے معاملہ میں اَن بَن چلی آتی تھی۔ یزید نے اس خاندان کو نیست نابود کرنے کا پورا تہیہ کر لیا تھا جس کا عملی ثبوت تاریخ میں واقعہ کربلا سے ملتا ہے۔ سنہ ۶۱ھ مطابق سنہ ۶۸۰ع میں امام حسینؑ کو معہ اُن کے خاندان کے میدانِ کربلا میں شہید کیا گیا۔ اس واقعہ کی وجہ سے یزید کو تمام مسلمانوں میں اچھے نام سے نہیں پکارا جاتا۔ یزید اپنی علمی قابلیت اور عربی ادب میں کامل دستگاہ رکھنے کی وجہ سے مشہور ہے۔ شعر گوئی سے اُس کی طبیعت کو خاص مناسبت تھی۔ خواجہ حافظ شیرازی نے اپنے دیوان کا افتتاح یزید کے شعر سے کیا ہے۔ جس کا پہلا مصرعہ یہ ہے۔

اَلَا یَا اَیُّہَا السَّاقِیْ اَدِرْ کَاساً وَّ نَاوِلْہَا

۳۱ - اکتوبر سنہ ۶۸۳ع مطابق ۱۴ ربیع الاوّل سنہ ۶۴ھ کو فوت ہوا۔ اس کے زمانہ میں مسلمانوں نے خراسان اور خوارزم اور سمرقند فتح کیے۔

یزید بن ولید ثالث۔ بنی اُمیہ کا بارہواں خلیفہ تھا۔ سنہ ۷۴۴ع مطابق سنہ ۱۲۶ھ میں اپنے والد ولید ثانی کا جانشین ہوا اور چھ ماہ حکومت کرنے کے بعد فوت ہو گیا۔ بعدہٗ اُس کا بھائی ابراہیم خلیفہ ہوا۔

یعقوب بن اویس۔ کریانیہ کا رہنے والا مشہور مصنف تھا۔ (دیکھو کریانی)

یعقوب بن عتبہ بن مغیرہ بن الاخنس بن شریق الثقفی۔ نہایت ثقہ تھے عمال اور گورنر انتظام ملکی میں ان سے مدد لیتے تھے۔ فقہائے مدینہ میں ان کا شمار تھا سیرت نبوی کے عالم تھے ان کے دادا اخنس بن شریق وہی شخص ہے جو رسول اللہ کا سب سے بڑا دشمن تھا۔ سنہ ۱۲۸ھ مطابق سنہ ۷۴۵ع میں وفات پائی۔

یعقوب بن سلطان۔ دیکھو یعقوب بیگ

یعقوب بن لیث صفاری امیر یا فوت بھی کہلاتا ہے۔ سب سے پہلے اسی نے عباسیوں کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور خاندان صفاری کا بانی ہوا۔ ابتدا میں تانبے کے برتن بناتا تھا۔ رفتہ رفتہ سیستان کا بادشاہ ہو گیا۔ اور محمد بن طاہر ثانی سے سنہ ۸۷۲ع مطابق سنہ ۲۵۹ھ میں خراسان اور طبرستان چھین لیے۔ اس پر خلیفہ بغداد المعتمد نے اس کو باغی قرار دیا سنہ ۸۷۸ع مطابق سنہ ۲۶۵ھ میں بغداد کے راستہ میں ۱۱ سال کی حکومت کے بعد مر گیا۔ اس کا بھائی عمرو بن لیث جانشین ہوا۔

یعقوب بیگ۔ اپنے والد عزن حسن شاہ ترکمان کا سنہ ۱۴۷۸ع مطابق سنہ ۸۸۳ھ میں جانشین ہوا۔ ترکمان قبیلہ کا سردار تھا۔ یعقوب بیگ کے بعد اُس کا لڑکا الوندبیگ جانشین ہوا۔ جس کو شاہ اسماعیل اوّل

صفوی نے ۱۵۰۰ء مطابق ۹۰۶ھ میں شکست دی۔

یعمالی ہراتی - ایک شاعر تھا۔ فارسی کا ایک دیوان اس کی یادگار ہے۔

یلدگز اتابک - ایک ترکی غلام تھا جس کو سلطان مسعود سلجوقی نے خریدا تھا۔ یہ بادشاہ اس سے اس قدر خوش ہوا کہ اس کو اعلیٰ عہدہ پر پہنچا دیا۔ اور اس کی شادی طغرل ثانی کی بیوہ سے کر دی۔ بمقام ہمدان ۱۱۷۲ء مطابق ۵۶۸ھ میں بعہد ارسلان شاہ فوت ہوا۔ اور اس کا بڑا بیٹا محمد اتابک جانشین ہوا۔ یہ خاندان اتابک کا بانی سمجھا جاتا ہے اس نے ۱۲۲۵ء تک آذربائیجان میں حکومت کی۔ اس کے خاندان میں حسب ذیل حکمراں گزرے ہیں

(۱) اتابک یلدگز۔ ۱۱۷۲ء میں فوت ہوا۔

(۲)۔ اتابک محمد بن یلدگز ۱۱۸۶ء میں فوت ہوا۔

(۳)۔ اتابک قزل ارسلان بن یلدگز۔ ۱۱۹۱ء میں قتل ہوا۔

(۴) اتابک ابو بکر بن محمد۔ ۱۲۱۰ء میں فوت ہوا۔

(۵) اتابک مظفر بن محمد۔ سلطان جلال الدین خوارزمی نے اس کو شکست دی اور پھر کچھ عرصہ کے بعد فوت ہوگیا۔

یلدوز - دیکھو تاج الدین یلدوز

یمین الدین امیر - ملک الفضلا کہلاتے تھے۔ امیر محمد عرف ابن یمین کے والد تھے۔

یمین الدین امیر نزلابادی نزلاباد واقع بیہق ملک ایران کا ایک شاعر تھا کاتبی اور علی شہاب شعرا کا ہمعصر تھا مثنوی مصباح القلوب۔ (جس میں شمع و پروانہ کا مکالمہ ہے) مثنوی مشکوٰۃ الطالبین (جس میں عقل و محبت کا مناظرہ ہے۔ اور قصۂ فتح الفتوح اس کی تصانیف سے ہیں۔

یمین الدین طغرائی - دیکھو طغرائی مشہدی۔

یوسف ابو الحجاج - ہسپانیہ میں خلافت کا زوال شروع ہونے پر ابن الاحمر خود مختار ہو گیا اور اس نے غرناطہ کو دارالخلافت بنا کر سلطنت غرناطہ کی بنا ڈالی۔ اس سلطنت کا ابو الحجاج تیسرا بادشاہ تھا جو ۱۳۳۳ء میں اپنے بھائی عبداللہ کے بعد بادشاہ ہوا۔ یہ بادشاہ اپنی شکل و شباہت اور ذہنی قابلیت کی وجہ سے تمام رعایا میں ہر دلعزیز تھا۔ اس نے قصر الاحمرہ کی جس کی بنیاد ابن الاحمر نے ڈالی تھی تکمیل کی اور اس میں بہت کچھ اضافہ کیا۔ قلعہ الاحمرہ میں داخل ہونے کے لیے جو دروازہ بنایا تھا اُس کا نام باب العدل رکھا جو ۱۳۴۸ء میں تکمیل کو پہنچا اس کے زمانہ میں محل کے اکثر اندرونی حصے تعمیر ہوئے جن کی دیواروں پر اس کے نام کے کتبے آجتک کندہ ہیں۔ اس نے گاؤں گاؤں مدرسے جاری کیے اور یہ حکم دیا کہ ہر گاؤں میں جس میں کم سے کم بارہ

گھر ہوں ایک مسجد بنائی جائے - معاشرتی
اور مذہبی رسوم میں جو خرابیاں - اور
بدعتیں پیدا ہوگئی تھیں اون کی اصلاح کی
سنہ ۷۵۵ھ مطابق سنہ ۱۳۵۴ء میں جب مسجد
الاحمرہ میں نماز ادا کر رہا تھا - کسی باغی نے
تلوار سے شہید کر دیا -

یوسف احمد آبادی - عربی زبان میں علم
الہی پر "عقائد یوسفی" تصنیف کی -
"بدائع الانشا" اس کی تصنیف ہے اس
کتاب کا دوسرا نام انشاء یوسفی بھی ہے -

یوسف امیری مولانا - ایک ایرانی شاعر
تھا - شاہ رخ مرزا کے زمانہ میں گزرا ہے
اور اس کے بیٹے بایسنغر مرزا کا درباری شاعر تھا

یوسف بن جنید - اخی چلپی کے نام سے
زیادہ مشہور ہوئے - اس نے فتاوائے
قاضی خاں کا انتخاب مرتب کیا تھا -

یوسف بن حسن المقدسی - طبقات حنبلیہ
کے ایک حصہ کے مصنف ہیں - سنہ ۱۲۶۶ء
مطابق سنہ ۶۶۵ھ میں انتقال کیا - (دیکھو
ابوالحسین بن یعلی)

یوسف بن محمد - طب کے متعلق ایک کتاب
فائدۃ الاخبار اس کی تصنیف ہے -

یوسف خاں - شاہ جہاں کے عہد میں
سندھ کا حاکم تھا - اس نے ٹھٹھہ (سندھ)
میں ایک خوب صورت عیدگاہ تعمیر کرائی
اس عیدگاہ میں خط نستعلیق میں ایک کتبہ
لگا ہوا ہے - جس سے سال تعمیر سنہ ۱۰۴۳ھ
مطابق سنہ ۱۶۳۳ء ظاہر ہوتا ہے -

یوسف خاں مرزا - اکبر کے تیسویں سال
حکومت میں دو ہزار پنج صدی منصبدار
تھا - اور بعد کو کشمیر کا حاکم ہوا - اس کے
بعد ابوالفضل کے ساتھ دکن کی مہم میں
نہایت قابلیت سے کام کیا - جمادی الثانی
سنہ ۱۰۱۰ھ مطابق سنہ ۱۶۰۱ء میں انتقال کیا

یوسف سید - بن علی بن محمد الحسنی الدہلوی
الدولت آبادی - سید راجہ اور راجہ
قتال کے نام سے مشہور و معروف
ہیں - حضرت سید محمد گیسو دراز کے
والد بزرگوار تھے - جب بحکم محمد تغلق بادشاہ
دہلی کی جگہ دولت آباد دار السلطنت ہند
قرار پایا - تو آپ بھی دولت آباد تشریف
لائے - ۵ - شوال سنہ ۷۳۱ھ مطابق سنہ ۱۳۳۱ء
کو رحلت فرمائی آپ کا مرقد بیرون حصار
روضۂ شریف ہے - روضۂ شریف
دولت آباد میں ایک مقام کا نام ہے
جس کو خلد آباد بھی کہتے ہیں -

یوسف شاہ پوربی - باربک شاہ کا
لڑکا تھا - سنہ ۱۴۷۴ء مطابق سنہ ۸۷۹ھ
میں سلطنت بنگال کا جانشین ہوا -
۸ سال حکومت کرنے کے بعد سنہ ۱۴۸۲ء
میں مرگیا - اس کے بعد اس کا بیٹا فتح شاہ
جانشین ہوا -

یوسف شیخ - ملتان کا بادشاہ تھا - اس
کی حکومت سے پہلے ملتان سلطنت دہلی کا
صوبہ تھا - سنہ ۱۴۴۳ء میں خاندان سادات
کی حکومت کے زمانہ میں یوسف ملتان
کا صوبہ دار تھا - اور اس زمانہ میں
جس طرح دوسرے صوبوں کے حاکم خود مختار

ہوگئے تھے اس نے بھی اپنی خود مختاری کا اعلان کردیا۔ یہ ذی علم۔ ذی عقل۔ اور محتاط بادشاہ ہوا۔ قریشی النسل تھا۔ اسی وجہ سے وہاں کے مسلمانوں نے اس کو اپنا بادشاہ مقرر کیا۔ اوچھہ اور ملتان میں اس کے نام کا خطبہ اور سکہ جاری ہوا صرف دو برس حکومت کی۔ اس کے خسر رائے صحرانے جو لنگا خاندان سے تھا۔ اس کو تخت سے معزول کر کر۔ دہلی بھیجدیا۔ اور خود قطب الدین محمود لنگا کے نام سے بادشاہ بن گیا سنہ ۱۵[illegible]ء تک ملتان کی حکومت اس کے خاندان میں رہی اور اس کے بعد ہمایوں کے زمانہ میں ملتان پھر دہلی کا صوبہ ہوگیا۔ اس خاندان کے بادشاہوں کی فہرست حسب ذیل ہے۔

شیخ یوسف بانی سلطنت سنہ ۱۴۴۳ء

حسین لنگا اوّل سنہ ۱۴[illegible]ء

محمود خاں لنگا سنہ ۱۵۰۲ء

حسین لنگا ثانی سنہ ۱۵۲۱ء میں حکمراں ہوا اس کو شاہ حسین ارغن نے مغلوب کیا اور اس کے بعد ملتان ہمایوں کی سلطنت کا صوبہ ہوگیا۔

یوسف شیخ گجراتی۔ تذکرۃ الاتقیا اس کی تصنیف ہے۔

یوسف عادل شاہ۔ بیجاپور کی عادل شاہی حکومت کا بانی تھا۔ ابتداءً محمد شاہ دوئم بہمنی کے امرا میں شامل تھا جب سلطان مذکور کی وفات پر دکن میں خاندان بہمنی کا زوال شروع ہوا اور انتہا درجہ کی بدنظمی رونما ہوئی تو سرداران فوج اس کے طرف دار ہوگئے۔ یہ احمد آباد چلا آیا اور یہاں نئی حکومت کی بنا ڈالی سنہ ۸۹۵ھ مطابق سنہ ۱۴۸۹ء میں شاہ کا لقب اختیار کیا اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا اور سکہ جاری کرایا۔ مرض استسقاء سے ۲۱ برس کامیابی کے ساتھ حکومت کرنے کے بعد ۷۵ سال کی عمر پاکر سنہ ۱۵۱۰ء مطابق سنہ ۹۱۶ھ میں انتقال کیا۔ اس کی وفات پر اسمٰعیل عادل شاہ اس کا بیٹا بادشاہ ہوا۔ اس خاندان کے بادشاہ حسب ذیل گزرے ہیں

یوسف عادل شاہ بن مراد ثانی دانا طوایہ کے ایک سوداگر سے احمد آباد کے بادشاہ کے باڈی گارڈ کے لیے خرید کرلیا گیا تھا۔ . . . سنہ ۱۴۸۹ء

اسمٰعیل عادل شاہ بن یوسف سنہ ۱۵۱۰ء

ملّو عادل شاہ بن اسمٰعیل (صرف چھ ماہ حکومت کی) سنہ ۱۵۳۴ء

ابراہیم عادل شاہ اول بن اسمٰعیل سنہ ۱۵۳۵ء

علی عادل شاہ اوّل بن ابراہیم سنہ ۱۵۵۷ء

ابراہیم عادل شاہ ثانی بن طہماسپ بن علی عادل شاہ سنہ ۱۵۷۹ء

محمد عادل شاہ بن ابراہیم ثانی سنہ ۱۶۲۶ء

علی عادل شاہ ثانی بن محمد سنہ ۱۶۶۰ء

سکندر عادل شاہ بیجاپور کا آخری بادشاہ) سنہ ۱۶۷۲ء

یوسف علی خاں نواب۔ نواب محمد سعید خاں والی رامپور کے بیٹے تھے سنہ ۱۲۷۱ھ مطابق سنہ ۱۸۵۵ء میں مسند نشین ہوئے

ان کے زمانہ میں ہندوستان میں ۱۸۵۷ء کا مشہور ہنگامہ ہوا - یہ زمانہ غدر میں سرکار انگریزی کے خیرخواہ رہے - ایک لاکھ روپیہ کی جاگیر خیرخواہی میں گورنمنٹ سے ملی جو ریاست کے قدیم علاقہ سے ملحق ہے اور علاقہ جدید کے نام سے موسوم ہے - اور اس صلہ میں گورنمنٹ سے ستارہ ہند کا خطاب بھی ملا - نواب صاحب علوم منطق وفلسفہ جانتے تھے - شعر بھی کہتے تھے مرزا غالب کے شاگرد تھے - ناظم تخلص تھا انکا دیوان مطبوعہ موجود ہے - ۲۱ - اپریل ۱۸۶۵ء مطابق ۲۴ - ذی قعدہ ۱۲۸۲ ہجری کو انتقال ہوا -

یوسف محمد خاں - اکبری عہد کا پنجہزاری منصبدار تھا اور اکبر کا کوکا بھائی بھی تھا - ۹۷۳ھ مطابق ۱۵۶۵ء میں کثرت مے نوشی سے مرگیا -

یوسف مولانا نیشاپوری - تاریخ محمد شاہی کا مصنف ہے محمد شاہ رنگیلے کا عہد پایا فارسی شعرگوئی کے فن پر سب سے پہلی کتاب لکھی - خلیل احمد بصری نے سب سے پہلے اسی فن میں دوسو برس پہلے ایک کتاب عربی زبان میں لکھی تھی -

یوسف میر استرآبادی - ایران کا ایک شاعر تھا - قاسم کاہی کی ایک تاریخ وفات اس کے نام سے موسوم ہے جس سے پایا جاتا ہے کہ یہ ۱۵۸۱ء مطابق ۹۸۹ھ میں زندہ تھا -

یوسف ہمدانی - ہمدان کے مشہور عالم تھے ۱۱۴۱ء مطابق ۵۳۶ھ میں وفات پائی -

یونس بن عبدالرحمن - ایک مشہور شیعہ محدث تھے "علل الحدیث"، اختلاف الحدیث اور جامع الکبیر ان کی مشہور تصانیف ہیں - کہا جاتا ہے کہ یہ مناظرہ کی ایک ہزار کتابوں کے مصنف ہیں - ۴۵ - حج اور ۵۴ عمرہ کئے مدینہ میں ۸۲۳ء مطابق ۲۰۸ھ ہجری میں وفات پائی -

تمام شد

۶۸۶

خاتمہ

یا

مولف کی آخری گزارش

جلد اول کے شروع میں میں نے چار صفحہ کا دیباچہ دیا ہی جس میں زبان اردو میں "قاموس المشاہیر" جیسی کتاب کے تالیف ہونے کی ضرورت جتا کر وہ اصول بتائے ہیں جو اس کی تالیف و ترتیب میں ملحوظ رکھے گئے ہیں اور اُن کتابوں کی فہرست دی گئی ہے جن سے اس کی تیاری میں مدد لی گئی ہی اور اسی سلسلہ میں اُن مشکلات کا ذکر بھی کیا گیا ہی جو قاموس المشاہیر کی تکمیل میں پیش آئے۔ اب اس آخری گزارش میں اُن دقتوں کو بیان کرونگا جو اس کتاب کی طباعت میں پیش آئے۔

جیسا کہ جلد اوّل کے دیباچہ میں بیان کیا ہے میں نے اس کتاب کی ترتیب ۱۹۱۵ء میں شروع کی اور جلد اول کا مسودہ ۱۹۲۲ء میں جبکہ اس کی ترتیب کو شروع ہوئے سات سال کے قریب مدت گزر چکی تھی پریس میں بھیجا گیا۔ یہ زمانہ وہ زمانہ تھا جبکہ میں بستر علالت پر پڑا ہوا تھا۔ ایک روز جب کہ ایک سو چار درجہ کے قریب بخار پہنچ گیا تھا مجھے قاموس المشاہیر کے اوراق پریشان کا خیال آیا میں نے اپنے فرزند سعید مسٹر احمید الدین[1] سلمہ سے جو اسکول آف آرٹس اینڈ کریفٹس لکھنؤ سے فن لیتھوگرافی کی سند لینے کے بعد نظامی پریس کے اہتمام کا جایزہ لے چکے تھے کہا کہ وہ قاموس المشاہیر کے مسودات کو یکجا کر کے کاتب کے سپرد کر دیں۔ اُنھوں نے جواب دیا کہ آپ کی یادداشت دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ قریب قریب سب ردیفوں میں اکثر آپ کو نئے ناموں کا اضافہ کرنا ہی۔ بعض اشخاص کی نسبت مزید تحقیقات کی ضرورت ہی۔ ایسی حالت میں مناسب معلوم ہوتا ہی کہ آپ اپنے صحت یاب ہونے کے بعد نظر ثانی کر لیں اس وقت یہ کتاب پریس کے سپرد کی جائے لیکن میں نے ان کے مشورہ کو قبول نہ کیا اور شدت مرض میں میں نے یہی اصرار کیا کہ میں چاہتا ہوں

[1] ۱۹۲۴ء میں فوٹو لیتھوگرافی بلاک سازی اور فن طباعت کے ہر قسم کی عملی تعلیم حاصل کرنے کے لیے انگلستان گئے اور
[illegible]

کہ کتاب کا جس قدر مواد میں جمع کر چکا ہوں وہ جس حالت میں بھی ہو چھپکر شائع ہو جائے۔ جو کمی رہ جائے گی وہ اگر حیات مستعار باقی ہی تو دوسرے ایڈیشن میں پوری ہو جائے گی مجھے بار بار یہ خیال آتا تھا کہ اگر میری زندگی میں یہ کتاب نہ چھپی تو یہ مسودات سوا اس کے کہ کرم خوردہ ہو کر ردی میں پڑ جائیں اور کچھ نتیجہ نہ ہوگا۔ بالآخر حمید الدین سلمہ نے میری خواہش کو پورا کیا۔ پریس کے رواں کاموں کو ملتوی کر کے میرے مسودات کو جو مجھے جان سے زیادہ عزیز تھے الماری سے نکال کر ملک کے ہاتھوں تک پہنچانے کا انتظام کر دیا۔ دوسرے دن سے کتابت شروع ہو گئی۔ کاپیاں اور پروف تیار ہو ہو کر میرے پاس آنے لگے۔ مجھے اس کتاب سے اس قدر عشق تھا کہ میں اس کی کاپیاں اور پروف بحالت مرض خود ہی دیکھنا چاہتا تھا چنانچہ ردیف الف کی کچھ کاپیاں میں نے دیکھیں لیکن ضعف اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ ڈاکٹر نے مجھے لکھنے پڑھنے کے کام کی ممانعت کر دی اور بالآخر قاموس کی کاپیوں اور پروف کی صحت کا کام مطبع کے مصحح صاحبان پر چھوڑنا پڑا۔ مجھے افسوس ہے کہ میں نے صحت کا کام جو اپنی بیماری کے زمانہ میں کیا نہ وہ قابل اطمینان ہوا اور نہ دوسرے صاحبان کما حقہ کاپیوں کی صحت کر سکے۔ ۱۹۴۶ء کے آخر میں پہلی جلد شائع ہو کر جب ملک کے علم دوست اور قابل ترین ہاتھوں میں پہنچی تو اغلاط کی حقیقت کھلی اور اس کے بعد میں نے خود غلطنامہ بنانے کی غرض سے کتاب کو بالاستیعاب دیکھا اور اغلاط کی ایک لمبی فہرست تیار ہو گئی۔ ان غلطیوں کے نکلنے سے مجھے اسی حد تک تکلیف اور رنج ہوا جس قدر ایک باپ کو اپنے پیارے بیٹے کے چہرہ کو بدنما دیکھنے سے قدرتاً ہوتا ہی یوں تو شاید ہی کوئی خوش قسمت مصنف ہو جس کی کتاب چھپے اور وہ کتابت اور طباعت کی غلطیوں سے بالکل مبرا ہو ورنہ عموماً تو یہی دیکھا گیا ہو کہ بڑی سے بڑی اور چھوٹی سے چھوٹی کتاب میں غلطنامہ کا ایک دم چھلا ضرور لگایا جاتا ہی۔ کتاب کے سرسری مطالعہ کرنے والے اس غلطنامے سے فائدہ اٹھائیں یا نہ اٹھائیں لیکن اس قدر نفع ضرور ہوتا ہی کہ وہ اصحاب جو غائر نظر سے مطالعہ کرنے کے عادی ہوتے ہیں فہرست اغلاط پر ضرور نگاہ رکھتے ہیں۔ یہ غلطیاں جو آپ کو فہرست اغلاط میں ملینگی وہ مختلف نوع کی ہیں۔ بعض تو کاتب کی وہ غلطیاں ہیں جو مصحح صاحب کی نظر سے باقی رہ گئیں۔ اور بعض وہ غلطیاں ہیں جو باوجود کاپی اور پروف میں درست کر دینے کے مصلح سنگ کی لاپروائی کے بدولت جوں کی توں رہیں۔ بعض چھپائی کی خرابی یعنی پریس مین کی غفلت کا آئینہ ہیں۔ اور کچھ غلطیاں ایسی بھی ہیں جو مبیضہ میں جس سے اس کتاب کو کاتب مطبع نے نقل کیا ہے مقابلہ کے وقت میری نگاہ چوک جانے کی بدولت باقی رہ گئی تھیں۔ بہرحال غلطی جس طریقے سے بھی وقوع پذیر ہوئی غلطی ہے اور اس کی توجیہہ کرنا عذر گناہ بدتر از گناہ کا مصداق ہے اس لیے امید ہے کہ اس کتاب کے محترم ناظرین کتاب کے مطالعہ سے قبل فہرست اغلاط کو ملاحظہ فرما کر کتاب کو درست کر لینگے۔ اور ان حالات کو جو اس کتاب کو پریس میں بھیجتے وقت مصنف کو پیش آ رہے تھے اور اردو مطابع کی عام مشکلات کو نگاہ رکھکر

اس تکلیف دہی کی معافی دینگے۔ آخر میں اُن غلطیوں کی نسبت چند لفظ کہنا چاہتا ہوں جو مصنف کی کمی معلومات یا خامی تحقیقات پر منجر ہو سکتی ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ کسی لغت یا قاموس یا سایکلو پیڈیا کا ترتیب دینا شخص واحد کا کام نہ تھا۔ ضرورت تھی کہ یہ کام مصنفین کی ایک جماعت کو تفویض کیا جاتا اور مشاہیر کے ہر طبقہ کے حالات لکھنے کا کام ایک خاص شخص کو جو اس شعبۂ تاریخ میں کامل معلومات رکھتا ہو سپرد ہوتا۔ تصحیح کے لیے جداگانہ عملہ ہوتا۔ کتابت اور طباعت کا انتظام بھی بہتر ہوتا۔ لیکن ابھی ہماری قوم میں کوئی ایسی علمی انجمن (اکیڈیمی) قائم نہیں ہوئی ہے جو اردو ادب کے لیے اس قسم کی خدمات انجام دے سکے۔ اس لیے منفرد کوششوں سے جو کام ہو جائے اسے غنیمت سمجھنا چاہیے۔ تقریباً چھ ہزار مشاہیر کے ناموں کا مجموعہ جیسا کچھ بھی ہے آپ کے سامنے ہے۔ یہ کتاب اردو ادب میں اپنی قسم کی پہلی کتاب ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس وقت یہ کتاب ملک کے ایک گوشہ سے دوسرے گوشہ تک اشاعت پزیر ہوگی تو مختلف مذاق اور مختلف معلومات رکھنے والے اشخاص ایسے مشاہیر کے حالات جن سے ان کو دلچسپی ہوگی تلاش فرمائینگے۔ ممکن ہے کہ وہ حالات ان کو کم تفصیل کے ساتھ ملیں۔ یا اس مشہور شخص کا جس کا حال وہ دیکھنا چاہتے ہیں بالکل نظر نہ آئے اور اس وجہ سے ان کو مایوسی ہو۔ ایسے حضرات سے ہم باادب گزارش کرتے ہیں کہ ہمیں اپنی ہمہ دانی اور اپنی معلومات کی اس قدر وسیع ہونے کا کہ وہ دنیا کے یا کم سے کم ہندوستان کے ہر مشہور شخص کے حال پر حاوی ہو دعویٰ نہیں۔ اس لیے ہم اپنے قابل اور باخبر دوستوں سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ ہمیں ہماری فروگزاشتوں سے مطلع فرمائیں گے تاکہ ہم دوسرے ایڈیشن میں اِن کے مفید مشوروں سے فائدہ اُٹھا سکیں۔ ہم اس موقع پر یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ کتاب کی ترتیب اور اس کے مبیضہ کو پریس میں دینے کے بعد ان مشاہیر کے حالات کے علاوہ جو اس ایڈیشن میں شامل ہو چکے ہیں ہمارے پاس اور بھی مواد جمع ہو گیا ہے جو کتاب کے طبع دوم میں شامل کیا جا سکے گا اور نہ صرف یہ بلکہ وقتاً فوقتاً اس کے ترمیمہ نسخے شائع ہوتے رہیں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔

خاکسار

نظامی بدایونی

۸ ستمبر ۱۹۲۶ء بدایوں
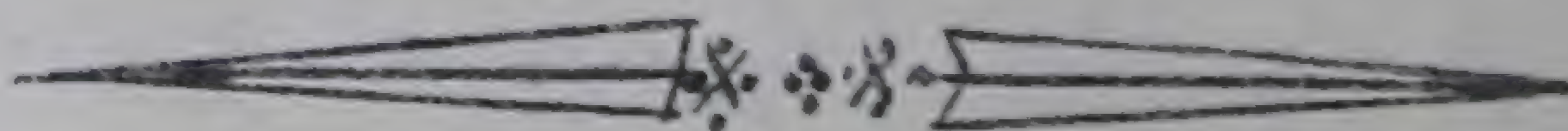
تصحیح اغلاط جلد اول

صفحہ	کالم	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	کالم	سطر	غلط	صحیح
۲	۲	۹	سنہ ۹۰ء	سنہ ۹۰ھ	۲۰	۲	۱	ہوئے	ہوا
۳	۲	۲۸	سپاس	سپاک	۲۲	۱	۱۲	کے	کا
۴	۱	۲۴	سنہ ۲۳ء	سنہ ۲۳ھ	″	۱	۱۴	زیر سرپرستی میں	سرپرستی میں
″	۱	۲۵	سنہ ۳۱ء	سنہ ۳۱ھ	۲۳	۲	۱	سنہ ۱۳۰۸ھ	سنہ ۶۰۸ھ
″	۱	۲۶	سنہ ۳۳ء	سنہ ۳۳ھ م سنہ ۶۵۳ء	″	۲	۳	سنہ ۱۸۹۲ء	سنہ ۱۲۸۲ء
۵	۱	۲۶	احمد شاہ	شاہ عالم	۲۵	۲	۱۹	ہوگیا	ہوئے
″	۱	۲۹	سنہ ۱۱۰ھ	سنہ ۱۱۰۷ھ	۲۶	۱	۵	پنے	اپنے
″	۲	۲۱	سنہ ۱۱۸۲ء	سنہ ۱۱۸۲ھ	″	۱	۲۸	کا	کے
″	۳	۲۲	سنہ ۱۱۱۷ھ	سنہ ۱۲۱۷ھ	۲۷	۱	۲۱	ابن ہوکل	ابن ہوقل
۶	۲	۲	افضل بل	افضل پل	″	۱	۲۶	اسی نام کو دیکھو	دیکھو امیر محمود
″	۲	۲۵	سنہ ۱۳۰۳	سنہ ۱۳۰۳ھ	۲۸	۱	۱۶	سنہ ۱۳۶۷ھ	سنہ ۱۳۶۷ء
۷	۲	۲۸	سنہ ۱۴۴۱ء	سنہ ۱۶۴۱ء	″	۲	۱۵	سنہ ۱۰۱۸ھ	سنہ ۱۱۱۸ھ
۸	۱	۷	سنہ ۱۷۵۵ء	سنہ ۱۵۷۷ء	۲۹	۱	۲۶	سنہ ۵۰۲ء	سنہ ۱۵۰۲ء
۱۰	۱	۸	سنہ ۱۹۱۹ء	تقریباً سنہ ۱۹۰۰ء	″	۱	۲۹	کے سے	کے حکم سے
۱۱	۲	۴	سنہ ۱۳۲۹ء	سنہ ۱۳۲۹ھ	″	۲	۱۶	ہوئے	شاہی
″	۲	۱۳	سنہ	سنہ ۱۶۴۷ء	۳۰	۱	۳	سنہ ۱۰۹۸ء	سنہ ۱۰۹۸ھ
″	۲	۲۰	سنہ ۸۱۹ء	سنہ ۱۸۱۹ء	″	۱	۲۳	سنہ ۱۲۹۲ء	سنہ ۵۲۶ھ
۱۲	۱	۱۷	مضان	رمضان	″	۱	۲۴	سنہ ۱۳۶۶ء	سنہ ۱۳۹۲ء
۱۳	۱	۲۸	سنہ ۸۷۵ و سنہ ۸۱۰	سنہ ۸۷۵ھ و سنہ ۸۸۰ھ	″	۱	″	سنہ ۵۲۶ھ	سنہ ۶۹۵ھ
″	۲	۶	الاشتر	مالک بن الاشتر	″	۱	″	سنہ ۶۹۵ھ	سنہ ۱۳۶۶ء
۱۵	۱	۲۷	سوز	سور	″	۱	″	اور	مطابق
″	۲	۱۷	سنہ ۱۹۲۳ء	سنہ ۱۶۲۳ء م سنہ ۱۰۳۲ھ	″	۲	۱۴	ان	اس
۱۰	۱	۱۳	کے	کئی	۳۱	۱	۱۳	کے داماد بھی تھے	کا داماد بھی تھا
″	۱	۲۳	علم و	علم	۳۴	۲	۲۵	مداح تھا	مداحی کی

صفحہ	کالم	سطر	غلط	صحیح
۳۴	۲	۲۸	کے	کا
۳۹	۱	۱۳	سنہ ۱۱۹۱ھ	سنہ ۱۱۹۱ء
″	۱	۱۳	سنہ ۵۸۷ء	سنہ ۵۸۷ھ
″	۲	۱۶	۲۷۔ ذی الحجہ	۲۷ ذی الحجہ سنہ ۳۲۵ھ
۴۰	۱	۱۶	م سنہ ۲۲۲ھ	مطابق سنہ ۳۴۳ھ
۴۱	۱	۱	کیا تھا	کی تھی
۴۳	۱	۴	سنہ ۲۴۸ء	سنہ ۶۸ھ
″	۱	۴	سنہ ۵۴ھ یا	سنہ ۸۵ھ یا سنہ ۵۴ء
″	۱	۲۱	لڑ	لڑکے
۴۵	۱	۱۲	تھے	تھی
۴۷	۱	۱۴	سنہ ۵۹۷ھ	سنہ ۳۳۵ھ
۵۰	۱	۲۴	تعمیر اشخاص	یہ عمر اونچاس
″	۲	۵	ہوئی	ہے
″	۲	۲۵	ابو عبداللہ محمد	مکرر درج ہوگیا ہے
۵۱	۱	۲۹	تھا	تھے
″	۲	۱	اس	اِن
″	۲	۲	اس	اِن
″	۲	۳	اس	اِن
″	۲	۴	اس نے	انھوں نے
″	۲	۵	اس	اِن
۵۳	۲	۱۴	سنہ ۱۹۱۲ء	سنہ ۹۱۲ء
۵۵	۱	۱۴	ہیں	کی
۵۷	۲	۱۹	سنہ ۹۲۲ھ	سنہ ۹۲۹ھ
۵۸	۱	۱۱	رہا	تھا
″	۱	۲۸	سنہ ۵۹۸ء	سنہ ۵۹۸ھ
۵۹	۲	۱۱	تھا	تھے

صفحہ	کالم	سطر	غلط	صحیح
۵۹	۲	۲۳	سنہ ۱۱۳۹ء	سنہ ۱۱۳۹ھ
۶۰	۱	۴	عالیہ	عائشہ
″	۱	۵	نہ	بیہ
″	۱	۷	نے	کے حالات میں
″	۱	۱۶	کسی	کی
″	۱	۲۰	کرتے	کرتے تھے
۶۱	۲	۱۰	اتابک	اتابک کے
۶۲	۱	۱۰	م سنہ ۱۱۳ھ ۱۷۱۷ء	سنہ ۱۱۳۰ھ ۱۷۱۷ء
″	۱	۱۹	سنہ ۱۲۲۶ء	سنہ ۲۲۶ء
″	۱	۲۰	ختم ہوئے	فوت ہوئے
″	۱	۲۶	سنہ ۱۰۹۹ء	سنہ ۱۵۹۹ء
″	۲	۲۷	سنہ ۱۲۹۳ء	سنہ ۱۲۹۴ء
۶۳	۲	۱۸	سنہ ۱۴۴۸ء	سنہ ۱۷۱۷ء
۶۵	۲	۲	شہزادے	شہزادوں
۶۶	۱	۷	لڑکا	لڑکا تھا دیکھو جلال بخاری سید
۶۸	۱	۱۲	گولی	گولے
″	۲	۲۵	ناظرین	✗
۷۰	۲	۱۵	ہیں	کے
۷۱	۱	۱۴	سنہ ۱۸۵۸ء	سنہ ۱۵۸۸ء
″	۱	۲۴	اوٹھا کر	اوکھاڑ کر
۷۲	۲	۶	سنہ ۱۸۰۸ء	سنہ ۱۸۰۸ھ
۷۲	۲	۱۸	اخفش اول	اخفش اوسط
″	۲	۲۴	سنہ ۵۴۴ھ	سنہ ۳۴۵ء
۷۳	۱	۱	فرخ کی	فرخ کی تاریخ
۷۶	۲	۲۵	کبیر الاشتہا	اکسیر الاشتہاد
۷۷	۱	۱۶	چشتی	حنفی
۷۸	۱	۸	سنہ ۷۶۳ء	سنہ ۷۶۳ھ

صفحہ	کالم	سطر	غلط	صحیح
۷۸	۱	۸	سنہ ۱۰۷۴ھ	سنہ ۱۰۷۴ء
〃	۱	۱۴	سنہ ۱۶۸۵ء	سنہ ۱۶۶۹ء
۷۹	۲	۲۰	×	سنہ ۳۳۱ھ
۷۹	۲	۲۱	سنہ ۴۴۳ھ	سنہ ۴۴۳ھ
۸۰	۲	۹	کے صاحب	صاحب کے
〃	۲	۱۰	کو	کا
〃	۲	۱۰	حاضر ہو	ہوتا تھا کہ
۸۰	۲	۱۷	سنہ ۸۶۰ء	سنہ ۸۶۰ھ
〃	۲	۲۹	کا مقابلہ	×
۸۲	۲	۱۶	سنہ ۱۷۷۵ء	سنہ ۱۵۷۵ء
۸۴	۱	۱۰	سنہ ۴۷۰ء	سنہ ۴۷۰ء
〃	۲	۱	سنہ ۱۵۵۱ء	سنہ ۱۶۵۱ء
۸۶	۲	۲۶	سنہ ۱۷۰۷ھ	سنہ ۱۷۰۷ء
۸۷	۱	۱۹	۱۲۰	۱۲
〃	۱	۲۷	ہاتھ سے	ہاتھ سے آگرہ کی فتح
〃	۲	۵	نمشتی	منشتی
۹۰	۲	۲۳	سنہ ۹۹۳ء	سنہ ۹۹۳ھ
۹۱	۱	۲۱	سنہ ۱۱۶۶ء	سنہ ۱۱۵۶ء
〃	۱	۲۲	سنہ ۵۵۱ء	سنہ ۵۵۱ھ
〃	۱	۲۲	سنہ ۱۱۹۲ھ	سنہ ۱۱۹۲ء
۹۲	۲	۹	تھا	تھی
〃	۲	۱۳	اس فتح کے	اس فتح کے بعد
۹۵	۲	۶	طالب	ابی طالب
۹۷	۲	۱۰	سنہ ۵۷۵ء	سنہ ۵۷۵ھ
۹۹	۱	۲۲	آنکھیں	آنکھوں میں
〃	۲	۲۶	سنہ ۲۹۳ء	سنہ ۲۹۳ھ
۱۰۵	۱	۲۷	صوفی	صفوی

صفحہ	کالم	سطر	غلط	صحیح
۱۰۶	۱	۲۲	سنہ ۱۳۱۷ء	سنہ ۱۳۶۹ء
۱۰۸	۲	۱۹	قومی	تمدنی
〃	۲	۲۲	شرح	شرع
۱۱۰	۱	۳	سنہ ۱۵۱۴ء	سنہ ۱۵۹۳ء
〃	۱	۱۳	اس کا	ان کے
〃	۱	۱۵	رہا	رہے
〃	۱	۱۶	کا	کے
〃	۱	۱۷	ہوا	ہوئے
〃	۱	۱۷	اس	اُن
〃	۲	۱۳	سنہ ۱۳۷۳ھ	سنہ ۱۱۷۳ھ
۱۱۱	۱	۲۴	شاہ تاتار	شاہ تاتار تھا
〃	۲	۲۵	سنہ ۱۲۳۰ء	سنہ ۱۹۳۰ء
۱۱۳	۱	۲۵	سنہ ۵۹۲ء	سنہ ۵۹۲ھ
۱۱۴	۲	۹	اطباع	اطبار
۱۱۵	۲	۲۷	سنہ ۵۵۹ھ	سنہ ۵۹۹ھ
۱۱۶	۲	۱۴	سنہ ۱۰۹۶ھ	×
۱۱۷	۲	۱۴	محمد	محمود
۱۲۳	۲	۲۶	سنہ ۵۰۹ء	سنہ ۹۰۵ء
۱۲۵	۲	۴	واحد علی شاہ	واجد علی شاہ
۱۲۹	۱	۱۵	سنہ ۹۰ھ	سنہ ۱۹۰ھ
〃	۱	۱۹	سنہ ۹۳ھ	سنہ ۱۹۳ھ
۱۳۰	۱	۷	بر	×
۱۳۶	۲	۲۰	سنہ ۱۸۱۲ء	سنہ ۱۸۰۲ء
〃	۲	۲۱	سنہ ۱۲۷۱ھ	سنہ ۱۲۱۷ھ
۱۳۷	۱	۱۹	کے قریب	×
۱۳۸	۱	۲۰	سنہ ۱۲۲۶ء	سنہ ۱۲۶۶ء
۱۳۹	۱	۲۰	مطابق	مطابق سنہ ۱۲۷۲ھ

صفحہ	کالم	سطر	غلط	صحیح
۱۵۱	۲	۲۴	کا	کے
〃	۲	۲۵	والا	والے
〃	۲	۲۵	کا	کے
〃	۲	۲۶	ہی	ہیں
〃	۲	۲۷	ہی	ہیں
۱۵۴	۲	۶	سنہ ۱۵۸۸ھ	سنہ ۹۹۷ھ
۱۵۷	۲	۲۴	سنہ ۱۵۵ھ	سنہ ۲۵۵ھ
۱۵۸	۱	۱۰	سنہ ۱۳۲ھ	سنہ ۱۰۳۲ھ
〃	۱	۲۳	سنہ ۱۷۶۵ع	سنہ ۱۶۶۵ع
۱۵۹	۲	۲	سنہ ۱۲۲۸ع	سنہ ۱۴۲۸ع
〃	۲	۷	سنہ ۱۸۸۵ع	سنہ ۱۵۸۵ع
۱۶۱	۱	۱۶	سنہ ۱۱۶۲ھ	سنہ ۱۰۶۲ھ
〃	۱	۲۲	سنہ ۱۴۳۰ع	سنہ ۱۲۳۰ع
۱۶۷	۱	۱۶	سنہ ۱۸۱۶ع	سنہ ۱۵۹۶ع
۱۶۸	۱	۱۶	سنہ ۱۱۰۱ھ	سنہ ۱۱۱ھ
۱۶۹	۲	۱۰	نے	کو بھی
۱۶۹	۲	۱۳	موسی	×
۱۷۰	۲	۸	سنہ ۱۷۳۹ع	سنہ ۱۷۰۴ع
〃	۲	۲۸	سنہ ۱۲۲۸ع	سنہ ۱۸۲۳ع
۱۷۱	۲	۲۰	اول	بن ابوبکر بن
〃	۲	۲۷	سنہ ۱۲۴۳ھ	سنہ ۱۲۴۴ھ مطابق ۱۸۲۹ع
۱۷۲	۱	۹	سنہ ۱۷۶۶ھ	سنہ ۱۷۶۰ھ
〃	۱	۹	سنہ ۱۷۴ھ	سنہ ۱۱۷۴ھ
〃	۱	۱۶	سنہ ۱۱۱۷ھ	سنہ ۱۱۷۷ھ
〃	۱	۲۳	اماب	ایک
۱۷۳	۱	۱۰	سنہ ۱۵۹۹ھ	سنہ ۱۵۹۹ع
〃	۱	۱۰	سنہ ۱۰۰۸ھ عیسوی	سنہ ۱۰۰۸ھ

صفحہ	کالم	سطر	غلط	صحیح
۱۷۳	۱	۱۳	مان سنگہ	مہا سنگہ
〃	۲	۱۲	سنہ ۱۸۹۷ع	سنہ ۱۶۰۵ع
〃	۲	۱۳	سنہ ۱۲۱۳ھ	سنہ ۱۰۱۴ھ
۱۷۶	۱	۱۹	سنہ ۱۲۲۴ع	سنہ ۱۳۳۴ع
〃	۲	۲۶	سنہ ۱۲۸۳ع	سنہ ۱۲۸۳ھ
۱۷۷	۱	۱۱	سنہ ۹۷۳ھ	سنہ ۹۹۳ھ
〃	۲	۷	سنہ ۱۶۵۱ھ	سنہ ۶۵۱ھ
۱۸۰	۲	۱۷	سنہ ۱۴۱۶ع	سنہ ۱۶۱۴ع
۱۸۳	۱	۱۹	سنہ ۱۸۴۷ع	سنہ ۱۴۴۷ع
〃	۲	۱۸	سنہ ۵۷۴ع	سنہ ۱۳۷۴ع
۲۰۰	۱	۲۱	سنہ ۴۱۷ع	سنہ ۷۰۴ع
۲۰۱	۲	۱۹	سنہ ۱۵۱۲ھ	سنہ ۱۲۱۵ھ
۲۰۴	۱	۱۷	سنہ ۱۷۳۴ع	سنہ ۱۳۷۴ع
۲۰۵	۲	۱۰	سنہ ۸۴ع	سنہ ۸۴۵ع
۲۱۱	۱	۸	سنہ ۱۹۰۵ع	سنہ ۱۵۰۵ع
۲۱۵	۱	۲۳	سنہ ۱۱۵۰ھ	سنہ ۱۵۰ھ
〃	۱	۲۳	سنہ ۱۷۳۷ع	سنہ ۷۶۷ع
۲۲۶	۱	۴	سنہ ۱۶۵ع	سنہ ۱۶۵۷ع
۲۲۷	۱	۱۲	کا	کے
〃	۱	۱۲	ہے	ہیں
〃	۱	۱۳	اُس	اُن
۲۲۷	۱	۱۴	اس	انھوں
〃	۱	۱۵	ہوا	ہوئے
۲۴۰	۱	۳	سنہ ۱۲۳۵ھ	سنہ ۱۲۳۹ھ
۲۴۳	۱	۱۷	سنہ ۱۲۶۹ھ	سنہ ۱۱۶۹ھ
〃	۱	۱۷	سنہ ۱۸۵۲ع	سنہ ۱۷۵۴ع
۲۴۷	۱	۲۱	سنہ ۱۰۸۵ھ	سنہ ۱۸۵ھ

صفحہ	کالم	سطر	غلط	صحیح
۲۴۹	۱	۱۵	سنہ ۱۶۰۸ء	سنہ ۱۶۶۹ء
۲۵۳	۲	۳	ہوا	ہوئے
۲۵۴	۱	۲۴	اُس	اُن
〃	۱	۲۹	بنگال سے	بنگال کے
۲۵۶	۱	۵	پہلے	پہلے راجہ
۲۵۸	۲	۵	سنہ ۱۱۱۱ء	سنہ ۱۷۱۱ء
〃	۲	۲۳	سنہ ۸۵۸ء	سنہ ۱۵۵۸ء
۲۶۴	۲	۲۱	سنہ ۱۲۲۶ء	سنہ ۶۲۶ء
۲۶۶	۱	۲	محاصرہ کا	محاصرہ
۲۶۸	۱	۲۵	ملک مالوہ	مُلک مالوہ
۲۷۰	۲	۲۸	شوخی انداز	شوخی کا انداز
۲۷۲	۲	۴	سنہ ۱۶۶۰ء	سنہ ۱۲۶۰ء
〃	۲	۷	سنہ ۶۶۴ھ	سنہ ۱۱۶۴ھ
۲۷۳	۲	۸	فیساغورث	فیثاغورث
۲۷۴	۱		شاگرد لکھا ہے	شاگرد رشید لکھا ہے
۲۷۹	۱	۲۵	سنہ ۱۷۰۰ء	سنہ ۱۶۷۰ء
۲۸۱	۱	۱۹	سنہ ۹۶۷	سنہ ۹۹۷ء
۲۸۲	۱	۷	سنہ ۱۶۹۱ھ	سنہ ۱۶۹۱ء
〃	۱	۶	سنہ ۱۱۰۲ء	سنہ ۱۱۰۲ھ
〃	۱	۱۵	سنہ ۱۰۸۵ء	سنہ ۱۰۸۵ھ
۲۸۳	۲	۱۵	سنہ ۱۹۲۴ھ	سنہ ۱۲۲۴ھ
〃	۲	۲۹	خود مختاری کی	×
۲۸۴	۱	۱	سلطنت کا خاتمہ کرکے	×
۲۸۶	۲	۷	کتاب	کتاب کا
〃	۲	۱۲	حیدرآباد گیا	حیدرآباد گئے
〃	۲	۱۳	اس کی	ان کی
۲۸۹	۱	۱۴	کھو سکا	کھوں گا

صفحہ	کالم	سطر	غلط	صحیح
۲۸۹	۱	۱۹	تصوف	تصوف
〃	۲	۱۸	سنہ ۱۷۱ء	سنہ ۱۷۱ء سے
۲۹۱	۱	۲۸	سنہ ۱۲۵۶ء	سنہ ۱۴۵۶ء
〃	۱	۲۸	سنہ ۸۶ء	سنہ ۸۶۰ء
〃	۲	۱۵	دہلی کے	دہلی کا
〃	۲	۱۵	شاہ گجرات کا	×
〃	۲	۱۶	وزیر	×
۲۹۳	۲	۱۴	سنہ ۱۹ھ	سنہ ۳۹ھ
۲۹۴	۱	۴	سنہ ۲۲۶ھ	سنہ ۹۲۶ھ
۲۹۴	۲	۱۵	پوتا	پوتا تھا
〃	〃	۲۰	کے	کے بعد
〃	〃	۲۷	بادشاہ ہوا	بادشاہ ہوا کو
۲۹۵	۲	۱۲	شہر آگرہ کے	شہر آگرہ
۲۹۹	۱	۲	خبر سن	خبر سن کے
۳۰۱	۱	۶	شامل فرمایا تھا	ارشاد فرمایا تھا
〃	۲	۲۸	لڑکا تھا	پوتا تھا۔
۳۰۲	۲	۱۹	وجہ میں	دوران میں
۳۰۶	۲	۱۸	سنہ ۱۳۸۹ء	سنہ ۱۶۸۹ء
〃	۲	۱۹	سنہ ۱۱۰۰ھ	سنہ ۱۱۰۰ھ
۳۰۷	۲	۱۲	سنہ ۱۸۷۳ء	سنہ ۱۸۷۳ء میں
۳۱۰	۲	۲۲	خاندان کی	خاندان
۳۱۱	۲	۱۴	چونکہ سود	چونکہ سود وہ
۳۱۵	۱	۱۹	سنہ ۱۳۳۲ھ	سنہ ۱۲۳۲ھ
۳۱۹	۱	۴	کے بیٹے	کی بیٹی

تصحیح اغلاط جلد دویم

صفحہ	کالم	سطر	غلط	صحیح
۲	۱	۲۴	یہی وہ سنہ	یہی سنہ
″	۲	۲۱	سنہ ۱۸۵۴ء	سنہ ۱۵۹۹ء
۴	۲	۱۰	ان کی	اُس کی
۶	۱	۱۶	ان کے	اُس کے
۹	۱	۸	سنہ ۶۳۸ھ	سنہ ۸۳۸ھ
۱۰	۱	۲۹	سنہ ۱۹۹۶ء	سنہ ۱۴۹۶ء
۱۱	۲	۵	کے باپ کا	اُس کے باپ کا
″	۲	۱۰	فیرار	فرار
۱۲	۱	۲	کے مورثوں	کی اولاد
″	۱	۱۰	کے	کا
″	۲	۷	زیارت گا	زیارت گاہ
۱۳	۱	۷	خاندان	بادشاہ
″	۱	۱۷	اُس	اِن
″	۱	۱۹	نسل ہے	نسل سے تھا
″	۱	۲۳	سبزواری	سبزواہی
″	۲	۲	سنہ ۸۵۷ء	سنہ ۱۸۵۷ء
۱۴	۱	۵	ہیں	میں
۱۵	۱	۳	اِن	اِس
۱۹	۲	۴	اِس	اِن
″	″	۱۷	سنہ ۲۷۴ھ	سنہ ۱۷۴ھ
۲۵	۱	۲۹	کے	کا
۲۷	۱	۴	بھیجا	بھیجی گئی تھی

صفحہ	کالم	سطر	غلط	صحیح
۲۷	۲	۱	مطابق سنہ ۱۳۲۴ء	×
۲۸	۱	۱۱	میناقب	مناقب
″	۲	۴	سنہ ۱۵۱۵ء	سنہ ۱۵۳۵ء
۲۹	۲	۱۸	سنہ ۱۷۰۷ھ	سنہ ۷۰۷ھ
۳۱	۱	۲۷	تھا	تھے
″	۲	۲۴	جن	حُسن
۲۳	۱	۱	سنہ ۱۳۱۴ء	سنہ ۱۴۱۱ء
″	۱	۲۲	ان	اس
″	۱	۲۴	گڑائی	لڑائی
۳۲	۱	۱۳	کا	×
″	۲	۱۰	نتھضور	رنتھبور
۳۳	۲	۱۶	اس لڑائی میں	اس لڑائی میں وہ
″	″	۱۸	میں	کو
۳۴	″	۸	شاسنامۂ منور کلام	شاہنامۂ منور کلام
۳۵	۱	۲۵	بنبت	بنت
″	۲	۱	حاکم کابل کہ	حاکم کابل
″	۲	۲۰	سنہ ۱۲۱۱ء	سنہ ۱۲۱۱ھ
۳۶	۲	۲	مہوبہ سندہ	صوبہ سندھ
۳۸	۱	۱۲	صوقی	صدقی
″	۱	۱۹	سنہ ۱۷۳۵ء	سنہ ۱۸۳۲ء
۲۹	۲	۲	سنہ ۷۰۴ھ	سنہ ۴۷۰ھ
″	۲	۸	سپہ سالار	×

صفحہ	کالم	سطر	غلط	صحیح
۴۰	۲	۲۵	سنہ ۱۲۹۱ء	سنہ ۱۱۹۲ء
۴۳	۲	۷	کالج	×
〃	〃	۱۸	وہی	وہیں
۴۴	۲	۲۴	اس کام	اس کا سر
۴۶	۱	۲۲	ایران کے کہ	ایران کے
〃	۲	۱	سنہ ۱۲۲۰ء	سنہ ۱۱۲۰ء
〃	۲	۲۴	الپ ارسلان	الپ ارسلان کا بیٹا تھا
۴۸	۱	۵	موجومہ	جو
۹	۲	۲۶	غزل مقطع ہے	غزل کا مقطع ہے
۵۰	۲	۳	تھا	تھے
۵۱	۱	۱۲	سنہ ۱۸۳۶	سنہ ۱۵۳۶ء
۵۳	۱	۲۴	سنہ ۱۰۶۰ء	سنہ ۱۶۶۰ء
۵۴	۱	۲۶	جنت البقین	جنت البقیع
۵۶	۱	۱۷	سنہ ۱۳۲۳ھ	سنہ ۱۲۲۳ھ
۵۹	۲	۸	سنہ ۱۲۷۹ء	سنہ ۵۸ھ
〃	〃	۲۹	شہزادہ کے ساتھ	شہزادہ کے ساتھ کی تھی
۶۰	۱	۳	ہوا بن	ہیں
〃	۲	۲۳	سنہ ۱۸۷۸ء	سنہ ۱۷۷۸ء
۶۱	۱	۸	سنہ ۵۱۱ھ	سنہ ۹۱۱ھ
〃	۱	۲۵	والد	ولد
۶۲	۱	۳	اور چار سال	خود چار سال
〃	۱	۱۵	ان	اُس
〃	۲	۱۴	غزنی	عربی
۶۳	۱	۱	سنہ ۱۲۴۴ھ	سنہ ۱۸۲۸ء
۶۴	۲	۱۵	دلچسپی ہے	دلچسپی تھی
۶۵	۱	۳	تنا عشریہ	اثنا عشریہ
〃	〃	۵	موسومہ	موسوم ہے
۶۵	۲	۱۶	سنہ ۱۲۸۴ھ	سنہ ۱۸۶۷ء
۶۶	۱	۲۴	سیاہ ہے	سیاہ تھے
۲۶	۲	۱	سنہ ۱۱۶۱ء	سنہ ۱۱۶۵ء
۷۰	۱	۹	مہاجرین	مشاہیر
〃	۱	۱۲	آپ بھی	آپ کے والد بھی
۷۲	۲	۱۳	اکبر	اور اکبر
۷۵	۲	۲	شد	رشد
۷۷	۲	۱۸	تکمیل	تاریخ تکمیل
۸۰	۱	۲۳	بنی امیہ	مصری اور یمنی
〃	۲	۲۱	جشن عامہ	جیش اسامہ
۸۱	۱	۱۹	سنہ ۱۸۵۳ھ	سنہ ۱۸۵۳ء
۸۲	۲	۱۸	ہوتے	ہوتے تھے
۸۳	۱	۸	ایک	کر ایک
〃	۲	۲۱	شاہ	بادشاہ
۸۵	۱	۱۶	کے	کا
۹۶	۲	۲	سیری	اسیری
〃	〃	۷	کشاب	کشاف
۹۷	۲	۱۹	سنہ ۱۲۲۴ھ	سنہ ۱۲۲۴ء
۹۸	۱	۱۳	تھا	تھے
〃	۲	۱	کرکے	کر گئے
〃	〃	۷	پہونچا	پہونچے
〃	〃	۱۷	چار پانچ	قریب سات
۹۹	۱	۹	کو	مطابق
〃	〃	۱۷	ہیں	رہیں
〃	۲	۲۹	ہوئے	ہوا
۱۰۱	۱	۳	میں	کے ممبر
〃	۱	۱۹	سنہ ۱۳۴۱ء	سنہ ۱۳۸۱ء

صفحہ	کالم	سطر	غلط	صحیح
۱۰۴	۱	۱۲	سنہ ۳۵۶ھ	سنہ ۵۳۶ھ
۱۰۵	۱	۱۳	سنہ ۱۹۰۷ء	سنہ ۱۴۰۷ء
۱۰۷	۱	۱۸	سنہ ۱۲۵۵ھ	سنہ ۱۲۵۵ء
۱۰۹	۱	۹	بہت یادہ	بہت زیادہ
۱۱۰	۲	۱۱	سنہ ۱۹۲۵ء	سنہ ۱۲۹۵ء
"	۲	۱۵	اس کا	اُس کی
۱۱۱	۱	۲۵	ے	کے
"	۱	۲۶	علام الثقلین	غلام الثقلین
۱۱۲	۲	۱۳	خواب	جواب
۱۱۴	۲	۱۲	سنہ ۸۷۳ھ	سنہ ۸۴۷ھ
"	"	۲۹	چوتھا بادشاہ بادشاہ تھا	چوتھا بادشاہ تھا
۱۱۵	۲	۲	بھی	میں بھی
۱۱۸	۱	۹	سنہ ۱۲۲۶	سنہ ۱۶۲۶ء
۱۱۹	۲	۹	کروہ دوم	گروہ دوم
"	"	۲۹	ان کو	اس کو
۱۲۰	۱	۲۶	عمر	عمر میں
۱۲۲	۲	۲۹	مجل	محل
۱۲۳	۱	۱۸	بیت	ابیات
۱۲۴	۲	۴	اپنی محبوبہ	خسرو پرویز
۱۲۵	۲	۲۲	ہو گئے	ہو گیا
۱۲۶	۱	۱	کو کرکے	کرکے
"	۲	۲۹	باپری	بابری
۱۲۷	۲	۳	ان کو	اس کو
۱۲۷	۲	۲۸	تھے	تھا
۱۲۸	۱	۲۰	ہے	تھے
"	"	۲۱	اس	ان
"	"	۲۸	کرتے	کرتے تھے

صفحہ	کالم	سطر	غلط	صحیح
۱۲۸	۲	۲۷	ہو گئے	ہو گیا
۱۲۹	۲	۵	ان کو	اس کو
"	"	۱۱	واپس	واپس ہوا
۱۳۲	۲	۸	سنہ ۱۳۷۸ء	سنہ ۱۳۷۸ء مطابق
"	۲	۱۰	ان	اس
"	"	۱۹	۱۴	۱۴-لاکھ
"	"	۲۴	اس	ان
۱۳۳	۱	۱۲	بڑا بھائی	چھوٹا بھائی
"	"	۱۸	بنائے گئے	کا خطاب ملا
۱۳۴	۱	۲۶	ان کو ان کے	اس کو اس کے
"	۲	۱۲	۴۹۴	سنہ ۴۹۴ھ
"	۲	۱۹	والد کی	والداور
۱۳۵	۲	۱۰	کرولیا	کرلیا
۱۳۶	۱	۶	سنہ ۱۵۷۹ء	سنہ ۱۵۷۲ء
"	"	۷	سنہ ۱۶۰۳ء	سنہ ۱۵۹۹ء
"	"	۱۰	سنہ ۹۰۰ھ	سنہ ۹۷۷ھ
"	"	۱۴	سنہ ۱۶۰۹ء	سنہ ۱۵۹۹ء
"	۲	۱۴	سنہ ۶۲۸ء	سنہ ۱۶۲۸ء
"	"	"	مطابق سنہ ۱۷۳۶ھ	مطابق سنہ ۱۰۳۷ھ
۱۳۷	۱	۲۱	وقفیت	واقفیت
"	۲	۱۸	سنہ ۱۱۹۱ء	سنہ ۱۱۹۱ھ
۱۳۸	۱	۴	علم وکلام	علم کلام
"	۱	۲۲	نویں سنہ	نویں صدی
"	۲	۷	خاص	خاں
۱۴۰	۱	۱	ان	اس
"	"	۵	بہن	بہن تھی
"	"	۱۵	قتبہ	قتیبہ

صفحہ	کالم	سطر	غلط	صحیح
۱۴۲	۲	۹	اورسال	اورسہ سال
۱۴۴	۱	۱۵	دار	داؤد
۱۴۶	۱	۲	سنہ ۹۷ھ	سنہ ۱۰۹۷ھ
//	//	۱۲	اس	ان
۱۵۲	۱	۹	ہوا	ہوئے
۱۵۷	۱	//	مرہ	نیرہ
۱۶۰	۱	۱۱	سنہ ۱۸۹۷ھ	سنہ ۱۸۵۷ع
۱۶۲	۱	۱۰	ان	اس
//	۱	۲۴	ترجمہ جو	ترجمہ
//	۱	۲۵	ہوا	گیا ہوا
۱۶۴	۲	۲۵	ہوگئے	ہوگیا
۱۶۷	۲	۱۵	کے	کا
۱۶۹	۱	۲۰	گر رہا ہے	گرتا رہے
۱۷۷	۲	۲۰	ہی کر	ہوکر
۱۸۳	۲	۲۰	ذالحجہ	ذی الحجہ
۱۸۵	۲	۱۹	الممار	الثمار
۱۸۶	۲	۲۰	سنہ	سنہ ۷۴۰ع
۱۹۷	۱	۱۸	بادشا	بادشاہ
//	۲	۲۷	سنہ ۱۷۶۹ع	سنہ ۱۷۹۹ع
۱۹۹	۱	۱۹	ناتونہ	نانوتہ
۲۰۴	۱	۲۰	کامزن	کامران
۲۰۵	۱	۷	سنہ ۱۴۱۹ع	سنہ ۱۴۹۳ع
۲۰۸	۱	۲۹	مرا	سزا
۲۲۳	۱	۲۱	لی اعزاز	للاعزاز
//	//	۲۸	لی دین	لدین
//	۲	۵	لی دین	لدین
۲۲۶	۱	۲۷	مدرسہ	مدرس
۲۲۶	۲	۱۳	کنڈا	مکنڈا
//	//	۱۶	اکبر کے نہ	اکبر کے صورت
۲۲۹	۱	۱۱	اُن	اس
//	۱	۱۸	المقتضی	المقتدی
//	۱	۲۰	بنایا۔چاہا	بنانا چاہا
۲۳۰	۱	۱۸	شاد	شاہ
//	۲	۱۹	سنہ ۶۶۸ھ	سنہ ۶۷۸ھ
۱۳۱	۱	۴	ابوالفا	ابوالفدا
//	۱	۱۸	سید الدین	سیف الدین
//	۲	۱۵	کاہلی	کابلی
//	//	۲۷	سنہ ۱۳۳۵ع	سنہ ۱۵۳۵ع
۲۳۸	۱	۳	ملوں شاہ شرف الدین	الول شاہ شرف الدین
//	۱	۲۹	کی بیوے	کی بیوہ نے
۲۳۳	۱	۲۷	اس	ان
۲۳۳	۱	۲۹	پہنچا تھا	پہنچے تھے
۲۳۵	۲	۲۱	سنہ ۵۷۵ع	سنہ ۱۵۷۵ع
۲۳۶	۲	۲۷	وطن	×
۲۳۷	۲	۲۹	میں کو	میں احمد کو
۲۳۸	۱	۱۵	عہد میں تھا	عہد میں بنا تھا
//	۲	۹	بتاریخ	تاریخ
۲۴۱	۲	۸	میں اُس	میں اس نے
۲۴۴	۱	۲۴	جہگوں	جگھوں
۲۴۵	۱	۱۱	سنہ ۱۸۵۸ع	سنہ ۱۵۸۸ع
//	۱	۱۹	حاضرہ	حاضر
۲۵۶	۲	۱۴	مسند نشین ہوا	مسند نشین ہوئے
۲۵۷	۲	۲۱	تفتہ زا کے	تفتہ زانی نے
۲۶۹	۲	۲۷	فور الدین	نور الدین

صفحہ	کالم	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	کالم	سطر	غلط	صحیح
۲۷۲	نمبر شمار صفحہ	بالائے سطر اول	۱۷۲	۲۷۲	۲۸۶	۲	۱۶	سنگ مر	سنگ مرمر
۲۷۵	۲	۷	جس میں... غزل	جس میں ۸۰۰ غزل	۲۸۹	۱	۱۷	سنہ ۱۶۵۴۶ء	سنہ ۱۵۴۶ء
۲۸۲	۱	۱۳	سنہ ۱۰۴ء	سنہ ۱۵۴۱ء	〃	۱	۲۶	سنہ ۱۰۷ھ	سنہ ۱۸۷ھ
〃	۱	۱۸	سنہ ۱۶۰ء	سنہ ۱۶۰۱ء	۲۹۲	۲	۷	عالکم	عالم
〃	۲	۱۴	سنہ ۱۸۰۴ء	سنہ ۱۵۰۴ء					

قاموس المشاہیر کی نسبت بعض مشاہیر ملک اور اخبارات کی رائیں

(از مولوی محمد عبدالعزیز صاحب ایم اے کینٹیٹ ایل ایل بی وکیل
(ہائی کورٹ الہ آباد)

قاموس المشاہیر کی جلد اول طبع ہوکر دنیائے ادب کے سامنے آگئی ہے اور جلد دویم عنقریب آنے والی ہے۔ مولوی نظام الدین حسین صاحب نے اس کتاب کی تالیف سے اردو ادب پر ایک احسان عظیم کیا ہے۔ جہاں تک مجھے علم ہے اپنی قسم کی یہ پہلی کتاب ہے۔ اردو زبان میں اس وقت تک کوئی کتاب ایسی نہیں تھی جس سے مشرقی مشاہیر کے حالات معلوم ہوسکیں۔ مہذب اقوام کی زبانوں میں متعدد کتابیں ایسے مضامین پر موجود ہیں اردو زبان کی ترقی کے لئے ایسی کتاب کا وجود لازمی ہے۔ یورپ میں عموماً اس قبیل کی کتابیں کسی علمی یا ادبی انجمن یا درسگاہ کی سرپرستی میں شایع ہوتی ہیں لیکن ہمارے ملک میں کسی بھی انجمن یا درسگاہ نے ابھی تک اس کام کا بیڑہ نہیں اٹھایا۔ مولوی نظام الدین حسین صاحب نے بارہ سالہ مسلسل اور ان تھک کوشش کے بعد اس کام کو تن تنہا انجام دیا ہے۔ اس کی تکمیل کے لیے ان کو بہت جگہ اپنے شہر سے باہر بھی متعدد کتب خانہ جات کی چھان بین کرنا پڑی ہے اور بہت سی کتابوں کا مطالعہ کرنا پڑا ہے۔ مولوی صاحب موصوف کی یہ جد و جہد خاص طور پر قابل ستایش و قدردانی ہے۔

قاموس المشاہیر چونکہ اردو زبان میں اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے۔ لہذا اس میں متعدد نقائص اور خامیوں کا پایا جانا اغلاط توقع نہیں ہے۔ مشاہیر کی فہرست زیادہ مکمل ہوسکتی ہے۔ جن بزرگوں کے حالات اس کتاب میں

درج ہیں ان میں سے بعض کے حالات زیادہ مفصل اور واضح معلوم ہونے کی ضرورت ہی علاوہ ازیں اگر مشاہیر کے حالات کے اختتام پر یا فٹ نوٹ میں ان کتابوں کا حوالہ دیدیا جائے جن سے وہ حالات اخذ کیے گئے ہیں تو کتاب زیادہ مفید ہو سکتی ہے اس سے ان لوگوں کو بہت مدد مل سکتی ہے جو واقعات زیادہ تفصیل سے معلوم کرنے کے متلاشی ہیں طبع اول میں کچھ غلطیاں پائی جاتی ہیں جن کو مولف صاحب جلد سے جلد دور کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ بااین ہمہ کتاب کی ترتیب تازہ ترین طریقہ پر کی گئی ہے۔ جو نقائص اُردو فارسی اور عربی کی پرانی کتابوں کی طباعت میں پائے جاتے ہیں ان سے یہ کتاب بالکل مبرا ہے۔

کاغذ عمدہ اور چھاپہ نہایت پاکیزہ ہے۔ جلد مضبوط اور نفیس باندھی گئی ہے۔ باایں ہمہ قیمت اس قدر کم ہے کہ ہر معمولی حیثیت کا شخص اپنی لائبریری کو قاموس المشاہیر سے مزین رکھ سکتا ہے۔ ۱۶ ستمبر ۱۹۲۶ء

ماخوذ از روزانہ ہمدم لکھنؤ مطبوعہ ۲۲ مئی ۱۹۲۶ء

یہ کتاب مولوی نظام الدین حسین صاحب نظامی بدایونی مدیر ذوالقرنین بدایوں کی سالہا سال کی محنت کا نتیجہ ہے۔ اس میں مشاہیر عرب ایران و ترکستان و ہندوستان وغیرہ کے خصوصاً جن کو تاریخ اسلام سے تعلق ہے مختصر حالات بہ ترتیب حروف تہجی ترتیب دیئے گئے ہیں، جو دو جلدوں پر مشتمل ہیں دونوں جلدوں میں پانچ چھ ہزار مشاہیر کے ناموں کا تخمینہ کیا جاتا ہے، اُردو زبان میں یہ کتاب اپنی قسم کی سب سے پہلی کتاب ہے، بادشاہ نواب، راجہ، وزیر، جرنیل، مصنفین مشایخ، علما، شعرا، وغیرہ کے حالات جن کا تعلق مشرق سے رہا ہے اس کتاب میں درج ہیں، نہ صرف زمانہ قدیم بلکہ مشاہیر حال کے نام بھی اسمیں موجود ہیں، بطور ایک معلومات کی کتاب کے اس کو کتب قانون میں جگہ دی جاسکتی ہے اور مدارس دینیہ اور ہندوستانی اسکولوں کی لائبریریوں میں رکھنے کے قابل ہے اس وقت تک صرف پہلی جلد ردیف دس تک شایع ہوئی ہے اس پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض بعض مشاہیر کے حالات پر نظر ثانی کی ضرورت ہے کیونکہ اس میں ضرورت سے زیادہ اختصار کیا گیا ہے، اگرچہ عام طور پر سن ہجری کی مطابقت عیسوی کے ساتھ کی گئی ہے لیکن بعض جگہ متروک ہے۔

مثلاً صفحہ نمبر ۱ پر حضرت آل احمدؒ کے حال میں سن عیسوی نظر انداز ہوگیا ہے۔ بعض بعض جگہ کتابت کی غلطیاں بھی ہوگئی ہیں، مثلاً صفحہ ۱۰ پر ابراہیم خاں فتح جنگ کے حال میں ۱۹۲۳ء غالباً ۱۶۲۳ء کی بجائے چھپ گیا ہے، بعض حالات کے لکھنے میں ضرورت سے زیادہ فیاضی سے کام لیا گیا ہے مثلاً خلفائے بغداد کے حالات پر بہت زیادہ صفحات صرف کیے گئے ہیں۔ ہماری رائے میں خاص خاص مشہور خلفا کے حالات لکھنے کافی ہونے اور برائے نام خلفا کا جدول میں ذکر دیا جاتا۔

بہرحال کتاب بحیثیت مجموعی اس قابل ہے کہ اُردو داں طبقہ میں اس کی قدر کی جائے ہمیں معلوم ہوا ہے کہ بعض صوبجات کی مجالس نصاب نے اس کو انعام اور کتب خانہ کے لیے منظور کر لیا ہے، دوسرا حصہ بھی عنقریب شایع ہونے والا ہے اگر اس کے ساتھ مولف صاحب ایک فہرست اغلاط جلد اول کی بطور صحت نامہ کے شایع کردیں تو نہایت مفید ہو۔

لکھائی چھپائی دیدہ زیب، کاغذ سفید دبیز سائز ۲۲×۲۹/۸ مجلد حجم دونوں جلدوں کا ایک ہزار صفحات کے قریب ہوگا قیمت ہر دو حصہ للعہ علیحدہ علیحدہ حصہ خرید کرنے پر سے فی جلد۔ ۱۶ ستمبر ۱۹۲۶ء

از آنریبل جسٹس ڈاکٹر شاہ محمد سلیمان صاحب ایم اے ایل ایل ڈی بیرسٹرایٹ لا جج ہائیکورٹ الہ آباد

زبان اُردو میں آج تک کوئی ایسی جامع اور مانع کتاب نہ تھی جس سے مشاہیر سلف کے حالات کا علم ہوسکتا اُردو ادب میں اکثر اوقات قدماء کے نام آجاتے ہیں۔ پڑھنے والوں کو اُن کے حالات دریافت کرنے سے مجبوری تھی اور لطف مضمون سے محروم رہنا پڑتا تھا۔ اب اس بڑی کمی کو کتاب قاموس المشاہیر پورا کرتی ہے۔ اُردو کے مشہور انشاپرداز مولوی نظام الدین حسین صاحب نظامی بدایونی نے کمال محنت و مشقت سے اس قابل قدر کتاب کو مرتب کیا ہے جو اپنی خوبی میں یکتا ہے۔ زمانۂ قدیم و حال کے مشہور اکابر کی مختصر سوانح عمریاں اس کتاب میں لغت وار جمع کی گئی ہیں جو نہایت مفید اور کار آمد ثابت ہونگی۔ میں مولانا نظامی کو مبارکباد دیتا ہوں اور اُمید کرتا ہوں کہ اس جانفشانی کا اجر مولانا موصوف کو مقبولیت کتاب سے حاصل ہوگا۔ ۱۸ دسمبر ۲۴ ۱۹ء

از مولوی محمد ابوالحسن صاحب صدیقی بدایونی ریٹائرڈ چیف جج حیدرآباد دکن

افسر سلطان گل پیدا شد از طرف چمن
مقدمش یارب مبارکباد با سرو و سمن

باغ جہاں میں ایک تازہ بہار آئی اور اُردو ادبیات میں ایک تازہ گل کھلا یعنی قاموس المشاہیر دو جلدوں میں شایع ہوگیا جس کا اس ملک کے علمی اور ادبی حلقوں میں مدت سے انتظار تھا۔ یہ لاجواب کتاب اپنی آپ ہی نظیر ہی کیونکہ اُردو زبان میں اب تک اس قسم کی کوئی کتاب نہ تھی جس سے مشاہیر گزشتہ و حال کا حال معلوم ہوسکے اس میں جملہ مشاہیر کی مختصر سوانح عمریاں بلاقید نسل و مذہب نہایت بے تعصبی سے درج کی گئی ہیں اختصار اور بلاغت بدرجہ اتم کام میں لائے گئے ہیں۔ دریا کو کوزہ میں سما دیا ہی ورنہ قاموس ایک بحر ناپیداکنار تھا۔ چھ ہزار اشخاص کا ترجمہ یا تذکرہ دو جلدوں میں غیر ممکن معلوم ہوتا تھا یہ تالیف مولوی نظام الدین حسین صاحب نظامی بدایونی کی دس بارہ سال کی ان تھک سعی و کوشش کا نتیجہ ہی۔ خدا تعالےٰ اُن کی اس سعی کو مشکور فرمائے۔ اس کتاب میں مولوی صاحب موصوف نے یہ جدت فرمائی ہی کہ ہر سنہ ہجری کا تطابق سنہ عیسوی سے کر دیا ہی۔ غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ اس میں کس قدر محنت شاقہ اُٹھانی پڑی ہوگی۔ ناموں کا ردیف وار ڈکشنری یا لغت کی کتاب کے طور پر جمع کرنا بھی آسان کام نہ تھا بعض مسلمان ناموں میں محمد کا لفظ شروع میں تیمناً و تبرکاً لگا لیتے ہیں اس لئے وہ نام اصلی ردیف کے لحاظ سے لکھکر یہ مبارک لفظ (محمد) اُس کے شروع میں اضافہ کر دیا گیا ہی۔ اس سے نئے آدمی کو وہ نام دیکھ کر یہ شبہ ہوسکتا ہی کہ یہ میم کی ردیف ہی لیکن اس اصول کے

سمجھنے کے بعد کوئی دقت نہیں رہے گی۔ چونکہ یہ کتاب اس فن کی پہلی کتاب اُردو زبان میں ہی یقین ہی کہ مقبول عام ہوگی۔ ہر کتب خانے اور ہر پڑھے لکھے آدمی کے گھر میں اس کے رہنے کی ضرورت ہی۔

قاموس میں ایک نام کی کمی رہ گئی ہی یعنی خود مولف نے اپنا نام (غالباً براہ انکسار) درج نہیں کیا ورنہ اُن کے کارنامے تالیف وطباعت کے حلقہ میں کچھ کم نہ تھے۔

اس موقع پر میں مولف کتاب کا شکریہ ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ انھوں نے اس گمنام کو بھی شہرت دوام کے اس مرقع میں جگہ دی ہی۔ یہ محض اُن کی عنایت و مہربانی ہی۔

اس کتاب کے متعلق ایک غلطنامہ بھی ہی۔ اس غلطنامہ کی ضرورت بھی تھی۔ کتاب کے خوشنما چہرہ پر ایک خال سیاہ کی ضرورت تھی۔ اُس کو نظر بد سے محفوظ رکھنے کے لیے غلطنامہ کے تعویذ کا آویزاں کرنا ضروری تھا۔

بے خار گل نباشد و بے نیش نوش ہم
تدبیر چیست وضع جہاں این چنیں فتاد

المرقوم ۱۰ر نومبر ۱۹۳۶ء

second volume of the elegies of Meer Babbar Ali, better known by his poetical pen-name of Anees, who is justly regarded as perhaps the greatest master of elegiac poetry in Urdu. *Dewan Jan Saheb* is a handy edition of the poetical works of Meer Yar Ali, whose verses enjoy high reputation for being composed in everv-day colloquialisms. The third volume is a collection of the letters of the late Sir Syed Ahmad K. C. S. I. It has been carefully edited by Mr. Ross Masood, the grandson of Sir Syed, who himself is a great scholar and has made notable contributions to the popularization of Urdu literature.

The original work (قاموس المشاهیر) *of which the first volume, is out, is a biographical dictionary of the world's celebrities. It is the first work of its kind in the language and deserves appreciation. We shall review it at some length when it is completed.*

COPY OF CIRCULAR LETTER

No. G-29 Of 1926—27

FROM, A. H. MACKENZIE, ESQR., M. A., B. Sc., M. L. C., DIRECTOR OF PUBLIC INSTRUCTION, UNITED PROVINCES.

Sir *Dated 4th August, 1926.*

I have the honour to commend the first volume of "Qamusul Mashahir" (an Urdu biographical dictionary) to your notice as a book which should prove of value for reference in the libraries of educational institutions. It contains short biographies in Urdu of nearly tow thousand important and notable personages of the East, particularly of India, who have made a reputation in the world of literature, art or politics. The provincial Text-Book Committee has approved of the book for use in the libraies of educational institutions- The book will be complete in two volumes. Volume II is in preparation.

The price of each volume of the book is Rs. 6 excluding postage. It can be had of the Manager, Nizami Press, Budaun (United Provinces).

PRINTED BY, AHID UDDIN F. R. S. A.
AT THE NIZAMI PRESS, BUDAUN. U. P.

I looked over your Qamnsul Mashahir with much interest. As you say it is the first book of its kind and you deserve every credit for bringing it out. Please send me the 2nd volume as soon as it is ready. In future editions I hope you may be able to correct some of the errors.

(Sd) ABDULLAH YUSUF ALI.
M. A. (*Cantab*)
(Bar at Law)
I. C. S. Retired

VII.

Qamusul Mashahir——The valuable compilation is really the outcome of the patient labourt. It is the first biographical dictionary in our Urdu language. It gives an account of the rulers, administrators, generals and other famous persons of the East. One of the special features of the book is that the lives of distinguished personages of the present day have also been given. In short, it is a useful book of reference and may be recommended for the libraries of the middle, normal and A. V Schools. There are some defects which can easily be removed in the next edition.

(Sd) ABUL HASAN,
B. A., I. E. S.
Inspector of Schools, U. P.

Jhansi,
8. 7. 1925.

THE HINDUTAN REVIEW ON THE PUBLICATIONS OF THE NIZAMI PRESS, BUDAUN. INCLUDING

QAMUSUL MASHAHIR

VIII.

We have on previous occasions brought to the notice of the reades of the *Hindustan Review* the exceedingly useful work which is being done by the Nizami Press, Budan (in the United Proviuces) by their publications of reprints of Urdu classics and also original works of scholarship. Of the four books in our list recently issued by Nizami Press, three are reprints and one an original work. Of the former we especially welcome the

I hope very soon to place a large order with Maulvi Nizamuddin Husain Sahab so as to enable the schools of these Dominions to have a copy of this book in their libraries.

Hyderabad-Deccon,
22nd January, 1925.

(Sd) MASOODJUNG, *B. A. (Oxen)*
Director of Public Instruction,
His Exalted Highness the
Nizam's Government.

IV.

Maulvi Nizamuddin Husain Sahab, Editor of the Zulqarnain, has compiled this book "Qamusul Mashahir" a Biographical Dictionary in Urdu. So far as I am aware it is first of its kind in this language and therefore deserves every appreciation. Maulvi Nizamuddin has rendered a real service to Urdu literature and has added to our means of information and knowledge. Such books should find a place in all school libraries.

Aligarh,
28th January, 1925.

(Sd) AFTAB AHMAD *B. A. (Cantab)*
Vice-Chancellor,
Muslim University,
Aligarh.

V.

Maulvi Nizamuddin Husain Sahab of Budaun is to be congratulated on the great service which he has done to the Urdu language by preparing a biographical dictionary which so far as I am aware has no parallel in Urdu. This unique compilation is bound to prove very useful as it furnished short biographies of eminent men who have made a mark in history. Maulvi Nizami Sahab has taken great pains over the work, and his labours deserve to be highly appreciated by the public.

Allahabad,
8th February, 1925.

(Sd) S, M. SULAIMAN.
M. A. LL. D.
Judge, High Court,
Allahabad.

VI.

Extract from a letter dated 18. 6. 1925, from Abdulla Yusuf Ali Esq., to the address of the author of Qamusul Mashahir.

OPINIONS ON QAMUSUL MASHAHIR

(APPROVED BY THE TEXT BOOK COMMITTEES OF THE UNITED PROVINCES AND BOMBAY EDUCATION DEPARTMENTS)

I.

I found Qamusul Mashahir to be very well planned and excellently printed and got up. The author seems to have consulted good many books on the subject and the biographies are interestingly written. It is a most interesting enterprise in Urdu and I wish him every success in his endeavour.

Allahabad
9th September, 1924.

(Sd) SHAFAAT AHMAD KHAN,
Litt. D., M. L. C.

II.

Qamusul Mashahir is a new and laudable enterprise in the Urdu literature. It contains about 6000 names in its two volumes. It is a very great improvement on Beale's Oriental Biographical Dictionary which has become somewhat out of date. The author Maulvi Nizamuddin Husain, Nizami of the Budaun Zulqarnain Press. is to be congratulated on his most successful attempt to supply a long-felt and real need, for which he deserves the best thanks of the educated public of this country. The book should be utilized with advantage by all the libraries in India and I am confident that it will receive a fullest patronage of the Government.

Buduan.
2nd January, 1925.

(Sd) FASIH UDDIN,
B. A., (K. B.)
M. L. C.

III.

The Qamusul Mashahir, which has been compiled by Maulvi Nizamuddin Husain Sahab, Nizami, is, in my opinion, the first biographical dictionary in the Urdu language.

I consider it a most useful publication and one which should be given a place in the libraries of all the secondary schools in the Urdu-speaking provinces of India.